سلسلۂ مطبوعات : ۶۱

سخنِ شعرا

خاں
عبدالغفور نساخ

اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ

سخنِ شعرا

عبدالغفور نساخ

SUKHAN-E-SHOARA

BY

ABDULGHFOOR NASSAKH

PRICE Rs.22/50

پہلا فوٹو آفسیٹ ایڈیشن : ۱۹۸۲ء

تعداد ۱۰۰۰

قیمت : ۲۲/۵۰ روپے

عزیزالجبار خاں، سکریٹری اتر پردیش اردو اکادمی نے میسر اتل آفسیٹ ورکس۔ نئی دہلی۔
میں چھپوا کر اکادمی کے دفتر قیصر باغ، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۱ سے شائع کی۔

پیش لفظ

آجکل اردو میں جس رفتار سے ریسرچ کا کام آگے بڑھ رہا ہے، اس پر اظہار اطمینان
جاسکتا ہے، لیکن کبھی کبھی بعض تحقیقی مقالات میں کیفیت کی کمی کا احساس ہوتا ہے۔ اس کا شائد
سبب یہ بھی ہے کہ تحقیق کرنے والوں کو بنیادی مآخذ سے استفادے کا موقعہ نہیں ملتا۔

اردو شعرا کے تذکروں کا شمار بنیادی مآخذ میں ہوتا ہے مگر اب یہ نایاب ہوتے جا رہے
اتر پردیش اردو اکادمی کے منصوبوں میں یہ امر بھی شامل ہے کہ کم یاب تذکروں کا عکس شائع
جائے۔ زیر نظر تذکرہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

عبدالغفور نساخ کا "سخن شعرا" انیسویں صدی میں اردو شاعروں کا اردو میں لکھا جانے
آخری ضخیم تذکرہ ہے۔ اس میں چوبیس سو سے زیادہ شعرا اور شاعرات کا ذکر اور ان کے
م کا انتخاب شامل ہے۔ "سخن شعرا" تاریخی نام ہے جس سے ۱۲۸۱ھ برآمد ہوتا ہے،
اس میں بعض ایسے حقایق کا بیان ہے جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اس میں ۱۲۸۱ھ
بعد اضافے ہوئے۔ اس کی پہلی اشاعت ۱۲۹۱ھ (اکتوبر ۱۸۷۴ء) میں عمل میں آئی تھی
کا عکس پیش کیا جا رہا ہے۔

امید ہے کہ اکادمی کی دوسری مطبوعات کی طرح اسے بھی حسن قبول حاصل ہوگا۔

دیش اردو اکادمی
ر باغ، لکھنؤ
بر ۱۹۸۲ء

محمود الہی
چیرمین، مجلس انتظامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اوس نخلبند گلستان جہان کی رونق افروز چمنستان معانی ہے اور ثنا اوس گلچین آرائے
زمین و زمان کی بہار افزاے ریاض نکتہ دانی ہے جسنے عرائس معانی کو ریاحین مبانی سے
پیراستہ اور ابکار افکار کو روائح ازہار بلاغت اور فوائح گلہاے فصاحت سے آراستہ فرمایا
اور نونہالان گلشن لطائف کو خمائل ظرائف سے مزین فرماکے عجب طور سے منصۂ شہود پر
جلوہ نما کیا اور اپنے سحاب لطف وکرم کی آبیاری سے شورستان عدم استعداد کو روضۂ
رضوان بنایا سرو قدان باغچۂ احسن تقویم اور سبزۂ بہار خلق کی تعلیم سے مالامال اور نوبادۂ
گلشن تکریم برگ و بار حسن تنظیم سے چمن چمن نہال ہوئے * شعر *

اے موج نسیم کرم الطاف سے تیرے دیکھا نہین اس گلشن بیخار مین کھٹکا

اور گلدستۂ درود ثنا محدود وصلوٰۃ غیر معدود پیشکش بہار گلستان رسالت رونق بوستان
نبوت آفتاب دوسرا آسمان اہتدا تاجدار لی مع اللہ خدیو انجم سپاہ ہے جسکی نکہت
مرحمت سے معطر ہر دماغ اور نسیم مکرمت سے ہر غنچۂ دل باغ باغ ہے خاک پا اوسکا فروغ شان
گلشن صنائع کو غازہ ہے اور چمن زار فضاے بدائع اوسکی آبیاری سے تر و تازہ قدبالای علوم

اوس

اوس منبع جود و احسان سے اپنی موجون مین لہراتا ہے اور محیط شرایع اوس گوہر بے بہا و
ہتقان سے آب و تاب مین چشمۂ خورشید کا پہلو دباتا ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ
الاتقیاء الابرار ماطمی البحر الذخار وعتب المجاج الکثیار بعد اسکے ہیچمیرز ابو محمد عبد الغفور
خالدی متخلص بہ نساخ ڈپٹی مجسٹریٹ وڈپٹی کلکٹر ضلع راجشاہی معروف بہ اسید ہو ابیہ
ابن منشی قاضی فقیر محمد مرحوم صاحب جامع التواریخ وکیل عدالت عالیہ صدر دیوانی کلکتہ
ابن قاضی محمد رضا مغفور متوطن ضلع فریدپور باشندہ گزین دار الامارۃ کلکتہ محکمہ نکتہ سنجان
زمن کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ بیان ہنوز بانچہ عمر مین نسیم شعور کی آمد آمد اور فرش سبزہ
رشد و فضای سن و سال مین ممتد بھی نتہا کہ سر مین سودا اسے گلکاری ان مضامین پیدا ہوا دل
غنچہ لبان معانی کا شیدا ہوا کلام اساتذہ کا شوق رہا غیرون کے سخن سے ذوق رہا اسوقت سے
دفون مین بہت سی دواوین نظر سے گذرے عرصۂ قلیل مین تذکرہ ہاے کثیر دیکھے جنہون نے
داد سخن کی دی ہے جانفشانی وجانکاہی کی ہے ہر مضمون نشئہ حیات ہے ہر معنی شاخ نبات
ہے ہر انداز شیرین یا غیرت شان انگبین ہے ہر طرز نمکین رشک لب شیرین ہے جی مین یہ
چاہا کہ شربت تالیف سے کوزے بھرون اور اس قند کو مکرر کرون یعنی اس طرح کا
تذکرہ لکھون جسمین اشعار آبدار مین اطناب و ایجاز ہو اور احوال شعرا مین اختصار و ایجاز
اور حالات ابناے زمان کو بقدر طاقت بشری جامع اور حشو و زوائد کو مانع ہو بحمد اللہ
کہ یہ ناوک عزم ہدف مراد مین دو سار ہوا کہ بارہ ۱۲ برس کی محنت مین یہ تذکرہ شعراے
ریختہ سے بنام تاریخی سخن شعرا تیار ہوا وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ردیف الالف

آباد تخلص محمد یعقوب علی خان خلف محمد اسحاق خان باشندۂ دہلی

ان خراباتیون کی صحبت نے	مجھکو آباد کیا خراب کیا

آباد تخلص مہدی حسن خان ولد غلام جعفر خان باشندۂ لکھنؤ ناسخ سے اصلاح لیتے تھے
سال تولد انکا ۱۲۳۸ بارہ سو اڑتیس ہجری ہے اِنکے تین واسوخت اور ہر بحر مین
غزل کے ایک ایک دیوان ہے بعض دیوان اور واسوخت نظر راقم سے گذرے

ہمیشہ تذکرہ ہے مصحفِ رخسار جانان کا
کوئی ثروت مین بھی لیتا ہے غربت بسر جاتی ہے
ہجر مین ای رشکِ شیرین جان شیرین تلخ ہے
کیا عجب شوقِ اسیری مین اگر منقار سے
روشنی پائے سخاوت سو جہان مین نام سے
پائیگا اکدن کمال سربلندی شکل بدر
ہے بجا اے گل اگر کہتے تجھے رشکِ بہار
رکھ لیا پردہ مرا قاتل تری تلوار نے
بجلیان روشن کریگی قبر پر میرے چراغ
تیرے ہر ایک سخن مین ہین بہم دو پہلو
نور آتش کے حرف سے ہر حرف ہو جدا
گر سکندر کی طرح ہوتے میرے بخت رسا
طور کم کر نہ مرے بعد جفا کاری کا +
زلفِ دراز و ابرو رخسار و چشم و لب
واللہ کیا ہے حسن بتِ پُر غرور کا
بگڑ گیا جو نکلتے ہی روح کے نقشا +
شعبدے دکھلائے حسنِ یار نے ہر دم نئے
بیتاب وہ ہون چین نہ آئے لحد مین بھی
الحمد کیا اوٹھے اوٹھا یا سیکڑون بسمل ہوئے
خون گرفتہ نہ کوئی عشق مین مجھسا ہوگا
فقط امید ہے بخشش کی تری رحمت سے
مثال قصرِ گردون جھکے لاکھون قصرِ عالی تمے
مجھے یاد آگیا سجدہ بتون کی آستانے کا

کتاب عشق نے حافظ کیا ہے مجھکو قرآن کا
نہ بھولا تخت پر یوسف کو صدمہ چاہِ کنعان کا
کام نالے کر رہے ہین تیشۂ فرہاد کا
بلبلین دامن کترین دوڑ کر صیاد کا
ہر درم گویا چراغِ مرقدِ حاتم ہوا
ماہ نو کی طرح جو بہرِ تواضع خم ہوا
پھول مرجھاتا نہین تیرے گلے کے ہار کا
جسمِ عریان پر ہے احسان زخمِ دامن دار کا
کشتہ ہون اک برق وش کی تیغِ نگاہ ناز کا
کبھی اقرار سے ہوتا نہین انکار جدا
لکھدون جو خط مین حال کبھی اضطراب کا
ہفت کشور چھوڑ کر مین کنجِ عزلت کا ہوا
حوصلہ تا کسی دشمن کو نہو یاری کا
مارا ہوا ہون مین تو انھین تین چار کا
بندون کو شک ہوا ہے خدا کے ظہور کا
طلسم تھا کوئی یا اپنا خانۂ تن تھا
سامنے آنکھون کے یہان کیا کیا تماشا ہو گیا
میرے جنازے کو نہو آرام دوش پر
دے رہا ہے عاشقونکو موت کا پیغام رقص
دمبدم منتِ جلاد کیا کرتے ہین
وگرنہ عفو کے قابل مرے گناہ نہین
اب اونکی خاک اوڑتی پھرتی ہے دشت بیابان
کسی مسجد مین جب دیکھا کسی مین بے نمازی کو

دل لگانے مین تو ہے جدائی اوٹھانے کا مزا ۔ لطف کیا ہے کہ جو معشوق ستمگار نہو

لطف جینے کا یہ ہے جان کسی پر نکلے ۔ نہ جیے وہ جسے مرنے سے سروکار نہو

کہین فرقت مین جائین اشک ہین یا بحر ہے آنکھون مین ۔ تماشا ہی لیے پھرتے ہین ہم کشتی مین طوفانکو

مدرسے اونکے لگی تقدیر پشت آئنہ ۔ مہر سے !الا ہوئی توفیق پشت آئنہ

خیاط قطع کر تو سمجھکر لباس یار ۔ رشتہ مری حیات کا اوس پیرہن مین ہے

ابر تخلص تفضل حسین شاگرد اسیر

خاکساری کا اگر مرتبہ حاصل ہو جائے ۔ ہے ولا پھر طلب نسخۂ اکسیر عبث

آبرو تخلص نجم الدین معروف بہ شاہ مبارک باشندۂ دلی شاگرد و عزیز سراج الدین علیخان آرزو و حضرت محمد غوث گوالیاری کے نبیرون مین تھے محمد شاہ جنت آرامگاہ کے عہد مین وفات پائی اکثر صنعت ایہام مین شعر کہتے تھے

کیون چھپا ظلمت مین گر اوس لب سی شرمندہ ہے ۔ جان کچھ پانی مرے سے ہے چشمۂ حیوان کو کیچ

سر سے لگا کے پاون تلک دل ہوا ہون مین ۔ یہان تک تو فن عشق مین کامل ہوا ہون مین

دور خاموش بیٹھہ رہتا ہون ۔ اسطرح حال دل کا کہتا ہون

شور ہے اوسکی اشکباری کا ۔ آبرو چشم تر قیامت ہے

نہ دیوے کیسے دل وہ جعد مشکین ۔ اگر باور نہ ہو تو ہانک دیکھو

ابن رضا تخلص و نام سید ابن رضا لکھنوی کلکتہ مین آئے تھے راقم نے انکو دیکھا ہے

چبھے رقیبون کے دل مین ہزارون ہی کانٹے ۔ گلون کے گجرے جو ہم یار کو پنہانے لگے

آتش تخلص مرزا غلام حسین ولد مرزا اکرم اللہ بیگ باشندۂ ڈھاکہ شاگرد و داماد نیر ... ملیش عدالت دیوانی ڈھاکہ مین وکالت کرتے تھے

آپ تو محو فنا تھے جس طرح کا سنکی اوس ۔ جنبش باد صبا کا اک بہانہ ہو گیا

آتش خواجہ حیدر علی خلف خواجہ علی بخش لکھنوی شاگرد مصحفی ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا دیوان اونکے نظر راقم سے گذرے سوا غزل کے اور کسی صنف سخن پر قادر نہ تھے اشعار انکے پرمضمون و بامزہ ہوتے ہین

محبت

حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا
وصال یار کا وعدہ کہے ہے فردای قیامت پر
نہین شتی ہے پتھر کی لکیر احباب کہتے ہین
نہین دیکھا ہے لیکن تجھکو پہچانا ہے آتش نے
حسن پری اک جلوۂ مستانہ ہے اوسکا
وہ یاد ہے اوسکی کہ بھلا دے دو جہان کو
لیجائے خط شوق کبوتر غریب کیا
آتش یہی دعا ہے خدائے کریم سے
کونسا دل ہے نہین جس مین خدا کی منزل
کیا قتل اوسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
عالم منعق مصور ہے تری تصویر کا
کس خوشی سے دوڑکر عاشق کناتی ہین گلے
حیف کی جا ہے نہووے نرم وحریر لب دنکی بان
وہن اوس روے کتابی مین ہے پرنا پیدا
گھڑی بھر رو کے کوئی یار مین یون زنگ دل کھویا
آسئے تھے لوگ بیٹھے بھی اوٹھ بھی گھڑی ہوئے
حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا تجھے
دم آخر بھی بالین پر مرے ہمراہ یار آئے
سلانے ہوتی نہین اوس شمع رو کی اپنی آنکھ
اسقدر نازان ہو اے شیخ اپنی زہد پر
کسی کے محرم آب روان کی یاد آئے
شب فراق ملک مجھکو سلانے آیا تھا
عذاب گور سے واعظ عنایت سے ہے ڈراتا ہے

نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا
یقین مجھکو نہین ہے گور تک اپنی رسائی کا
رہے گا پاے بت پر نقش اپنی جبہ سائی کا
بجا ہے اے صنم گر تجھکو دعوی ہو خدائی کا
ہشیار وہی ہے کہ جو دیوانہ ہے اوسکا
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہے اوسکا
وہان جس جگہ مقام نہین جبرئیل کا
محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا
شکوہ کس منہ سے کرون مین بت ہرجائی کا
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا
منہ کتابی قطبی ہے خط حاشیہ ہے میر کا
نقش خب ای ترک جوہر ہے تری شمشیر کا
پرورش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا
اسم اعظم وہی قرآن مین نہان ہے کہ جو تھا
کہ کپڑا جیسے مفلس نے کٹڑے گھاٹ جا کر کلپا
مین جا بھی ڈھونڈھتا تری محفل مین رہگیا
ساربان آج ہی کیون چہرۂ لیلی اوترا
رقیبون نے محل باقی نرکھا غدر خواہی کا
اے صبا محفل سے پروانہ کے خاکستر اوٹھا
بندگی کرنے سے تو شاید خدا ہو جائیگا
حباب کر جو برابر کوئی حباب آیا
جگا یا نہ مجھے جو افسانہ گو کو خواب آیا
ہمارے ساتھ جو ہو زمین کیا آسمان ہوگا

ای نم

اے صنم تیری کمر بھی آنکھ سے ثابت ہوا
طبل و علم ہے پاس نہ اپنے نہ ملک و مال
یار کو مین نے مجھے یار نے سونے نہ دیا
تکیہ تک پہلو مین اوس گل نے نہ رکھا آتش
سیل گریہ سے مرے نیند اوڑی مردم کی
آہ و نالہ سے سوا چرچا خموشی کا ہوا
حال ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
روز سیاہ ہجر مین میرے جلے چراغ
خط دیکھے کیوں کبھی زبانی ہے نامہ بر
جو کہ شاکر ہوا منت در پر
خط نے غرور حسن کو کھویا ہے مہرباں
تار تار پیرہن مین بس رہی ہے بوے دوست
واہ رے شانہ کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
قاصدون کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مرے
دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت ہے ہزار
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
اوس بلاے جانسے آتش دیکھیے کیونکر بنے
اللہ ری صبح عید کی اوس حور کو خوشی
اے ماہ چاردہ یہ گزر اب نہین ہے خوب
گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا
جو پہنے اوسکو جامۂ عریانی ٹھیک ہو
صاحب شیشہ جو دیکھین تو مغان کہتے ہین
میرے مرنے کی دعا مانگی وہ منت پڑھکر تا

رنگ اوڑ جاتا ہے روے مردم بیمار کا
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا
فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا
پاس رسوائی نے ہمکو اور رسوا کر دیا
ہر قدم پر ہے یقین یان رہگیا وان رہگیا
پروانون کو نصیب ہوا دن وصال کا
تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب
خط پیشانی کا پڑھا مطلب
مجبور ہو گئے ہین قضا و قدر سے آپ
شکل تصویر نہالی مین ہون با پہلوے دوست
پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہاے موے دوست
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
چار تلوارون مین غش ہو جاینگے بازوے دوست
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست
دل ہوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست
شانہ تھا اور زلف معنبر تمام رات
پہلے کیا تھا کس لیے خوگر تمام رات
کٹتی ہے ہجر یار مین کیونکر تمام رات
اندام پر جو اکسے ہے یہ پیرہن درست
آنکھوں مین دختر رز کے پہنچے جا کے ہو عبث
کسطرف جا کر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج

بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگانے گا
پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہے کس پر کمر
پاتا نہین مین یار گو میل سخن ہنوز
کوچہ یار مین سائے کی طرح رہتا ہون
کرتے ہین عبث یار سراغ پری طاوس
حرص دنیا حسن نمازنگر کو کرتی ہے خراب
حسرت جلوۂ دیدار ہے بہت سے مجھکو
مرتے ہین رشک کے مارے ہم بس دیوار قریب
لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا وصف
جوشش وحشت مین جو ہون مائل رفتار قدم
یہ سعادت لکھی ہے قسمت مین کسکی دیکھیے
برابر جان کے رکھا ہے اوسکو مرقد تک
عطر گلاب ملکر حلقہ مین یار بیٹھا
خضر و مسیح کا ملتے ہین رشک سے گلا
یہ کیسے گشت گلپر اونکو اوبھارتے ہین
مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست
دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہین
دیدار عام کیجے پردہ اوٹھا دیجیے
رُخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
برہمن آنکھونکو ملتا ہے جو پائے بت پر
سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
دوست رنگین سے ترقی ہیبت اوسے کیوا
تمھین دیکھے تو مجنون سے ہوا لیلی ہو دیوانی

کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ
باندھی ہے اس پر کمر کھو ون عقرا خلوار بند
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس
زخمی کو نہین اوسکے دماغ پر طاوس
بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص
چاہیے سہرے سے آئینہ خانہ شب وصل
شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم
شہر ہستی سے ہے صحرائے عدم چار قدم
خون گرفتہ ایک مین ہون اور خنجر سیکڑون
ہماری قبر پر رو رو کر گئی آرزو برسون
بلبل پکڑنے آیا صیاد انجمن مین
تو بھی ہو گر شہیدون کی اپنی زیارتین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتی ہین
مرے احسان ہین دشمن پر ہزارون
پریون نے کمر کیون کے پردی اوٹھا دی ہین
تا چند بندہائے خدا آرزو کرین
حسین ہونے سے طوفان نوح کے فرزند گریہ
رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار تھو
نیلگون گنبد انیھا یا مردم بیمار کو
ہاتھ آجاتا اگر پنجہ مرجان مجھکو
تمھاری دلفریبی چین سے خسرو سے شیرین کو

چال وہ چلتے ہو دل پستے ہین جسپر ہر قدم
کہتا ہے وہ شوخ آئینہ مین عکس سے آتش
بوسۂ خال کے سودے مین ہوا ہون بیمار
شمع روئے مرے اونا سر مجلس جو نقاب
آدمی کے واسطے کچھ اور ہو وے یا نہو
پیا میسر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا
کوچۂ تنگ مین ملتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
کرینگے یار کو عریان شب وصل
جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح
میہمان ہون مین جگہ دین مجھے تکلیف کرین
سبب عشق لوگ کہتے ہین ماہ و حیا رہ وہ
تصویر کھینچی اوسکے رخ سرخ فام کی
یہ صدا دیتی ہے خلخال اونکی ہنگام خرام
اکیلا پاکے نہین چھوڑنے کا مین تم کو
جہاں تو رو پری پر سے طعنہ زن متی
ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
مشتاق اس قدر ہون خدا سے حضور کا
چپکا کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
شب کو دم دیکے لیجاتا ہے کوئے یار مین
چلتے مین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
کون فصل گل مین اے آتش نہین پیتا شراب
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہے
کچھ عشق مین مجنون سے ہوا ہے نہ تو فرہاد

کام وہ کرتے ہو تم جسمین کسیکا کام ہو
تم کیسے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ
تولی مجھسے ترازو مین تو ہو تل بھاری
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری
ساقی وسے سبزہ و آب روان درکار ہے
زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے
مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سر میدان روکے
عیان ہو جائیگا راز نہانی
کسی پردہ نشین کی لن ترانی
اوسکے اصحاب بیمار اور ہمین تھوڑی سی
بنکر مقر ہوتے ہین تمھاری کمال کے
اک صفحہ مین قلم نے گلستان تمام کی
خاک مین ملجائے جسکو حسرت پابوس ہے
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے
بلا سے جان ہوئی سرخ و سفید بن مٹی
نہین سمجھتے کہ ہے زیر پیرہن مٹی
سجدہ کر دن جو بت بھی ملے کوہ طور کا
کشتہ ہی دل مرا طرف اصفہان کا
مین تو تھا ہی مجھسے بھی مرشد مرا اول ہو گیا
یادن کو پوجتے مین پرستار آفتاب
بہتر سے ہے بیٹھ رہنا میخانے کے در پر اندنون
مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے
لیلی ہے نہ چھوٹی ہے نہ شیرین ہی بڑی ہے

بھی زمانہ سے آتش عجب نہین — چھلا اوتارے دزد حنا دست یار سے

اجمل تخلص میر عبد الجلیل باشندۂ دہلی شاگرد معنوی جعفر زٹل

زلف ہے چہرے پہ یا جنجال ہے — جنبش ابرو ہے یا بھونچال ہے

اثر تخلص حسین علیخان لکھنوی خلف امیر الدولہ حیدر بیگ خان نائب آصف الدولہ ناسخ کے شاگرد ہین شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی گذری کلکتہ مین بھی آئے تھے

گر تصور مین وہ رشک مہ کنعان ہوتا — دل مرا یوسف یعقوب کا زندان ہوتا

نہین چلتا صنم پر زور اپنی سینہ زوری کا — نہ ٹوٹا وصل کی شب ایک تار انگیا کی ڈوری کا

کسیکی گوری گوری چھاتیون پر مر گیا ہون مین — پیالہ ہو مرے پہلو مین انگیا کی کٹوری کا

دلا سونے مین قند لب کا خاطر خواہ بوسہ لے — عمل مشہور ہے دنیا مین گڑ کھا کے چوری کا

تعجب کا محل کیا ہے جو اڑ سکتی نہین چڑیا — یہ طائر رشتہ بر پا ہے تری انگیا کی ڈوری کا

بسکہ ورد اٹھون پہر نام اوس مہ تابان کا ہی — بنگیا اختر مری تسبیح کا جو دانہ تھا

سنکے نقل شب تار در زندان وہ آکر پھر گیا — قیدیون زنجیر خواب بخت کو افسانہ تھا

عالم بالا پہ کس خود بین کی رہتی ہے نظر — نصب ہے جوہر کا چرخ کہن مین آئینہ

کیا دین دہن کو نقطۂ موہوم سے مثال — عنقا کا ذکر کیا کرین عنقا کے سامنے

اختر تخلص سید محمد میر برادر خورد حضرت خواجہ میر درد دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری اشعار انکے پر درد ہوتے ہین

بیوفا تیری کچھ نہین تقصیر — مجھکو میری وفا سے راس نہین

مر تو چلے کہان تلک اب درگذر کرین — یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین

نہ لگا لے گیا جہان دل کو — آہ لے جائیے کہان دل کو

صرف غم ہم نے نوجوانی کے — واہ کیا خوب زندگانی کے

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا — دشمنی پر تو پیار آتا ہے

ہر دم فزون ہین کجروئیان روزگار کی — کچھ سیکھتا چلا ہے روش میرے یار کی

اور تو کوئی نہین دام و قفس دامنگیر — تنگ آیا ہون فقط دل کی گرفتاری سے

چھپ چھپ کے دیکھنے کے غرض سب ہے اثر — معلوم ہونگے جو کبھی اوسنے نگاہ کی
ہیں حیرت ہی آپ ہی تجھکو دیوں کیا جواب اسکا — کہ تجھ بن اب تلک کسطرح ہمنے زندگانی کی

اثر تخلص عبد الرزاق ولد عبد الرحمن تمنا مقیم دہلی

ترا ہر ایک سے ملنا جتے وفا دشمن — کرے گا دیکھیے کس کس سے آشنا مجھکو
گر جہاں کا نام آتا ہے آتی ہے قیامت — مضمون تری رفتار کا باندھا کرینگے
کیا جانتا تھا وہ کہ ستم کیا ہے جور کیا — باتیں یہ سب ہیں اس دل الفت شعار کی
مین اور بہار اور شب ماہتاب ہے — یارب مجھے خیال ہے یہ یا کہ خواب ہے
پامال غیر ہے مری نعش اوس گلی مین آج — مر کر بھی میری نعش پہ کیا کیا عذاب ہے
عشق بتان مین خاک بسر ہے تو اے اثر — دنیا خراب اور ترا دین بھی خراب ہے
ایک دن فاتحہ پڑھتا تھا کسی قبر پہ وہ — حیلہ اک اور بھی باقی ہے سو ہم دیکھینگے

اکرم تخلص سید غلام مصطفے زمیندار موضع مصطفے آباد متعلقہ الہ آباد

کب تصور مین تری زلف گرہگیر نہیں — مجھ سے سودائی کو کچھ حاجت زنجیر نہیں

اکرم تخلص شیخ عزیز حسین ولد مسیح اللہ بلگرامی

انکار مین بوسے کے کہین صبح نہ ہو یا سے — کیا وصل کی شب آہ یہ تکرار نکالی

اجمل تخلص شاہ محمد اجمل الہ آبادی برادر غلام قطب الدین مصیبت نبیرۂ شاہ خوب اللہ
۱۲۳۶ بارہ سو چھتیس ہجری مین انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

ہوگیا تھا کہتے کہتے ایذ فوں مین ہوشیار — پھر جو دیکھا کل مین اجمل کو وہی دیوانہ تھا

احسان تخلص حافظ عبد الرحمن خان خلف حافظ غلام رسول خان استاد مختار مرزا فرخندہ بخت بہادر ابن شاہ عالم بادشاہ باشندۂ دہلی [illegible] بارہ سو [illegible]
ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

کبھی شادی کبھی غم ہے یہی عالم ہے عالم کا — مہ عید اسکے گذرا تو چاند آیا محرم کا
سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہوں — بھید کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا
کہاں وہ گھٹنا اور وہ جان بلب رہنا — کسی کا کام ہمیشہ بنا نہیں رہتا

ہووے یہ کون ہے اپنا کہ پر سنگ مزار — پہ میرے نام لکھا اب سر مزار رہا

مجھ پر نہ بیک بار ہی یہ خشمگین ہوا — نامہ بھی وا کیا تو وہ چین بر جبین ہوا

سیاہ بختوں کے سننے کو اہل دید سے پوچھ — کہ مغل سرمہ رکھے ہیں وہ چشم یار میں کیا

گلے سے لگتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے — وگرنہ یاد تھیں ہم کو شکایتیں کیا کیا

ہماری جان پہ گرتی ہے برق غم ظالم — تجھے تو وصل سا ہے شغل مسکرانے کا

یہ شام ہجر آئی شامت زرد ہو گیا پسینے — ہو روسیاہ ایسے ناخواندہ میہمان کا

مجھکو مت ٹھکرا و بس چلتے سمجھکر دیکھکر — چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پرور دیکھکر

فائدہ تم جو مجھے نزع میں یار آئے نظر — ہے نہ پایا اسے حق اور نہ یار اسے نظر

میں جو مے پینے پہ آؤں تو سبو پی جاؤں — گر محتسب منع کرے اوسکا لہو پی جاؤں

بہت دور ہے اپنے نزدیک قبر بھی — تجھے یار کافر بہانے بہت ہیں

اوسے پوچھے ہے جو احسان وفا پیشہ بھی — بیوفا کون ہے کتا ہے وہ عیار کر تو

کچھ سانس رکا آئے ہی رہ رہ کے یہ دم رکے — قاصد نہ کہیں راہ میں کمبخت رکا ہو

مر لے کے بعد آن کے کھوائیں بیڑیاں — آج آپ اچھے سنتے کی سنت بڑھا چلے

کٹتے ہیں لپٹ گیا وہ رہ سے — تقدیر اولٹ گئی ہماری

میں مجھکو بھی نہ سمجھ کو ستانے والے — تو بھی ٹھنڈا نہ ہے جی سے جلانیوالے

آشنا کس کے ہیں بے دید ہیں یہ دیدہ و دل — ہیں یہی دیدہ تو دامن کو ڈبونے والے

اونکے رونے پہ ہنسی آتی ہے مجھکو جیان — دو ہرے پانی کو ہیں کیا آگ لگانے والے

احسن تخلص مولوی محمد احسن ولد مولوی حسن بخش متوطن کاکوری مقیم مین پوری

تجھسے دشمن کو دوست سمجھا — دل نے مرے ساتھ دشمنی کی

خال ابرو نے مار ڈالا — کعبہ والوں نے رہزنی کی

رونے پر آ گئے ہنستے تھے ہم — اب روتے ہیں بات پر ہنسی کی

احسن کیوں چھپ ہو کس کی ہے یاد — کچھ مجھسے کہو تو اپنے جی کی

احسن تخلص شیخ فرزند حسن ولد شیخ حسین الدین ساکن قصبۂ پالی

موباف جب پڑے گا تو کیا حال ہوئیگا — بالونکی بوجھ ہی سے وہ بل کھائے جاتے ہین
قربان جاؤن اونکے مین اللہ ری نازکی — پڑتی ہے چاندنی تو وہ کملائے جاتے ہین

احسن تخلص محمد احسن اللہ معصر آبرو کے تھے

نازک بدن پہ اپنے کرتے ہو تم جو گھمنڈا — سو ہی گھمنڈ نے تم کو فرعون سا بنایا
آگ سی میرے دل کو لگتی ہے — جل گیا ہون حنا کے ہاتھون سے
یہی مضمون خط سے احسن اللہ — کہ حسن خوبرویان عارضی ہے

احسن تخلص میرزا احسن علی خوشنویس دہلوی تلمیذ سودا او ضیا نواب آصف الدولہ مرحوم کی سرکار مین صیغۂ شاعری مین ملازم تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

جس پر اپنے جو اک مہ پارہ گرم لاف تھا — گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا
ٹکڑے او ٹھائینگے سینہ مین جگر کے احسن — تیرے نالون کا کوئی دن جو یہ انداز رہا
اشک گلگون کو نہین لعل و گہر سے پیوند — یہ رگ سنگ سے نسبت ہے جگر سے پیوند
جو دل وہان گیا سو وہ مٹی مین مل گیا — تیری گلی مین خاک کرون جستجوے دل
کل جو اوس ترک ستمگر نے دکھائین آنکھین — برق نے ابر کی چادر مین چھپائین آنکھین
مل گئے خاک مین ہم پھر بھی تو اوس ظالم نے — نہ ملائین تو ملائین نہ ملائین آنکھین
بزم مین اوسکی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی — دل دھڑکتا ہے کہ میری آنکھین نہ کور نہو
چھوٹا سا قد اوسکا ہے اور چال مین چھل بل ہے — ہو کیون نہ بہار اوس پر اوٹھتی ہوئی کونپل ہے

احسن تخلص حسین علیخان خواجہ سرا المخاطب بہ احسن الدولہ شاگرد محمد رضا برق باشندۂ لکھنؤ راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے صاحب سراپا سخن نے انکا تخلص حسین لکھا ہے

صنم کی آنکھون کی ڈورون کی خلق بسمل ہے — برش مین رکھتی ہے تلوار انکا تار رگ سنگ
صنم کو دیکھ کے پتھرا گئین مری آنکھین — عجب نہین ہے جو ہو رشتۂ نظر رگ سنگ

جتون سے ہجر مین وہ سخت جان ہون عالم مین
سمجھا ہے رشتۂ جان کو کہون اگر رگ سنگ

احسن تخلص احسن اللہ دہلوی شاگرد قاسم صاحب تذکرہ

اوسکی گلی مین احسن شب چوری چوری جانا ۔ یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احقر تخلص سید غلام نبی باشندہ دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

جسوقت فاتحہ کو اوٹھے و لربکے ہاتھ ۔ ماتم سے شق ہوئے مرے اہل عزا کے ہاتھ

شعر باز ارجنون سب پوچھتے ہو حال کیا ۔ کرو یا شہری غزالون نے بیابانی مجھے

احقر تخلص بابو پرشاد ولد مہاسکھ راے فرخ آبادی

فراق یار مین اس درجہ ضعف و ناتوانی ہے ۔ کہ اے دل سخت مشکل ہے بدلنا ہمکو کروٹ کا

احقر تخلص مرزا جواد علی قزلباش باشندہ لکھنؤ میر حسن سے اصلاح لی تھی کربلا اور نجف اشرف کی زیارت کی تھی

بزم مین اوسکے جو شب چاند کا ذکر چلا ۔ اوٹھ کے مجلس سے وہین وہ بُتِ مغرور چلا

ہووے نصیب جلد کہین وصل یار کا ۔ احوال بے طرح ہے دلِ بیقرار کا

احمد تخلص صمصام الدین خلف انعام اللہ خان یقین مقیم دہلی سپاہی پیشہ تھے

حسن کو جلاے یاکر تو آنسو بہاے شمع ۔ بنتی نہین بیان سے جو سر کٹاے شمع

فراق گلرخان مین کھا کے داغ آہستہ آہستہ ۔ کیا سینے کو اپنے مین نے باغ آہستہ آہستہ

احمد تخلص حافظ میر احمد علی شاگرد میر عزت اللہ عشق مقیم دہلی

ایسی تقصیر کیا ہوئی ہم سے ۔ وہ خفا ہم سے ہے جدا یا کیون

کیا غضب ہے کہ تو نے احمد کو ۔ اسقدر دل سے ہے بھلایا کیون

احمد تخلص احمد بیگ قزلباش باشندہ دہلی قواعدِ سپاہگری مین خوب دخل رکھتے تھے

غضب سے ہاتھ مین جب اسنے تیغ کین پکڑی ۔ نہ اوٹھ سکا تری بسمل نے یہ زمین پکڑی

دل نہین وہ شے کہ جوکافر بنے اور ٹوٹ جائے ۔ ہم نہ مانینگے خدا کا گھر بنے اور ٹوٹ جائے

احمد تخلص حافظ غلام احمد باشندہ پنجاب

گر رہی ہین دست اپنے تار سے ۔ اون کے پاؤن تک رسائی ہو چکی

نہ مجھکو رسائی ہے نہ خواہش ہے تمہین کچھ ۔ پھر کون سی صورت جو ملاقات کی ٹھہرے

احمد تخلص مولوی احمد خان باشندہ شاہجہان پور

کیا پریشانی مین ڈالا دل کو آج مین نہ جانون کسکے کی تقریر زلف
مار ڈالے چاہنے والون کو وہ دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر زلف

احمد تخلص احمد علی سررشتہ دار سرسری مقام الہ آباد باشندہ سکندرہ

روبرو آئینہ رویون کے رہے ہے رات دن ابل ہے قسمت واہ ری تقدیر روئے آئینہ

احمد تخلص شیخ غلام احمد ولد شیخ امام بخش خان برادر زادہ کرنیل محمد زمان خان شاگرد الٰہی بخش عشقی والد انکے شیخ امام بخش ٹیپو سلطان کی فوج مین کپتان تھے انکا مولد و مسکن کانپور ہے صاحب دیوان ہین

درد دوئی سے صاف ہے کیون نہ عشق مین پہلو مین شیشہ مئے وحدت ہی جاے دل

احمد تخلص نواب احمد علیخان بہادر مرحوم مسند نشین رامپور حالات انکے مشہور ہین حاجت بیان نہین کبھی رند تخلص بھی کرتے تھے

شوق میخواری تو دیکھو کہ مین بیخود ہو کر رات دوڑا اسنے لگا ساغر مہتاب پہ ہاتھ

احمد تخلص مرزا احمد شاہ دہلوی چھوٹے بھائی مرزا جمعیت شاہ ماہر کے

ہاے بلبل بیدل کا جب لہو صیاد تو کیون نہ سامنے گل کے ہو شرمندہ صیاد
بچاسے جان کدھر عندلیب زار اے گل پھرین تلاش مین جب اوسکے چار سو صیاد

احمد تخلص مرزا احمد بیگ عم زادہ مرزا فاضل بیگ مقیم دہلی تسخیر احمد مین مشہور ہے احمد بیگ قزلباش متخلص بہ احمد اور یہ ایک ہین یا نہین معلوم نہ ہوا اسلیے انکا نام جدا لکھا گیا

ہوئی جو خاک اوس کوچے مین تو یہ آبرو پائی لگی سو بار قدمون سے لگے سو بار دامن سے

احمدی تخلص مولوی نور الدین حسین ولد مولوی نصیر الدین حیدر وطن انکا ہٹی مسکن الہ آباد

باغ مین زلفون کو اپنے تمنے جو شانہ کیا سنبل تر رشک غیرت سے پریشان ہو گیا

احمدی تخلص شیخ احمد باشندہ قصبہ زمانیہ

عالم کی تیری چشم نے حالت تباہ کی دور فلک سے کم نہین گردش نگاہ کی
حیران کریگی آینہ رویون کی دوستی صورت کوئی نظر نہین آتی نباہ کی

احمدی تخلص خواجہ احمد علی مرحوم دہلوی شاگرد جرأت

جاگے ہی بزم مین جو اوسنے جھکائین آنکھین
جب تلک بیٹھے رہے ہم نہ اوٹھائین آنکھین

اختر تخلص میر اکبر علی خلف میر عبد اللہ سرہندی پیرزادے تھے صنعت آتشبازی مین ید بیضا رکھتے تھے جرأت سے اصلاح لیتے تھے

تماشے کی ہے جا ثمر گانیہ جو لخت جگر نکلا
عجب یہ نخل ہے جسمین بشکل گل ثمر نکلا

خواب راحت مین ولا اوسکو نہ تو ہاتھ لگا
چونک اوٹھے گا ابھی وہ جو کبھو ہاتھ لگا

اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم
نہ لگی گرد کو بھی جسکی پری کا عالم

بزم مین کس کے رات جاگے تھے
ہے جواب تک خمار آنکھون مین

اختر تخلص خواجہ عبد الغفار رئیس اعظم شہر ڈھاکہ خلف خواجہ عبد الغفور مرحوم شاگرد حافظ اکرام ضیغم متوطن کشمیر الاصل مولد و مسکن ڈھاکہ اشعار فارسی و اردو خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

حیرت ہے اوسکے آنے پہ کیا پیشکش کرون
سینے مین دل رہا ہے نہ جان اب تن مین ہے

پھولا ہوا خوشی سے ہر اک گل ہے اے نسیم
کس نوبہار حسن کی آمد چمن مین ہے

شمع روشن نہ سیہ خانۂ عاشق مین ہوئی
جلوہ گر دہ نہوا کلبۂ احزان مین کبھی

اختر تخلص واجد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری ان دنون کلکتہ کے موچی کھولہ مین تشریف رکھتے ہین

داغ دل سے رخ روشن نہ ملاؤ صاحب
مہر کو آتشی شیشہ نہ دکھاؤ صاحب

حلقۂ چشم کو پابوسی کی حسرت ہے بہت
آنکھ مین بھی مع پاپوش سماؤ صاحب

طفل غنچہ کے تو یون کان مروڑا انکے
خندہ زن ہو کے گلستان کو ہنساؤ صاحب

میکدے مین تن لاغر مرا لیلو سا تھے
بادبان کشتی مے کا جو بناؤ صاحب

غمزہ و عشوہ و انداز و ادا نے مارا
ناتوان ایک یہ جو رنگ ہوا چار کے ہاتھ

اختر تخلص قاضی محمد صادق خان بہادر مرحوم ولد قاضی محمد لعل مرحوم باشندۂ ہوگلی شاگرد مرزا قتیل لکھنؤ و اطراف لکھنؤ مین ہمیشہ عہدۂ عمدہ پر مامور رہے تذکرہ آفتاب عالمتاب

ومحامد حیدری و دیوان فارسی و ریختہ و گنج بیرنج وغیرہ بہت سی تالیفات اونکی مشہور ہین زبان فارسی خوب جانتے تھے فن شعبدہ مین کمال تھا کیمیا گر مشہور تھے اور بہت سے فنون مین دخل رکھتے تھے بہت سی تصنیفات اونکی نظر سے گذری تھوڑا عرصہ گذرا کہ انتقال کیا

سوز دل دیوان کا اپنی باعثِ تنظیم تھا
صفحۂ رنگین خیالی باغ ابراہیم تھا

کر لیا بند اوسنے در کو دیکھتے ہی میری شکل
کھولتا تھا بند مین جسکے قبائے ناز کا

اسے سے تو سر فروش ہے اس بزم مین مدام
تو نے اوٹھایا یار سے پردہ حجاب کا

لخت دل ہم جو آتے ہین چلے اشک کے ساتھ
اشک کا ہر تار اک تسبیح مرجان ہو گیا

لطف بیجا سے ترے سب دشمن جان ہو گئے
ابر رحمت ہائے میرے حق مین طوفان ہو گیا

قطعہ

کل شیخ سے کہ مجتہد عصر سا تھا
دکھلا کے باغ سبز ثواب و عذاب کا

کہنے لگا زراہِ تبختر مجھے یہ بلفظ
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

مین نے کہا کہ مین بھی ہون یہ خوب جانتا
پر کیا کرون کہ ہے ابھی عالم شباب کا

گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون
لیکن نہ کیجیے مجھے مورد عتاب کا

مے ہو اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش
اور کوئی بھی مخل نہو باعث حجاب کا

گردن مین ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیحجاب
ہو ریش جس پہ جلوہ سے رنگ خضاب کا

کھینچ اسکو اور اپنے ملا کر وہ منھ سے منھ
دے ذائقہ زبان کو دہن کے لعاب کا

منت سے یہ کہے کہ ہمارا لہو پیے
گر پی نہ جائیے جلد یہ پیالہ شراب کا

اوس وقت مین سلام کرون قبلہ آپ کو
گر کچھ بھی خوف کیجیے روز حساب کا

اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا کلام
قائل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

مستی و ہوش کسی نے کہین یکجا دیکھا
ہان تری آنکھون مین ہم پاتے ہین ہشیاری و خواب

نیند بیمار کو ہرگز نہین آتی ہے مگر
مردم چشم تری رکھتے ہین بیماری و خواب

جگر آتش دل آتش دیدۂ تر شعلۂ آتش
ہوا ہون سوز الفت سے سراسر شعلۂ آتش

تہمت سے قبا لاکھ ہو پیراہن یوسف
ہے جامۂ عصمت سے فزون تن یوسف

ہر بیر مو مرا فوارۂ خون ہے اختر
ہے سوز دل کیہ مین بھی لب سے جو تیرے
کوچے مین یہ نیزادون کے جاتا ہے تو اختر
دیا بوسہ دہن کا اوسنے ہمت اسکو کہتے ہین
ڈرہے بیگانے نہ سیر سے بعد اوسکے یار ہون
آہ آتشدم جو تیغ خانہ زنجیر ہو
عمر جو گذری سو گذری فکر باقی کیجیے
بسکہ اوسکا جلوۂ جبین جبین آنکھون مین ہے
کیون نہ سوجھا حیف یہ نمرود اور فرعون کو
فقد عاشق کو ترے اذیتیائی سے ہے
کیا تاسف سے تڑپتے ہین اسیران قفس
ہون نالہ کش اون سرمئی آنکھون کا جو اختر
ہاتھ سے دل لے گئے تیرے سے قرار آنکھو نسے خواب
عجب ڈھب کی یہ تعمیر خراب آبادِ ہستی ہے
حصول جاہ کی تدبیر جو ہم لوگ کرتے ہین
دور اب وہ ہے کہ اختر جائیے جس بزم مین
جگر ہر مائل سوز آنکھ بھی رونے ہی پہ غش ہے
ہم آغوشی میسر کسکو ہوا سے سیمبر تیری
قلق ہے درد ہے کامش ہے غم ہے ناتوانی ہے
اودھر قاصد گیا ہے اور ادھر جاتا ہے جی اپنا

وہ خط دیدۂ پرنم ہے مرا اختر اشک
ہر سنگ سے نکلی ہے شرار شفقی رنگ
اوس راہ مین ہم سنتے ہین اکثر خطر دل
یہ تنگی اور بخشش سخاوت اسکو کہتے ہین
ورنہ جی دے بیٹھنا کچھ عشق مین مشکل نہین
اشک کا ہر قطرہ وہان پروانۂ زنجیر ہو
ہے یہ آتش یادگار کاروان سوختہ
ہر نگہ اک حیرت آفرین آنکھون مین ہے
اوسکے بندے ہوکے عالم مین خدائی کیجیے
شب کو بے چینی سے ہے بیخوابی ہے تنہائی ہے
کچھ جو اڑتی سی سنی ہے کہ بہار آئی ہے
دود نفس سوختہ سینے مین فغان ہے
چشم جادو بھی تری کیا صاحب تسخیر ہے
کہ پستی یہان بلندی ہے بلندی یہان کی پستی ہے
ہماری سعی باطل دیکھکر تقدیر ہنستی ہے
ہے شراب دشمنی سے پر ایاغ دوستی
الٰہی کیا کرون یہ سخت کار آب و آتش ہے
ولی اس فیض پر نازان ترا ملبوس زرکش ہے
فراق یار ہے یہ یا بلائے آسمانی ہے
جواب نامہ تک کسکو امید زندگانی ہے

اختر تخلص مرزا وحید الدین دہلوی نبیرۂ مرزا سلیمان شکوہ بہادر یہ شعر اونکے ایام نابالغی کا ہے

وان اونسے بلایا ہے کہ تورات کو آنا	یہان ونکو نکلنا بھی میسر نہین آتا
یہ جھگڑا اور عشق کا آزار دیکھنا	اور دل پہ پھر یہ صدمہ شب انتظار کا

اخگر تخلص حکیم اصغر حسین فرخ آبادی ولد منشی غلام غوث وکیل ملازم نواب سکندر بیگم فرمانروای بھوپال

نہ پڑھا اوسنے کبھی مثل خط پیشانی ٭ نامۂ شوق کو تحریر مقدر جانا

اخگر تخلص شیخ محمد عسکری عرف حیدری باشندہ اٹاوہ

رفتار کی ٹھوکر سے جگر تھا تہ و بالا ٭ بجلی جو کمر اور گئی اوسان ہمارے
جان عشق نے لی ہے حیدری کی ٭ سوگند ہے مرتضے علی کی

اخگر تخلص منشی فرزند علی وکیل عدالت مرزاپور باشندہ عظیم آباد

محو تماشا تھا سب حسینان زمن مین آئنہ ٭ ہے مگر حیران تیری انجمن مین آئنہ

اخگر تخلص احمد نور خان کوتوال تھوبا متعلقہ بوندیل کھنڈ ولد نور محمد خان رامپوری صاحب دیوان ہین

کیا خاک ناتوانی مین خط اوسکو لکھ سکون ٭ باقی نہین ہے قدرت تحریر ہاتھ مین

اخگر تخلص مرزا آغا جان باشندۂ ڈھاکہ شاگرد احمد جان عطش

ہوا ہون ہجر مین تیرے وہ ناتوان صیاد ٭ کہ ایکسان ہے مرا جسم اور جان میشاد

ادیب تخلص سید احمد حسین خان خلف سید رمضان علی خان شاگرد اصغر علیخان نسیم

ابتدا مین نہ یہ سمجھے کہ رسوا ہونگے ٭ آخر کار مرے قتل سے پچھتاے بہت
صبح تک جوشش تمنا مین رہا مین گستاخ ٭ بیقراری سے مرے رات وہ جھنجھلائی بہت

ادراک تخلص مرزا باقر ولد مرزا انور علی اوستاد نواب محسن الدولہ بہادر باشندۂ لکھنو
شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

ہے عشق نشتر مژگان جو شعلہ دل کا ٭ تو پھوٹ پھوٹ کے روئیگا آبلہ دل کا

آدم تخلص جہانگیر خان فرخ آبادی تلمیذ قوت

گرمی صحبت اغیار سے کر دل ٹھنڈا ٭ مجھکو بھاتا نہین جھوٹا یہ ترا پیار تجھے

آذر تخلص ذوالفقار علیخان ابن حیات علیخان ابن معتمد الدولہ احمد علیخان ابن نواب یعقوب علیخان قلعہ دار دہلی برادر شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ بادشاہ شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب

شکر پر وان زبان کھلتی ہے ٭ شکوہ کرنے کی کیا مجال ہمین
مرے ستانے نے کام اوس سے آلہ جانکی لیے ٭ جو مین نہون تو ہو گردش آسمان کے لیے

آشنا تخلص خیر اللہ خان تبر گر باشندۂ دہلی ملازم نواب ظفریاب خان صاحب تخلص شروع جوانی مین انتقال کیا

جی مین رکنا تو حباب سا ای رشک گلشن چھوڑ دے
خاک عاشق پر جھکنا کیون ہو دامن چھوڑ دے

آرام تخلص پریم ناتھ راے کھتری باشندۂ دہلی تیر اندازی اور خوشنویسی مین اچھا دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گذرے

خون آنکھون سے نکلتا ہی رہا
دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا

آرام تخلص لکھمن لال کایتھ شاگرد انشاء اللہ خان باشندۂ دہلی

ہمدمو مجھسے یہ کہتے ہو نہ تو یار سے مل
اونکو سمجھاؤ ذرا یہ کہ نہ اغیار سے مل

تری سلک در دندان کے ایسی آبداری تھی
کہ جسکے سامنے پانی در خوش آب ہوتے تھے

آرزو تخلص سراج الدین علیخان اکبرآبادی شاگرد میر عبد الصمد سخن مقیم دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے ریختہ کمتر ۱۱۶۹ گیارہ سو انہتر ہجری مین لکھنؤ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گذری

اوس تندخو صنم سے ملنے لگا ہون جب سے
ہر کوئی مانتا ہے میری دلاوری کو

جان تجھپر کچھ اعتبار نہین + +
زندگانی کا کیا بھروسا ہے

میخانہ بیچ جاکر شیشے تمام توڑے
زاہد نے آج اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے

رکھے سپیارہ دل کھول آگے عندلیبون کے
چمن مین آج گویا پھول ہین تیرے شہیدون کے

آرزو تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا ابو جعفر تحصیلدار آدریہ ضلع کانپور باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

زاہد مین نوجوان ہون بھلا کسطرح نہ لون
دیتے جام سے جو پیر خرابات ہاتھ مین

آرزو تخلص مرزا علاء الدین عرف مرزا کالی خلف مرزا شور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا آقا در بخشش صابر

پھنکے ہے آگ سے ہر دم یہ آسمان کیسا
پڑھا ہے شور یہ اب نالہ و فغان کیسا

کہے ہے پند جبین بندہ گو خدا کی ہے شان
کمان کا آج ہمارا یہ غمگسار آیا

وہان بے نیازیون سے نہین کچھ خیال بھی ۔۔۔ ہم لب کو کس امید پہ کھولین دعا کے ساتھ
محفل مین تو اعدا کو بلایا مرے آگے ۔۔۔ اور باتین بنانے لگے کیا کیا مرے آگے
آرزو کو بھی یہ افسوس قضا نے چھوڑا ۔۔۔ عاشقون مین ترے اک یہ ہی رہا تھا باقی

آرزو تخلص سید طالب حسین

کبھی ہے آنکھ مین یہ حسن گلبدن کی بہار ۔۔۔ کہ دل پسند نہین ہے کسی چمن کی بہار

ارشد تخلص مفتی ارشد علی خان بہادر وکیل نواب ناظم مرشدآباد کلکتے مین رہتے تھے
تھوڑے دن ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے

نزدیک اپنے یار سے اور ہے وہ دور بھی ۔۔۔ ہے قلب مین ہمارے سیاہی بھی نور بھی

ارشد تخلص مرزا عبد الغنی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

صاحب ہماری جان بھی صدقے ہے دل تو کیا ۔۔۔ بندہ کچھ ان ہٹون سے ہٹایا نہ جائے گا
دل کیا ملائین دل مین کدورت ہے آپ کے ۔۔۔ دل ہم سے خاک مین تو ملایا نہ جائے گا
غم ہجر اور اوس پہ رشک رقیب ۔۔۔ مرض مین مرض دوسرا ہو گیا

ارمان تخلص شاہ علی برادر حیات جعفر علی حسرت شاگرد جرأت

کون کہتا ہے اجی تم سے نہ گھبراؤ تم ۔۔۔ پر کوئی بات تسلی کی تو کر جاؤ تم
تا سر بالین اوسے آنا قیامت شاق ہے ۔۔۔ یہ دل بیمار جسکا نزع مین مشتاق ہے
دلا تو بستر غم پر جو یون گرا ہے سہے ۔۔۔ بتا تو چاہے ہے وہ بھی جسے تو چاہے ہے

ارمان تخلص راجہ جنم جی متر نبیرہ راجہ تیسر متر شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم حوالی شہر کلکتہ
مین سونڑی مین رہتے ہین راقم سے انسے ملاقات ہے انکا ایک تذکرہ شعراے اردو نظر سے گذرا

کام اپنا نہ کبھی تجھسے مری جان نکلا ۔۔۔ تن سے جان نکلی مگر دل کا نہ ارمان نکلا
رات بھر نالے کیا کرتا ہون گریہ دن کو ۔۔۔ پوچھتے کیا ہین حقیقت مری اوقات کی آپ

آزاد تخلص خواجہ ضیاء الدین دہلوی

کہتے ہین نعش پر ترے آیا نہ جائے گا ۔۔۔ لو خاک مین بھی اون سے ملایا نہ جائے گا
دعوی آب و تاب اور اوس پہ شک مہر سے ۔۔۔ منہ بھی تو آئنے سے دکھایا نہ جائے گا

شاہم وصال کم نہین ہے وزعوا ع سے | کہتے ہین اکی جالکے پھر آبا نہ جاسے گا

آزاد تخلص غلام علیخان مرحوم بلگرامی معاصر خان آرزو بیشتر فارسی و عربی کہتے تھے بہت سی تصنیفات اُنکی نظر سے گذری

کیا دہوان دھار اوس مسی آلودگی ہے تہ لب | دل جلو نکالا ہے دود آہ وا شگیر لب

آزاد تخلص محمد امیر الدین باشندہ بریلی شاگرد عشرت

بن ترے سیر چمن کو نہ گئے ہم ورنہ | خندۂ گل نے ہمین خوب رولایا ہوتا
غفلت مین آپکی مین گیا اپنی جان سے | فرمائیے تو آپ کا کیا مہربان گیا
وصل دلبر نہوا سیکڑون تدبیرین کین | سچ کہا ہے کہ ہر اک کام ہے تقدیر کے ہاتھ

آزاد تخلص سید محمد امین

پھیلا کے پاؤن قبر مین آزاد سو رہا | درکار ہے ہوا ہمین دو گز زمین ہے کب

آزاد تخلص مرزا اعظم شاہ دہلوی ولد مرزا عادل ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر سلیمان تخلص

ہم یہ سمجھے تھے چھپائےگا گنہگار ون کو | پر بہت تنگ ہے محشر ترا دامان دیکھا
آزاد چپکا رہنا آٹھون پہر برا ہے | ہٹ جائیگا کلیجہ کچھ بات بھی کیا کر
وہ بن سنور کے ترا اینٹھنا وہ شرمانا | وہ دیکھ آئنہ کہنا کہ دیکھنا مجھکو

آزاد تخلص رام سنگہ باشندۂ دہلی بعد تحصیل کے اونکی بصارت زائل ہوگئی تھی

انداز یون پیارے تری طرز تکلم اور ہے | طور چشمک اور ہے وضع تبسم اور ہے

آزاد تخلص کپتان الگزنڈر ہیڈرلی خلف مسٹر جیمس ہیڈرلی شاگرد زین العابدین خان عارف سرکار الور مین عہدۂ کپتانی پر مامور تھے ۱۸۶۱ء اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین بتیس ۳۲ برس کی عمر مین قضا کی دیوان انکا نظر سے گذرا

سامان قتل میرے لیے کیا ضرور ہے | خود نقص آپ مین نہ مری جان نکالیے
ابرو نہو تو تیغ ستم ریز کھینچیے | مژگان نہ ہو تو خنجر براق نکالیے

آزاد تخلص میر نصیر اللہ دکھنی

سب صنعتین جہان کی آتا ہو ہم کو آئین | پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزردہ تخلص مخدوم اعظم جناب مولانا محمد صدر الدین خان بہادر دہلوی متوطن کشمیر صدر الصدور دہلی خلف مولوی لطف اللہ راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا حضرت کے علم و فضل کا حال مشہور ہے صاحب دیوان ہین [illegible] ہجری مین انتقال کیا

مر کر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہرا
کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا

پرزے پرزے نہ کرو نامہ بر اپنے دیکھے
یہ بھی چھاتی سے لپٹتا ہے کہ منظور نہین

کاش مقبول ہو دعا سے عدو
کیا کرون وہ بھی مستجاب نہین

تیری آنکھون کے دور مین کیا کیا
سحر رسوا نہین خراب نہین

مختصر حال چشم و دل یہ ہے
اسکو آرام اوسکو خواب نہین

عشقبازی کا ستہ چھڑانا ہے
اب وہ موسم نہین شباب نہین

گھر سے گھبرا کے کھلی بالون ہر اک کھڑکی پر
کیون نکل آتے ہو دھوکے مین جو بیتاب نہین

اوس کے سے کہنے لگے اہل حشر
کہین پرسش دادخواہان نہین

فلک نے بھی سیکھے ہین تیرے سے طور
کہ اپنے کیے سے پشیمان نہین

اے بلبلان شعلہ دم اک نالہ اور بھی
گم کردہ راہ باغ ہون یاد آشیان نہین

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق مین
اک جان کا زیان ہے سو ایسا زیان نہین

اچھا ہوا نکل گئی آہ حزین کے ساتھ
اک قہر تھی بلا تھی قیامت تھی جان نہین

کٹتی کسی طرح سے نہین یہ شب فراق
شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین

مین اور ذوق بادہ کشی لے گئین مجھے
یہ کم نگاہیان تری بزم شراب مین

تحقیق ہو تو جانو کہ مین کیا ہون قیس کیا
لکھا ہوا ہے یون تو سبھی کچھ کتاب مین

یہ عمر اور عشق ہے آزردہ جائے شرم
حضرت یہ باتین بھلی ہین عہد شباب مین

عزیز مجروح کے سینے مین کچھ گرمی سی باقی تھی
وہین بس ہو گیا ٹھنڈا جو کھینچا تیر پیکان کو

ادھیڑنے کو بلا ہین آپ بھی کچھ خیر ہے صاحب
لگایا ہاتھ کسنے آپ کی زلف پریشان کو

مصر مین آج تجھے دیکھکے پچھتاتے ہین
سادہ لوحی ہے جو یوسف کے خریدار ہوئے

عالم خراب ہے نہ نکلنے سے آپ کے
نکلو تو دیکھو خاک مین کیا گھر کے گھر ملے

دل نے ملا دین خاک مین سب وضعداریان ۔ جون جون زرکے وہ ملنے سے ہم پیشہ ملے
باہم ملاپ تھا یہ ترے دور حسن مین ۔ یہ رسم اوٹھگئی کہ بشر سے بشر ملے

ازل تخلص مرزا آغا حسن خلف مرزا عباس لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

او گل بغیر تیرے جو رہتا ہون باغ مین ۔ روتی ہے میرے حال پہ شبنم تمام شب

آسان تخلص لالہ سیج رام باشندہ الہ آباد

مرنے کے بعد تا بحشر آنکھین مری جو وا رہین ۔ مجھکو تو کچھ خبر نہین کسکا یہ انتظار تھا

اسحاق تخلص اسحاق علیخان لکھنوی ولد فدا علیخان شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر
اولاد مین نواب سالار جنگ کی صاحب دیوان ہین

باریک ہین کو آئیگی کیونکر نظر کمر ۔ تار نگہ سے ہے او بت نازک کمر کمر
آب رواں کی چھلکے نے طوفان اوٹھادیا ۔ اے بحر حسن آگئی کیا موج پر کمر
مشتاق قتل مجھے اوسے چاند عید کا ۔ تیغ ہلالی سے جو ہوئی جلوہ گر کمر
نہ کوئی گل ہے نہ بلبل نہ باغبان نہ صبا ۔ خزان کے ہاتھ سے برباد ہے چمن کی بہار

اسد تخلص میر امانی باشندہ دہلی شاگرد سودا شاہ عالم بادشاہ کی عہد مین لکھنؤ کی
راہ مین رہزنون کے ہاتھ سے مارے گئے

لک تو نے ہی گرم کی بغل رات ۔ ہم سرد ہوئے تھے ورنہ کل رات
بزم ستان ہو جام ہو خلوت ہو پھر تو بس ۔ کافر ہون گر وہان مین خدا کا بھی ڈر کرون
مانے ہی کوئی وہ بت گمراہ کسو کے ۔ گو آپ سفارش کرے اللہ کسو کی
اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی ۔ مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

اسرار تخلص مرزا اسیر شکوہ دہلوی ابن مرزا طہماسپ ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر
ساری عمر تلاش وصحبت اہل کمال مین بسر کی پندرہ سولہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ جب سنتے ہین مین کہتا ہون یارب ۔ یہ بجلی دیکھئے گرتی کہان ہے
پھر محو خیال رخ جانانہ ہوا ہے ۔ پھر شیشۂ دل اپنا پریخانہ ہوا ہے

اسرار تخلص مرزا ابند و متوفی تخلص گو ولد مرزا اسمٰعیل لکھنوی شاگرد صاحبقران

صاحب دیوان گذرے

بعد فنا اے ... دیوبیت ہے فرار پر
ان کمبخون سے کوئی نہ اپنا لگائے دل

اسعد تخلص ... مرزا اسعد بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ

تو اسود غضب ہے کہ ہاتھون سے تیرے
نہ تسبیح ٹھہری نہ زنار ٹھہرا

اسلام تخلص شیخ الاسلام باشندۂ سہارنپور

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہے بجا
ہین یہ بازو سے عقاب اب جو بنی تیر کے پر

اسیر تخلص تلمیذ از نصر الی ... شاگرد شاہ نصیر ... ور آور تھا

شمع فانوس مین در پردہ جلی ہے دیکھو
شعلۂ آہ نکالی ہے جگر سے باہر

ہم اوس آئینہ رو کی ہجر مین یون بسر کرتے ہین
کہ سکتے کی سی حالت ہے نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

اسیر تخلص خلیفہ گلزار علی خلف و شاگرد نظیر اکبرآبادی صاحب دیوان ہین —

ہم لے گئے وہ ہڈیون کی ڈھیر لحد مین
گریان زمین بھی ہوئے سیر لحد مین

خط کبوتر کو دیے لاکھ طرح کے ہین خیال
خاطر وسوسہ پرواز کا دیوانہ ہون

اک مین ہے نہین زخمی ابروے ستمگار
خورشید بھی تر خون مین نکلا ہے سحر کو

اسیر تخلص ہدایت علی وکیل عدالت دیوانی میرٹھ خلف سید امیر علی باشندۂ زیدپور توابع لکھنؤ شاگرد مصحفی و حسین علیخان اثر فارسی مین اسیری تخلص کرتے ہین

ہرن موسے اوڑاتے ہین خبر سے ہاتھ پاؤن
چار نخل آتشین ہین اب ہمارے ہاتھ پاؤن

گوہر مقصود ہاتھ آیا نہ پایا آشنا
بحر الفت مین دلا لاکھون ہی مارے ہاتھ پاؤن

اسیر تخلص منشی مظفر علی خان مخاطب بہ تدبیر الدولہ ولد میر مدد علی باشندۂ امیٹھی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی دیوان انکا نظر سے گذرا

ازل سے سلسلہ ہے اس جنون تنہ ...
تشکاف خامۂ کن چاک ہے میرے گریبان کا

نشان کیا پوچھتے ہو تم ہمارے جسم لاغر کا
کہ رفتہ رفتہ سایہ بنگیا قد پیمبر کا

کم شرر سے نہ تھی مری ہستی
آنکھ کھلتے ہی مین تمام ہوا

موت مشاطہ کو آئی تو طا بوسۂ زلف
شربازیچ مین دلال تو سودا ٹھہرا

ہچکیان بے وقت آتی ہین اسیر — رفتگان میں کسے یاد آگیا

جواب نامہ نہ لکھنے سے یہ ہوا ثابت — ارادہ رکھتے ہین شاید وہ آپ آنے کا

خون اسی ہاتھو ن سے کتنون کا ہوا میرے بعد — رنگ لائی تری ہاتھون کی حنا میرے بعد

خط غیر کا اوس شوخ کو آیا مرے آگے — آیا مری تقدیر کا لکھا مرے آگے

قاصد ڈرتا ہے مانگتے خط — ایسا نہو وہ جواب دے دے

اسیر تخلص مولوی محمد حسن خان بہادر صدر الصدور مراد آباد ولد مفتی ابو الحسن باشندۂ بریلی

اب حبس دوامی کا گلہ کس لیے اسیر — زلفون مین کیون پھنسا تھا یہی تھا اگر بے دل

اشتیاق تخلص شاہ ولی اللہ ولد شاہ محمد گل باشندۂ سرہند

چھوڑ کر مجھکو ہین اور سے جو لاگ لگی — نہین مہندی یہ ترے تلوون سے ہے آگ لگی

اشراق تخلص حکیم محمد رضا خان لکھنوی ولد رضا قلیخان ابن آقا یار بیگ خان رسالدار خواہر زادۂ امیر الدولہ حیدر بیگ خان لکھنوی شاگرد ہجر صاحب دیوان ہین

صید کرتا ہے کسے بلبل دل کا منظور — تمنے پھولون سے جو گلدام بنائے گیسو

اشرف تخلص شیخ اشرف علی خوشنویس ولد شیخ مظہر علی باشندۂ قصبۂ مصطفے آباد عرف کسمندی مقیم لکھنو شاگرد نسیم دہلوی صاحب دیوان ہین راقم نے انکو لکھنو مین دیکھا ہے

سودا نہ اوسکا بعد فنا سر سے جائیگا — اشرف بلائے جان رکھا ہم نے نام زلف

جواب تک بھی نہین یار مہربان منہ مین — یہ خامشی ہے کہ گویا نہین زبان منہ مین

بسان آسیا گردش سے بخت کو ہر دم — پہونچنے دیگا نہ دانا بھی آسمان منہ مین

کچھ ایسی آب کو بھاتی ہے لذت انکار — نہین کی جگہ کبھی آتا نہین ہے ہان منہ مین

اشرف تخلص اشرف حسین خان متوطن الہ آباد شاگرد مہدی حسین خان تصدیق عدالت دیوانی شہر بنارس مین عہدۂ نظارت پر مامور تھے

ہے پہونچے پر کبھی تو کبھی کوہ و دشت مین — اک جا نہین مقام ہمارے غبار کا

اشرف تخلص اشرف حسین باشندۂ بنارس شاگرد ہادی علی بیخود عزیزوں مین خاص ہم

اہلی صدر ایین کانپور کے ہین

اوسکے سرو قامت تو بلا خیز ہے اشرف
اسواسطے ہے رنج دوبالا مرے دل کا

اشرف تخلص حافظ غلام اشرف دہلوی شاگرد میر قدرت اللہ خان قاسم موسیقی مین کمال رکھتے تھے

مطلب ہے امکان سے نہ کچھ کائنات سے
ہے مدعا فقط مجھے تیری ہی ذات سے

اشرف تخلص محمد اشرف ولد امام الدین باشندۂ کانڈھلہ

آتش دل سے ہوا ہے مجھے یہ ڈر پیدا
کہ مرے سینہ مین ہوتے نہ سمندر پیدا

اشرف تخلص میر اشرف علی خلف میر برعلی سب اسسٹنٹ سرجن اکبرآباد باشندۂ کلکتہ شاگرد حافظ ضمیر راقم کے دوستون مین ہین۔

توتا ہے پیر اودھٹا نامہ لیجائے کو وہان
گر ہیچ تو سر خرد یہ سبز پر ہوجائے گا

آشفتہ تخلص عظیم الدین خان مرحوم عرف بھورے خان افغان باشندۂ دہلی میر مجدی مائل اور فرزند علی مضمون سے اصلاح لیتے تھے بشیر مقطع مین اسکے زلف کا مضمون ہوتا ہے آخر ایام مین شعر گوئی ترک کرکے کسب باطن کی طرف مشغول ہوگئے تھے صاحب دیوان گذرے

ناخواندہ مرے خط کو او لٹنے پھرا لایا
قاصد کا گلہ کیا ہے قسمت کا لکھا لایا

پنڈت پوچھو ہاتھ دکھاؤ فال کھلاؤ کوئی پر
بخت جو ہون برگشتہ اپنے کسکے پھیرے پھرتے ہین

پاؤن کو توڑ جو بیٹھے ترے در کے آگے
سر دیا یار پہ اک گام نہ سرکے آگے

برگشتہ بخت ہم سے دیکھے ہین کم کسی نے
جب ہم ہوئے مقابل وہ منہ کو موڑ بیٹھے

نبی کو خاطر اصحاب کیون نہو منظور
کہ زیب و زینت مجلس ہے چاریار وسے

آشفتہ تخلص منشی محمد علی خان راجۂ پٹیالہ کی سرکار مین متعلق ہین راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

خوب کرنے ہو عیادت ای مری رنگ مسیح
آئے تب بالین پہ جب بیمار کا قل ہوگیا

آشفتہ تخلص حکیم مرزا رضا قلی ولد حکیم محمد شفیع اکبرآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر سوز

جی تھا آنکھون مین یار تھا دل مین — اس قدر انتظار تھا دل مین
دم آخر جو ہچکی آتی تھی — وہ فراموش کار تھا دل مین
چلا ہے کعبے کو آشفتہ پارسا بنکر — خدا جو بیٹھے بٹھائے اوسے خراب کرے
مر گیا اک صنم پر آشفتہ — موت ایسی خدا نصیب کرے
ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے — الٰہی [illegible] سے گذرا مین ایسے جینے سے

آشفتہ تخلص گلاب سنگھ کھتری باشندہ دہلی موناسی ایک زن خانگی پر عاشق تھا صاحب جور فلک سے تنگ آیا خنجر آبدار سے اپنا سر کاٹکر مرگیا اس واقعہ کو چھتیس برس کا زمانہ گذرا

پوچھتے کیا ہو کہ شب آشفتہ کیونکر مر گیا — اوسمین کیا باقی رہا تھا بندہ پرور مر گیا
جان دی عاشق نے تیری خوب کو [illegible] — آدمی تھا آخرش صدمہ اوٹھا کر مر گیا
ہے جدائی مین زبس آشفتہ جینے سے تنگ — سن ہی لوگے اک نہ اک دن پھوڑ کر سر مر گیا
ہای یہ غیرون سے کہنا اوسکا رک رک کر اب — مجھکو مت چھیڑو کہین آشفتہ یہان آجائیگا
زلفون سے بھی زیادہ کیا تو نے دل یہ جمع — کافر جو تھے سو تھے یہ مسلمان کو کیا کرون
اک نہ آنے سے تیرے اے ظالم — شکوے سو سو زبان پہ آتے ہین
دم کا مہمان ہے اور آشفتہ — بیخبر تجھکو کچھ خبر بھی ہے

آشفتہ تخلص امرناتھ پنڈت باشندہ دہلی شاگرد تنویر

اندنون تم جو ہو آشفتہ پریشان خاطر — کس پہ ہوش آپ کے کھوئے ہین کہان دل آیا
آشفتہ بزم یار مین ساقی بنا ہے غیر — کیونکر پیون کہ کرتی ہے ٹکڑے جگر شراب
کی ہوگی اوسنے بادہ کشی بزم غیر مین — تلخی رہی جو میری زبان پہ تمام رات
دل مین آشفتہ ہے بتون کا خیال — لب پہ باتین ہین پارسائی کی

آشفتہ تخلص حکیم سید منور علی خان سررشتہ دار ضلع میرٹھ ولد سید علی نواز رضوی شاگرد مومن خان و نواب مصطفے خان شیفتہ وطن انکا بارہہ مولد دہلی ہے

ہم وحشیون کا گھر ہے کہ لڑکون کا کھیل ہے — دن مین ہزار بار بنا اور بگڑ گیا
پرسش حال نے پھر یاد دلائی اونکی — گور مین بھی پس مردن نہ کچھ آرام آیا

جو نامہ بر گیا وہ گیا جان سے وہان ✤ اب بھی یہین ہے رقیب کو ہم نامہ بر کرین
ہے وصل مین بھی فراق کا غم ظاہر مین ہون پاس پر جدا ہون
تم غیر سے ملین کبھی سے بلا نہین سچ ہے کہ بیوفا ہون مین تم بیوفا نہین
نے قتل کا خلل انھین اور نہ موت کو قسمت مین کیا خدا مرے مرنا لکھا نہین
ابھی دلربائی کو کیا جانتا ہے ستم کو وہ بد خو ادا جانتا ہے
غش ہوگئے ہم آشفتہ تاب رخ جانان سے وہ پوچھے گا قیامت مین بیہوشون سے کیا کوئی
میرا ابھی کیا تھا وہ رسمے بیتاب و بیقرار جز غیر اور کون نہین تیرے واسطے
سنا تھا ہم نے آشفتہ کو کوئی دم کا مہمان ہے کئی دن ہوگئے اور سنا نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے

آشفتہ تخلص حاجی منشی عبد اللہ باشندہ سلہٹ خلف عبد الحمید شاگرد حافظ نعیم فارسی
وارد و خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

دیکھنا شوق شہادت عاشق دلگیر کا کیا تڑپ کر چوم لیتا ہے گلا شمشیر کا
قبر کبھی کیون بنانے لوگ مین حیران ہون میت کیا تن بیجان کو بھی ہے حوصلہ تعمیر کا
آج کل مائل ادھر ہے دل بت بے پیر کا یہ اثر کب تھا کبھی نالہ شبگیر کا
وادی وحشت مین ایسا پاؤن پھیلا ہے مرا دیدۂ غول بیابان حلقہ ہے زنجیر کا
ہوا نہ عور مین اندازِ گریہ کا سا نورِ نج خلد مین ہوگا ہمین سقر کا سا
کھل گیا ہے میکشی مین جوہر انوار قدس ہے تماشا گاہ بزم قدس کی مظہر شراب
رکھے زانو پر بت بے پیر پشت آئینہ ہون مین حیران یا الٰہی یہ تو فیض پشت آئینہ

آشفتہ تخلص حزبار الدولہ ضیغم الملک ہادی علیخان بہادر قائم جنگ خلف نواب
حیدر علیخان بہادر برادر مختلف البطن نواب محسن الدولہ بہادر باشندہ لکھنؤ شاگرد امام علی سحر

خون سے میرے حنابندی بسی نظیر سے	-	چشم ناخن سے جو کرتے ہین نثاری ہاتھ پاؤن

اشک تخلص مولوی ہادی علی خلف مولوی شیخ حسین علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد برق
بھی آنسے تھے بیت اللہ شریف کی زیارت بھی کی ہے راقم کے دوستون مین ہین اشعار
عربی و فارسی بھی خوب کہتے ہین

چاند سورج تیری بالون مین نہین بالا سر / ہو گئے ہین مہر و مہ شب کو قرین بالا سر

چلے وہ چال کہ دل سیکڑون ہوے پامال / نکالے آپ نے کیا عالم شباب مین پاؤن

وہ رند ہون کہ جہان ہون وہین کوک ہو پہنچے / لگین شراب مین پر ساقیا کباب مین پاؤن

انھین یہ سوجھی فلک سیر کی ترنگ مین آج / کہ چلکے دھوئیے اب طشت آفتاب مین پاؤن

ہجر کے صدمے سے کل جان نکل ہی جاتی / گر خیال لب جان بخش نہ ہوتا دل مین

در پہ رہنے لگی اب بنت عنب تو نہین / پوچھتا کوئی نہین دور شہ عادل مین

جنبش لب سے تری کشتہ نے جب جان پائی / دم بخود رہ گئی شرما کے مسیحا دل مین

ہماری آہ سے ڈر ہی رقیب لازم ہے / نہ ہو یہ تیر ہوائی دو سار پہلو مین

دل ستمزدہ و یاس و حسرت و حرمان / انیس ہین یہی دو تین چار پہلو مین

سُنی نہ ایک مری بات ہاے صد افسوس / سُنایا حال دل اوسکو ہزار پہلو مین

افسک تخلص سید علی حسن ولد سید آغا میر لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید سلسلہ انکی نسب کا حسین الاصغر بن حضرت امام زین العابدین سے ملتا ہے اولاد مین میر عماد خوشنویس کے ہین

اب کیا ہوئی وہ آپ کی آنکھوں کی موہنی / باتون مین تھا جو سحر کا عالم کہان گیا

ترک چشمان سیہ مست کو ہم کیا چھیڑین / فتنہ ہو جائے اوٹھائین جو کبھی سر پلکین

افضلی تخلص مرزا غلام محی الدین عرف مرزا ممن خلف مرزا غلام حیدر نواسہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد میر نظام الدین ممنون و مفتی محمد صدر الدین خان بہادر آزردہ

کیا پاس کسی کا ہے کہ مرتا ہون ولیکن / شکوہ نہین کرتا شب ہجران کی جفا کا

قسمت کو تو دیکھو کہ پھرا نامہ بر اوس دم / جسوقت مرے سر پہ تھا منلبے قضا کا

آئے تو نہ دشمن کے خطر سے مرے گھر مین / اور مفت مین بد نام کیا نام حنا کا

محو وجد نہین نغمۂ مطرب ہی پہ موقوف / کافی ہے بیان نالۂ پر ربط درا کا

آشنا تخلص میر امیر علی ولد میر سنبر مرشد آبادی شاگرد مرزا غلام حسین آتش بیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا ؁

وہ حسن جلوہ گر ہے وہ رخ بے نقاب ہے / لیکن کچھ اپنی آنکھون کا پردہ حجاب سے ہے

مجھ کو تو بات کل کی نہیں یاد آشنا
کہتے ہیں روز حشر کو دینا حساب ہے

آشنا تخلص سید محمد مرحوم خلف اکبر سید حافظ وارث علی مرحوم لکھنوی شاگرد ناسخ

کیونکر نہ رگڑوں آنکھیں میں ہر بار پاؤں میں
اے دل لگی ہے خاک در یار پاؤں میں

زنجیر دست باندھیے دست گناہ کا
ہو کھٹک کا کانٹا ڈال دو دلدار پاؤں میں

آشنا تخلص میر زین العابدین عرف میر نواب متوطن گجرات باشندۂ دہلی خلف حکیم اصلح الدین خان آرزو کے معاصر تھے

ہم سے بندوں پہ ظلم کرتے ہیں
ان بتوں کا کوئی خدا بھی ہے

آشنا تخلص مولوی عبد اللہ خان منشی فورٹ ولیم کالج باشندۂ کشن نگر کلکتے میں سرہتم تھے شعر بہت کم کہتے تھے لیکن جو کہتے تھے نہایت پاکیزہ کہتے تھے سات آٹھ برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستوں میں تھے

جو قطرہ خون کا مرے دل کے داغ سے ٹپکا
تو گویا شعلہ تر اک چراغ سے ٹپکا

چھاتی اوٹھی تری دل خلق کا خورسند ہوا
شکر اللہ شجر حسن برومند ہوا

ضبط نالہ باعث چاک گریبان ہوگیا
کام یوں دست جنوں کا اپنے آسان ہوگیا

آشوب تخلص میر امداد علی فرزند میر روشن علیخان فرخ باشندۂ دہلی شاگرد میر نظام الدین ممنون

ناوک غم سے چھنا یہاں تک تن اس ناکام کا
استخوان پر ہے گمان میری ہما کو دام کا

گنہ کے بوجھ سے محشر تلک پہونچ نہ سکے
اسی میں پردہ رہا ہم گناہگاروں کا

پوچھا جو میں نے یار سے انجام سوز عشق
شوخی سے شب چراغ کو اوس نے بجھا دیا

دل کو سمجھے تھے کہ اوس بزم سے آ نکلے
ہائے اب یہ بھی ہوا وہاں سے جدا ہونا مشکل

عذر جفا کے کب تلک تم کرو ہم گلہ کریں
وصل کی رات کم رہی آؤ معاملہ کریں

دل کہیں دیدہ کہیں صبر کہیں تاب کہیں
ہائے کتنا شب ہجران میں پریشان ہوں میں

اصالت تخلص سید فضل علی ولد سید وارث علی لکھنوی شاگرد امانت

بوسہ جو مانگتا ہوں تو انداز و ناز سے
مجھ کو دکھاتے ہیں وہ انگوٹھا ہلا کے ہاتھ

اصغر تخلص میر امجد علی مرحوم باشندہ اکبرآباد

شاید کہ شوخ دیدے کا دیدار ہو نصیب	پھڑکے ہے آج میری ست بار بار
ہوا ہون بسکہ خفا اب تو اپنے جینے سے	لگا ہی لونگا مین تیغ اوس کو سینے سے

اصغر تخلص سید اصغر علی وطن انکا باجود الہ آباد دارالآباد کی عدالت منصفی مین وکالت کرتے ہی

جوڑے پہ ہوا شک کہ یہ ہے نافہ تاتار	مین زلف کو سمجھا کہ یہ مشک ختنی ہے

اصغر تخلص ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع الامرا نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ وزیر ابوظفر بہادر شاہ جنت آرامگاہ بادشاہ دہلی خلف رشید مولوی علی اکبر شاگرد خواجہ آتش داماد نواب ظہیر الدولہ غلام یحیی خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ اودھ وطن انکا کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ کلکتہ مین آکر بہت روز دن تک رہے آخرش سنہ ۱۲ بارہ سو چہتر ہجری کے ۱۱ گیارہوین ذیقعدہ کو انتقال کیا ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر بہت خوب کہتے تھے راقم کے دوستون مین تھے صاحب مثنوی و دیوان تھے راقم نے انکے انتقال کی تاریخ کہی

قطعہ تاریخ

چون علی اصغر شد از دنیا سوی ملک عدم	شد دل نساخ محزون راز بس رنج و الم
شد بیک مصرع دو تاریخ این چنین اعیان ذلر	شنبہ ذیقعدہ ہے ہجر آہ درد و یاس غم
	۱۲۷۴ ۱۲۷۴

ایضاً

قضا کی جو علی اصغر نے اے نساخ	غمین ہے یہ دل مانوس صد حیف آج
کہی ہے آہ مین نے عیسوی تاریخ	علی اصغر موئے افسوس صد حیف آج

بتا نہ کوچہ گیسو مین ہے نہ پہلو مین	تمھین بتا دو مجھے پھر کہان ہے دل میرا
منڈا گئے آپ نے منت کے بال جسد سے	برنگ طائر بے آشیان ہے دل میرا
شکستگی سے ہمیشہ درست ہوتا ہے	خدا کی شان عجائب مکان ہے دل میرا
وہ رند ہون مجھے دست سبو سے بیعت ہے	مرید حضرت پیر مغان ہے دل میرا
آتا ہے جب کہ یاد مزا اضطراب کا	سینے پہ ہاتھ مار کے کہتا ہون ہائے دل
کیون جا کے زلف خم بخم یار مین پھنسا	اپنی بلا سے پیچ پہ گر پیچ کھائے دل

تمہیں دیر و حرم سے کام ہم الفت کے بندے ہین
وہی کعبہ ہے اپنا آرزو دل کی جہان نکلے

جنون انگیز ہم فصل بہار عاشقی آئی
دل سودا زدہ پھر رنگ لایا ہے رسوائی

یہ کس پردہ نشین نے جھانک کر شکل اپنی دکھلائی
بنی ہے روزن دیوار جو چشم تماشائی

تجرد باعث سرسبزی کونین ہوتا ہے
غضنفر کی دل سے پوچھے کوئی لطف فیض تنہائی

نہ کھینچا ہاتھ ترک چشم نے قتل غریبان سے
ہزارون بار سمجھانے کو پردے مین حیا آئی

دہان و چشم نے کس کے کیا خاموش و نا بینا
نہ غنچہ مین ہے گویائی نہ نرگس مین ہے بینائی

بجا ہے اضطراب روح وقت نزع اے اصغر
کیا ہی یاد حاکم نے بلانے کو قضا آئی

اصغر تخلص اصغر علی صاحب دیوان گذرے فارسی بھی کہتے تھے

تری اس مانگ سے کیا معنی دلخواہ پیدا ہے
شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا ہے

آصف تخلص وزیر الممالک نواب یحیی خان مرزا امانی آصف الدولہ بہادر خلف شجاع الدولہ بہادر مولد انکا فیض آباد مدفن لکھنؤ سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری مین انتقال کیا تیر اندازی مین کمال رکھتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

یاد رب تجھے تیرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
یا حوصلا میرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

کہتا ہے بہت کچھ وہ مجھے چپکے ہی چپکے
ظاہر مین یہ کہتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

جہان تیغ و سنگی علم دیکھتے ہین
وہان اپنا سر بجز قلم دیکھتے ہین

قمر کو ہوتا ہے ہر ماہ مین کمال و زوال
ترے حسن کا عالم رہے رہے نہ رہے

اظفری تخلص محمد ظہیر الدین مرزا علی بخت عرف مرزا کلان دہلوی کچھ روز دن مدراس مین رہے وہانسے کلکتہ مین آکر پھر دلی کو چلے گئے

کتنی دن مین کہ یار نے مجھ سے + ق ربط بار دگر کیا پیدا

شکر للہ آہ نے میرے
اظفری کچھ اثر کیا پیدا

تیرے حسن و صفا کو جو دیکھا +
آرسی اس مین لاجواب ہوئے

اظہر تخلص میر غلام علی مرحوم شاگرد شمس الدین فقیر تشنہ دہلی ترک دنیا کرکے عظیم آباد مین سکونت کی تھی وہین وفات پائی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گذرے

ہین ہے مردمک چشم ساتھ آنسو کے
کل کے داغ جگر جم رہا ہے آنکھون مین

اظہر تخلص سید علی حسین ولد مولوی ارشاد علی لکھنوی ناظر عدالت دیوانی لکھنو شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

خیال ہے انھین کس گل کے خار مژگان کا
کھٹک سی رہتی ہے میل و نہار آنکھون مین

اظہر تخلص غلام محی الدین دہلوی شاگرد غلام حسین سروری شاعر فارسی گو و فرزند علی موزون علی کرتے تھے

رکھتی ہے مری جان کو مضطر طپش دل
دکھلائیگی ہنگامۂ محشر طپش دل

اظہر تخلص سرور امرزا شاگرد مرزا علیجان شفق باشندۂ لکھنو مقیم کلکتہ اشعار مرقومۂ ذیل اسی تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کونسے دل کو جدائی کا تمہاری غم نہین
کونسی وہ آنکھ ہے فرقت مین جو پرنم نہین

یہ آہ و شیون نے سر اوٹھائی کہ ہجر کی رات تا بلے
کلیجہ پکڑے ہوئے خود آئے ہماری نالون پہ آج

تمہاری کوچہ مین آج کی شب کئی ہی ہمکو تڑپ تڑپ کے
خبر بھی تمنے نہ لی ہماری یہ کونسی بے خبری ہے

اظہر تخلص مولوی امامت علی ولد مولوی امانت علی باشندۂ شیخپور توابع فرخ آباد مقیم لکھنو شاگرد نصیر دہلوی صاحب دیوان گذرے تاریخ گوئی مین مثل لاثانی تھی

نہ کیونکر اشک مسلسل ہو رہنما دل کا
طریق عشق مین جاری ہے سلسلہ دل کا

بہشت پہونچے ہی زاہد کب اوسکی وسعت کو
عجب روش کا ہے یہ باغ دلکشا دل کا

لگائی کس بت مے نوش نے ہے تاک اسپر
سبو بدوش ہے ساقی جو آبلہ دل کا

کھینچینگے ہم یہ سراسر جو کوئی پوچھیگا
سواد ہند مین لٹتا ہے قافلہ دل کا

روشن دو چند مہر مہ سے ہے اپنا چراغ دل
اے شمس عکس مہر نبوت ہے داغ دل

تاثیر حاضرات رکھے ہے چراغ دل
اپنا یہ از نگین سلیمان ہے داغ دل

امجاد تخلص نواب اصغر علیخان لکھنوی خلف نواب نجابت علیخان بن نواب شجاع الدولہ شاگرد شیخ امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہین

شعلۂ حسن یہ جلوہ دات نظر بینی سے ہے
نور ہی آنکھین ضعیف ہوا ہوگئین نا ری ایا

سرفراز تخلص میر باقر علی لکھنوی ولد میر اسد صاحب شاگرد رشک

تری چشم سیہ کچھ کم نہ تھی مجھ تیرہ بختون کو
مگر سرمہ کو دی بیکار اسے طناز آنکھون میں

اعظم تخلص محمد اعظم ملازم نواب آصف الدولہ بہادر

ہے قدر کے سبب عالم بالا پہ تری زلف
رکھتی ہے دماغ اپنا یہ زنجیر فلک پر

اعظم تخلص مرزا اعظم بیگ دہلوی

چھپتا ہے کوئی شمع صفت سوز دل اپنا
سرکائی اگر تو ہو نمودار گلی سے

اعظم تخلص مرزا اعظم شاہ رسالہ دار خلف مرزا محمد اشرف ابن خلیفہ عبد الکریم متوطن ترکستان باشندۂ دہلی مقیم لکھنو شاگرد آتش

ترک فلک سے بھی نرکی چوٹ یار کی
کھائی وہ ہتکنی جو اوٹھائی سپر کا ہاتھ

مردون سے وقت جنگ دغا ہو بعید ہے
سر کی کبھی بتا کے نہ ماری کمر کا ہاتھ

مجھکو سلا کے ساتھ گل آزردہ وہ ہوئے
کیا جانے پڑ گیا کہان مجھ بیخبر کا ہاتھ

مٹی کے مول بھی تو کوئی پوچھتا نہین
بگڑی ہوئی ہے آج کل اعظم ہوئے دل

اعظم تخلص سید اعظم علی الہ آبادی منشی مدرسہ اکبر آباد شاگرد آتش دیوان انکا نظر سے گذرا

خنجر کا نہ بسمل ہون نہ شمشیر جفا کا
انداز کا مقتول ہون کشتہ ہون ادا کا

غمزے کا بوسہ لب شیرین مین ہے مزا
گالی مین تیرے لطف ہے کھٹی انار کا

چھوڑ کر کے مجھے روتا نہ کرو عزم سفر
جان من موسم بارش تو نکل جانے دو

کچھ مفت نہین وعدۂ دیدار کیا ہے
جب لاکھ قسم دی ہے تو اقرار کیا ہے

جلوہ ہو کوہ طور کا موسیٰ کے سامنے
مٹھی جو کھول دو ید بیضا کے سامنے

اعظم تخلص مولوی عبد الصمد عرف محبوب جان برادر خورد مولوی وجہ اللہ خان بہادر متخلص بہ داغ ولد مولانا مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اوّل مدرسہ عالیہ کلکتہ باشندہ کلکتہ شاگرد راقم الحروف

ساکن ارض و فلک تک تجھ پہ شیدا ہو گیا
جسنے دیکھا تجھکو وہ محو تماشا ہو گیا

شکوہ کس کس کے عداوت کا مین اعظم کرون
ایک عالم اوس جہان آرا کا شیدا ہو گیا

لاکھ صورت سے بنا ہین آئینہ گر آئینہ — دل سے ہرگز ہو صفائی مین نہ بڑھ کر آئینہ
روی آتش رنگ کی دیکھی جھلک گر آئینہ — صورت سیماب ہو بیتاب و مضطر آئینہ
ہے دل نالان کو میرے عشق روی صاف سی — کھل گئی قلعی فدا ہے آئینہ پر آئینہ

اعظم تخلص اعظم خان افغان باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی اس فن کو ترک کرکے کسب علم کیطرف متوجہ ہوئے تھے

اسی مضمون سے معلوم اوسکی سرد مہری ہے — جو اوسنے مجھکو نامہ کاغذ کشمیری پر لکھا
سوز دل از بس طبیبون سے نہان رکھتے ہین ہم — شمع آسا نبض زیر استخوان رکھتے ہین ہم
کیا یہ ملبس دام کم ہے جوشن فولاد سے — ہے اسیری مین لڑائی صید کو صیاد سے

اعلی تخلص اعلی خلف میر ولایت اللہ خان باشندہ دہلی ملازم تمحاح الدولہ بہادر

جو ہاتھ اوسکے بند قبا کھولتے تھے — وہ مشغول ہین اب لکار گریبان
مرے دیوانہ دل کو شور طفلان آشنا ہے — اونھوں کے ہاتھ کا پتھر ہے سنگ جراحت ہے

اعل تخلص آغا مرزا خلف مرزا ابراہیم شوکت باشندہ کانپور

گل اوس تلک پہنچ تو گیا تھا یہ ہدہد — کچھ مجھکو حبیب سے لگ گئی ایسی کہ کیا کہون

اعجز تخلص آغا حسن ولد مرزا امیر باشندہ لکھنو شاگرد میر صبا سنہ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین تجارت کرتے تھے رقم کے ملاقاتی ہیں صاحب دیوان ہین

وصل کی شب یہی کرتا ہون دعا ای آغا — حشر تک اب نظر آئی نہ سحر کی صورت
تپ فرقت سے ایسا پڑ گیا ہو ضعف ای آغا — کہان کروٹ بدلنا سانس بھی لیتا ہون مشکل سے

اعجا تخلص سید آغا ولد سید صاحب علی جایسی مقیم لکھنو شاگرد نسیم دہلوی

ہو جلوے ابھی زیر نگین ملک سلیمان — پر دے سے جو آغا کو دکھائے وہ پری آنکھ

آفاق تخلص میر حسین علی ولد میر احسان علی مخلوق ریختی گو باشندہ لکھنو شاگرد آباد

خوب بل کھاتے ہین رخ پر تری دلبر گیسو — بے یقین ہیچ کوئی ڈالین گے ہم پر گیسو

آفاق تخلص میر فریدالدین ابن بہاءالدین دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق حضرت شاہ سلیمان سے قرابت دار تھے

اوس گل سے ملکے ہوینگے جام شراب ہم
لالے کا دل جلا کے کرینگے کباب ہم

اشک تر چشم سے جیدم کہ ہمارے نکلے
مرزمان گننے لگے دن کو یہ تارے نکلے

آفتاب تخلص حضرت فردوس منزل ابو المظفر جلال الدین شاہ عالم بادشاہ غازی بادشاہ دہلی حال سلطنت آبادہ ہوا کہیں مجری مین ہوا آپکے حال کا مانند آفتاب عالمتاب کے روشن ہی محتاج بیان نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

خوب ساسید ہلنیگا دیکھ اسے سرو چمن
اوسکی رعنائی سے ہت تواپنی رعنائی بلا

صبح اوٹھ جام سے گذرتی ہے
ق
شب دل آرام سے گذرتی ہے

عاقبت کی خبر خدا جانے
ابتو آرام سے گذرتی ہے

آفرین تخلص شیخ قلندر بخش صاحب تخفۃ الصلحا باشندہ سہارنپور حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے

رہا چمن مین تو آب آفرین لہو نخچہ
لبون مین اوسکے نہان ہے بہار خندۂ گل

بہت ہین گرچہ تمعین اور ناز کرنے کو
بُری تو ہم بھی نہین دل نیاز کرنے کو

افسر تخلص نصرت خان مرحوم خلف فتح خان قوم افغان باشندۂ لکھنؤ دکن مین جا کے انتقال کیا

بلبلو ایک ہزار دن مین ہے اوس یار کی آنکھ
جس پہ پڑتی ہے سدا نرگس بیمار کی آنکھ

افسر تخلص مولوی محمد علی فرخ پوری شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم دحشت نام کا تخلص ... نمین پیا

سلسلہ دل نے کیا زلف دوتا سے پیدا
پھیر سودا مین ہوئی شام بلا سے پیدا

عشق گیسو مین اولجھتی ہے طبیعت پھر دن
خاک مضمون ہو کوئی فکر رسا سے پیدا

افسر تخلص شاہ تاج الدین ولد شاہ محمد اعلی باشندہ اکبرآباد

ہے سیب کے مانند جو خوشبو ذقن اوسکا
غنچے سے نزاکت مین ہے افزون دہن اوسکا

افسر تخلص مرزا محمود دہوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

کل کل سے نامہ بر کے مرا ناک مین ہے دم
کیا آج بھی وہ یار خدایا نہ جائے گا

محبت مین صبر و شکیب و قرار
ہر اک رفتہ رفتہ جدا ہو گیا

افسر تخلص غلام اشرف مرثیہ گوے دہلوی خلف شیخ غلام رسول شاگرد مصحفی

جب دیکھوہے مہ داغ سیہ اپنی جبین پر
آتا ہے اوسے رشک ترے روئے حسین پر

معلوم نہین کیا ہے وہ خاک تماشا
نرگس کی جو رہتی ہے لگی آنکھ زمین پر

افسردہ تخلص مظفر علی فرید پوری شاگرد مولوی رشید النبی وحشت راقم الحروف کے ملاقاتیون مین ہین +

سرو مہری بتانِ ہند کا لکھنا ہے حال	چاہیے کاغذ و ہم فکر سخن کشمیر کا
نرگس فتان کبھی اوس سے جدا ہوتی نہین	جالی غرفہ کی تری ہے دم آہو گیر کا
ہوتی ہین مثلِ غنچی وصفِ طلائی رنگ مین	کاغذ اشعار بھی نسخہ بنا اکسیر کا

افسوس تخلص غفور بیگ وطن انکا توران سپاہی پیشہ تھے ثناء اللہ خان فراق اور قاسم دہلوی صاحب تذکرہ سے اصلاح لیتے تھے

یار در پر ہے خدا خیر کرے	خانہ بیدر ہے خدا خیر کرے
کفِ پا سے جو ظالم مل رہا ہے	کسی کا خون ہے یہ یا حنا ہے

افسوس تخلص میر شیر علی خلف میر مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب قاسم خان عالیجاہ باشندہ نارنول شاگرد میر حیدر علی حیران و میر سوز ملازم مرزا جوان بخت بہادر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے تھے آخر ایام مین کلکتہ مین فورٹ ولیم کالج کی منشی گری مین مقرر ہوئے تھے حضرت شیخ سعدی شیرازی کی گلستان کو اردو مین ترجمہ کیا ہے ترجمہ گلستان و دیوان انکا نظر سے گذرا

نزع مین نہ دیکھا رخ افسوس	جیتے رنگ نے اوسے مارا
بیان تلک ہے نزاکت گلون کی گرمی سے	چھلنے لگتا ہے اوس گلعذار کا پہونچا
قفس سے چھٹنے کی امید ہی نہین افسوس	حصول کیا ہے جو مژدہ بہار کا پہونچا
پاؤن یہ گاڑے ہے کہ جون نقش قدم پھر نہ اوٹھے	خاک مین مل گئے بیٹھے جو ترے در پر ہم
کیا لکھون اوسکو مین احوال یہ کہنا قاصد	بس اسی کے سبب طاقت تحریر نہین
اشک گرم اپنے سے یہ دیدۂ تر جلتے ہین	دیکھلو مردم آبی کے بھی گھر جلتے ہین
ہو مرا کیونکہ گزر اوسکی گلی مین وہان تو	طائر سدرہ کے اوڑتے ہوئے پر جلتے ہین
دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانے کو	وہی احباب جو یہان آئے تھے سمجھانیکو
کچھ بات تم سے کر نہین سکتے ہزار حیف	مدت مین تم ملے بھی تو غیرون کے گھر ملے

ہو تجھے ہی کیا لگا لے اگر سر مین ورد ہے
اوس خاک پا کی آگے تو صندل بھی گرد ہے

نہین جاینگے اس مجلس سے ہم بے اوسکی لیجانے
قدم اب کب اوٹھاتے ہین کہ ہینے پاؤن پسارے

آدمی کیا ہے فرشتہ لوٹ جائے دیکھکر
چاندسی شکل اوسکی اور چھاتی وہ گدرائی ہوئی

افسون تخلص مرزا آغا حیدر لکھنوی

آگئی جان بدن مین دل شیدا ٹھہرا
آکے بالین پہ جو دم بھر وہ مسیحا ٹھہرا

فرصت ملی تلاش بت مہ جبین سے کب
ٹھہرا دل اپنا گردش چرخ برین سے کب

افسون تخلص سید احسان حسین خان نبیرۂ نواب بہار الدولہ باشندہ لکھنؤ

جلتا ہون روز ہجر مین خورشید کی طرح
ہوگا وصال دیکھئے اوس مہ جبین سے کب

افصح تخلص شاہ فصیح شاگرد مرزا بیدل سنہ ۱۱۹۲ گیارہ سو بانوے ہجری مین انتقال کیا

شام و سحر خیال قد یار ہوگیا
پھر زلف و رخ سے مجھکو سروکار ہوگیا

افضل تخلص سید افضل علی خان عرف سید صاحب خلف الرشید سید قاسم علی خان قاسم باشندہ لکھنؤ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہے وصف روے یار جو لو نام ماہ کا
کیا ذکر اس مقام پہ اوس روسیاہ کا

روشن ہمارا نام زمانے مین کب ہوا
بیان گل چراغ زیست سر شام ہوگیا

اوس وقت اپنے بام پہ آیا وہ رشک ماہ
افضل جب آفتاب لب بام ہوگیا

مانی نہ ایک بات نہ ٹھہرے وہ دو گھڑی
منت کی لاکھ ہمنے خوشامد ہزار رات

اتنے خط بھیجے ہین لکھا کیے ہین یکدست شل
نامہ بر کے پاؤن مجھ خستہ جگر کی اونگلیان

افضل مین کیونکر زانو نہ بیٹھون کہ یاد ہے
باتین وہ کرنا یار کا زانو پہ دھر کے ہاتھ

جھانکتے ہین وہ روزن در سے
نقش دیوار ہم ہین ششدر سے

دل سے شکوہ زبان تک آکر
بنگیا خنجر آپ کے ڈر سے

ہم وہ رند بادہ کش ہین ساقیا تو دیکھ لے
می ٹپکتی ہے ہمارے زخم کے انگور سے

کل سے بیکل ہون بھلا خاک مجھے کل آئے
کل سے وعدہ تھا نہ آج آئے نہ وہ کل آئے

کیا فزا ہو کہ وہ دربان سے اپنے کہدین — کوئی ہیان آنے نہ پائے گر افضل آئے
شوخی غضب اوس شوخ کی خلقت مین بھری ہے — بجلی ہے شرارہ ہے چھلاوا ہی پری ہے

افضل تخلص افضل بیگ حیدرآبادی

بہان نہ آنا ہی غرض ہے عذر دردِ سر ہے شب — مستغرق ہین اک نہ اک تمکو بہانہ چاہیے

افضل تخلص منشی حسن یارخان بہادر مخاطب بہ اسد الدولہ باقر علی خان بن محمد یارخان رسالدار باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ آتش انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دے لیے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

وہ دیوانہ ہون جس پر رشک فرزانگو آتا ہے — فسانہ ہے پرستان مین مری زنجیر کے غلغلہ کا
خنجر کا ذکر قتل مین میرے نہ کیجیے — لیتے نہین مین نام چھری کا شکار رہین
یہ بیان کی فکر مین ہے وہ دہان کے خیال مین — دیکھو جسے وہ مست شب[illegible] ہین
موسے کی طرح تاب نظارہ نہ ہو سکے — غش آگیا جمال جو دیکھا جلال مین
آخر یہ حب مال وبال بخیل ہے — انصاف ہو تو تقتہ[illegible] دلیل ہے
کیونکر خدا کرے نہ حسینون سے دوستی — خود عاشق جمال ہے خود بھی جمیل ہے
کرتا ہے آگے یار کے اکثر ہمارا ذکر — غماز گویا اپنی طرف سے وکیل ہے

افضل تخلص منشی تفضل حسین لکھنوی

دم رکا گیا نہ ہجر کا وصلت مین ای پری — شادی مین بھی رہا یہ مجھے غم تمام شب

افضل تخلص افضل علیخان ولد داروغہ اعظم علیخان

پہلو مین بیٹھکر مرا دل شاد کیجیے — بندہ ہون رنج سے مجھے آزاد کیجیے

افضل تخلص شاہ غلام اعظم خلف شاہ ابوالمعالی عالی بن حضرت شاہ محمد اجمل صاحب دائرہ الہ آباد شاگرد ناسخ انکے دو دیوان اور ایک مثنوی یادگار ہین

ہے یقین نور بصارت ہو زیادہ افضل — سرمۂ خاک مدینہ سے لگے گر آنکھون مین
پھوٹین مری آنکھین جو کسی اور کو دیکھون — ناحق نہ ستا کیجیے افواہ کسی کی
جی جاسے جگر نکلے جو بیٹھ جاسے کلیجا — کیا مجھکو خبر اسے بت گمراہ کسی کی

افغان تخلص الف خان درویش خصلت تھے

پہلے قدم مین عشق کے میر اتو جی گیا ‏— مجنون یہ چندروز بھلا کیونکہ جی گیا

اکبر تخلص نواب محمد اکبر خان دہلوی برادر خورد جناب نواب مصطفے خان شیفتہ شاگرد مومن خان صاحب دیوان گذرے

ہوا نہ شوق سے اوس کوچے مین گذر اپنا ‏— ہمیشہ ہم سے رہا پیچھے نامہ بر اپنا
جنون عشق کا درمان نہ ہو کسی سے کبھی ‏— کہو علاج کرے جا کے چارہ گر اپنا
عدو کے ذکر سے وہان ہوش جاے ہیان ہو پیچ کے ‏— مزاج اون سے بھی نازک ہے کسقدر اپنا
خانۂ غیر مین گر لگنے لگا دل تیرا ‏— مجھکو بھی اودھر سے آتا ہے لگانا دل کا
قتل کرلاشۂ اکبر کو چھپایا گھر مین ‏— بارے اوسنے مجھے جانے نہ دیا اورکہین
وہان رسم اِخلاص سے انکار و عذر تھا ‏— یہان جان ہی نکل گئی اپنے نہین کے ساتھ

اکبر تخلص مرزا اکبر دہلوی شاگرد حاتم بڑے ظریف تھے

چھیڑا جو ٹک اوسے تو بگڑ کر کہا کہ واہ ‏— تم کون ہو کہ ہاتھ لگانے ہو گات کو

اکبر تخلص مکرم الدولہ سید اکبر علیخان مرحوم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

طوفان کچھ کم نہین ہے اکبر کا دیدۂ تر ‏— دیکھ اوسکو ابر بھی یہان پانی بھر اکرے ہے

اکرام تخلص اکرام اللہ خان ولد حکیم ہدایت اللہ خان دہلوی

آرزو وصل کی مٹانی تھی ‏— کیا ہوا گر مٹا دیا دل کو

اکرام تخلص منشی محمد اکرام باشندۂ لکھنؤ

اعجاز پر کبھی جو لب جان بخش آگئے ‏— مُردون کو زندہ کر کے تماشا دکھا چلے

اکرم تخلص خواجہ محمد اکرم دہلوی تاریخ خوب کہتے تھے

اکبار ترے ڈیرے مین زاہد اگر آوے ‏— مین جانون جو مسجد کیطرف پھر نظر آوے

آگاہ تخلص سید محمد رضا معروف بہ احمد مرزا باشندۂ دہلی شاگرد اسد اللہ خان غالب

ہم بے کے ہاتھون کچھ ایسا زیست سے بیزار تھا ‏— غیر کے بدلے بھی کل مرنے پہ مین طیار تھا
اوسی کی یاد مین سب عمر ہم نے کاٹی ہے ‏— جسے خیال ہمارا نہ ایک بار آیا

گھر غیر کا ہو راہ مین یہ بھی مری قسمت | لایا تو ادسے جذبہ محبت کا یہین تھا

آگاہ تخلص محمد صلاح دہلوی محمد شاہ جنت آرا گاہ کی عہد مین تھے

پیری مین کرون سیر جہان کی تو بجا ہے | دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

آگاہ تخلص میر حسین علی افسانہ خوان شاہی باشندۂ دہلی

ہان تیغ کھینچ آ سے بت نازک مزاج تو | مرگئے یہ آج یہ بھی گنہگار گرم سے

آگاہ تخلص نور خان افغان قصہ خوان شاگرد ضیا

حلقۂ چشم مین کیون آج ہے دم یار کا اب | ہے کہان کا ہمین در پیش سفر دیکھین گے
منہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم چاہ کی | باتین بنا بنا کے نہ کیجے نباہ کی

آگہ تخلص پنڈت جوالا ناتھ خلف دانا رام برہمن فارسی بھی کہتے ہین کلکتہ مین رہتے ہین

جان جاتی ہے تڑپتا ہون پڑا | دیکھئے کیا ہوتا تھا کیا ہے
تیرا دیدار میسر ہو نئے | اس سوا اور تمنا کیا ہے

الفت تخلص منگل سین کایتھ باشندۂ عظیم آباد شاگرد جرأت دہلی کی سیر بھی کی تھی

ہر قدم یہ یہان تلک آنے مین سو سو ناز ہے | کیونکہ گھر جانے لگے شام وسحر دو چار سے

الفت تخلص ایک شخص باشندۂ مظفر نگر کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب | سو آج کوچہ مین تیرے ہوا بہشت نصیب

الفتی تخلص راجہ پیارے لعل عظیم آبادی ولد رای سکھن جی زبان پارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

خاکساری سے مثال نقش پا | جس جگہ بیٹھے وہین کے ہو گئے

الم تخلص آغا مہدی ولد آغا مرزا لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر صاحب دیوان ہین

جو سلے ہین مین نے کب لب شکر فشار یار یہ | آگاہ اس مزے سے کہان ہے مری بلا
چکھی کبھی نہ نعمت دنیا سوا سے خون | گویا الم زبان سنان ہے مری زبان

الم تخلص محمد حسین خان غازی پوری شاگرد مصحفی

لیا ان سنتا ہون مین تیرے ہی کہنے ورنہ | مجھکو اک بات تو کہتا یہ دہن کیسا تھا

الم تخلص محمد علی شاگرد محمد ابراہیم ذوق باشندۂ دہلی

نہ تھا تحمل اگر اوسکے ناز کا تو پھر	الم فریفتہ کیوں ایسے نازنین کے ہوئے

الم تخلص صاحب میر دہلوی خلف خواجہ میر درد مرحوم سنہ ۱۱۹۴ گیارہ سو چورانوے ہجری میں مرشدآباد میں گئے

اب تو اس بت کو ہمنے رام کیا	بس خدا تجھکو بھی سلام کیا

الہام تخلص شیخ شرف الدین عرف شاہ ملول باشندۂ لکھنؤ فارسی بیشتر کہتے تھے ملول بھی تخلص کرتے تھے

تری جدائی نے میاں تک ہمیں ملول کیا	کہ زندگی کے عوض موت کو قبول کیا
نگہ وہ دشنہ کہ طعنے کٹار پر مارے	مژہ وہ تیر کہ خنجر کو دھار پر مارے
ارے بیکسی تیرے قربان ہوں	برے وقت میں ایک تو رہ گئی

الہام تخلص فضائل بیگ شاگرد غزلت سورتی

چاہتے ہی وہ کرے رخصت تری بیمار کو	اب گلے ملنے دے اے قاتل ذرا تلوار کو

امامی تخلص خواجہ امام بخش عظیم آبادی

اے چشم تو تھام اسکو یہ اشک تو جوش آور ہے	فرزانہ نہیں رکھ سکتی اس طفل کو دو دن وہ

امامی تخلص خواجہ امامی مرثیہ گو ولد خواجہ آتشی دہلوی سنہ ۱۱۷۰ گیارہ سو ستر ہجری میں مرشدآباد میں شدت گریہ سے مجلس عزا میں بیہوش ہوکر راہی ملک بقا ہوئے [illegible] صاحب تذکرہ نے انکا تخلص امانی لکھا ہے

گھیرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہے جی کا	اے نالۂ دل وقت ہے فریادرسی کا
کف افسوس بیٹھے ملتے ہو	کیوں امامی گیا نہ آخر دل

امانت تخلص سید آغا حسن خلف میر آغا رضوی لکھنوی شاگرد دلگیر مرثیہ گو لکھنؤ میں [illegible] کی انداز میں شعر اچھا کہتے تھے سنہ ۱۲۷۶ بارہ سو چھہتر ہجری میں قضا کی انکا دیوان مع واسوخت نظر سے گذرا

نادان کی محبت میں ہے دل لگنے کا دھڑکا	دل دو ن کسی نادان کو ہوا ایسا نہیں ڈر
وہ دم حسینوں کا بھرتا ہے ہوچکی مری زیست	جو خود مرنے لگا کسیکو جلائے گا کیا

مرگ بھی بار خاطر نازک بدن رہا
تابوت میرا یار نے رکھا نہ دوش پر

نے کرم نے مہر و نے مروت نے وفا
ای امانت دل دیا تم نے اسے کیا دیکھکر

محشر کا کیا وعدہ یہان شکل نہ دکھلائی
اقرار اسے کہتے ہین انکار اسے کہتے ہین

باغ مین جاتی ہی اوس گل کی سواری اِندنون
دم فرائے بھرتی ہے بادِ بہاری اِندنون

جی چاہتا ہے صنعت صانع پہ ہون نثار
بت کو مجھاکے سامنے یادِ خدا کرون

آئینہ دکھلانے مین دیکھی جو وہ رخسار صاف
تنگیا حیرت سے بن تصویر پشت آئینہ

بیداد مجھے یاد ہے واللہ تمھاری
یوسف کی قسم اب نہ کرون چاہ تمھاری

رفتار کی چلن سے غضب ولربا ہے
چھوٹے سے سن مین یار بڑے تم ہوجابہے

گردون کے دور مین اونھین کنج نہین نصیب
جو لوگ اوڑھتے تھے دوشالے نئے نئے

خط اونکا دیکھ مجکو یا مہ بروی نے جیسا اک گالے
کہا سینے یہ کیا بولا کہ پیغام زبانی ہے

امانت تخلص امانت رائے باشندۂ دہلی

تشریف یہان لاؤ پر نامہ بر تو بھیجو
مت لو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو

امانت تخلص میر امانت علی خلف میر کرامت علی ناگوری مقیم دہلی صوبہ مین انتقال کیا

بہار بھی نہین آئی کہ جوش وحشت سے
ہمارے پاؤن کو ہے ربط خار صحرا سے

اللہ رے رسائی دست جنون کہ اب
دامن کی راہ لی ہے گریبان چاک نے

امانی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کھٹکے یہ خار مژگان دل مین کھٹک رہے ہین
جو چشم سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہین

امجد تخلص مولوی محمد امجد دہلوی ولد مولوی محمد ارشد عالمگیر ثانی کے عہد مین تھے

جس گھڑی آپ کو دیکھون ہون نہین مین قطرہ سا
اپنی نظرون سے بھی امجد مین گراجاتا ہون

امجد تخلص امجد حسین متوطن بلدۂ ایلچپور علاقہ صوبہ دکھن

اوس لب لعل کی صفات امجد
کیا کہے ناطقہ تو لال ہوا

امداد تخلص حافظ سید امداد علی ولد حافظ سید مہدی علی باشندۂ فرخ آباد

بلبلی منزل مقصود کو پہونچاتی ہے
آہ کیا بے سر و پا عرش تلک جاتی ہے

نواب شجاع الدولہ بہادر صاحب دیوان فارسی و ریختہ گو رہے دہلی میں اپنے مکان میں صحبت مشاعرہ ترتیب دیتے تھے

یاس و غم و آزار و جمع یہ سب میز ہے — بلبل ترا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے
گل جو ہم سے آئے غنچہ کے ساتھ سیر دیر کی — لے کر ادا یا تھا ہے پالیکن خدا نے خیر کی

امیر تخلص منشی امیر احمد شاگرد اسیر خلف مولوی کریم احمد لکھنوی حضرت شاہ مینا قدس سرہ کی اولاد میں ہیں اور صاحب دیوان ہیں

قتل عشاق سے باز آئینگے کھاتی ہیں قسم — طاق ابرو کی طرف ہاتھ اوٹھا کر پلکیں

امیر تخلص مرزا امیر بیگ دہلوی مقیم گوالیار

آنکھ وہ کافر کہ قتل عام جسکی اک ادا — لب وہ روح افزا جسے مردے جلانا بات ہے
کب تلک رو گے کہو کوئی کہ تم کو تو امیر — اور مرنا سہل ہے اور زہر کھانا بات ہے

امیر تخلص میر امیر علی ولد میر مومن دہلوی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

ہم کو حاصل کیونکر ہو تیری قد بالا کی سیر — کب میسر ہو سکی ہے عالم بالا کی سیر

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد قاضی روشن متوطن بلگرام

گل سامنے اے گل تری مرجھائے ہوئے ہیں — کیا ہمسری عارض گلفام کرینگے

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد شیخ محمد عاشوری باشندۂ سکندر پور مقیم اینٹھی -

ہوا وس غنی کے در کا دل و جان سے ہے فقیر — کیا حاجت سوال ہے اوسکو امیر سے

امیر تخلص نواب علی محمد خان قوم افغان باشندۂ دہلی شاگرد قیام الدین علی قائم موسیقی میں اچھا دخل رکھتے تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکی فرزند محمد یار خان کا امیر تخلص لکھا ہے

تھم ٹھہرا آتا ہے اب تلک خورشید — سامنے تیرے آ گیا ہوگا
اوس نگار انداز سے لگ کر کوئی چھاتی سے آنکھ — کیونکر سوئے تھا منہ وقت رم کھینچیگا
ای ستم گر تری رخسار کی ہنگام عتاب — جتنا بگڑی ہے تو اوتنا ہی سنور جاتا ہے
اس میں کیا جو تمہاری ادہی چاہو سو کرو — کیا ستم آدمی سہتا نہیں لاچاری سے

امیر تخلص امیر اللہ باشندۂ دہلی شاگرد نصیر علم میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔

اس تشنہ گلو پر بھی پھرا دیکھیو قاتل	بے آب ترا خنجر بران نہ ہوا ہو

امین تخلص امین الدین خان فرزند قاضی وحید الدین خان جو نجیب الدولہ نواب نجیب خان مرحوم کے عہد مین دہلی کے قاضی تھے صاحب دیوان گذرے

سختی کا دشت مین ہون برنگ نگین	ایسے نام آوری کا منہ کالا
کون آتا ہے یہ کسکے پاؤن کی آواز ہے	ہر صدای پا مین جسکے سو طرح کا ناز ہے

امین تخلص خواجہ امین الدین باشندہ عظیم آباد نواب مظفر جنگ میر محمد رضا خان کے رفیقون مین تھے صاحب دیوان گذرے

خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا	مہ چادر مہتاب مین منہ ڈھانپ کے نکلا
ڈر سے ترے نالہ بھی نکلتا نہین لب سے	ظالم ہی ترے ظلم کی تاثیر ہوا ہے
بوسہ دیا ہے جی مین جو آوے تو پھیر لو	اتنا خفا ہو کس لیے اس خاکسار پر
یہ نہین جوہر نمایان تیغ تیز یار پر	کندہ رہا ہے نام مقتولون کا اس تلوار پر
دل خیال زلف مین بیخواب و بے آرام ہے	رات ہوتی ہے امین بھاری ہر اک بیمار پر
کس سے تشبیہ دون بھلا تجھکو	ایک یوسف سو تیرا ثانی ہے

امین تخلص محمد اسمعیل پہلے وحشی تخلص کرتے تھے

گلشن مین جب اوس گل کا وا بند قبا ہوگا	کیا جانیے بلبل کی پھر جان پہ کیا ہو
اوپی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم	ٹکڑا وہ نظر آئے لب بام کسی کا
کیا غضب تیری آن ہے پیارے	میری اوس مین تو جان ہی پیارے

امین تخلص میر محمد امین باشندہ بنارس شاگرد غلام علی آزاد بلگرامی فارسی بھی شعر کہتے تھے

کیون شعلہ رخو مجھکو جلاتے ہو کہ سینہ	رکھتا ہون مین گل خوردہ برنگ بیاض
جی سے کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ	ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

انتظار تخلص علی نقی خان دہلوی ولد علی اکبر خان نواب علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین آکر رہے تھے

جون ہی بہار گل کی قفس تک خبر گئی	سنتے ہی بلبل ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی

انتخا

انجام تخلص عمدۃ الملک نواب امیر خان دہلوی شاگرد مرزا بیدل حال اونکے خاندان کا
کتب تواریخ سے مانند شمس نصف النہار کے روشن ہے حاجت بیان نہیں ۱۱۵۹ گیارہ سو
انسٹھ ہجری میں دلی کے دیوان عام میں کٹاری کے زخم سے وفات پائی

سا تھ اسکے سر کے تھا انجام پاس سلطنت
نعش میری دیکھ کے مقتل میں یون کہنے لگے
شکر ہے تڑپے نہ زیر خنجر جلاد ہم
کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے بیجانی ہوئی

انجم تخلص مرزا باشندہ تر رضا عرف چھمن مرزا شاگرد میر کلو عرش

شام سے ہجر میں مرنے کا یقین ہے انجم
نہیں امید کہ دیکھون میں سحر کی صورت

انداز تخلص مرزا غلام حسین دہلوی خلف مرزا ہدایت علی مرحوم شاگرد شیخ ابراہیم
ذوق موسیقی میں اچھا دخل رکھتے تھے خاندان گورکانی سے تھے

دیکھیے آگے کیا ہووے
دل لگی میں تو ہے ابھی سے رنج
جور و جفا کی اوسکے شکایت کرین تو کیا
سو شوخیان نکلتی ہیں جسکے حجاب میں
نیم بسمل مجھے رکھنے سے تمھین کیا حاصل
ایک ہاتھ اور بھی خنجر کا لگاتے جاتے
نیو ر آج اور نظر آتے ہیں اوسکے ہمدم
غیر کچھ چھیکے ہی چھیکے ہیں بڑھاتے جاتے

اندوہ تخلص علی حسین خان مرحوم خلف شمس الدولہ بارگاہ قلیخان دہلوی شاگرد مصحفی

صیاد نے رکھے گل تر مردہ قفس پر
اچھی ہوس مرغ گرفتار نکالے
بار اٹھا ہی عشق نے اک پردہ نشین کے
کیون نعش ہماری سر بازار نکالی

انس تخلص سید محمد مرزا خلف مرزا فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہیں

طول میں ہیں جو تری قد کے برابر گیسو
کیون بر پا نہ کرین فتنۂ محشر گیسو
واہ ری مہر و وفا عاشق گیسو جو ہوا
پھر نہ چھوڑی کبھی اوس شوخ نے منہ پہ گیسو

انیس تخلص میر ببر علی مرثیہ گو خلف و شاگرد میر مستحسن خلیق باشندہ لکھنؤ

دیکھو دکھلاؤ خفا ہو سکے نہ ہر بار آنکھیں
اب کبھی بزم میں رو ئین تو گنہگار آنکھیں

انسان تخلص اسد اللہ اسد یار خان اکبر آبادی امرائے محمد شاہی میں تھے ۱۱۵۸ گیارہ سو
اٹھاون ہجری میں دہلی میں انتقال کیا اور اکبر آباد میں مدفون ہوئے

ہوگیا جو تجھسے دریا نوش کو ذوق شراب
ہین جو اے طفل مجوسی لاشۂ عاشق پڑے
کام لے ابرو کی جنبش سے جو تیغ تیز کا
نمایان سبزۂ خط کب ہے گرد عارض جانان
دیکھ پایا ہے گزر اس وسمے سے تو آفتاب
ہے تماشا ان روزون کسر نو مجھکو
آزاد باغ دہر مین سر سبز ہین مدام
فیض بہار عام ہے اسے دل عجب نہین
کیا خطا صیاد کی ہے دام گلے کیا قصور
سر بلند ونکو کیا ہے کسنے عالم مین اسیر
رونے روشن سا نہوگا بزم عالم مین چراغ
ایک دن یہ ہے کہ پابند سلاسل پاؤن ہین
موسے کمر کی طرح سے معدوم ہوگئے
وہ دست و رد ضعف نے حد سے بڑھا یا ہو
تھی در پہ کھڑے ہونے کی جنکو نہ اجازت
گھر یار کا اب مجمع عشاق ہوا ہے
بڑھی ہین منت اغیار سے اہل عروج ادبار
نہ ہو پہنچے فائدہ سنگین دلونسے خلق کو ہرگز
روئے ساقی کی جدائی کا بیان کیا کیجیے
چاند تلوا اٹریان انگاری ہین پاپوش کبک
ہے دل صافی کو ہر دم روئے صافی کا خیال
بھڑکی ہوئی جو عشق کی آتش بدن مین ہے

آسمان شیشہ نبا اور مہ ساغر ہوگیا
تیرا کوچہ آج و خیمے کے برابر ہوگیا
کب ہو وہ سفاک ممنون خنجر خونریز کا
اثر افسونگر و پھیلا ہے زہر مار گیسو کا
زرد ہو جائے سپہر نیلگون پر آفتاب
صورت مشاطہ پھرتا ہے جو گھر گھر آفتاب کا
کس دن نہین ہے سرو لب جو پیادہ ہر
دریا مین مچھلیان سے بھی ہو جائین جا بجا
آب و دانہ نے کیا تجھکو گرفتار قفس
طائر سدرہ ہوا ہے کب گرفتار قفس
کررہی ہے یہ زبان حال سے تقریر شمع
ایک شب وہ تھی کہ تھی زلف معنبر آتش
تیرے دہن کی طرح سے گویا کہ ہم نہین
نقش قدم کیطرح سے اوٹھتے قدم نہین
اب اونکو بٹھاتا ہے ستمگار بغل مین
دو چار مقابل ہین تو دو چار بغل مین
نہ ہووے حاجت روغن چراغ ماہ روشن کو
بجھاتے پیاس کب دیکھا کسی نے آب آہن کو
آئنہ رو ہے مرا حال دل زار آئینہ
خط ہے طوطی لب ہے شکر صاف رخسار آئینہ
آئینہ کے روبرو رکھا ہے اسے یار سا
مانند شمع جسم صفا پیرہن مین ہے

کہتا ہون کچھ تو کچھ ہے نکلتا زبان سے ۔ جوشش جنون مین اپنے طبیعت بہک گئی

مطلب جس سے ہو قاتل شہید ہر اجل وہ ہو ۔ زبان تیز کیا چلتی ہے گویا تیغ چلتی ہے

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان خلف حکیم ماشاء اللہ خان مصدر الخاص مولد مرشدآباد مسکن لکھنؤ وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر کے مقربون مین تھے بہت سی زبانون سے واقف تھے اور بہت سی فنون مین دخل رکھتے تھے مشکل قافیون مین شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے مشہور ہے کہ کچھ روزون میان مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہوگئے ہجو لکھی تھی میان منتظر نے اوسکا جواب لکھا ہے کلیات انکا نظر راقم سے گذرا

صنما برب کریم یہان تری آن بان ہر اک ہے بھلا ۔ کہ اگر الست بربکم تو ابھی کہے تو ہمین بلا

وہ جو محو دشت نظارہ ہین یہی آہ بھر کے ہین پڑے وہ ۔ کہ اسی تجلی نور نے ہمین مثل طور دیا جلا

یہ مجھے [illegible] دو سے جام بادہ نور وہ ۔ کہ نہ ہو تجھے [illegible] مین ساقیا مجھے تو جہان کا ابر بھلا

ہے دوانے ساقی کوثر اسے خم کو پیر مغان ملا ۔ سمجھی اہل وجد کو مے ملا کے تو شیشہ [illegible]

یہ جو کہتے [illegible] مین ہو نقط سو غلط ہی محض ۔ جو بھر آنکھ اوٹھا کے لحظ کرین نظر آئے جلوہ وہ ملا

تجھے [illegible] کیا کون دو جہان مین کی ہی [illegible] ۔ ہو تمہارے نور سے یہ نہو کہ محال وہم مین ہے خلا

وہان جھوٹ موٹ تمہنے بناوٹ سے غش کیا ۔ ہم سچ مچ ایسا روئے کہ یہان جیب ہی غش کیا

[illegible] خلوت کی ٹھہرجاتی تو مین اندر سے ۔ واسطے دو دن کے عرش کبریائی مانگتا

تک آنکھ [illegible] تے ہی کیا کام ہمارا ۔ بس یہ غضب پوچھتے ہو نام ہمارا

جھڑکی سے کہنے لگے لگ چلے بس اب تم ۔ اپنی جو بھول کے اونسے کلام تم نے کیا

ہرچند کر تیہ تو لڑجاتے ہین آپس مین ۔ پر اپنا ہین اگلا سا کچھ پیار نہین پاتا

کیون جی کیون آپکی خاطر مین بھلا کیا آیا ۔ کہ خفا ہوگئے کل ذکر جو میرا آیا

اوسکی بن پوچھئے جو ہونٹون کی مسی یاد آئی ۔ سامنے آنکھون کے اکبار اندھیرا آیا

اوسکی سادی وضع کی تعریف تم سے کیا کرون ۔ ایسا ہی پڑتا ہے وہان جو بن وہ گدرایا ہوا

اچھا جو خفا ہم سے ہو تم اے صنم اچھا ۔ لو ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا

اس ہستی موہوم سے مین تنگ ہون انشا
واللہ کہ اس سے بمراتب عدم اچھا

کچھ اشارہ جو کیا ہم نے ملاقات کے وقت
ٹال کر کہنے لگے دن ہی ابھی رات کے وقت

جو بات تجھسے چاہیے ہے میرا فرانت آج
قربان تیرے کل پہ نہ ٹال آج آج آج

جب گدگداتے ہین تجھے کچھ اوڑھے تب
سنتے ہین گالیان تری ناچار چار پانچ

لگ جا تو سینے سے دروازے کو کر بند
دے کھول قبا اپنی کی بے خوف و خطر بند

گلبرگ تر سمجھ کے لگا بیٹھنے ایک چونچ
بلبل ہماری زخم جگر کے کھرنڈ پر

بولے وہ جب ہاتھ رکھا مین نے اونکی ران پر
خیر ہے تمکو ابھی لعنت کرو شیطان پر

کیون سا قبا نہ لال ہوا تا بہ رنگ فرش
شیشے شراب سرخ کے ہین جابجا سنگ فرش پر

بسکہ تھا تیرے شب ہجر مین بے نور پلنگ
مین نے لین کر دمین یہان تک ہوا چو پلنگ

کیسی ہی کیون نہ ہم مین تم مین رکھائیان ہین
جب کھکھلا کے ہنس دو دو ہین صفائیان انشا

گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین

یا وصل مین رکھیے مجھے یا اپنی ہوس مین
جو چاہیے سو کیجیے ہون آپ کے بس مین

ادا و ناز و حجاب و غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل
تمہاری چتون کے آگے آگے یہ کرتی ہین اہتمام تمہو

حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہین
ہر گھڑی دن کیطرح ہم تو ڈھلے جاتے ہین

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو

غصہ مین تیرے ہم نے بڑا لطف اوٹھایا
اب تو عمداً اور بھی تقصیر کرینگے

گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی
یہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی

دیکھ انگیا مین اوسکے گوٹ لگی
دل کو پھر تازہ ایک چوٹ لگی

آج تو کپڑے نہ بدلو تم کو میری ہے قسم
آپ کا میلا کچیلا پن ہے کچھ پیدا دستا

کیا منہ بنا ہے ہو اللہ رے رکاوٹ
گویا کہ آشنائی کا ہے نہ تھی کسی سے

پھبتی ترے گھر سے یہ مجھے جو کہی سوجھی
لا ہاتھ ادھر دے کہ بہت دور کی سوجھی

صاحب کے ہرزہ پن سے ہر ایک کو گلہ ہے
مین جو بناتا ہون میرا ہی حوصلہ ہے

دین گالیان ہزارون جس مطلع اس نے نکالا
کہنے لگے کہ انشا اسکا یہی صلہ ہے

دو گھڑی تن سے کہاں ملے گر کیا ارشاد دست
تن سے کے بولے اب ہوا کہا بات تیری یاد ہے

دو بوسوں میں راضی نہ ہوا میں تو وہ بت
تیری تو کسطرح سے نیت نہیں بھرتی

غیر کے اک اشارے پر اٹھ گئے میرے پاس سے
تس پہ یہ مجھسے پوچھتا بیٹھے ہو کیوں اداس ہے

یہ پیاس اپنی نہ بجھے برف سے نہ شوربے سے
بجھے تو نرگس ساقی تمھارے آبخورے سے

بھری وہ آتش عشق اس دل فگار میں ہے
کہ لاکھ برق نہاں جسکی ہر شرار میں ہے

عجب لطف کچھ آپس کی چھیڑ چھاڑ میں ہے
کہاں ملاپ میں وہ بات جو بگاڑ میں ہے

کہنے لگی آنکھوں میں گل جلوہ نمائی تیری
مجھکو کیا جانئے کیا بات خوش آئی تیری

چمن ہے جام و صہبا ہے گھٹا ہے اور خلوت ہے
اگر ایسے میں آجاؤ تو صنم وقت فرصت ہے

ریختی

بن بیٹھے ہیں دولہا دولہن اس وقت ہم تم
اپنا جو جانا ہو ہمیں زور بگوڑا
تو ملا گھر دیئے کا تو بندے مہر دوگانا
صدقے دے کر ڈالیے در گو بگوڑا

چھپتی ہے یہ تو نگوڑی مجھے بھاری آنگیا
کوئی سادی سی مرے واسطے لا دو آنگیا

تجھے کچھ شرم بھی ہے بیہودہ ری ادکم بخت
تاڑ جاوینگے بڑے لوگ ارے اوکم بخت

پھول کی ایک کلی جو بیچ میں اپنی رکھ کر
دم یہ بلبل نے پھلائے کہ الٰہی توبہ

گنڈہ گئی مجھسے دوگانا تکی ہیں جو چھٹکی
تو بس ان جاو بھرے لوگوں سے مجھ سے کہہ کام

رات بھر اتنا تر ستاہی۔ ہا جی با جی
اب تو نوبت بھی اٹھو اجی با جی با جی

ایلو اس کوٹھری میں میرے ڈالنے کیلیے
اک عبا اوڑھ کے بن بیٹھی ہیں جا جی باجی

کیا کہیں بات ہم اوس مردوے کی مستی کی
آج تو اونے بہت مجھسے زبردستی کی

انصاف تخلص عبدالرحمن خان ولد سالار بخش اکبرآبادی داروغۂ اصطبل اجیت بلوان سنگھ بہادر

حد کی آگ سے غیر و کا دل کباب ہوا
ہمارے ساتھ جو کی اونے بادہ خواری رات

کیا ہی نادم ہوئے ہیں اے انصاف
سب بے وفاؤں سے ہم وفا کر کے

انوار تخلص شیخ عبداللہ قنوجی

کیون طلوع اتنی آفتاب حشر تو ہوتا نہین	ہم پہ اک دن مہربان وہ ماہرو ہوتا نہین

انوار تخلص غلام علی باشندۂ کالپی

ہووے دہن پہ تیرے جو شرط ہوسی کی	تیرے لبون کا بوسہ مصری ہے کالپی کی

انور تخلص میر آغا ولد میر آب علی شاگرد مہدی علیخان کوثر باشندۂ لکھنؤ

لکھو لگا حال اگر ضعف و ناتوانی کا	کمیت خامہ نہ قرطاس پہ روان ہوگا
بیان کرے گا نکیرین سے فراق کا حال	دہان قبر کو لاشہ مراز بان ہوگا

انور تخلص سید محمد علی خان عرف نواب دولہ رئیس شمس آباد

یارب کبھی کسی کا بتون پر نہ آئے دل	اور آئے تو نہ ہجر کے صدمے اوٹھائے دل

انور تخلص حاجی حسین خان لکھنوی

دل کسی زلف کے پھندے مین مقرر الجھا	اے مری جان جو تم پھرتے ہو گھبرائے بہت

انور تخلص پنڈت بشمبھر ناتھ لکھنوی ولد کیشو ناتھ شاگرد آغا حسین مرزا عشق و معصوم علی خان

مجھ پہ جو کچھ گذرتی ہے روشن ہے یار پر	خود حال آینہ ہے کوئی کیا خبر کرے
کیون سر شام سے گھبراتے ہو ٹھہرو صاحب	شوق سے گھر کو چلے جائیو کچھ رات رہے

انور تخلص ولی محمد خان باشندۂ دہلی حیدرآباد کے داروغہ عدالت شاہی تھے فارسی بھی کہتے تھے

ایسی جان بخش ہوا موسم گل کی آئی	قصد پرواز مین ہین بلبل تصویر کے پر
انتظاری مین ترے چشم ہوا گوش ہوا	مژدہ آنے کا ترے سنتے ہی بیہوش ہوا
ہوا اشک خونی بہار گریبان	رگ گل بنے تار تار گریبان
روبرو آئینہ رو کے کیون نہ مین دلگیر ہون	حیرت نظارہ سے جون غنچۂ تصویر ہون

انور تخلص مرزا علی حسین باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد علیخان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

وعدہ تو کر دیا یہ خیال وفا بھی ہے	دینے کو کہتے ہین کوئی بوسہ دیا بھی ہے
کیون مفت اپنی جان تمھارے لیے دون	نقصان کے سوا ہین کچھ فائدہ بھی ہے

کیا پوچھتے ہو محبت دل کا معاملہ | تم سے بھلا کبھی کوئی سودا بنا بھی ہے

انور تخلص سید شجاع الدین عرف امراؤ مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین مشہور استاد محمد بہادر شاہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق اشعار انکے خوب ہوتے ہین راقم سے انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

مر جائینگے پر درد اوٹھایا نہ جائے گا | الفت کو مرتبہ سے گرایا نہ جائے گا
نالہ نہ آئی ضعف سے گو تا بلب آئی | کیا آسمان کو بھی ہلایا نہ جائے گا
ہے روز عید تم نہ ملوگے تو کیا ہمان | خنجر کو بھی گلے سے لگایا نہ جائے گا
پردہ رخ وفا سے اوٹھایا نہ جائے گا | داغ اوسنے جو دیا ہے دکھایا نہ جائیگا
وہ آنکھین نہین ہارے کیا ہو گیا | وہ کافر تو اب کچھ نیا ہو گیا
مزاج اب ہے عند کا کہ تو مجھسے ... | فلک یار اغیار کا ہو گیا
تعین جہان تک آنا قیامت سے ... | ہمین جی سے جانے مین کیا ہو گیا
مجھکو آئینہ دکھاتے ہین دم عرض وصال | جرم سے میرے ہوئی تو تیر پشت آئینہ

انور تخلص سید مہدی حسن ولد میر احمد علی لکھنوی شاگرد مرزا مہدی کوثر

تیر نشتر مژۂ دلبر ہین کھٹکا دل مین | روح کی طرح اوسے سینے مین چھپایا دل مین
نہ ہوا ایک خیال آئے تھے کیا کیا دل مین | رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین

انیس تخلص میر ببر علی ولد میر مستحسن تخلص بہ خلیق خلف میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر متوطن دہلی مقیم لکھنؤ مرثیہ گویان مین ممتاز ہین اور تحت لفظ پڑھنے مین کمال رکھتے ہین سوائے مرثیہ کے اور کسی صنعت سخن مین مطلق دخل نہین رکھتے بلکہ مرثیہ بھی انکا ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو

ہوا ہے ابر ہے ساقی شب ہے ... | پر اک تو ہی نہین افسوس سب ہے
کس سے اے شوخ ہوئی بات کو اٹھا لیا | نور تن آج جو ڈھلکا ہے ترے بازو سے
کل تو آغوش مین شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا | آج کی شب تو نکل جاؤ گے قابو سے

انیس تخلص امیر الدولہ نوازش خان ہمشیرہ زادہ شاہ نواز خان دہلوی شاگرد میر ممنون شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین خدمت مختاری رکھتے تھے آخر عمر مین

شعرگوئی ترک کی تھی بعض صاحب تذکرہ نے انکی والد کا نام شاہ نواز خان لکھا ہے

پرکالۂ آتش ہے وہ رخسار انیس آہ ۔ چہرہ جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا

کشتی سے اپنے چرخ خبردار رہ کہ آج ۔ رکھتے سرشک دیدۂ طوفان فشان نہین

آہ یہ کسکی یادگاری ہے ۔ آج جو دل کو بے قراری ہے

آوارہ تخلص محمد کاظم برادر حقیقی میر زین العابدین

اے عندلیب جاکے کریگی چمن مین کیا ۔ بادِ خزان سے سب گلِ گلزار جھڑ گئے

اوباش تخلص امیر الزمان پیرزادہ لکھنوٴ شاگرد میان مصحفی

قطعہ

یار مجھسے وہ مہ جبین نہ ہوا ۔ میری خواہش پہ آسمان نہ پھرا

ہوگئے پیر انتظار رہے مین ۔ تو بھی اوباش وہ جوان نہ پھرا

دل و دیدہ اپنے جو باقی سو وہ رنج و غم مین گیا ۔ ہمین جنسے چشم امید تھی وہی آنکھ ہم سے پھرا گئے

اوج تخلص نواب اشرف علی خان شاگرد شرف

زندگی ہوگئی فرقت مین قضا آنے سے ۔ ملک الموت مرے حق مین مسیحا ٹھہرا

بندہ ہے تیرا لاکھ چڑھے آسمان پہ چاند ۔ مٹتا ہے یہ کلنگ کا ٹیکا جبین سے کب

اوج تخلص شیخ عبد الکریم برادر کوچک شیخ عبد الصمد فوق خلف شیخ محمد روح اللہ

باشندۂ میرٹھ

قتل پر ہین نہ وصل پہ راضی ۔ رنگ بگڑا ہے کیا مقدر کا

فلک دونون سے کیا مدد چاہین ۔ اوس سے مانگین جو ہو برابر کا

اوج تخلص میر محمود خان ولد میر خواجہ شاہ رضوی باشندۂ لکھنوٴ شاگرد رشک

صاحب دیوان ہین

ابرو و ہلال بدر جبین خال ہے زحل ۔ کیونکر نہ ہو فلک پہ تمھارا بھلا دماغ

دو چار چیز مین جا بین معشوق مین ضرور ۔ انداز غمزہ عشوہ شرارت اداد ماغ

اوج تخلص مرزا علی حسین خلف مرزا عسکری منجم باشندہ لکھنوٴ شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

نرگس سے چشم سرو سے قد غنچے سے دہن
رخ رشک گل ہے غیرت ابر بہار زلف

اوج تخلص مولوی امام الدین باشندہ قصبہ بہانی توابع لکھنؤ شاگرد نواب علی خورملجمائی

اے اوج اوسکو جان وسیلہ نجات کا
دل کو ترے لگی ہے جو خیر البشر کی لو

اوج تخلص عبد اللہ خان باشندۂ دہلی مقیم دہلی انکو عارضہ خلل دماغ کا تھا

بھاتا ہے جوش عشق شیرین دہان مین رونا
ہے آب شور گریہ آب زلال اپنا

اوج تخلص قاضی عنایت حسین خان بہادر صدر الصدور متوطن غازی پور

گنہگار نسبت اوج ہین اوس چشم کی گولی کے
ہمین اس جرم پر آنکھین دکھاتے ہیں کہ جا جا

اوصاف تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

لغزش بہت ہے پاؤن کو دے ہاتھ ساقیا
ہوئے ہین ہم مست شراب کہن کے پا بپا

اولی تخلص نام میر اولاد علی

بتان ہر چند بہلاتے ہین میرے دل کو پر اوسکے
اداکش سر سے مجھکو اوس پری رخسار کی بوٗ

اولیا تخلص میر اولیا لکھنوی مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی

رخ اپنا بادہ گلگون سے تم نے لال کیا
چراغ حسن کو پانی سے اشتعال کیا
ہنسی آتی ہے مجھکو اولیا کی پارسائی پر
ادھر تو ہاتھ مین تسبیح ادھر زنار پہلو مین

اویسی تخلص غلام محی الدین خان باشندۂ دہلی اشعار فارسی اوسکے نہایت مطبوع ومرغوب ہوتے ہین

رکھتی ہے گلستان کو جو باد سحر تازہ
ہے آہ سے اب میری ہر زخم جگر تازہ

اہ تخلص سید اکبر علیخان لکھنوی ولد سید ولایت علی خان بن محمد حسین خان مخاطب بہ مرصع رقم خان صاحب نوطرز مرصع صاحب دیوان ہین

[illegible] ہامون تن مین بادہ چشم مست سے
ہین حنائی پنجۂ مژگان ترکی اوہ گلگلیان

آہی تخلص میر عبد الرحمن خلف میر حسین تسکین باشندۂ دہلی شاگرد مومن فن معما مین دخل رکھتے تھے

[illegible] سے حسن مین گرمی نہین ہے
اگر ہو دے تو وا بند قبا ہو

کھل گیا دروازۂ جنت بھی اپنے گور مین	پر دل وحشی یہ کہتا ہے بیابان چاہیے
اوٹھ کہین سے آمد آمد اوس ستمگر کی وہان	اہل محشر مجھکو یہ مژدہ سنا کر لیگئے
شکوہ کہان کا کیسا گلہ جی نکل گیا	شرما کے یار نے جو ہین نیچے نگاہ کی

ایجاد تخلص مرزا رحیم الدین دہلوی خلف شاہزادۂ حسین بخش شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و مرزا قادر بخش صابر

بتخانے مین تھا یا کہ مین کعبہ کے قرین تھا	اے زاہد نادان تجھے کیا مین کہین تھا
دیکھو تو مری ضد کہ کسی شب وہ ستمگر	آیا بھی تصور مین تو دشمن کے قرین تھا
یہ کس خلش کا تقاضا رہا کہ تا دم صبح	کچھ آپ ہی آپ رہی دلکو بیقراری رات
یہ باتون مین بھلائی وہ دل چھین کے لیجا	کیا یاد ہین ڈھب لب کو تری اور نظر کو
لگے مجھسے نظر اپنی چرا اسنے	وہ سمجھے جس گھڑی لطف نظر کو
سبب سمجھا جو بیماری کا وہ شوخ	نہ آیا پھر کبھی میری خبر کو

ایما تخلص حکیم واحد علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد مولوی رشید النبی وحشت

دیدۂ گریان ہے اپنا ابر باران کیطرح	شعلہ زن ہے آہ سوزان برق خندان کیطرح
دیدۂ گریان کو ہے جو زلف پرخم کا خیال	تار اشکون کے بنے ہین مار پیچان کیطرح

ایمان تخلص سید شیر محمد خان حیدرآباد دکن کے شعراے مشاہیر مین تھے

جو داغ ہے دل کا سو بہ رنگ پر طاؤس	ہو کیون نہ خجل دیدۂ تنگ پر طاؤس
ہے مرہم زنگار کا دشمن دل پر داغ	یہان شمشیر طوطی سے ہے جنگ
روا ہے کونسی مشرب مین یہ اے عشق نامنصف	دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو
ہے گلگون کا جسدم بزم مین ساغر چھلکتا ہے	ٹپک پڑتا ہے خون دل مرا ایمان آنکھون سے
قدر یاقوت نہین لخت جگر کے آگے	ابر بھی پانی بھرے دیدۂ تر کے آگے
ہے بناگوش سے شرمندہ ترے آب گہر	شمع کو تاب نہین نور سحر کے آگے

حرف باے موحدہ

باطن تخلص حکیم میر قطب الدین اکبرآبادی شاگرد گلزار علی اسیر

گئی ہے آنکھوں کی رہ تیری انتظار میں روح ۔ رہی نہ نام کو اب جسم خاکسار میں روح

باقر تخلص میر باقر علی برادر خورد و شاگرد میر فرزند علی موزون

جور بتان سے سینے میں کیا کیا خراش ہے ۔ دل ٹکڑے ٹکڑے سب ہے جگر پاش پاش ہے

باقر تخلص باقر علی خان ناظم صوبہ حیدرآباد شاگرد شاہ کمال کمال

رونق کی سن صدا مری بولا وہ دیکھیو ۔ خانہ خراب یہاں پس دیوار کون ہے

باقر تخلص نواب محمد باقر خان خلف نواب ظہیر الدولہ غلام یحیی خان بہادر وزیر محمد علیشاہ
بادشاہ اودھ شاگرد خواجہ وزیر وطن انکا کشمیر مسکن لکھنو

غیر کے کہنے سے گو اوسنے چرائیں آنکھیں ۔ ہوگئی صلح جو اکبار لڑائیں آنکھیں
بوسۂ چشم کبھی ہم نے جو مانگا باقر ۔ یار نے چین بہ جبین ہوکے دکھائیں آنکھیں

باقر تخلص باقر خان ولد اصالت خان باشندۂ الہ آباد

ہائے افسوس چھٹا موسم گل ہی میں چمن ۔ مجھ سے ناکام کوئی باغ میں صیاد نہیں

باقر تخلص میر باقر علی باشندۂ جون پور ولد میر علی حسین پیشتر پنجاب کیطرف
رہتے تھے

چکھائینگے تجھے نازک مزاجیوں کا مزا ۔ اگر ذرا ہمیں دل پر کچھ اختیار رہا
تجھے تو شغلہ اغیار سے رہا تا صبح ۔ تری بلا سے کسی کو گر انتظار رہا

باقر تخلص منشی باقر رضا ولد قاضی اکبر علی منصف پٹنہ باشندۂ عظیم آباد شاگرد
مولوی عصمت اللہ انسخ مقیم کلکتہ

ہر روز وعدہ کرتے ہو آئیگا پر آتے نہیں ۔ قول کب پورا ہو صاحب تمسے فقرہ بانکا
لکھتا ہوں حال جدائی کا جو تیری ای جان ۔ حرف از خود مرے نامہ سے جدا ہوتا ہے
کسطرح دل سے بخار اپنا نکالوں باقر ۔ میرے رونے سے مرا یار خفا ہوتا ہے

باقر تخلص سید محمد باقر علیخان مخاطب بہ اعتضاد الدولہ برادر کوچک ذوالفقار الدولہ
ولد سید محمد تقی علی خان شاگرد مرزا مظفر علی ہنر باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ صاحب دیوان لیکن
راقم کے دوستوں میں ہیں اشعار مرقومۂ ذیل انکی تکرار کے نتیجے تھے

خاک پر دانون کی تھی بسا ولگن مین کچھ دھرا
صبح کے ہوتے ہی ہوئے انجمن مین کچھ نہ تھا

کسی طرح سے نہ کم ظرف ہونگے عالی ظرف
حباب لاکھ بڑھے آسمان نہین ہوتا

نیش غم نے اسقدر رگ رگ مین سیری کی خلش
نشتر بنکر درد ہر اک استخوان مین رہ گیا

نزاکت سے کمر دوہری ہوئی جاتی ہے چلنے مین
وبال دوش ہے اوس نازنین کو بار کاکل کا

عرش اعلی تک گذر ہے نالۂ شبگیر کا
دیکھ اے پیر فلک کیا توڑ ہے اس تیر کا

جبہہ سائی کے بہانے تک آستان یار پر
مٹ گیا سنگ در جانان سے خط تقدیر کا

نہ مرتا ہجر مین تو عاشق دلگیر کیا کرتا
سوا اسکی وصال یار کی تدبیر کیا کرتا

بوسے پہ اوس سے وصل مین کیا حجتین رہین
گذری تمام رات سوال و جواب مین

باقر تخلص باقر علی خان ولد امجد علی خان خویش سبحان علی خان کنبوہ باشندہ لکھنؤ انکا تمام کلام اسی طرز کا ہے

حادث ہو کیون نہ صورت عالم ترا دہن
لب بھی نئے نئے ہین ترے اور نیا دہن

کف لاتا ہے عدو کف مار سیاہ سا
ہے صورت دہانۂ مار قضا دہن

اسے بحر حسن دانت ہین سلک گہر تری
موجین ہین گال لب ہے حباب کشادہ دہن

آگے تو گالی دے کہ زبان خوب صاف تھی
اب منہ چڑا کے بگڑا ہے کیا آپکا دہن

باقر ریاض شہ مین جو مدفن کی ہے طلب
واکر نماز فجر مین بہر دعا دہن

باقی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

یہ مال کیا ہی گیا تو گیا بلا سے دل
چھپائین کاہے کو ہم اپنی دلربا سے دل

ببر علی تخلص و نام شاہ ببر علی مرید و تلمیذ شاہ محمد نبی مائل تخلص انکا انکی غزلون مین بہت کم آتا ہے

سیر گلشن کی کرے اب بلبل
پھر کہان آشیان کہان یہ باغ

بحر تخلص نواب علی احمد خان شاگرد ناسخ باشندہ عظیم آباد

کشتی نوح بھی آئے تو نہ ساحل ہو نصیب
دیدۂ تر نے کیا میرے وہ طوفان پیدا

بحر تخلص شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ عروض و قوافی مین

جاری ہی سوز دروں کا نہ پوچھے عالم — جو دہوان دماغ سے اوٹھتا ہے سر کا بال نہین
جو نکلے ہین سیاہی کسی سے دستے ہی — جہان مین سبزہ شمشیر پایمال نہین
ہوائے عیش کو سر سے نکال ہوش مین آ — سحر ہی شام جوانی سپید بال نہین
ہماایک لاف زنی کرے اپنی گہر مین مگر — نکل کے منہ سے جو بولے زبان مجال نہین
محفل مین چمکے اشارے بجلی نہین — فتنے اوٹھینگے یار اس آفت کی ناک سے

بخشی تخلص حسین بخش پارچہ فروش اکبرآبادی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا بزاز تخلص لکھا ہے

کہون ہون جب سے مین اونکو بلا ادا پہ نثار — مجھے بیہودہ مت دوڑانا آپ جنکے

بدر تخلص مرزا الٰہی ابن شاہزادہ نصیر الدین بہادر دہلوی شاگرد مرزا [illegible]

سن لینا ایک دن کہ اوسے غم نے کھالیا — غم کھائیگا یو نہین جو یہ غمخوار آپ کا
اپنے ہی پرسش مین ہوگا ختم کروہ ہنگامہ سب — گر قیامت مین ہمارے حال کا دفتر کھلا
اک کشتی طوفان زدہ گردون کو بنایا — اللہ رے گریہ مرے اس دیدۂ تر کا
کاشانہ خاک ہوئے پر بھی کچھ وفا سر اپنا — ہمیشہ دوش صبا پر رہا غبار اپنا
مین اگر جاؤن تو نکلے مطلب دل کچھ نہیں — میرا جانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے

بدر تخلص سید آغا علی خان خلف میر عباس شوشتری باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

پروانہ شمع طور بھی ہے جنکے حسن پر — ایسی ہین گوری گوری تمہاری کلائیان

بدر تخلص میر بدر الدین باشندۂ کرنال مقیم دہلی

کس شوخ کی یاد تھی ہمدم کہ شب صبح ہوا — ہر نفس جسکے ساتھ دل مین خار سا کھٹکا
کسکا خواہان ہے کہ دل قافلہ اشک کے ساتھ — دمبدم سینے سے آنکھون مین چلا آتا ہے

بدر تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد سید علیخان نفیس

قفس نصیب ہوا جبکہ فصل گل آئی — نہ دیکھی بلبل ناشاد نے چمن کی بہار

برشتہ تخلص شرف الدین تلمیذ مہدی خان آشفتہ باشندۂ دہلی

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا — دیکھ او سنے شکستہ حال سبھی

برجستہ تخلص آغا حسین علی مرحوم لکھنوی شاگرد میر تقی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گذرے

ہر وقت تبسم سے کرتا ہے وہ نوجوان باغ — اتنا دماغ اوٹھانے کا ہمکو کہان دماغ

بوے عنبر سے جو سارا بھر گیا میرا دماغ — کوئی زلفِ یار سے بادِ صبا آئی نہ ہو

برق تخلص میان شاہ جی شاگرد مصحفی

کیا دھوم سے آندھی ہے گھٹا ایسی ہوا مین — افسوس کہ ساقی و مے و جام نہین ہے

برق تخلص فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر خلف مرزا کاظم علی صاحب شاگرد ناسخ و واجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے [illegible] اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین [illegible] وفات پائی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

یادِ ہجران آشنائی بحرِ فرقت ہے مجھے — شبنم دریا مین تنکے کا سہارا ہو گیا

مین تو کیا بچ سے بالون کے نکلنا ہے محال — پھر بھی آئین اگر آئے مہِ تابان سر پر

کچھ پستی نصیب سے اپنے عجب نہین — بدلے جبین کے ہو خطِ تقدیر پا مین

قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو — دیکھ لینا مجھے تم موسمِ گل آنے دو

سکتو آیۂ رحمت ہون غنیمت سمجھو — سال بھر روز لگاتی ہے جھڑی پیری آنکھ

چشم پوشی نہ کرو مجھکو دکھا دو صورت — آپ سے رکھتی ہے امید یہی میری آنکھ

پردہ تو پردہ اور شنو لنترانیان — آتے نہین ہین خواب مین تیرے ملنے کے سامنے

یکسان ہین بادشاہ و گدا جوشِ عشق مین — پست و بلند ایک ہے دریا کے سامنے

ہم تو اپنون سے بھی بیگانہ ہوے الفت مین — تم جو غیرون سے ملے ہم کو نہ غیرت آئی

دیکھیے حالت دل درد سے کیا ہوتی ہے — روح ناکام شبِ فرقت سے فنا ہوتی ہے

مین جو روتا ہون تو کہتے ہین مجھے منس منس کے — جو کرے عشق یہی اوسکی سزا ہوتی ہے

اوڑھی کرتی لال کچین اور اوسپہ سنہری ٹانکی — ابر سے نکلا چاند کا ٹکڑا برق کی دیکھو جوت [illegible]

برق تخلص محمد نجم الدین باشندہ سکندرآباد مقیم اکبرآباد ولد قاضی سراج الدین شاگرد مومن

کیا کیا الجھ رہے ہین جیب و گریبان کے چاک / ہاتھو سے جب کہ یار کا دامن نکل گیا

کیا لگی ہے برق سی ہے اوس بام گلشن میں تاب / جس جگہ اوس نے قدم رکھا گلستان ہو گیا

صورت گل تھی چاک چاک اپنا جگر ہے برق تیا / چارہ گر کو فکر ہے ٹکڑے گریبان ہو گیا

رشک عدو حسرت وصل آرزوی مرگ / صدمہ ہے کونسا جو مری جان پر نہین

دیکھیں ہم بھی تو دل لیتا ہے کیونکر کوئی / ہان اشارہ تو کرے چشم فسون گر کوئی

ہون وہ ناکام مجھے وصل بتان تو کیا / سر کے ٹکرانے کو ملتا نہین پتھر کوئی

برق تخلص ابو علی باشندہ ڈھاکہ خلف میر محمد علی فاضل

ہے گھٹا یا کہ ناگن یا کہ کالی رات ہے / زلف مشکین ہے یہ یا کہ پردۂ ظلمات ہے

برکت تخلص برکت اللہ خان باشندہ کوتانہ بیشتر فارسی کہتے تھے

ملا پھانک تب غم سے دل غمناک سینے مین / اگر ڈھونڈے کوئی دل کو تو پاسے خاک سینے مین

برکت تخلص منشی برکت علی خان باشندہ خیرآباد راجہ پٹیالہ کے مختار تھے اشعار
نہایت شوق رکھتے تھے اور خوب کہتے تھے

پہنچے آسیب نہ اوسکو کہین دلگیر نہو / نالۂ شب مین الٰہی مری تاثیر نہو

دل بیتاب کس طرح سے ٹھہرائے کوئی / مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی

غم اوٹھانا مرے اس دل کا ٹھکانا لگتا / ایک دم کے لیے بھی پاس جو بٹھلائے کوئی

تصور مین ترے گر کوئی چھیڑے ہے تو کہتا ہون / ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے قابو سے

خفا کی بو جو چہرے سے یہ معلوم ہو گئی / قاصد نے جب کہا کہ یہ خط کی رسید ہے

مجھکو یار کا ساجو پایا تو یہ کہا / پالے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان سے

برہان تخلص نواب برہان الدین حیدر خان نبیرۂ صمصام الدولہ بہادر

جب آہ بھی پہلے مرے لب پہنچ گئی / کوتہ کمند نکلی یہ عرش برین سے کب

بسمل تخلص سید جبار علی رئیس جہانگیرہ راجہ بنارس کی سرکار مین کچھ علاقہ رکھتے تھے
مدت تک عظیم آباد مین بھی رہے تھے

اک ہم ساعت بھی تہی نہ تھا چشم سے / ہے تماشا اشکوں کا ان مین جو سے گزر کا

ہر دم مجھے نیاز اُسے ناز ہی رہا
انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا

یاد آگئی مشت خاک اپنی
اوڑی جو کہیں غبار دیکھا

تیری ہی یاد و ذکر ستاری ہر آن ہے
گویا کہ اسلیے مرے منہ مین زبان ہے

بسمل تخلص محمد عبد الحکیم خلف حکیم پیر بخش برادر زادہ مولوی امام بخش صہبائی مغفور دہلوی

مرے بالین پہ وقت نزع کا تو کب دم آوے گا
رہے گا حشر تک سینے مین حسرت داغ ارمان کا

مین کہا کہ غیر اد سکو اپنی ہی نہین ہے ہمدم
کم بخت یہ دل اپنا آیا تو کہان آیا

وحشت ہی بے سبب سے آوارہ سے پھرتے ہو
دل آپ کا اے بسمل سچ کہیے کہان آیا

حضرت بسمل کی حالت دیکھکر بولا یہ قیس
پیر و مرشد خیر تو ہے آپ کو یہ کیا ہوا

شیخ سے کو بزا بتاتے ہو
اسکا تم کو مزا چکھائینگے ہم

ناصحا تو بہ سے لے دے خدا کا نام
دل لگانے سے باز آئینگے ہم

ہر نگہ مین ناز فروشی ہے کس لیے
اپنا تو اب وہ دل ہی نہین وہ جگہ نہین

قاصد پھر آ ہے یون کہ خدا خیر ہی کرے
میری طرح سے کچھ اوسی اپنی خبر نہین

کھلے گا جس جگہ حق ہم وہین سر کو جھکا دینگے
نہ ہم کو ربط کچھ کافر سے نے نفرت مسلمان سے

بسمل تخلص حافظ محمد حسین ولد حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو دہلوی شاگرد مرزا فدا حسین

نہ آؤ کیا بیا تنگ اور نہ مطلب دل کے ہو پینگے
نہ سینگے گا قیامت تک کبھی [illegible]

دل تو لے ہم سے او بت کافر اوٹھا لیا
اس نازکی مین پوچھ یہ کیونکر اوٹھا لیا

تم سے دل کی ناز برداری نہ ہو گی جان لو
جان من یہ دل بڑے ناز و نکا ہے پالا ہوا

بسمل تخلص مولوی محمدی عرف میان صاحب دہلوی مولانا فخر الدین قدس سرہ کے
یاران خاص مین تھے

اوس لب کی صدا یاد مین ہم بین ترے سے
آب اشک سے ہے تسبیح عقیق جگری سے

بسمل تخلص محمدی بیگ عرف مرزا اللہ یار بیگ لکھنوی خلف و شاگرد مرزا محمد بیگ
قاہر صاحب دیوان ہین

مژگان و خال و ابرو و زلف معنبرین
اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچائے دل

شیوہ کرشمہ شوخی غمزہ ادا و ناز — قاتل یہ یک ایک ہی بسمل براے دل
گرمجوشی غیر سے کرتا ہے جو وہ بیوفا — سو ہو جاتے ہیں غیرت سے ۲ عزہ و ناز

بسمل تخلص امیر حسن خان خلف عاشق علی خان سفیر شاہ اودھ باشندہ کاکوری کلکتہ میں رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے وہیں انتقال کیا

اے کیا دیوانہ دل نے کام یہ بیجا کیا — آپ تو دیوانہ تھا ہی مجھکو بھی رسوا کیا
دریا میں رات کو جو نہانے لگا وہ شوخ — فانوسیں گرد ہو گئیں روشن حباب کے

بسمل تخلص پنڈت سندر لال سررشتہ دار پرمٹ کانپور ولد بخشی ٹیکارام شاگرد ناسخ وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ صاحب دیوان گذرے

یہ نہیں ناقوس ای طفل برہمن ہاتھ میں — کر رہا ہے مرغ دل اپنا یہ شیون ہاتھ میں
گوری گوری اونگلیاں بیچ شب کو آتی ہیں نظر — شمعیں ہیں کافور کی گویا کہ روشن ہاتھ میں
منہ سے بھی کہیں شفاف تیرا ہاتھ ہے — آرسی بیٹھے ہے کیوں اے شوخ پرفن ہاتھ میں
دانتوں کے نیچے دبائیں اونگلیاں اغیار نے — مین جو چبانے لگا اوس سیمبر کی اونگلیاں

بسمل تخلص مرزا عنایت علی ولد مرزا سعادت علی شاگرد آتش باشندہ فیض آباد مقیم بنارس دیوان انکا نظر سے گذرا

گناہ میری خطائیں مرے قصور مرا — وہی کہیں ہم انھیں کو گواہ کرتے ہیں
جفائیں سہتے ہیں جور و ستم اوٹھاتے ہیں — ہمیں ہیں یار جو تجھسے نباہ کرتے ہیں
نکرتے عشق اگر آگاہ ہوتے عادت دل سے — کہ لگ جاتا ہے آسانی سے اور چھٹتا ہے مشکل سے
محبت ترک کرتے ہو تو پہلے ذبح کر ڈالو — جدائی آپکی دیکھی نہیں جائیگی بسمل سے

بشاش تخلص کلب عابد خان ولد کلب حسین خان نادر بن کلب علی خان بہادر

تیرے مہر سے ہو رہے ایذا سے آسمان تنہا — ہزار دشمن جان ہیں اور ایک جان تنہا

بشیر تخلص بشیر اللہ باشندہ کڑہ مانک پور

کہدیجیو صورت مردم ہر زمان بالا سر — تما قلو آتا ہے وقت تماکیان یاد ہے

بشیر تخلص سید بشارت علی دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون [illegible]

دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں — دیکھتے ہیں تجھے حسرت سے بھرے بیٹھے ہیں

یارب نہ کھلے زلف گرہ گیر کسی کی — وابستہ ہے وان خاطر دلگیر کسی کی

شاید دل بیتاب کو تسکین ہو اپنے — کھنچوا کے رکھوں سینے پہ تصویر کسی کی

بقا تخلص شیخ محمد بقاء اللہ اکبر آبادی خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس معاصر سودا و میر وطن انکا اکبر آباد و مولد دہلی مسکن لکھنؤ بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے انکے والد کا نام سیف اللہ لکھا ہے ریختی میں شاہ حاتم اور حضرت میر درد سے اصلاح لیتے تھے اور فارسی میں مرزا فاخر مکین سے شعر مکین کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

جیب ناصح جو مرے ہاتھ کو اکبار لگا — پھاڑوں ایسا کہ پھر اوس میں نہ رفو کار لگا

سرسری ٹل کے مرے پاس سے جانا کیا تھا — راہ بس ناپنے آئی تھی یہ آہ کیا تھا

آئنہ دیکھ کے کہتا ہے جو اللہ رے میں — اوس پری زاد پہ میں غش ہوں بقا واہ رے میں

اے عشق تو ہر چند مرا دشمن جان ہے — مرنے کا نہیں نام کا اپنے میں بقا ہوں

مجھسے کب تک اس دل صد چاک کا پیوند ہو — اب یہ دیوانہ اٹھی خاک کا پیوند ہو

ق

شب گزری ہے اے سحر کے نالو — پھر عرش پہ برچھیان سنبھالو

پھر قتل کیا بقا کو خو ملو — اس بات کو منہ سے مت نکالو

مہمان ہے بھلا ہے جو عاشق — بس جانے دو اوس پہ خاک ڈالو

تو نے اسطرحسے اے چرخ گرایا مجھکو — کہ موئے پر بھی کسی نے نہ اوٹھایا مجھکو

گر دو گے بقا کو تم آخر ع کے دم بوسہ — تو اوسکے تئین گویا تم آب بقا دو گے

کیا غلط تجھے لکھے حرکت ہاتھ سے کم ہے — خامہ بھی مرے ہاتھ میں انگشت ششم ہے

ترے جو خال سیہ لب پہ آشکار اب ہے — کسی کے بخت سیہ کا مگر ستارہ ہے

یہ تیغ یار نہیں زلف پریشان کے تلے — ہے نہان صبح وطن شام غریبان کے تلے

آہ کے برق جو سینے میں چمکتی دیکھی — طفل اشک آن چھپے دامن مژگان کے تلے

شیخ ڈرتا ہوں کہیں بیٹھ نہ جائے یہ کنوان — مت کھڑا ہو تو مصلے کے [illegible]

یاد میں تڑپے ہے یہ کس ابرو خمدار کے — آج کچھ ناخن دل سے آہ [illegible]

ہوتا ہے شیشۂ دل چور اوسکی گفتگو سے — یارب یہ پند ناصح یا سنگ محتسب ہے

عشق میں بو ہے کبریائی کی — عاشقی جس نے کی خدائی کی

سیری مت صبا سے کر اے آہ — تو نے بھی کچھ گرہ کشائی کی

بلند تخلص صفدر علی بیگ ولد مرزا فضل علی بیگ دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر علیہ ساب مین بھائی [illegible]

یوں وفا پیمان وصل دیر آشنا دور و رنج — جو تجھے ہے کہا اے یار زیبا جو کیا

کچھ وصل کا سا حسرت پنہاں میں لطف — شب میرے تصور میں جو اک پردہ نشین تھا

روز ہے اوسکو میرے قتل کی فکر — غیر سے دھیان ہے ہوا اپنا

بہادر تخلص رن بہادر سنگھ ولد فتح بہادر سنگھ اکبرآبادی شاگرد حاتم علی مہر

ایک دم بھی جدا نہیں ہوتا — کیا محبت ہے درد کو دل سے

اے بہادر نہ چھوڑیو میدان — نہ اوٹھے لاش کوے قاتل سے

بہادر تخلص راجہ منہ بہادر بہار کے راجوں میں تھے

سیاہی ہو گئی دل کی آرزو نہ گئی — ہماری جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی

بہادر تخلص مرزا نصیر الدین

کب تلک دل کو کرے عاشق دلگیر کڑا — گردن جان کا آخر ہوا زنجیر کڑا

بہار تخلص منشی ٹیکچند دہلوی مصنف لغت بہار عجم ہمعصر خان آرزو

وہی اک ریسمان ہے جسکو ہم تم تار کہتے ہیں — کہیں تسبیح کا رشتہ کہیں زنار کہتے ہیں

اگر جلوہ نہیں ہے کفر کا اسلام میں ظاہر — سلیمانی کے خط کو دیکھ کیوں زنار کہتے ہیں

بہار تخلص مرزا علی مرثیہ گو خلف مرزا حاجی علی بیگ لکھنوی شاگرد درخشاں کربلائی
زیارت بھی کی ہے سائل نے اونکو کلکتہ کے مشاعرہ میں دیکھا ہے صاحب بیاض ہیں

روکوں حضور کو میں یا تھام لوں کلیجہ — پہلو سے آپ اوٹھے اک درد اوٹھا جگر میں

نہ زبان عشق میں چھپی ہی نہیں نہ نظر سے اوترنا — ڈبڈبا کر جو ہیں اشکوں سے بہ تقیں آنکھیں

وہ کرتے ہیں سر سے قافلہ والے مجھکو — میں جو بچھڑا ہوں تو آواز درا آتی ہے

ایک میں ہوں جسے بازار و لیلی و درہا — ایک وہ ہیں جنہیں گھر بیٹھے حیا آتی ہے

بہار تخلص لالہ کالکا پرشاد ولد بہاری لال فرخ آبادی شاگرد صفدر

وہ میرے گھر آئین تو کہون حال دل اپنا
تقدیر سے نکلے کوئی صورت اگر آئی

بہجت تخلص عبد المجید

خورشید ہے شرمندہ ترے منہ سے بھی
ہے مشک بھی گیسو سے خجل [illegible] بھی

بھید تخلص نوازش خان خلف سید مرتضے خان سفیر ایران

بسکہ ہے آتش غم تیرے مرے سینے مین
ناوک آہ ترا دل سے بھی سوزان نکلے

بیان تخلص خواجہ احسن اللہ باشندہ دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان و مرید حضرت مولانا فخر الدین حیدرآباد مین نظام الملک کی سرکار مین متعلق تھے اور وہین فوت کئی کلام او کا بہت شیرین ہے

قفس مین مین رہائی کے لیے کیا کیا نہ مین تڑپا
تڑپتا ہون پھڑکتا ہون کوئی پروا نہین کرتا

سکتا نہین مین عرش تک اے نالہ جا پہونچ
کانون تلک تو وہ سکے تو اے نارسا پہونچ

باتون مین آہ سنے نکالا وے بیان
رکھتا تھا کان تک مرے فریاد کی طرف

کافر ہون گر زیادہ کچھ اس سے آرزو ہو
اک بے خلل مکان ہو بس مین ہون وہ تو ہو

وصل کی شب کا ماجرا کیا کہون تجھ سے ہمنشین
شام سے لیکے صبح تک وہ ہی نہین نہین رہی

رخصت ہے چشم و عقل جہان چاہے جا بجا
اے ساکنان کوے بتان ہم تو یہان رہے

بیان تو ہون ہے اب تلک پوچھتے ہو
تغافل کی قربان تجاہل کے صدقے

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی
جس طرح کٹا روز گذر جائیگی شب بھی

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی
ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی

ظاہر مین وصل کا نہین اسباب کچھ بیان
نومید بھی نہ ہو کہ خدا کارساز ہے

بیان تخلص سید محمد مرتضی باشندہ میرٹھ شاگرد احمد حسن قربانی

دل مرا گم ہے ایک مدت سے
نہین ملتا نشان ترے گھر کا

مر کر بھی ہوا ستم کش آزار بے سبب
اس کوچہ کی زمین بھی کم از آسمان [illegible]

بیباک تخلص سیاق بشیر احمد رامپوری کلکتہ مین بھی آئے تھے میرٹھ ہی پہلے سے

بیتاب تخلص محمد جعفر علی باشندۂ اکبر آباد گوالیار میں منشی گری پر متقرر تھے

حضرت بیتاب اور فکر سخن
دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

بیتاب تخلص عباس علی خان خلف نواب عبد العلی خان بن نواب غلام محمد خان ابن نواب فیض اللہ خان مرحوم والی رامپور شاگرد مومن خان مدت تک لکھنؤ و دہلی میں تھے

بھا گیا اپنی زبس قتل کا ایما مجھکو
بعد مردن بھی ہے مرنے کی تمنا مجھکو

داد سے روز جزا کے بھی رہو نگا محروم
یہ نظر آتی ہے طول شب ہجران مجھکو

آخر فریب کھا کے کیا اوسنے مجھکو قتل
میں نے کہا تھا تم سے اوٹھا ئینگے مر کے ہم

بیتاب تخلص شاہ محمد اسمعیل شاگرد مصطفی خان یکرنگ

تڑپ کر مر گئے بلبل قفس میں
پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس میں

بیتاب تخلص محمد علیم الدین الہ آبادی برادر خورد قاضی فخر الدین شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں تھے

رفتہ رفتہ بت خوش قدم آفت ہوگا
قدم آگے جو رکھیگا تو قیامت ہوگا

جی کیونکہ بچے جب کہ جلا دے جگر آتش
سب بستی کو ڈر ہے جو لگی ایک گھر آتش

بیتاب تخلص منشی ولی اللہ ولد شیخ فضل علی باشندۂ قلندر آباد عرف کرنال انگریزی پلٹن کے منشی تھے فارسی بھی کہتے تھے کلکتہ میں بھی آئے تھے

بھرا ہے عکس قطروں میں جو اوسکی روے تاباں کا
گمان ہوتا ہے فوارے پہ اب سر و چراغاں کا

ہوئی ہیں قتل میرے ساتھ لاکھوں حسرتیں دل کی
مرے کنج لحد پہ حکم ہے گنج شہیداں کا

شاہ معرکۂ عشق میں محمود ہار
غالب اس جنگ میں سلطان پہ غلام آتا ہے

آنکھوں سے نہ دیکھا جو تنگ اوسکا
ہاں فقط کان سے سننے میں کلام آتا ہے

بیتاب تخلص افضل الدولہ نواب احمد بخش خان مرحوم باشندۂ دہلی مقیم سکندرہ ضلع علیگڈھ عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر کے عزیزوں میں تھے صاحب دیوان گذرے

ہمارے منہ سے نہ نکلی کبھی اف کبھی قاتل — لگا ئی گو ہن سکے جو خنجر ہزار پہلو مین

بیجان تخلص شیو کی سنگھ رمال باشندۂ دہلی

آسمان گر پڑے نکلے ٹوٹ کے ٹکڑے ہوکر — جب کہین آہ ہماری مین اثر ہووے گا

بیجان تخلص عزیز خان افغان باشندۂ رامپور

ایسے نادان نہین ہم کہ تم کو نہ پہچانینگے — ہم سخن غیر سے ہوتے ہو جو اوس بزم مین

بیجان تخلص شیخ الٰہی بخش باشندۂ دانا پور شاگرد حافظ منعم بالفعل ڈاکٹری سیکھتے ہین راقم الحروف کے ملاقاتی ہین

شاعرون کی ہمت پر آسمان بھی حیران ہے — یعنے وہ بدلتے ہین جب زمین پرانی ہو

بیخواب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

مدعا تم کو ہیان نہ آنا تھا — رو ٹھنے کا بھی اک بہانہ تھا

بیخود تخلص نراین داس باشندۂ دہلی شاگرد حضرت خواجہ میر درد

مئے گلگون کو چشم کم سے مت دیکھ اے زاہد — بنایا ہے یہ اعجاز مغان نے آب آتش کا

بیخود تخلص محمد نظام الدین خلف و شاگرد محمد حیات خان اسسٹنٹ مقیم دہلی

رہ گیا پیکان جو پہلو مین ترا اچھا ہوا — دل لگی کو اور دل پیدا ہوا اچھا ہوا

تھی ہمین مدت سے اے بیخود اسیری کی ہوس — ہوگیا دل مائل زلف دوتا اچھا ہوا

بیخود تخلص ہادی علی خلف میر ناصر علی صاحب زمیندار بہیری براون مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

آنکھین ہوئین جو دوبار ابھی تھین دیکھا ہو — ہان مگر ایک نگہ کا تو گنہگار ہے دل

نہ تھی سفر کی عادت نہ اسے صبر کی خو — تم بھی مجبور ہو بندے کا بھی ناچار ہے دل

اون نظارہ کا کس روز ملیگا ہم کو — دیکھین کب تو ڑینگی یہ نہرے ہمارے آنکھین

ایک بوسہ پر ہوئین مثل قمرہ برگشتہ — آؤ منت نہین رکھتین وہ یہ نرالی آنکھین

آگیا سلوا کے کو بھیجی تو یہ کہلا بھیجا — بھیجو اسکو کسی محرم اسرار کے ہاتھ

جیا ہو جو پہلو سے اے درد عشق — بہلتے ہی تجھ سے طبیعت مرے

کیا مین نے شکوہ تو برہم نہ ہو — تحسین نے بگاڑی ہے عادت مری
چشم ساقی پہ ہوا آکر فدا — بیخود اپنے کام مین ہشیار ہے

بیخود تخلص میر ہدایت علی دہلوی خلف میر مہدی عزیزون مین شیخ محمد خوشنویس کے تھے

جنبش نہین ہے سایۂ دیوار سے مجھے — حلقہ بنا ہے روزن دیوار پاؤن مین

بیخود تخلص مولوی فرجام علی باشندہ بھیلونک ضلع سلہٹ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

پوچھے اگر کوئی کہ وہ بیخود کدھر گیا — تو دیجیو جواب کہ کمبخت مر گیا
کھانے کو غم ہے پینے کو ہے اشک تر مجھے — نکلا ہون گھر سے خوب ہی زاد سفر کیے

بیخود تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کعبہ سے اور دیر سے ہم نے فراغ پایا — آبیٹھے تیرے کوچے مین تیرا سراغ پایا

بیدار تخلص میر محمد علی عرف میر محمدی دہلوی شاگرد مرتضی قلی خان فراق مرید حضرت مولانا فخرالدین شعرگوئی مین اچھی مشق پیدا کی تھی اکبرآباد مین جاکر راہی ملک بقا ہوئے صاحب دیوان گزرے سعادت خان ناصر نے جو انکو میر مہدی متخلص بہ قربان کے دھوکے مین ثناء اللہ خان فراق کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے

ہم خاک بھی ہوگئے ولیکن — جی سے نہ ترے غبار نکلا
تیرے رخسار قد و چشم کے ہین عاشق زار — گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا
بھرا نہ مثل نگین زخم یہ مرے دل کا — کرتا ہمیشہ رہے نام میرے قاتل کا
ناتوانی سے مرے دیکھیو ای دست جنون — رہگیا ہو نہ کوئی تار گریبان مین چھپا
واہ وا اے قاتل کج فہم یون ہی چاہیے — ہم سے ہو ناآشنا غیرون سے ہو نا آشنا
دامن کو ترے نہ پہونچے اب تک — ہرچند غبار ہوگئے ہم
خرقہ رہن شراب کرتا ہون — دل زاہد کباب کرتا ہون
جا بین مشتاقون کی لب پر آئیان — بل بے ظالم تیری بے پروائیان

ہم ترے خاطر نازک سے خطر کرتے ہین
جو ہم کلام اوس لب جان بخش سے ہوتے
آج لگتی ہے کچھ نبض حنا لی
دیکھ اوس گیسوئے مشکین کی ادائین شانہ
سنے زمانے سے مدار روز و شب ہونگا
شکوۂ کم نگہی آنکھونسے اوسکی نہ کرو
آئینہ دیکھ تو اس منہ سے سمجھے ای طوطی
اجتک مرے احوال سے وہان بیخبری ہے
ربط جو چاہیے بیدار سو اوس سے معلوم

ورنہ یہ نالی تو پتھر مین اثر کرتے تھے ہین
کس سے اونہین دماغ کہ پھر گفتگو کرین
کون سینے سے لے گیا دل کو
دونون ہاتھونسے یہ لیتا ہے بلائین شانہ
شام کہتے ہو جسے ہے سحر پروانہ
گفتگو خوب نہین مردم بیمار کے ساتھ
دعوی ہم سخنی اوس لب و گفتار کے ساتھ
اے نالۂ جانسوز یہ کیا بے اثری ہے
مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہے

بیدل تخلص محمد عبد الرحیم خان خلف مولوی محمد تقی خان دہلوی شاگرد امراو مرزا انور

بوسہ کے دینے مین یہ تامل ہے کیلیے
عشق صنم وہ شے ہے کہ بیدل اگر کبھی

مین غیر تو نہین کہ چھپایا نہ جائے گا
کعبہ بھی جائینگے تو چھپایا نہ جائے گا

بیدل تخلص خواجہ غلام حسین خلف خواجہ محمدی خان نبیرۂ خواجہ رحمت اللہ خان نالق تخلص شاگرد عبد الرحمن خان احسان باشندۂ دہلی طبابت کرتے ہین راقم کی ملاقاتی ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

جان تو ہوسکے خفا جب مرے گھر سے نکلا
آہ اوسکو دم تاو کی فرصت نگنی
دل پر غم کے رہنے کے ہی دونون شکاری ہین
نگہ کج چشم کی زلف دوتا کے
جنون سے ملتے ہو راتون کو بیدل

ٹکڑے ہو ہو کے جگر دیدۂ تر سے نکلا
لگا وہ دل کا وہ جگر یاد آیا
کبھی چاہ زنخدان مین کبھی زلف پریشان مین
سہی اک دل جو کس کس بلا کے
تمہین بھی دن لگے قدرت خدا کی

بیدل تخلص مرزا عبد القادر وطن انکا توران مولد بخارا کم سنی مین ہندوستان مین آئے تھے اوصاف حمیدہ اونکے مشہور جہانیان ہین احیانا شعر ریختہ بھی

گئے تھے سنہ ۱۲۱۲ گیارہ سو تینتیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گزرا

اس دل کے آستان پر جب عشق آگیا را
پردے سے یار بولا بیدل کہان سے ہم یہان

بیدل تخلص منشی عنایت علی ولد منشی حسن علی حسن باشندہ ہوگلی مقیم نالی گنج متصل کلکتہ راقم کے ملاقاتی ہین

سر مین سودا زلف کا تیرے بت ای سر ہے
طوق الفت ہی گلے مین پاؤن مین زنجیر ہے

بیرنگ تخلص داور خان دہلوی شاگرد مصطفےٰ خان یکرنگ معاصر سودا سپاہی پیشہ

مفلس کی خبر کب سے ای سیم بدن تجھکو
افشان سے ترا ماتھا رہتا ہے زر آلودہ

فرہاد کو محنت کی تلخی نہ کبھی ہوتی
شیرین کا جو اک بوسہ ملتا شکر آلودہ

بےصبر تخلص بال مکند ولد لالہ کانجی مل باشندہ سکندر آباد شاگرد مہر گوپال بیشتر فارسی کہتے ہین

بیخود ان عشق کو کیا حاجت ترک لباس
تن سے پیراہن جدا ہوتا نہین تصویر کا

بیقرار تخلص میر قمر دہلوی ہمشیرزادہ سید رضا خان شاگرد شاہ نصیر

مصطرف پھر تا رہا یار وہ رشک آفتاب
جون گل خورشید دل اپنا مقابل رہ گیا

رخ سے گر زلفین اوٹھین تو چھوٹی دشمنی تعاب
اک نہ اک پردہ ہمارے اوسکے حائل ہو گیا

بیکس تخلص مرزا محمد باشندہ عظیم آباد ایک رباعی اونکی کہ غالباً میر ماشاء اللہ اور میر انشاء اللہ کی ہجو مین کہی ہو مرقوم ہوتی ہے کیونکہ اور کوئی شعر انکا ملا نہین

ظاہر مین تو ایسی ہین کہ ماشاء اللہ
سب کہتے ہین زیادہ ہونگے انشاء اللہ

باطن مین جو دیکھا اونھین اتنے ہین ہیچ
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بیکل تخلص سید عبدالوہاب دولت آبادی شاگرد میر عبدالولی عزلت مرشد آبادی نواب سراج الدولہ کے ملازمون مین تھے

عالم کو لعل و گوہر و تاج دلوا دیا
اے آسمان بتا تو تجھے تو نے کیا دیا

بیمار تخلص سید زین العابدین باشندہ الہ آباد عدالت الہ آباد مین سررشتہ دار تھے

نعل بجا رہے پائل بھی قرار رفتار تھا
لب نازک کو دبائے ہوئے دندان سے تھا

بیمار تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد غفلت باشندۂ رامپور ملازم نواب محمد سعید خان کلب والی رامپور صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام علی بخش لکھا ہے

کون پرسان ہے حال بسمل کا	خلق تشنہ دیکھتی ہے قاتل کا
سانس آہستہ لیجیو بیمار	ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا
تیر قاتل سے سپر شکوہ کمان رکھتے ہین	بیزبان صورت سوفار دہان رکھتے ہین
موت سے بھاگنے لگے بیمار	کیا اوسے تم شکستہ پا سمجھے
ہر روز وہ پھر جاتے ہین در تک مرے آکر	کچھ جذب محبت کو لگی ہے نظر ایسی
حال دل بیمار نہین ضبط کے قابل	لیکن وہ زبان مجھکو ہلانے نہین دیتے
یا تو دنیا سے الٰہی دل شیدا اوٹھ جائے	وصل معشوق کی یا دل سے تمنا اوٹھ جائے

حرف باے فارسی

پارسا تخلص حافظ منشی فیض پارسا مدرس مدرسۂ دہلی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے

کوی الفت کے خاکسار ہے دل	مثل آئینہ پاک طینت ہین

پارسا تخلص غلام علی دہلوی وضع رندانہ رکھتے تھے

نام کو پارسا ہون مین لیکن	مست ہون نرگس خماری سے

پاکباز تخلص میر صلاح الدین عرف ممن میان خلف سید شاہ کمال شاگرد مصطفےٰ خان یکرنگ صاحب دیوان گذرے

مجھے صد درد و الم رہتا ہے فرقت مین جگر جانا	خبر لیتے نہین کیسے ہو تم پیر سے بیگانا

پیر تخلص خلف گلزار علی اسیر اکبرآبادی نام انکا معلوم نہوا

دیوانہ اپنے جامہ سے باہر ہین ہر بہار	اب فصل گل ہے چاک گریبان [illegible]

پروانہ تخلص علی شاہ مرادآبادی تلمیذ قیام الدین علی قائم شاہ عالم بادشاہ

عہد مین تھے

آج ثابت نہی دل نہ کوئی جان درست ۔ اوسکے مژگان نے کیے ہیں یہ بیجان درست

پروانہ تخلص محمد بیگ خیرآبادی

قتل کر مان مت کسو کی قسم ۔ تجھے قاتل مرے لہو کی قسم

پروانہ تخلص کنور جسونت سنگہ عرف کاکاجی خلف راجہ بینی بہادر تخلص شاگرد سرب سنگہ دیوانہ شعر فارسی بھی کہتے تھے ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا نہایت شکیل جوان تھے بعض تذکرہ والون نے جو آپکو میر حسن اور مصحفی کا شاگرد لکھا ہے اس پر اعتبار نہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کیا جانیے ہمدم کہ اوسے دیکھکے ہم تو ۔ ہر چند سنبھالے رہے پر دل کو غش آیا
آئینہ سان ہے صاحب جوہر کو ننگ کم ۔ اس دور مین کہ عیب ہنر دونون ایک ہین
سدا ہے جامے شرمندہ چشم مست سی تیرے ۔ صراحی بھی خجل ہے اس تری تصویر گردن سے
نسیم آہ نے شاید کسی کے عشق کی تاثیر ۔ شگفتگی سے ترے غنچۂ دہان کو ہے
کہتی ہے عندلیب چمن مین پکار کے ۔ اپنے بھی دن پھرین جو پھرین دن بہار کے
صادق نہ سمجھ اوسکو محبت مین ہے کاذب ۔ جو صبح نمط چاک گریبان نہین ہے

پری تخلص چمن ریختی گو باشندۂ دلی شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

اب کی تو مر دوئے مین دغا باز ہیں خفا ۔ اگلے تماشا مین خدا جانے کیا ہو
ذکو ہی آنا تھا تجھے ... صیام مین ۔ در گور مردوئے ہے مرے رو کے خفا ہوئے

پریشان تخلص محمد خان باشندۂ الہ آباد

مین اوس کان ملاحت کے لیے ہو نہ سکا ۔ عجب کیا لذت دل انکھون سی ہے سیر نمک سے

پریشان تخلص عبدالرحیم آئینہ ساز دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

دیتے ہو بوسہ دو نہین دیتے نہ دو مگر ۔ اتنی نہین پسند حیات اوڑ چنین سے مجھے

پریشان تخلص منولال برہمن شاگرد شاہ نصیر دہلوی

خوبون کی اداؤن کی کب ناز سے خالی ہے ۔ ہر بات پہ چھیڑ کی ہے ہر حرف بگالی ہے

ہم آئیں تو اوٹھ جاؤ غیر آئے تو آ بیٹھو	یہ وضع نئی جاناں کیا تم نے نکالی ہے

پریشان تخلص میر محمد واجد دانا پور کے پیرزادے ہیں مولوی غلام علی ذاکر سے اصلاح لیتے تھے مدت دونوں سے کلکتہ میں بستے ہیں شعر خوب کہتے ہیں راقم کے دوستوں میں ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیے عنایت فرمائے تھے

دل جاتا ہے سنگ تفاطیس مجھ ناشاد کا	تا نہ طرف غیر جائے تیر اوس صیاد کا
خوب اسے شیخ ریاکار جتا ہے توبہ	دل میں وہ بت ہے زبان پر ہے اللہ توبہ

پریشان تخلص واحد علی ساکن اٹاوہ

تھا تنگ جو اوس کمر کے عدم اور وجود سے	اس خط وہی غرض کیا لا کے سامنے

پریشان تخلص نیاز علی باشندہ سندیلہ

جہاں میں آپ کی شیرین کلامی کا ہوا شہرہ	بلا تشبیہ کہتا ہوں تم اپنے دم سے عیسیٰ ہو

پناہ تخلص محمد پناہ نورباف دہلوی مرید حضرت شاہ آفاق قدس سرہ تخمیناً بیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

ہوسے کو نظر طور پر آیا تھا وگرنہ	دیکھا تو ہر اک سنگ میں وہ ایک شرر تھا

پورن تخلص پورن سنگھ کایتھ دہلوی شاگرد سعادت یار خان رنگین سنسکرت اور طب بہت ہندی میں اچھا دخل رکھتے تھے سترہ اٹھارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

ہم نام رہائی سے بیزار رہیں ہمدم	دل چاہ زنخدان میں ہے جب سے اسیر اپنا

پیام تخلص مولوی امیر الدین دہلوی مصنف عربی رسالہ فرضیت جہاد

جب کہ اپنی خبر نہ ہو اوس کو	اوسکو اوروں کی کیا خبر ہو دے
پھونکتا ہے مجھی کو نالۂ دل	یار میں بھی تو کچھ اثر ہو دے

پیام تخلص مرزا حیدر بیگ دہلوی

افسوس آہ سینے سے اپنے کیا کچھ نہ کچھ اثر	دل پوچھتا تھا میری گلی کا نشان وہ شوخ
ہم جائے بھی کوئی تو تاسف شوا دے	یاد آ پڑا جب آن سے کس سنگدل کے ساتھ

پیام تخلص شرف الدین علی خان اکبرآبادی شعر فارسی خوب کہتے تھے محمد شاہ کے مددین تھے

بات منصور کو فضولی سے ہے — ورنہ عاشق گواہ سولی ہے

پیر تخلص مہاراج سنگہ برہمن خوشنویس باشندہ متھرا مقیم دہلی جوانی میں اپنا تخلص کرتے تھے

رات دن کا ہے ترا مشغلہ آرائش زلف — اس سے کیا تجھ کو ہے حال پریشان میرا

پیرا تخلص و نام ایک سقہ دہلوی کا ہے وہ اپنے کو محرم کا شاگرد کہتا تھا

شوق گریہ کو کہو روئے کس پاس کہ اب — نام کو بھی نہ رہا آنکھ میں قطرہ باقی

پیک تخلص کرم اللہ چوبدار دہلوی نامہ بری کرتا تھا

شوق سے جب کہ میں آتا ہوں تری کوچہ میں — مجھ سے لیتی ہے صبا تیزی رفتار کو دام

حرف تای فوقانی

تاب تخلص میر محبت علی باشندہ پانی پت مقیم دہلی موسیقی میں اچھا دخل رکھتے تھے

میں تو تھا عاقل زمانہ کا پر الفت کے طفیل — کوئی سودائی کہے ہے کوئی دیوانہ مجھے

تاب تخلص مرزا الطاف اشرف دہلوی خلف شاہزادہ امداد بخت بہادر

دیا ہے ہمنے دل ای تاب کس بے مہر کو دیکھو — اگر پروانہ ہو اوسکو اور اوس پر اپنا دم نکلے

تاب تخلص مہتاب رائے وطن اونکا کشمیر مولد و منشا دہلی

خو ہوئی ہمیشہ سے تمہاری اگر ایسی — تو کاہیکو بنتی مرے اے شنگر ایسی
پاننگ نکر ناصح ناداں سبھے آشنا — پا پیل سکے دکھا دے مجھے ایسا کوئی

تاباں تخلص میر عبد الحی دہلوی شاگرد مرزا سودا حضرت علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے جمال پری تمثال پر اونکے ایک جہان دیوانہ و عاشق زار تھا شروع جوانی میں انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

اوڑا دے صبا خاک میری اگر تو
تو کوچے مین اوس بیوفا کے اوڑا

کس کس طرح کی دل مین گزرتی ہین حسرتین
ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا

ہاتھ مین اوسکے ہاتھ تھا ہیہات
دل مرا گم ہوا ہے ہاتھون ہاتھ

لے دل کی خبر چشم مری یار کی کیونکر
بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر

دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تابان
کیا مرے ہجر مین جیتا ہے وہ غمناک ہنوز

غم جس مین ہے ہجر کا ہجران مین وصل کا
ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہین

انجان ہو تو اوس سے کوئی درد دل کہے
جو جانتا ہو اوسکو مین آگاہ کیا کرون

ملا یا خاک مین گھر کو وہ کن کا ہائے حسرت نے
یہ کیا بات آگئی اوس خان و مان برباد دل جی

ظالم وفا کا میرے جو لیتا ہے تو حساب
اپنے جفا و ظلم کا بھی کچھ شمار ہے

کس سے فریاد کرون یہ کہ وہ ہرجائی ہے
آہ اس بات مین تو میری بھی رسوائی ہے

تیرے ابر دست سے مرا دل نہ چھٹے گا ہرگز
گوشت ناخن سے کہو کہان کر جدا ہوتا ہے

تابش تخلص محمد جعفر باشندۂ الہ آباد مقیم دہلی ترک علائق کرکے گوشہ نشینی اختیار کی تھی

کبھی بن بادہ رہ نہین سکتے
تو یہ کچھ ہم کو سازگار نہین

دل مین خوش ہین عدو پر آئے تابش
وہ ستمگر کسی کا یار نہین

تاثیر تخلص حافظ محمد حسین دہلوی تلمیذ خدا بخش خان تنویر

وہ ہوا یاس تو قابو مین دل اپنا نہ ہوا
ہائے مطلب تو ہوا حسب تمنا نہ ہوا

بیمار کیا اور بھی اس کم نظری نے
ظالم ہمین مار اترے بیدادگری نے

تاثیر تخلص لالہ کنھیا لال ولد کمل کشن فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

سمجھائی اوسکی چھیچھ مرے سامنے رقیب
اللہ خشک ہو صفت پشت خار باغ

تارک تخلص حاجی میر بقاء اللہ دہلوی چوتھی بار کے سفر حجاز مین انتقال کیا

مین وحشی ہون کہون نکہت گل اے تارک
جب نکلتا ہون تو کوسون ہی چلا جاتا ہون

تحسین تخلص یوسف علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہے رشک کی خوبی کہ ترے کوچہ کی جانب | گر خضر کو بھی کہیے تو رہبر نہین ہوتا

بٹھا اوٹھا اوٹھا کے یون ہی بار بار کے | اے دل مزاج تونے بگاڑا ہے یار کا

اضطراب دل سے کہتے ہین غش نے جان کے | روز کے جھگڑون سے چھوٹا مرگیا اچھا ہوا

بے طرح پہنسگیا ہے مصیبت مین ہم ہو | آتا ہے رحم اس دل ناکردہ کار پر

دل کھینچتے ہین اور کسیکو خبر نہین | کرتے ہین کام تیری نگاہین نقاب مین

تجرد تخلص میر عبد اللہ دکھنی شاگرد عبد الولی عزلت

اوس رخ مین لطف ہے سو ملک کو خبر نہین | خورشید کیا ہے اوسکی فلک کو خبر نہین

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی دہلوی خلف میر محمد حسین کلیم شاگرد و خوہرزادہ میر تقی میر بڑے ظریف تھے لیلی مجنون کا قصہ ریختہ مین نظم کیا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

تر دامن آگیا مین جو روز حساب مین | کہنے لگے بٹھاؤ اسے آفتاب مین

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی | ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی

جھلکتے ہین دردندان مرے رونے پہ ہنستا ہے | اودھر بجلی چمکتی ہے اور ادھر مینہ برستا ہے

ہم زیر خاک لیکے جو یہ چشم تر گئے | اندھے کنوئین بھی جتنے تھے پانی سے بھر گئے

لوگ اوسکی تو جفاؤن کی خبر کہتے ہین | تر وہ ہین بے وفا مجھکو ہے کم ملنے سے گھبرانے لگے

حال تیرا اوسنے کیا کہتا تجلی مین بھلا | وہ تو تیرے نام ہی کو سن کے شرمانے لگے

تجلی تخلص للے جی شاگرد منشی منشد و لال نثار

مختار ہے وہ چاہے مجھے دیکھے نہ دیکھے | آنکھ اپنی تو اوس رونق محفل سے لگی ہے

تجلی تخلص شاہ تجلی حیدرآبادی

دامن کا عکس اسکے پڑا ہے کہ آج تک | پھیلا رہا ہے سرو لب جویبار ہاتھ

تجمل تخلص نواب شاہ مرزا لکھنوی

صیاد نے پھنسایا ہے بلبل کو قید مین | چھوٹے یہ دیکھیے قفس آہنین سے کب

آئینہ رو تمام فقط دیکھنے کے ہین | امید ہے وفا کی بتان حسین سے کب

تجمل تخلص محمد علیم شاگرد جرات

کتاب قصۂ فرہاد و دفتر مجنون	یہ دو ورق ہین مرے عشق کی کہانی سے

تحمل تخلص حکیم محمد رسول خان باشندۂ دہلی خلف نواب غلام رسول خان شاگرد آغا جان عیش

بعد فنا جنازے پہ آیا نہ جائے گا	اوس سے تو خاک مین بھی ملایا نہ جائے گا
سوزِ درون ہی ہے تو اوس نازنین کو ہے	چھاتی سے وصل مین بھی لگایا نہ جائے گا

تحسین تخلص محمد حسین خان صاحب مطبع مصطفائی دہلی

آزردہ ہوا اوسکو مگر عشق بتان کا	بیطور ہے نقشہ دل بے تاب و توان کا
جب بت سے نہ رسائی ہوئی تو بتخانہ مین کیا کام	تحسین چلو کعبہ کو جھگڑا ہے کہان کا
تحسین اونکو دیکھنے جاتے تو ہو مگر	ایسا نہ ہو کہ جان کو وہی پھر عذاب ہو
ہوئے ذلیل تو عزت کی جستجو کیا ہے	کیا جو عشق تو پھر پاس آبرو کیا ہے

تحسین تخلص سید حیدر علی باشندۂ الہ آباد و توکل اختیار کیا تھا

ہم تم پہ اے بتان دل آزار زار ہین	لیکن ہزار حیف کہ اغیار یار ہین

تحسین تخلص علی مولا خان باشندۂ شاہ جہان پور

کیا لکھین اور ذرا غور کرین آپ اسے	ڈرتے ڈرتے یہ لکھا ہے کہ پڑھین آپ اسے

تحیر تخلص غلام مصطفے خلف مولانا رفیع الدین دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق برخلاف خاندان علم رسمی سے بہرہ ور نہ تھے

آگے اطفال کو ہے سنگ اوٹھانے کی	آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

تحیر تخلص مرزا احمد بیگ ولد مرزا رستم بیگ خراسانی مقیم لکھنؤ شاگرد دبیر کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم نے انکو ٹالی گنج کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین انکا سارا کلام اسی طرز پر ہے

شکار مرگ ہوئی ہے فراقِ یار مین روح	پھڑک رہی ہے بہت دام انتظار مین روح
گلون کی بو سے بسی رہتی ہے بہار مین روح	لہو کو عطر بناتی ہے جسم زار مین روح
لگا کے تیر مجھے بوئے گل نے صید کیا	رہی خزان مین سلامت گئی بہار مین روح
رواں ہے آنسوؤنکے ساتھ جان بھی انکی	سفر ترائی کا کرتی ہے ہجر یار مین روح

تسکین تخلص میر سعادت علی مرحوم برادر زادہ میر علی حامد دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد احمد علی رسا و فخر الدین منت

دل مہتاب کو میرے دکھی ہو تسکین — کہکے تسکین جو مجھے آپ پکارا کرتے ہین
ہر دم کرے ہے یہ دل کار نشان بغل مین — ہے وہ مثل مطابق دشمن کہان بغل مین

تسکین تخلص گنگا داس پنڈت

عقل و خرد و طاقت اور صبر و شکیبائی — جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ لٹا بیٹھے

تسکین تخلص میر حسین دہلوی شاگرد شاہ نصیر و مومن خان میر حیدر قاتل وزیر خنجر سیر کی اولاد مین تھے ۱۲۶۶ بارہ سو اٹھسٹھ ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے نمکین ہوتے ہین

ہر صبح وہ ڈھونڈھے ہے کوئی تازہ خریدار — صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا
تہمت تو دیکھ جتنے کہے شکوے ہجر کے — اون کو گمان رہا گلہ روزگار کا
خوبصورت نہ ہو کوئی تو نہ ہو بدنامی — سچ تو یہ ہے کہ برا ہوتا ہے اچھا ہونا
کہتے ہین رنجش جاہ مین مزا آتا ہے — یون ہی تم مجھسے خفا ہو کے ذرا مل جانا
یہان آنے سے کسواسطے جلتا ہی تمہارے — عاشق تو نہین ہے کہین دربان تمہارا
ہزار ون مر گئے دیکھا جو عالم سوگ مین اوسکا — لباس آیا تھا وہ کافر پہنکر میرے ماتم کا
جب لگی مجھکو تو چرچا یہی پھر دہان ہوگا — راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا
آج جو عرش پہ ہے اپنا دماغ ای ظالم — کوئی دشمن تری نظرون سے گرا ہو دیکھا
تسکین دیکھیو تو لے ہی جان ملک الموت کسطرح — تم وقت مرگ پاس سے اوٹھنا فدا نہین
یہان انتظار ہی مین کٹی مجھکو ساری رات — وہان وعدہ کیا کیا تھا اونہین یاد ہی نہین
یہ تو سچ ہے کہ جو تم جا ہو کے کر گزرو گے — پر یہ ممکن نہین ہم پر کبھی بیداد نہ ہو
دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار — حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے
جو وعدے وعدہ ہے محشر مین جلوہ فرما ہین — نہین ہے ضعف سے ابرو مین گزارا مجھے
دل لیکے لیتے ہی چلی جان یہ جلدی کہ نہ ٹھہر — صبر بھی چند قدم پیچھے رہا جاتا ہے

کر سکے دفن نہ اوس کوچے مین احباب مجھے / خاک مین دل کی کدورت نے دبا داب مجھے

نام تسکین اور یہ مضمون تپش ناز دیا / تھا تخلص جو سزاوار تو بیتاب مجھے

تسلی تخلص لالہ بیکارام ولد بخشی گوپال راے برادر خورد بھولا ناتھ بخشی وزیر الممالک وطن انکا اٹاوہ مولد لکھنؤ فارسی مین مرزا فاخر مکین سے اور ریختہ مین مصحفی سے اصلاح لیتے تھے

دیکھے سمان جو اس مژۂ اشکبار کا / ہو جاے شق جگر رگ ابر بہار کا

کیا منہ جو پھیرے کوئی ترے تیر کے منہ پر / یہ ہم تھے گلا رکھدیا شمشیر کے منہ پر

گو دل مین خفا ہے تو پر اسبات کو نادان / کہہ بیٹھیو مت عاشق دلگیر کے منہ پر

اب بھی اس نیم جان مین کچھ ہے / فائدہ امتحان مین کچھ ہے

تسلی تخلص میر شجاعت علی دہلوی شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین ترک علائق کیا تھا

مجھسے بدنام عبث لوگ اوسے کرتے ہین / ہمنشین وہ تو مرے پاس نہ آیا نہ گیا

مین نے ہاتھ اونکی جو ابرو کو لگایا تو کہا / ہے سزا تیری کہ کاٹون تیرے شمشیر سے ہاتھ

تسلیم تخلص شیخ مہدی بخش ساکن سارن عرف چھپرہ شاگرد الفت حسین فریاد دیوان انکا نظر سے گزرا

نہین وہ دل ہمارا توڑتے ہین / طلسم راز اپنا توڑتے ہین

ہمارے داغ دل اور چشم گریان دیکھتے جاؤ / چمن کی سیر کر لو ابر باران دیکھتے جاؤ

تسلیم تخلص شیخ امیر اللہ ولد مولوی عبد الصمد فیض آبادی شاگرد نسیم دہلوی شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی نالۂ تسلیم و مثنوی دل و جان ہین مثنوی انکی نظر سے گذری

کہا چھپے اللہ سے تسلیم راز نیک و بد / ہر بشر کے ساتھ یک جاسوس ہے خود اوسکا

نہین معلوم بگڑی آج کس سے / مزا ہے دشمنی مین دوستی کا

ہین خفا ہے فلک ملی زمین دشمن / مرا جہان مین کوئی نظر نہین آتا

ہین عاشق اپنے مطلب کی کہین کہے — تمنا کیا ہمارے مدعا کیا
ہاے اب تک نہ مین گھبرا ہوا ہی دست جنون — ابتو دامن بھی نہین ہے کہ بہل جاؤنگا
اک دور سحری مین نہ گل ہے نہ چمن — پھولی ہوئی ہے کس پہ نسیم بہار تو
اتنے صدمے دیے کہ آخر کو — ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لئے
ہیجان شب فراق کا صدمہ نہ پوچھیے — وہ حال تھا کہ موت بھی بالین سے ٹل گئی

تسلیم تخلص تا تم خان باشندہ قریہ رام پور شاگرد الہی بخش ہما۔

کچھ اوسکے آگے حق مین سلے ہونگے وہ لب مسکرانے — یہ بات کیا ہے کہ تسلیم بے سبب بہکا
پیٹے اسے غنچہ گل منہ تو ذرا ہنوا لے — کچھ تو پہر دہن یار سے نسبت پیدا

تسلیم تخلص دیبی پرشاد بن سرلدھور ام شاگرد اسمعیل حسین منیر

بیمار محبت کو شفا ہو نہین سکتی — اچھا یہ مرض ہے کہ دوا ہو نہین سکتی

تشنہ تخلص محمد علی دہلوی شاگرد آغا جان عیش و محمد ابراہیم ذوق وارستہ مزاج و درویش وضع ہین

الٰہی خیر کیجو بد خبر سننے مین آتی ہے — جو آتا ہے وہ کہتا ہے تمہارا ذکر کرتے ہین
تمہاری ہم کو خبر کیا کہ ایک مدت سے — یہ بیخبر ہین کہ اپنی خبر نہین رکھتے

تشہیر تخلص مرزا مغل بیگ دہلوی شاگرد غلام مولا عرف مولائی بخش قلق

کیا خاک نشیمن کوئی گلشن مین بنائے — گل خوش ہین اگر ہے تو صیاد غضب ہے

تصدق تخلص تصدق حسین خان ولد قاسم علی خان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

بس ہماری سمجھے ختم مرے گلعذار پر — پہنچی جو ہو چکی ہو گئین ہماری کلائیان

تصور تخلص ذکی الدولہ میر تصور علی داروغہ خلف میر صفدر علی خان باشندہ بنارس مقیم لکھنؤ صاحب دیوان فارسی و ریختہ و ریختی ہین

کیسے ہوتے ہین میرے حال پر سب ہوش — اور کرتی ہے بہت بیخبر شوق نگاہین

تصویر تخلص میر احسان حسین باشندہ قصبہ نیکوڑا خلف سید حیدر حسین شاگرد الہ بخش جرأت امام زید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے بعض صاحب تذکرہ

اسکے والد سید حمید حسین کا تخلص تصور لکھا ہے

شب ہم جو ذکر ہجران وصل مین سونے لگے
وہ ادھر رونے لگے اور ہم ادھر رونے لگے

رونا کوئی موقوف کرین ہین مری آنکھین
جب تلک نہ تسلی کو دل آئے جگر آئے

تصویر گرم جوشی یار کی مجھکو رلاتی ہے
بہت گرمی کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے

دیکھے جو تری چشم سیہ مست کو اک بار
پھر حشر تلک وہ کبھی ہشیار نہ ہووے

تصور تخلص نبی بخش دہلوی نواسہ شاہ نصیر دہلوی عین جوانی مین انتقال کیا

اوسکے خیال زلف مین کچھ سوجھتا نہین
آنکھون مین اپنی دن بھی شب دیجور ہو گیا

خواب کا بس کیا چلے اس دیدہ بیدار پر
جور کو آتے نہین دیکھا کبھی ہشیار پر

آبلون نے پاؤن کے پانی پھرایا اسقدر
تشنگی سے پڑ گئے کانٹے زبان خار پر

تصویر تخلص ہے بنا باشندہ دہلی تنگی زمانہ سے پیشہ نیچہ بندی کو اختیار کیا تھا باوجودیکہ امی تھا مگر طبیعت نہایت عالی پائی تھی

بات بھی کچھ کی تو اوسنے ذکر دشمن کا کیا
وائے قسمت وہ کھلا بھی ہم سے تو کیونکر کھلا

فدا نا آشنائی پر تو ہین لاکھون دل وجان سے
اگر وہ بت کسی کا آشنا ہوتا تو کیا ہوتا

مگر آج بھی نزاکت آنے تمھین نہ دی تھی
کچھ اور تھا ارادہ یہان جان ناتوان کا

صبر اوس پر اس ہمارے حسرت دیدار کا
بند جسنے کر دیا روزن تری دیوار کا

مین بارہا تمھاری دوستی کی آن لگا ہو چکا
مجھے بھی یون ہی دیکھو دیکھتے ہو جیسے دشمن کا

مجھسے کیا پوچھتے ہو قتل سبب دیوار نے کیا
سر تنے جدا کٹا تھا سو یہ فتنہ و شر اوسکا ہے

رہا ہووے یہ بھی ہم تو رہے قفس ہی کو گرد
کہان وہ جائین کہ جو بال و پر نہین رکھتے

یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام
سو بات بیٹھے بیٹھے مجھے تم سنا چلے

بھر آتا ہے جی تصویر سن کر تری باتین
کلایا تونے اے کمبخت دل کسکی فنا کا

کیا پوچھتے ہو خاک مین کسنے رلا دیا
جو کچھ کیا سو آپکے دل کے غبار نے

آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان مجھسے
کل تو ویسی ہی نہ ہوگی یہ شب ہجران مجھسے

کون موسیٰ تھا کہان طور سے غش آیا
ایک یہ بھی تھی مری جان شرارت تیری

تصویر تخلص شاہ جواد علی مرشد آبادی درویش تھے

قد و قامت اوس بت معشوقہ کا — ایک جھمکا ہے خدا اسکے نور کا

تعشق تخلص حکیم سید محمد دہلوی شاگرد عزیز میر قدرت اللہ خان قاسم دہلی کی انگریزی مدرسہ کی مدرس تھے بعض صاحب تذکرہ نے اُنکو عزت اللہ خان عشق خلف قدرت اللہ خان قاسم کا شاگرد لکھا ہے

وعدۂ شام تو کیا ہے وے — کچھ وہ آتا نظر نہین آتا
سامنے دیکھو آتا ہے تعشق وہ کون — بارے کہ اب تو ہوا خوش دل محزون تیرا
تو اے پیمان شکن وعدہ یہ کس سے ہی مگر — شدا سنتے رہی یون ہی کہ شب آیا سحر آیا
خواب مین تجھکو دیکھیے کیو نکر — تیرے بن نیند کس کو آتی ہے
ہوتے ہین ٹکڑے ٹکڑے آتا ہی یاد جب دم — کچھ چھلکے چھلکے کہنا اوسکا لب و دہن سے
چشم بد دور میرے اشکون مین — موتیون کی سی آبداری ہے

تعشق تخلص سید مرزا ولد و شاگرد مرزا انس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

اپنے کشتون کی لحد پر کبھی آجاتے ہین — کھینچ لاتی ہے اونھین یاس وفاداری دل

تقی تخلص محمد تقی خان ولد بہادر خان لکھنوی مقیم کانپور شاگرد محمد رضا سحر و خواجہ وزیر

رونے سے سب راز نہان ہو گیا ظاہر — فاش آنکھون نے آخر کیا پردہ مگر دل
شیشہ ٹوٹا تو برا ہے مرا دل ٹوٹا — شیشہ ساغر کو لگی درد ہوا آنکھون مین

تقی تخلص سید محمد تقی میر محمد عظیم کے مریدون مین سے تھے تعلیم کرتے تھے

یا مصحفی جب سے وہ خونخوار گرم — تب سے جہان مین حسن کا بازار گرم

تمکین تخلص صلاح الدین دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے اور اہل دنیا سے نہین ملتے تھے

عشق اللہ حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا — مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

تمکین تخلص بخت مل پنڈت شاگرد لچھمی رام پنڈت فدا تخلص

مشتاق قدمبوسی ہے ہر خار بیابان ‌ ‌ ‌ لالی ہے دلا یہ تری شوریدہ سری رنگ

تمکین تخلص میر سعادت علی باشندۂ عظیم آباد مقیم دہلی

نام تمکین ہو تو کیا ہمدم ‌ ‌ ‌ رات دن بیقرار رہتا ہون

مہر والفت کا ثمر ہے مہر والفت دہر مین ‌ ‌ ‌ پر محبت سے مری تم اور دشمن ہو گئے

تمکین تخلص مولوی غلام رسول خان صدر امین ضلع بیربھوم خلف مولوی غلام رسول خان بہادر متخلص بہ تحسین صدر الصدور ڈھاکہ باشندۂ ضلع میدنی پور بڑے ظریف اور رنگین دوستون مین بیشتر ریختی کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

نثرانی کے سوا اوسکی زبان پر کچھ نہین ‌ ‌ ‌ اوس ستمگر نے سنا ہے جب سے قصہ طور کا

کوی جانان کم نہین کعبہ سے عاشق کے لیے ‌ ‌ ‌ دید حق سے کم نہین دیدِ رخ نیکوی دوست

لاف کرتی ہے اب اوس چشم سے بیچارہ نرگس ‌ ‌ ‌ کیجئے اون آنکھون کے آگے ہی بھلا کیا نرگس

مہربان ہم پہ بہا وہ اور جفاکار بھی ہے ‌ ‌ ‌ لطف اور پیار بھی ہے فتنہ و تکرار بھی ہے

تمنا تخلص مرزا مغل جان مصاحب راجہ بلوان سنگھ مقیم آگرہ شاگرد حاتم علی مہر

بغل مین سیکڑون کے ہین شرابی کے شیشے ‌ ‌ ‌ لیے بیٹھے ہین پریون کو بیان میخوار پہلو مین

جام سفال جلوۂ مے سے دمک گئے ‌ ‌ ‌ پرتو سے آفتاب کے ذرے چمک گئے

تمنا تخلص عباس علی خان دہلوی سپاہی پیشہ تھے

کیا بات کہون ہمدم اوس نرگس شرابی کے ‌ ‌ ‌ اک چشم کی گردش نے جنکی یہ خرابی کی

تمنا تخلص محمد اسحاق دہلوی متوطن گجرات مرزا حاجی کی سرکار مین مختار اور بڑے عاشق مزاج تھے اور ہمیشہ اپنی اوقات نازنینون مین بسر کرتے تھے

جسکے غم مین ہم کبھی آرام سے واقف نہین ‌ ‌ ‌ کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہین

تڑپ رہا ہے کوئی خستہ جان زمین کے تلے ‌ ‌ ‌ اوٹھے ہے زلزلہ ہر زمان زمین کے تلے

تمنا تخلص مرزا غیاث الدین خلف شاہزادہ شمس الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

گر لپیٹا تو کبھی خواب میں اپنے مصحف رو — تن عریان پہ مرے جامۂ قرآن ہوتا

جیب میں مشعلی پہ رکھا دکھا دیتے ہیں — چرخ پر ماہ کر خورشید بنا دیتے ہیں

پہنچے سمندر میں لب دریا تو اگر ہاتھوں کی — جائے ماہی تہہ سمندر کا مکان پانی میں

سکہ جانوں شفا سے مرض غم ہے یہی — بوسۂ لب دل بیمار کا درمان ہووے

تمنا تخلص مرزا امداد حسین شاگرد قدیر

تمہیں ممکن ہے کہ ہو جوش جنون میں تسکین — غل مچاتے ہے سب مرے پاؤں کی زنجیر عبث

ہے مرے قتل کو اک جنبش ابرو کافی — دمبدم تولتے ہیں آپ یہ شمشیر عبث

تمنا تخلص میرزا علی رضا مرحوم عظیم آبادی

آتا نہیں میں آپ سے کوچہ میں یار کے — لاتا ہے کھینچ کر مجھے بے اختیار دل

تمیز تخلص نواب احمد علی خان باشندۂ بہادر گڈھ مقیم دہلی بیشتر مرثیہ کہا کرتے تھے

جذب دل سے لائے ہم کس طرح انکو کھینچ کر — آہ میں تاثیر اسپے اس قدر ہوتی نہیں

تمیز تخلص کمالی رائے بن دیبی پرشاد عزیز باشندۂ فتح گڈھ

اٹھے وہ ہیں جو لوگ تیرے خاک راہ ہوئے — مٹی خراب طالب گور و کفن کی ہے

تنویر تخلص خدا بخش خان دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ کے خواصوں میں تھے

سیکھے ہیں اوسنے بھی اوس عہد شکن کی باتیں — کہ ٹھہرتا ہی نہیں دل کسی عنوان میرا

فردائے حشر اپنے گریبان کرینگے چاک — یوں ہی چلوگے دامن بھی جو دامن سنبھال کے

چہرہ سفید آج ہے تنویر خیر سے — سچ تو لکھو کہ غم میں ہو کس مہ جمال کے

تنویر تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین داروغہ سرکار آصف الدولہ بہادر ابن میر اکبر علی مقبل مرثیہ گو باشندۂ فیض آباد شاگرد رشک صاحب دیوان ہیں ‌+

بوسے لوں بلائیں لوں گلے لپٹوں کہ دیکھوں — غل چار پہر رات ہے ارمان ہزار دل

جل جل کے میرا خرمن ہستی نہ کیوں ہو خاک — بجلی گرائی تو نے شرارت کی آنکھ سے

تنہا تخلص سید کفایت علی سررشتہ دار رزیڈنسی پنجاب برادر خورد سررشتہ دار

شیفتہ تخلص ... باندا ولد میر الٰہی بخش رئیس میرٹھ تلامذہ مرزا حاتم علی بیگ مہر

ملتا ہون اسلیے کف افسوس رات دن ۔ ہیہات ہیہات ہین دست نگین ومہر لیا کر ہاتھ

تنہا تخلص محمد عیسے دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی

افسوس کی جگہ ہے یہ تنہا کہ بہت کب ۔ ہاتھ اوسکا آکے میرے کبھی بار ہاتھ مین

غم کے سبب سے تڑپتے نہین بسمل تیرے ۔ آب خنجر ہے یہ رہ رہ کے فرا لیتے ہین

مین جو روٹھا تو منا کر وہ مجھے یون بولا ۔ کہیے کیا کرتے جو ہم کو نہ مناتا کوئی

غیر سے شکوہ مرا سب دیکھی دانائی تری ۔ مین ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

تنہا تخلص ایک شخص معروف بہ آکا باشندہ دہلی قوم قصاب سے تھا

اب نامہ بر بنا نکلے ناصح کو جی مین ہے ۔ معقول آدمی تو کوئی ہو جواب کو

تنہا تخلص عوض علی خوشنویس

تنہا ہی پیغام وقتِ نزع تنہا یار سے ۔ اب قیامت پر ہمارا وعدۂ دیدار ہے

تنہا تخلص شاہ وحید

دستِ جنون سے کرنا تکڑے اسے بجا تھا ۔ کیون پیرہن ہمارے ناحق گلے پڑا تھا

توانا تخلص سید اکرام علی خلف سید سبحان علی باشندۂ فتحپور ہنسوا شاگرد مومن کہ

عاشق وناسخ پہلے ناتوان تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

قرب اعلیٰ سے حصولِ نعمتِ اسفل کو نہو ۔ گل کو سب رکھتے ہین سر پر کاہ گلشن زیرپا

واسطے رتبہ کے ہم جنسی نہین ہرگز مفید ۔ غیرتِ ہر سنگ رکھتے ہین برہمن زیرپا

توفیق تخلص میر توفیق علی باشندۂ آگرہ مقیم دہلی زبان بھاکہا مین کمال رکھتے تھے بہت

دوہرے اور کبت اونسے یادگار ہین

دشمنون سے آہ بے مہری کا کیا تجھ سے گلہ ۔ دوست ہو نا آشنا ہی بیوفا بے دید ہے

توقیر تخلص لالہ ہر نراین داس ولد لالہ بھول چند فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

غش ہوا جسنے تری مہندی کی رنگت دیکھی ۔ تھا یہ طور بنا رنگ حنا ہاتھون مین

توقیر تخلص شیخ احسان اللہ ولد شیخ محمد رضا دین غلام سرور بجنوری مصنف فاتح

مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہیں

ہو چکا جس سے فیصلہ دل کا — اب ہے اوس سے معاملہ دل کا
دیکھیے کبھی فتح ہوتی ہے — عشق سے ہے مقابلہ دل کا

توقیر تخلص عبد القادر پنجابی مقیم دہلی دنش گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

انتظار نامہ بر مین اسقدر مدہوش ہون — جان تن مین آگئی پیک قضا کو دیکھ کر
زخمی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے — کہہ کے ہای ہای جگر ہای ہای دل
ہم تو خاطر سے تری غیر کو کبھی تعظیم دین — رشک پر کہتا ہے مجھ و اپنی یہ عادت نہین

تہور تخلص مرزا غلام فخر الدین برادر حقیقی مرزا قادر بخش صابر شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان
و مومن خان دہلوی عین شباب مین انتقال کیا

سنتے ہی نام غیر تہور بھی سب ہے غضب — اوس جنگجو سے لڑنے کو تیار ہو گیا
لے آئے ذرا خط کا جواب اوس سے کسی طرح — افسوس کہ قاصد سے اب آنا نہین ہوتا
ناصحا پند و نصیحت تو نکر محفل مین — کہ مرے سامنے کوئی اور بھی رسوا ہو گا
اب ہی کیا باقی جو ہو گا دش تری دست جنون — چاک داماں ہو گیا ٹکڑے گریبان ہو گیا

تیمور تخلص مرزا سعادت سلطان دہلوی خلف شاہزادہ قادر بخش موزون شاگرد
مرزا قادر بخش صابر و حافظ عبد الرحمن خان احسان

اس سادہ مزاجی پہ بھی مرتے ہین ہزارون — اللہ رے عالم ترے بے ساختہ پن کا
ضبط نالہ کیا تو جان سے گئے — اپنا گویا مین آپ قاتل ہون

حرف تاے مثلثہ

ثابت تخلص شجاعت اللہ خان لکھنوی شاگرد حسرت

آتے ہو تم تو دن مین کئی بار اسطرف — پر دیکھتے نہین کبھی اسنے پدر اسطرف

ثابت تخلص صالت خان افغان مقیم عظیم آباد شاگرد مرزا محمد فدوی

وقت مرنے کے مرے پاس وہ موجود تھا — اپنے ہی جی کا زیان اپنے تئین سود ہوا

ثابت تخلص مرزا معز الدین بہادر خلف شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

سحر چھوٹے کے دم ٹکے سے ہمارا ہی بدن ٹھنڈا — کہ تیرا ہار موتی کا ہوا اے سیم تن ٹھنڈا
خوبرو تیری نہیں ہے کچھ فقط گفتار خوب — ریختہ بھی کا کل دعوان بابلبل ارزنا خوب
ناتوانی سے یہ حالت ہے کہ جاتا ہوں کہیں — اور اوڑا اُسے لیے جاتی ہے ہوا اور طرف
گرم اک بات کسی سے نہ سنی تھی ثابت — اب سناتے ہیں مجھے میرے مقدر لاکھوں

ثابت تخلص شیخ ثابت علی ولد شیخ محمد علی ملازم راجہ بھرت پور

اسکی کسی کی کیا سنی ہے — جان لب پہ ٹھہرتی ہے آکر
کہتے ہیں وہ بے وفا اب آیا — کہنے ہی کی بات ہے سنا کر
ثابت کا ہے حال غیر کل سے — تم بھی اوسے دیکھ او جاکر

ثاقب تخلص میر شہاب الدین مقیم دہلی شاگرد خان آرزو

ثاقب کی نعش اوپر قاتل نے آکے پوچھا — کس کا ہے یہ جنازہ یہ کون مر گیا ہے

ثاقب تخلص شاہ شمس الدین دہلوی شاگرد شاہ مبارک آبرو۔ وآزادانہ وضع رکھتے تھے

مرے ادب نے رکھا مجھکو یہان تلک محروم — کہ بعد مرگ بھی دامن تلک لہو نہ اڑا

ثاقب تخلص مرزا مہدی ولد مرزا انور علی بیگ اوستاد نواب محسن الدولہ باشندہ لکھنو شاگرد ناسخ صاحب دیوان گذرے

کتنے بوسے لیے کیوں آج ہو مرجھائے ہوئے — گل افسردہ کی صورت ہے تمہارا عارض
مدح تیرے حسن کی کرتی زبان حال سے — رکھتی گویائی اگر تصویر پشت آئینہ
نہ کیونکر صاف ہوں بعد شہادت ہم جگر سے — غبار دل مرا قاتل نے دھویا آب خنجر سے
قیامت قامت دلدار کے مضمون لکھے ہیں — نہیں کم آفتابی دائرے خورشید محشر سے

ثاقب تخلص نواب شہاب الدین احمد خان آنریری مجسٹریٹ شہر دہلی خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لوہارو شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار صاف عاشقانہ خوب کہتے ہیں۔ راقم کے دوستوں میں ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہر شخص کا دل شہر مین کھنچا سا جاتا ہو
اوس شہر مین کہتے تھے اسی بات کا طوفان [?]
کیون وعدہ کرو بے خبر آ جاؤ کسی وقت
گھر بیابان مین بنایا نہین ہم نے لیکن
دی جگہ دیر مین تا قلب کو سمجھکر ہم کیش [?]
لاتے زبان کو کام مین کرتے وہ جسے تاب
رکھا ہے خوب ناقہ و محمل کے بیچ مینا [?]
سمجھے ہوئے تھے قبر کو ہم کنج عافیت
گرمی مین دل کو کنول کے بند قبا کہا [?]
جو اس سے پہلے تھا یہ وہی خاکدان ہے
کیون ویسے آدمی نہین آتے بروئے کار
سیمرغ و زال و رستم و برزو کدھر گئے
اسفندیار و نامور ارجاسپ کیا ہوئے
دیکھا ہے کس نے موسی و فرعون کو مین
نے بت گری نہ بت شکنی قصۂ مختصر
مین ظلم و معدلت کی حکایات اور بس
ضرب المثل ہے لیلی و مجنون کا حسن و عشق
کیا کر رہا ہون مین کہ یہ ہے اور وہ نہین
نفی وجود غیر ہے تا قلب طریق حق
ہم قوت جذب دل دکھا دین
کیا چیر کے سینہ دل دکھا دین
آتے نہین یہان اگر نہ آئین نا
اے بخت کہان تلک ترا …

پوچھے کوئی کیون اور سے رستا ترے گھر کا
بچپن کا ہے یہ نام مرے دیدۂ تر کا
ہون وصل کا خواہان نہین مشتاق خبر کا
جبکو گھر سمجھے ہوئے تھے وہ بیابان نکلا
وہ عدوئے بت و بتخانہ مسلمان نکلا
مجبور ہو گئی کہ سر سے وہان نہ تھا
اے چرخ پیر قیس کوئی ساربان نہ تھا
دیکھا تو یہان بھی امن و امان کا مکان تھا
شکر خدا کہ تا قلب آشفتہ یہان نہ تھا
یارب وہ خاکیون کی کرامت کہان گئی اب
آخر وہی زمین ہے وہی آسمان ہے اب
کہنے کو ایک ہوش فزا داستان ہے اب
سننے کو ایک تذکرۂ رفتگان ہے اب
ہان رود نیل روئے زمین پر روان ہے اب
صرف آذر و خلیل کا مذکور یہان ہے اب
حجاج ہے جہان مین نہ نوشیروان ہے اب
اوسکا نہ کچھ پتا ہے نہ اسکا نشان ہے اب
توحید کے خلاف ہے سب جو بیان ہے اب
انکار کی نمود بھی وہم و گمان ہے اب
اور تب وہ ہمارے گھر آئین
کچھ حال سنو تو ہم سنائین
اسکا سخن سمجھے وہین بلائین [?]
اے چرخ کہان تلک جفائین

۱۰

ہم سینہ سپر کیے کھڑے ہیں
وہ شوق سے خنجر آزما ہیں

جو کام ہیں غیر کے ہوئیں صرف
افسوس وہ دلربا ادائیں

شاید کہ ہے گرم نالہ ثاقب
چلتے ہیں شرر فشان ہوائیں

خبر کسکو ہو گریہ کہ مائل ہوتے ہین
محبت مین ہم جملہ تن دل ہوئے ہین

تمنا نہین ہمکو پروانگی کے
وہ اب غیر کے شمع محفل ہوئے ہین

نہین عقل سے عشق خالی کہ اسمین
بڑے تجربے ہم کو حاصل ہوتے ہین

نہ لپٹین نہ ہون قتل انصاف یہ ہے
کہ ہم خود بہ آموز قاتل ہوئے ہین

ہمین ذوق صحرا نوردی ہے ثاقب
نہ سمجھو کہ جو پاے منزل ہوئے ہین

دل کا سودا ہے خفا ہونے کی کچھ بات نہین
گفتگو ٹھہری ہے بائع کو خریدار کے ساتھ

دانہ پانی کی خبر لینے کی توفیق نہین
کھیلنا جانتے ہین مرغ گرفتار کے ساتھ

پھیر کر سینے کو دل دیکھتے ہین قتل کے بعد
اک چھری تیز لگی رہتی ہے تلوار کے ساتھ

خواہش وصل مین ثاقب کوئی دیکھے سیر
کچھ دعائین بھی پڑھی جاتی ہین اشعار کے ساتھ

ڈرتے ہین وہ جان لطف آتا ہے گرد باد
سنتے ہوتے ہین کیا مرے مشت غبار سے

رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہ ہو نصیب
کافر بتون کو کہتے ہین عشاق پیار سے

فکر وصال و ہجر کا صدمہ اوٹھائیے
اس چند روزہ زیست مین کیا کیا اوٹھائیے

بے لطف زندگی سے تو مرنا ہی خوب ہے
کیا فائدہ کہ ناز مسیحا اوٹھائیے

آؤ نہ آؤ ہم بھی ہین خوگر شکیب کے
جی چاہتا ہے ذوق تمنا اوٹھائیے

یہان بھی نظر کو رخصت طوفان نوح ہے
ہان بزم سے اوٹھائیے اچھا اوٹھائیے

رکھتے ہین لوگ خلوت دشمن کا اہتمام
بے پردگی مین پردہ ہی پردا اوٹھائیے

بیٹھے ہین ہم تو اب دل بے آرزو لیے
وہ دن گئے کہ داغ تمنا اوٹھائیے

ثاقب وہ ضبط اشک کو سمجھے ہین بیخودی
یہ روئیے کہ شورش دریا اوٹھائیے

ثبات تخلص میر علی باشندہ بڑھانہ مقیم دہلی

شب کو جو مین نے زلف کو چھیڑا تو یون کہا
مار سیہ کو ہاتھ لگانا نہ چاہیے

ثروت تخلص سید ورود بخش علی مقیم دہلی اونکے مزاج مین کچھ وحشت تھی

قابل نہ سمجھے جفا کے اوٹھانے کی ہم ذرا	ثروت بناہ رب یہ او ستم آفت بناہ کی

ثروت تخلص محمد بخش ولد شیخ احمد بخش باشندۂ بریلی مقیم مومن ستھے ستاگرد حکیم مومن خان مرحوم

بھولی صورت پر نجا ثروت بتان ہند کی	نرم گو ظاہر مین ہین لیکن دل اونکا سنگ ہے

ثروت تخلص میر محمد شاہ باشندۂ نارنول مقیم دہلی

داغ ہے لالہ کے دل مین روے زیبا دیکھکر	پا بگل ہے سرو اوسکا قد رعنا دیکھکر
کیا بلا ہوتی ہے آفت رشک کی ہم کہین	مر گیا اغیار سے ربط اوس پری کا دیکھکر

ثریا تخلص سید امیر علی گوپاموی

جھوٹے وعدے بھی یہان غنیمت ہین	اس مین تسکین کچھ تو ہوتی ہے

ثمر تخلص مرزا علی ولد مرزا جعفر علی لکھنوی شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے

عدے ہین گزرین یار کی وعدہ خلافیان	پوچھینگے آج اوس بت بیان شکن سے پاؤن
کیا رنگ شوخ شوخ کے ہاتھون مین لائی ہے	کیا خون لکھا ہوا ہے ہمارا حنا کے ہاتھ

ثمر تخلص سید ابو تراب خلف شاہ مرزا خان لکھنوی شاگرد امام علی سحر

مجھکو جو دیکھتے ہو عدا وت آنکھ سے	غیرون کو بھی نہ دیکھو محبت کی آنکھ سے

ثمر تخلص احمد سعید خلف سعد اللہ خان دہلوی

مثال آئینہ ہمسے کھلی حقیقت حسن	کہ ہم کو دیکھ کے اپنا تجھے غرور ہوا
تھا تامل امتحان عشق کو قابل ہے کون	بل بے ہمت اس ضعیفی پر گمان مجھ پہ ہوا
گذر اس نے تو تاتا کیا غضب تھا اگر	مرے غبار کے جا دل مین آسمان ہوتا
نگاہ گرم کا تیرے ہی کچھ اثر اوٹھا	کہ غیر پر پڑے اور دل جلا دیا میرا

ثنا تخلص مولوی ثناء اللہ خلف شیخ کریم اللہ باشندۂ دہلی سفر حجاز بھی کیا تھا

خواب مین مجھ سے وہ بگڑا تھا یہ تعبیر تو دیکھ	کہ سحر سامنے آیا تو پشیمان آیا

ثنا تخلص میر شمس الدین شاگرد شاہ مشتاق ملقب وطن انکا کشمیر مولد و مسکن عظیم آباد

چمن سے ہے خندۂ گل سے ہے وہ مینا ہے اور تو ہے
فغان سے ہے نالہ سے ہے فریاد و زاری وادو زمین بن

ثواب تخلص سعادت علی خلف میر شہاب الدین دہلوی مقیم کرنال

کبھی ہے مرہم گان غم پہ احسان معجز قم کا
کبھی حق نمک سے ہے زخم دل برادر تبسم کا

حرف جیم تازی

جام تخلص کنور حسین باشندۂ پدہولی شاگرد نصرت اللہ بیگ مسرور

چڑھی اسپ باد کی گھوڑی پہ گو معراج ہو لیکن
نہ دعویٰ کر سکے گا کون سے تیری ہمعنانی کا

جان تخلص جان عالم خان لکھنوی خلف نواب منور خان مرحوم شاگرد میر سوز خط نستعلیق اور شکستہ خوب لکھتے تھے

چھوڑ عارض دل نے گھیرا زلف عنبر فام کو
اگا خوبان کو خط ست یہ سے ملنے
صبح کا بھولا غنیمت ہے جو پہونچے شام کو
گھسیٹا پھر سے مجھے کا خون یہ دل نے

جان تخلص جان علی باشندۂ جہان آباد شاگرد میر تقی نواب بیرم خان کے قرابت دارون مین تھے

ذکر اوس زلف کی درازی کا
صبح سے تا بشام ہوتا ہے

جانباز تخلص بو خان باشندۂ سرہند ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین طہور

کس وقت کب یہ نالہ و شور و فغان نہین
کس دم ہماری سینے سے اوٹھتا دھوان نہین

جان صاحب تخلص میر یار علی خلف میر امن لکھنوی شاگرد عاشور علی خان بہادر ریختی اپنے طرز پر بہت خوب کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

شان مین اللہ کے مطلع وہ جو دیوان کا
جیسے بسم اللہ سجا تک ہے بوا قرآن کا
ہوتا نہین ہے ایسا بھوبھیون کا طور
ہین باتنگ دیدہ دیکھا ہے اکثر جہان کا
سب جھوٹ ہے بہن انکے لیے ہو چکی جرس
تجاہل کسی کا نہ جادو نظر پڑا
جس مردوے کے پیچھے اگر ہو اتیاہ
پرھنے بعد پھر وہی اٹو نظر پڑا
کلوارنی یہ مرتا ہے تف اوسکی ریش پر
قاضی کے گھر مین کیون نہ ہو پھر جا شراب کا

تھا کا تو نہ جان صاحب تم
اوسکو کس رشتے سے ملا یا پارس

ستا کہنہ تو دل مین تیرے جو سبا کی تلاش
کیون موتڑے سے کاٹے رات کو تلوار کی تلاش

آج تجھ سے ہے توکل اور سے مرزا اخلاص
ایسے ہر جائی سے ہو نوج نگوڑا اخلاص

موتی کی طرح رکھئے خدا سب کی آبرو
بیرنگ سے ہے محل کا جو اہر لگا بیرنگ

رنڈی چل دور ہجی مجہ پہ یہ بہتان نہ کر
میری بیری سیہ ہی دشمن ہون گرفتار کہین

نہ جانے کوئی بلانے کو جان صاحب کے
ہم آپ کو ٹھے پہ چڑھکر لپکار لیتے ہین

جیسے بجاتے ہین مجھے باجی تمھارے ہاتھ پالن
گوری گوری ننھے ننھے پیاری پیاری ہاتھ پاؤن

جانصاحب مجھکو تم دکھا لو بالا پوش مین
مارے جاڑے کے مرے ٹھنڈے ہین سارے ہاتھ پاؤن

لے قسمت سے ہے اوباش جو ردا ہی نائی کو
خصم کی طرح رنڈی مونڈ کھانے گی خدائی کو

سر پہ باندھے جو مرے آکے تو چلاتی ہے
جینے جانا ارے چند یا ترے کھجلاتی ہے

مشوے بجائیے نہ مرے آکے سامنے
یہ نخرے تلے کیجیے تحرد اسکے سامنے

دیکھی جو اپنی چوٹی کی پرچھائین رات کو
رستی سمجھ کے بھاگی مین اک چیخ مار کے

درگور تم کو اپنا ہی مطلب ہے سوجتا
اے جان مین تو مرتی ہون مارے بخار کے

جان نثار تخلص میان جی غلام فرید ساکن فرید آباد متعلق گرسکے تھے

پیچ اوس زلف سیہ کا ہم سے وا ہو تا کہین
ڈالکر ڈالین پیچ مین اوسکے اگر شانہ کو ہم

مجذوب تخلص میر عزت اللہ عرف میر بھکاری مقیم دہلی بریلی کی معززون مین سے تھے
بیشتر فنون مین دخل رکھتے تھے تھوڑی ہی عمر مین بہت سے شہرون کی سیر کی تھی
قریب بخار اسکے انتقال کیا

وہان صفائی و خود نمائی ہے
جو کہ حلقہ بگوش نتھ کے ہین

یہان مرے جان کی صفائی ہے
ناک مین اون کے جان آئی ہے

جرأت تخلص مرزا گنل خلف عبد الباقی خان شاگرد سودا بریلی مین وفات پائی

ہمیشہ ہی حال پریشان ہے آج سنبل کا
چمن پہ آہ یہ کس زلف کا وبال پڑا

کیون نہ ہو دین جان و دل سے ہم نثار آئینہ
عکس سے ہے گھڑے کا تیرے ہم کنار آئینہ

جرات تخلص شیخ قلندر بخش ولد حافظ امان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد جعفر علی حسرت اونیس ۱۹ برس کی عمر مین چیچک کے عارضے سے انکی بصارت زائل ہوگئی تھی نجوم اور موسیقی مین کامل تھے ستار خوب بجاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور نواب محبت خان بہادر کی رفاقت مین تھے مضامین معاملات عاشق ومعشوق کے باندھنے مین بے مثل گذرے اشعار انکے نہایت دلچسپ اور عاشقانہ ہین ۱۲۲۵ بارہ سو پچیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گزرا

کچھ بھی مزاج تیرا اے بدگمان بدلا
تیرے مریض غم نے سو جا مکان بدلا

جسنے پابوس بھی ہونے نہ دیا وصل کی رات
اور کچھ اوسکا بھلا کیونکہ گوارا ہوتا

نہ لب تک آہ پہونچی سینے سے نہ افغان ناتوانی کی
پہر اوس بیرحم کے دل مین اثر ہوتا اگر کسکا

آئینہ سے بھی تو ہوتا نہین محبوب دوچار
پہر یہ حیرت ہے کہ دل کیونکہ ہی نکلتا اپنا

کیا کہین وصل ہوئی پر بھی زبان سے اپنی
حرف مطلب نہ کوئی خوف کے مارے نکلا

ہوا ظاہر نہ مژدہ بھی ترے بیمار ہجران کا
زبس صدمہ اوٹھا کر دہ ہوا تھا درد پنہان کا

یاد کیا آتا ہے وہ میرا لگے جانا اور آہ
پیچھے ہٹ کر اوسکا یہ کہنا کوئی آجاویگا

در تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکل آنا
یا نہ ہو را قوان کو سدا بجیس بدلکے آنا

کلمہ پڑھے ترا جب دیکھے تو بھر نظر
کافر اثر ہے یہ ترے کافر نگاہ کا

دم مارتے نہین اور اوٹھاتی ہین ظلم یار
اپنا جو اک مزاج پڑا ہے تباہ کا

تیرے مریض غم کی زبان پر نہین کچھ اور
اک تار بندھ گیا ہے فقط آہ آہ کا

آشنا مجھسے نہ تھا پر مین بزور اوس سے ملا
ہیکہ تک عید کے دن اوسنے ہم آغوش کیا

کون دیکھیگا بھلا اسمین ہے رسوائی کیا
خواب مین آنے کی بھی تمنے قسم کھائی کیا

جنھون کا نامہ پہونچتا ہے اوس ستمگر تک
اونھین کا کاشکے جرات مین نامہ بر ہوتا

شب اوسنے تا کر موتی کی سمرن مجھسے گنوالے
دکھایا وصل نے عالم نیا اختر شماری کا

کچھ منہ سے دینے کہ وہ بہانے سے اوٹھ گیا
حرف سخاوت آہ زمانے سے اوٹھ گیا

اسنے قریب مرگ احوال اب تو ہی رنجور کا
عزم سب باندھے مسافر کو قیامت ودہکا

پابوس میسر ہمین ہیہات نہین اب
ربط وہ بخصوصون مین سنتے ہین تو اے جرأت کے
منفعل کیونکہ نہ ہون اوسکی مین اس چال سے خوب
عالم مستی مین میرے منہ سے کچھ نکلا جو رات
بلائین ہاتھون نے میری جو لین تمہاری رات
اوسکا کیا حال کہون اب تو یہ حالت ہے کہ آہ
سر دیجے راہ عشق مین پر منہ نہ موڑیے
مجھ مین جرأت ہے بھلا دست درازی کی کہان
نہ جی کو دل کی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر
حیران ہون مین وہ کون ہے جو مین وصل مین
اس ڈھب سے کیا کیجیے ملاقات کہین اور
آسیا سے کوئی اب سیکھے رفاقت کا طریق
سنگ بر سینہ ہون کہنا یہ کسی کا کر یاد
کر سکے کیون کہ بھلا پا تو وہ رنجور دراز
کبریائی مین مرا وہ بت دلخواہ ہے ایک
دن ہجر کا جب وہ پہر آتا ہے تو جرأت
کافر ہون جو محرم یہ بھی ہاتھ اوسکے لگا ہو
مری وحشت سے دل ہی دلین ٹک کر لون جو تم ہو
کیا کشمکش کی درستی ہو تو زیبندہ ہو گرمی
مثل آئینہ با صفا ہین ہم
رو ذر سکتے ہین وہ آئین تو کہین غم جرأت
حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے
جو روٹھے ہم تو بوسے لیے سے تم کر آ لجا

وہ چوری چھپے کی بھی ملاقات نہین اب
سر کو ٹکرا کے یہی کہتے ہین ہم اے نصیب
بعد بوسے کے وہ منہ پوچھتے ہے رومال سے خوب
بول اوٹھا تیوری چڑھا کے وہ بت محبوب تب
بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات
کچھ بھی سمجھی نہین حاذق ترے بیمار کی بات
پتھر کی سی لکیر ہے یہ کوہکن کی بات
دیکھکر مجھکو چھپا لیتے ہو تم کاہے عبث
ترے بغیر کسی کو نہین کسیکی خبر
کہتے ہو تم کہ چل بے اوسی کو تو پیار کر
دن کو تو ملو ہم سے رہو رات کہین اور
ساتھ گردش مین بھی پتھر کا نہ چھوڑے پتھر
چھوڑ لبس چھوڑ پڑین تجھپہ نگوڑے پتھر
جسکو بستر پہ ہو جنبش سفر دور دراز
لوگ سچ کہتے ہین یہ بات کہ اللہ ہے ایک
کیا کیا دل نالان کی ثنا کرتے ہین ساز نگ
مشہور غلط محرم اسرار ہوئے ہم
الٹی لگ گئے کیون ایسے دیوانے کو پیار سے ہم
کیا لطف ہے اے چرخ جو خورشید ہوا گرم
دیکھنے ہی کے آشنا ہین ہم
جب وہ آتا ہے تو اوس وقت نہین سمجھے ہم
ہے آج تو جرأت یہ بھی تصویر کا عالم
ادھر کو دیکھیے کیون جی ستانا اسکو کہتے ہین

بیٹھے مجھ پاس وہ کیا اوسکو یہ اندیشہ ہے
لگ جا گلے سے طاقت اب ای نازنین نہیں
دید کا طالب ہون تو سن لگ کہی جرأت وہ شوخ
جو دیکھا مضطرب مجھکو تو محفل مین کسی حیلہ سے وہ
بندے کی سن سفارش بولے وہ یون کسی سے
طفلان اشک کو دیتے آنکھون مین کیون جگہ ہم
دیکھ آئینہ وہ اپنی ایڑی کو دیکھ بولے
دام مین ہمکو لاتے ہو تم دل اٹکا ہی اور کہین
نہ دیا مین نے جو ہمدم تری باتون کا جواب
جی مین سو بار آتے ہے جرأت ہلیے یار سے
سبر ہی بیتابی سے محفل مین یہ دھڑکا ہے او
رات تو بند قبا کھولنے کی بحث مین گئے
کہے ہے جب وہ محفل مین کہ لا پانگھر کو جاتا ہون
لی بلائی اوس بت خونخوار نے جب بغل مین
بیٹھون ٹک پاس جو اوسکے تو یہ کہتے ہین نہ
لگا یا غم یہ جوانی مین کیون سیان جرأت
لے تم لے بجاؤ کب تک یہ ستم دیکھا کرین
رو کہا کیا اوسنے جرأت نہ رہا آپ مین مین
وہ کیا کیا مجھ جھنجھلاتا ہے کچھ ہم سوچ کر دل مین
سچ کہہ جواب نامہ تو لایا ہے وہان سے کیا
زلفین وہ آپکو بیتل مجھے سے زمانے مین
کہین شب کو ہو گئے تھے رونق افزا کسی کے گھر
سے گئے وہ یون سناتے تھے جو شب کو داستان گھر کو

کھینچ کر مجھکو جو کرنے نہ لگے پیار کہین
ہے یہ خدا کے واسطے مت کر نہین نہین
خاک دیکھیگا تری آنکھون مین بینائی نہین
یہ کہتا تھا کہ بے لطف محبت راز داری مین
عاشق وہ یون سب صاحب یہ ہمارے جگر مین
گو شوخ ہین یہ لڑکے پر اسپہ تو جگر ہین
حق تو یہ ہے کہ ہم بھی کیا ہی سادہ ہین
شعر پڑھا نہ ہم سے اور مضمون گٹھا دو کہین
مت برا مانیو اسوقت مین تھا اور کہین
پر ہم یار دل مین کچھ سوگند کھا سکتے نہین
اوٹھ کے ہونے نہ لگے یہ سر سے قربان کہین
صبح نزدیک ہے لے اب تو کہا مان کہین
تو مین ایک ایک کو کیا کیا اشارون مین جتاتا ہون
چٹکیان غنچے بجانے لگ گئے تب باغ مین
میل بازی دور تری شکل سے بیزار ہون مین
ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمہارے دن
تو کرے غیرون سے باتین اور ہم دیکھا کرین
بیٹھے بیٹھے جو ہین اوسنے یہ کہا جاتا ہون
جو بیتابی سے گھبرا اوسکو سر پا اٹھتا ہون
تیرے بجا ہوس اب اسے ناصح نہین
ہوا سو عکس سے حیران کل آئینہ خانے مین
اجی پہچانتے ہین نقش پاسے ہم نقادون کو
ہم اپنے مہربانون کو وہ اپنے قدردانون کو

مضطرب پایا اوسے تو ایک تو تھا ہی قلق
جاہ کی جیتون مری آنکھ اوسکی شرمائی ہوئی
غم سے گھٹتا یہ مرا سب مین بڑھتا ہوا اوسے
مین یہ نظرون مین شک ہون کہ دم گریہ وہ شوخ
ہووے کس منہ سے بیان جو کر دم بوس کھلا
کھاؤن یارب نہ غم عشق تو غم کھائے مجھے
حیرت ہے کہ کل اوسنے کہی کان مین میرے
موئے اس رشک سے ہم تو کہ جو ہی اوسکے کوچے مین
ہائے وہ پڑا ہے اوسکا تھا غنیمت جس مین
مین ہی رہجاتا ہون اوس پاس جو محفل مین تو وہ
سوطرحکا سوچ اوس دم دلمین ہے پہ آئی ہے
یون گوری سی چھاتی پہ ہے زنجیر طلا کی
منہ دیکھکر بس اوسکا حیران رہگیا ہون
خوبون پہ کرون کیون کہ دل اپنا نہ تصدق
سو خرابی سے جو ہم یار کے در تک پہونچے
شب کو اوس بن جان جو تن سے مری جاتی لگی
گذر رہا تی ہین باتین دل مین کیا کیا اوسکی شکل
کچھ بات میرے آگے وہ کب منہ سے نکالے
روز فصل آگ لگ اوٹھے کا وہان رہتا ہے
وصل مین دیکھ کے رہتا ہون یہ حیران کہ وہ
جو عشق صادق کا دیکھا عالم تو قہر اوسکا اثر ہی ہم
کیا کیا وہ خفا مجھ سے ہوا گھر سے نکل کے
کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم ڈرے ڈرے

سوچ کر کچھ کچھ طبیعت اور بھی گھبرا گئی
تا ڈلی مجلس مین سب نے سخت رسوائی ہوئی
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھے جاتا ہے اوسے
ہنسکے چھیڑے ہے کہ لو بس نکرو دل بھاری
کیسا کر جس ادا سے وہ بھرے ہے سسکی
گر نہ بیمار محبت ہون تو موت آ نہ سکے مجھے
وہ بات کہ مطلق جو نہ تھی دہیان مین میرے
پریشان بے سر و پا غمزدہ آوارہ حیران ہے
صلح کو روتے تھے کیا اب جنگ بھی دشوار ہے
کیا کسی کے تئین جلدی سے بلا لیتا ہے
بیٹھے بیٹھے جب کہین گھبرا کے وہ اوٹھ جاتا ہے
جون کاسۂ چینی پہ ہو تحریر طلا کی
دھو کے مین جسنے اوسکا مجھ ہی گلا کیا ہے
یہ چاند کے ٹکڑے ہین مری جان کو کڑھے
وہ سنی بات کہ پھر جیتے نہ گھر تک پہونچے
آہ سوزان آگے آگے شمع دکھلانے لگے
کسی سے چپکے چپکے جب کوئی کچھ ذکر کرتا ہے
جب تک کہ نہ دو چار کو پاس اپنے بٹھا لے
جس محلے مین ترا سوختہ جان رہتا ہے
دمبدم جانب در کیون نگران رہتا ہے
اور کبھی ہوگا جدائی کا غم مین جو غم ہو تو بس غم ہے
جب سینے لگا سا اوسے آواز ہو لب سے
وہ اوبھرے اوبھرے گات وہ بازو بھرے بھرے

جسرا تخلص میر محمد حسین باشندۂ لکھنؤ

نالہ مزار مین سے تا آسمان گیا — دیکھو تو بے ادب یہ کہان سے کہان گیا

اب نہ جینے کی توقع ہے نہ مرنے کی امید — میرے بالین پہ نہ قاتل نہ مسیحا ٹھہرا

جن تھی کیا مال فرشتون کو ہوا حکم سجود — سب سے رتبہ مین سوا خاک کا پتلا ٹھہرا

اب ملینگے نہ کبھی اوس بت سفاک سے ہم — جو تمھنے دل مین ٹھنی جی مین جو ٹھہرا ٹھہرا

جسرا تخلص مرزا حسین بیگ شاگرد اسیر

میری طرح سے خون بھی میرا ہے باوفا — اے ترک یہ چھٹے گا ترے آستین سے کب

جری تخلص مرزا سرفراز علی مرحوم ولد مرزا نوازش علی بن مرزا غضنفر بیگ رہنے والے محمود نگر محلہ لکھنؤ شاگرد برق

کالون سے اوسکے اٹھتی نہین ایک دم کبھی — اسبل جری ہے عاشق رو نگار زلف

جعفر تخلص جعفر علی خان دہلوی

چمکتے دانت دیکھے یار کے مسی لگانے مین — جڑی ہین قطبیان الماس کی نیلم کے خانے مین

جعفری تخلص میر باقر علی خلف قمر الدین منت سفر حجاز سے پھرتے وقت اٹھائیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا اپنے برادر بزرگ میر نظام الدین ممنون سے تربیت پائی تھی

آرام وعدے کی شب اک دم کبھو نہ آیا — آیا نہ چین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا

سب مٹے نقش خیالات جہان بعد فنا — داغ الفت ایک زیب صفحۂ دل رہ گیا

تیغ یون دل مین خیال نگہ یار نہ کھینچ — نا خدا ترس تو کعبہ مین تو تلوار نہ کھینچ

جعفری تخلص محمد جعفر خوشنویس باشندہ الہ آباد مقیم اجمیر شریف

ہے وہ پابند چمن مجھکو یہ حیرت ہے کہ لوگ — سرو کو کس لیے آزاد کہا کرتے ہین

جعفری تخلص شیخ جعفر علی قاضی زادہ دادری ملازم نواب عبد الرحمن خان والی جھجھر

الٰہی ہر گھڑی ہر زخم دل سے خون ٹپکتا ہے — شہید ناز ہون مین آہ کس دست حنائی کا

اے دل خیال زلف بتان کیون کہ چھوڑ دون — وحشی ہون اور پاؤن مین زنجیر ہی نہین

جلا تخلص نواب مرزا احمد علیخان خلف نواب محی الدین حیدر بن نواب شجاع الدولہ شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

تھک جاتے ہیں شل ہوا تو یہیں جلیں خاک میں ملا — تیرے سوا کسی کو لگاوین جو یار ہاتھ
آتا ہے مجھ میں جو خیال وصال دوست — گھبرا کے دوڑ پڑتے ہیں بے اختیار ہاتھ

جلال تخلص ضامن علی ولد حکیم اصغر علی داستان گو سے لکھنوی شاگرد امیر علی خان ہلال و برق

وہ یارب اس قدر اونچی ہو وقت زینت سر — کرے پہاڑ کی چوٹی سے ہمسری چوٹی
کیا ہے ایک ہی چوٹی نے ہم کو سرگشتہ — اب اے جلال نہ دیکھینگے دوسری چوٹی

جلال تخلص تاج الدین حسین

جی میں آتا ہے گریبان پھاڑ کر — دشت کو اوٹھ چلیے دامان جھاڑ کر

جلال تخلص ایک شخص فیض آبادی کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تمکث احوال ہے اب تو تری شیدائی کا — آ کے ٹک دیکھ تماشا تو تماشائی کا
کیا ہوا میں نے جو ٹک جانب ابرو دیکھا — اتنی ہی بات پہ تم کھینچنے تلوار لگے

جلیس تخلص الہ وردی خان برادر سعادت یار خان رنگین باشندہ دہلی

تیرے دہن سے از بس کھینچی ہے اک ندامت — غنچہ وہ کون سا ہے جو سر فرو نہ آیا

جلیس تخلص نواب محمد مہدی علیخان موسوی خلف نواب صمصام الدولہ ناصر الملک سید علی نقی خان بہادر شوکت جنگ باشندہ نیشاپور مقیم لکھنؤ شاگرد مہدی علیخان کوثر

جاتے تو جاتی رہی پر نام پیدا ہو گیا — جو بنا قاصد کبوتر بس وہ عنقا ہو گیا
چار دن کی چاندنی ہے سیر تو کرتا ہے کیون — سانولا تیرا بدن اے ماہ سیاہ ہو گیا
موج دریائے فنا پہ کی ادا ہم نے نماز — ہم شکر و تھے یہی اپنا مصلا ہو گیا
خود بخود آپ جو تشریف مرے گھر لائے — آگیا آج یہ اے جان جہان کیا دل میں
یکتائی کا دعوی ہے تجھے اے یار بجا ہے — تجھ سا کوئی دنیا میں نہ ہو گا نہ ہوا ہے
دن رات تیری سمت مرے رہتی ہیں آنکھیں — ہر چشم کی پتلی صفت قبلہ نما ہے
قربان خدا ہوں میں دل و جان سے تصدق — دیکھا نہیں اوس بت کو مگر نام سنا ہے

جلیل تخلص مولوی فیض الحسن ولد مولوی سید مصاحب علی فرخ آبادی شاگرد صفدر

جاہیے عشق بتان سنگدل کو چھوڑ کر — اے جلیل اب تو توکل کر خدا کے نام پر

جم تخلص قاضی جمشید علی مرادآبادی

آئی ہے مگر کوچۂ جانان سے یہ اے جم — دامن سے ہے معطر جو نسیم سحری کا

ہے نامۂ اعمال مرا سامنے میرے — کہتا ہون جسے اے دل مضطر شب فرقت

جمال تخلص میر جمال الدین خلف میر کمال الدین باشندۂ دہلی

ہم تمھین آشنا سمجھتے ہین — آپ کیا جانے کیا سمجھتے ہین

جمشید تخلص مرزا جمشید بیگ ولد مرزا حیدر بیگ اکبرآبادی شاگرد مرزا عنایت علی ماہ

نکل گئی مرے تن سے گر انتظار مین روح — رہے گی حشر تلک جستجوے یار مین روح

جمیل تخلص جمیل الدین خلف شیخ حفیظ الدین تھانیسری مقیم دہلی یہ شعر انکے نابالغی کے ایام کے ہین

تو نے دیکھین ہین غیر کی آنکھین — تیری نظرون مین کب سمائینگے ہم

جن ہو کے جمیل اوسکو چمٹ جاتے ہین ہم بھی — ہر چند کہ وہ شوخ پریزاد غضب ہے

مت برا مانیو جمیل اس کا — اوسکی گالی نہین سمالی ہے

جمیل تخلص مولوی جمیل الدین ولد شجاع الدین فرخ آبادی

سوز دروں سے ہے دل عاشق کی زندگی — آتش ہے آب خضر سمندر کے واسطے

جنت تخلص علی ہادی ولد محمد معروف لکھنوی شاگرد امانت

وہ گل ہوا ہے نہ سننے کا ہزار کے — پیغام بھیجا چاہیے باد صبا کے ہاتھ

جنون تخلص جینکا پرشاد ولد کالکا پرشاد لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

سامری سے بھی سوا کرتی ہین جادو آنکھین — جان پر کھیل گئے دیکھ کے ہندو زلفین

جنون تخلص میر مہدی برادر خورد میر رضی رضا خلف میر عباس عرف میر مغل فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد رشک

گویا کہ گلھڑی نور کی رکھی ہے کمر مین — اپنے ہی منور تری اے رشک قمر تن

کسی نے تارے نہین دیکھے چاند مین اب تک — تمھارا چاند سا چہرہ ہے اور ستارے گال
رخسارے دیکھ تو مہر مین لیے دو ہلال ہین — گر مانگ کہکشان ہے تو ماہ مبین جبین
جو گھڑی بھول گئے دیکھ کے رفتار تری — کس طرح چار کرین آہو سے ہم آنکھین
کہو وصل بار تھا یہ لڑائی نہین گئی — میرے اور اوسکے خوب لڑی رات بھر زبان

جنون تخلص مولوی عبد اللہ مرحوم خلف سرفراز علی مصنف جسر باشندۂ بھاگل پور شاگرد مرزا جان طپش اولاد مین مولانا شہباز قدس سرہ کی انکا مولد و مسکن جہد ڈھاکے مین عہدۂ صدر امینی پر مامور تھے سولہ سترہ برس ہوئے کہ انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

رخ سے اٹھے نظر تو پڑی جا کے زلف پر — ٹھہرے ہے شام ہی کو مسافر نگاہ کا

جنون تخلص شیخ غلام محی الدین احمد باشندۂ آگرہ

بیان کیجیے کس سے جنون سننے کا کون — دل حزین پہ جو گزرے ہے بیقراری رات

جنون تخلص سراج الدولہ علی محمد خان بہادر سردار جنگ

اے جنون جور صنم سے ہے یہ دل تنگ کا — آہ سینے سے نکلتی ہے شرر کی صورت

جنون تخلص شاہ غلام مرتضی شاگرد مولوی محمد برکت مقیم الہ آباد و سہسرامی درویش تھے آخر ایام مین نابینا ہوگئے تھے

آفت جان ہو گئی آخر یہ بینائی مجھے — جو بلا کیسے سو ان آنکھون نے دکھلائی مجھے
تری چشم مست سے ساقیا جنون ایسا تو چھکا گیا — کرے دو آتشہ طاق پر جو دھری تھی دین بھری بھی

جنون تخلص مرزا نجف علی خان خلف مرزا محمد علی خان دیوانہ باشندۂ بنارس طرف دہلی مین سررشتہ داری اور تحصیلداری کرتے تھے

دل کو شاید کوئی ستاتا ہے — قاصد اشک تیز آتا ہے

جنون تخلص میر فضل علی کتاب خان باشندۂ دہلی شاگرد میر امانی اسد پہلے حسرت تخلص کرتے تھے بعض تذکرہ والون نے انکو سودا کا شاگرد لکھا ہے

دیکھا سراپے سینہ کو لے کر چراغ دل — دلسوز ایک بھی نہ ملا غیر داغ دل

جنون تخلص محمد اسلام شاگرد نظام الدین ممنون دہلی کے شاگردون مین تھے

اوٹھی جو شرم تو دونون ہی دل مل نکلے ۔۔۔ بجز حجاب ہمین کچھ نہ فاصلے سے

جنون تخلص رائے بیال خلف منشی نوند رائے محلہ گلگڑی میرٹھ شاگرد عبد الصمد فوق

بیٹھا کیا ہون مین سبزۂ خط مین ۔۔۔ دیکھتا ہیچ چرخ اخضر کا

جواد تخلص سید اسرار علی ولد بیدار علی باشندہ الہ آباد

دیکھا کرتا ہون تجھے دیدۂ باطن سے تم ۔۔۔ چشم ظاہر سے جو موقع نہین بینائی کا

جوان تخلص میر جعفر علی ولد مرزا امیر باشندۂ الہ آباد

گلچین یہ کہ رہا ہے چمن مین پکار سے ۔۔۔ فردہ ہو بلبلو کہ دن آگئے بہار کے
زرد حنا سے ڈر ہے بہت دست بزد کا ۔۔۔ مہندی لگا ئین آپ تو چھلے اوتار کے

جوان تخلص محب اللہ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ عشق علی گڑھ کے تھے

وہ کہتے ہین اگر تونے لگایا ہاتھ چھاتی پر ۔۔۔ برابر کعبہ پھر دو ہین جڑینگے لات چھاتی پر

جوان تخلص مرزا نسیم بیگ دہلوی شاگرد مصحفی ملازم مرزا سلیمان شکوہ بہادر

پہلو مین دل اپنے کو بھی محرم ارنہ پایا ۔۔۔ یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا
سینہ خال اس طرح سے بنگلے اوسکی ناف کے اوپر ۔۔۔ رشید لے دیے ہوں جیسے نقطے قاف کے اوپر
دیوار و در کی چھاتی سوراخ ہو گئی ہے ۔۔۔ کیا روزن سے اوسنے آنکھین لڑائیان ہین
جو دیکھ کر رگ و ریشہ اوسکا جان دے ہم ۔۔۔ بجا ہے خاک سے گرد وسکے موتیا نکلے
کسیکو اپنی سفارش کے واسطے اوس پاس ۔۔۔ جو لے کے جاؤن تو وہ اوسکا آشنا نکلے

جواہر تخلص جواہر سنگھ شاگرد میان جرأت اجاگر طوائف پر عاشق تھے

جلوے سے تیرے ہے یون سارا جہان اجاگر ۔۔۔ خورشید سے ہو جیسے سب آسمان اجاگر

جودت تخلص منشی تراب علی خلف سید محبوب علی صوبہ دار باشندۂ بارکپور
عرف اجانک شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ

مجھکو دل سے بھلا دیا صاحب ۔۔۔ یاد رہیے گا بھلا صاحب
تیرے ابرو کے مقابل جو ہوا عید کا چاند ۔۔۔ ہو گیا خلق مین انگشت نما عید کا چاند

جودت تخلص ہری رام مرشد آبادی شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین نواب علاء الدولہ کی سرکار مین توسل رکھتے تھے وطن انکا کلکتہ ہے

واعظ کی بات دل سے تو مین کہتے کہا نہین
پتھر کی چوٹ شیشۂ دل سہنے کا نہین

جوش تخلص رحیم اللہ دہلوی شاگرد میان مصحفی

مینے جو کہا تجہ بن کیا کیا نہ الم گزرا
بولا کہ ابے تیرا رونے ہی کا جہم گزرا
دریا مری آنکھون سے اک جاری لہو کا ہے
بے درد تو کیا جانے کیا حال کسو کا ہے

جوش تخلص میر وارث علی ولد منشی میر حسن علی لکھنوی تلمیذ ناسخ

تیر جو تیرا لگا ہے سر پہ اسے ناوک فگن
اسکے دہان زخم مین گویا زبان بالاسے سر

جوش تخلص نواب احمد حسن خان عرف اچھے صاحب خلف نواب مقیم خان باشندۂ لکھنو نبیرۂ حافظ رحمت خان مرحوم والے کٹہیر شاگرد نواب مظفر نواب خان راسخ شعر اچھا کہتے ہین ایک چھوٹا سا دیوان انکا نظر سے گزرا

سبزۂ خط سے تسلی دل مضطر کی ہوئی
بوٹی اسطرح کی پائی تو یہ پارا ٹھہرا
مال وقفی ہے مسلمان کے مذہب مین حرام
دولت حسن رقیبون ہی کا حصہ ٹھہرا
چارسو گشتہ ہے عالم اوس بت بے پیر کا
نام کا رفتار کا تحریر کا تقریر کا
آنکھون مین شرم ہجر کی دہر کی سحر قریب
بازآئین آپ دیکھیے اپنے نہین ہے کب
یہ ڈر تھا کہ تجہ پر نہ پڑے چھینٹ لہو کی
تڑپا نہ ترا عاشق مضطر تہ خنجر
ڈرتا ہون کہین رازکو افشا نہ کرو تم
اسے آنکھو قسم ہے تمہین رو یا نہ کرو تم
ناز و انداز و ادا عشوہ و غمزہ تیرا
ہوگئے ہین یہ مری جان کے خواہان پانچون
یاس و حسرت غم و اندوہ و الم ای ناصح
خانۂ دل مین ہمارے ہین یہ مہمان پانچون
دل مائل زلف و رخ جانانہ ہوا ہے
سودائی ہے نادان ہے دیوانہ ہوا ہے
خندۂ دندان نما شمشیر ہے گجرات کی
خون رولایا اوسکو تم نے جس سے ہنس کر بات کی
نامہ میرے دلدار کا لایا جو کبوتر
حیران ہون کہ چٹھی سے ہوا آگ کدہر

جوش تخلص شیخ نیاز احمد معروف اللہ دیا دہلوی شاگرد ذوق و سن[illegible] برس

عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

حاصل نہ ہوا وصل مین مقصود کہ مجھکو
پاس اوسکا رہا اور نہین پاس حیا کا

ہے ڈر یہی کہ تو نہ پشیمان ہو بعد قتل
ورنہ یہین تو مرنے کا کچھ اپنے ڈر نہین

منظور ہے شفا کسے درمان درد سے
ایک شغل سا بیابان مجھے دن رات چاہیے

جوشش تخلص محمد نظام الدین ولد محمد وجیہ الدین پنجابی مقیم کول

نظر آتا ہے جس جگہ چشمہ
ہے نشان میرے دیدۂ تر کا

دل لگا تین گے اور سے ہم بھی
آپ سمجھین نہ دل لگی اسکو

قدم عشق پیشتر بہتر
پیچھے پاؤن اوس گلی سے کیون سرکے

جوشش تخلص شاہ خلیل الدین احمد عملۂ سر رشتہ رجسٹری ضلع مونگیر خلف مولوی شاہ محمد اصغر مرحوم باشندۂ منیر ضلع پٹنہ اولاد مین حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحیے منیری قدس سرہ العزیز کے راقم کے احباب مین ہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے

کہین دشمن سے نہ بگڑی ہووے
رات کو کس لیے وہ گھبرا گیا

نہ گیا زیر زمین کونسا اشک
کونسا نالہ فلک پر نہ گیا

کیون سلیقے سے نہ کاٹے گردن
خون مین ہاتھ ترا بھر نہ گیا

ہائے اوسکی وہ نظر جانب در
رات بیمار ترا مر نہ گیا

ہمین رہ جائین چین غیر سہی
آپ کیون غیر کے گھر جائیے گا

کسلیے میری نمازون پہ ہنسا کرتے ہین
نہ سہی گر نہین ملتی مجھے حور آپکو کیا

نظر آتی کی نہین جوش سے کچھ یاد بھی ہے
اوسنے دیکھا نہین پردے مین چھپو آپکو

ساری دنیا سے بے خبر پایا
جسکو عالم مین باخبر دیکھا

لوگ کہتے ہین شدت غم سے
جوشش بیچارہ آج مر ہی گیا

گر ہے قسمت نہ ہے طالع نہ ہے بخت
کہہ آیا وقت پر لے یا ہم دگر

سے ہے بزم یار مین دشمن بھی چمن سے
کہے دیتا ہون غصہ ایک

مقتل میں دیکھے جو میری بیکسی کا حال | بھر آئے چشم جوہر شمشیر میں سرشک
دل کو جلایا آنکھوں کو بے نور کر دیا | اے جوش اب ہے جان کی تدبیر میں سرشک
غم دلدار ہے یا رشک عدو | اور کیا اسکے سوا ہے دل کو
عدو سے آپسے بنتی ہے کب تک | یہی ہم کو بھی تو اب دیکھنا ہے
یہ کہیے گا کہیں جاتے نہیں ہم | ذرا دیکھو تو کیسا نقش پا ہے
مرا خط لا کے دے قاصد عدو کو | یہی تقدیر کا میرے لکھا ہے
عدو اور تم بھلے ہو اور برا جوشش | جو کچھ فرمائیے صاحب بجا ہے
حوروں کا دلا رہا ہے پھر شوق | واعظ بھی عجیب آدمی ہے
امید وصال یار اور مین | ایسی تقدیر کب مری ہے
خوبوں میں نہیں ہے آدمیت | ہے حور کوئی کوئی پری ہے
تھا عالم جبر کیا بتائیں | کس طرح سے زیست ہم نے کی ہے
کچھ درد میں تجھکو لگی ہے روتے | ناسور کی طرح زندگی کی
کرتا ہے تو ذکر یار دشمن | ناصح یہ تو دوستی نہیں ہے

جوشش تخلص محمد روشن عظیم آبادی اولاد میں جسونت رائے ناگر کے
عروض میں اچھا دخل رکھتے تھے شعر خوب کہتے تھے

گر یونہی یہ دل درپے آزار رہیگا | اک روز نہ اک روز مجھے مار رہیگا
نہ پھوٹتے ہیں شگوفے نہ غنچے کھلتے ہیں | چمن میں شور بڑا گل کے کھلنے کا اسکا
یار کو قاصد مرے جاکے اگر دیکھنا | میری طرف سے بھی تو ایک نظر دیکھنا
کل جو اوسے دیکھکر ہم ہوے سے تھے بیخبر | سنکے وہ کہنے لگا پھر بھی ادھر دیکھنا
اوسکی رنجش سے مجھے خوف عبث ہے جوشش | ہو چکا ہے وہ اسی طرح سے سو بار خفا
بجز چشم بتان میکدۂ دہر میں جوشش | شیشے دیکھے مست کو ہشیار نہ پایا
قیس بیچارہ تو دشت میں دیوانہ تھا | اوسکو لیلی ہے لگے [illegible]
دیکھکر ایک ستم تیرے جفاکاری کا | کوہکن ہو گیا بدنام [illegible] کا

مزا دکھاؤن تجھے تیری بیوفائی کا … اگر یہ ہووے مجھے پاس آشنائی کا
روشن ہے آفتاب کے مانند داغ دل … روز حشر تلک نہ بجھے گا چراغ دل
عمر عزیز گذرے ہے رنج و ملال مین … عاشق کہان ہووے کہ پڑے اک وبال مین
راغب نہین طبیعت گر ہو روبرو ہو … اپنی یہ آرزو ہے دنیا ہو اور تو ہو
بیکسی سے یہی گلہ ہے نہ مجھے … تھام لیتی ہے دست قاتل کو
دم بدم بزم مین کاہیدہ ہوئے جاتی ہے … لگ گئی شمع کو شاید نظر پروانہ
جی مین جسوقت کہ مضمون کمر آتا ہے … بسکہ نازک ہے مجھے باندھتے ڈر آتا ہے

جولان تخلص الف شاہ درویش باشندۂ بریلی مقیم اکبرآباد

کیا تحریر فرط شوق مین جب نام احمد کا … تو کاغذ سبز بختی سے بنا تختہ زبرجد کا
ہم وہ ہین صید وفا کیش کہ خون روتی ہین … ٹوٹ جاتا ہے تڑپنے سے اگر دام اپنا
اوٹھایا ہے گلی سے اوس پریرو کے اگر مجھکو … تو لے چل وحشت دل اب جدھر جاے ادھر مجھکو

جولان تخلص سید قدرت علی باشندۂ الہ آباد ریختی کہتے ہین

آتو کی چھوکری کو نوان اب کی سال ہے … انا جی رت جگے کا مجھے پھر خیال ہے

جولان تخلص شاہ جولان شاگرد میان جرأت مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے متوسلون مین سے تھے

مر گئے تیرے درد فرقت کا … رہ گیا دل پہ داغ حسرت کا
دوست جو تھے وہ ہو گئے دشمن … شکوہ کیا کیجیے اپنی قسمت کا

جولان تخلص میر حسن علی خان باشندۂ دکھن

اب ایسے جام مین ساقی شراب ارغوانی بھر … کہ جسکو دیکھکر زاہد کے منہ مین آئے پانی بھر

جولان تخلص میر بہادر علی دہلوی تیر اندازی مین ضرب المثل تھے

[illegible] قفس مین دیکھکے بے بال و پر مجھے … اے ہمصفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے

جوہر تخلص مرزا احمد علی [illegible] باشش

یا گلشن دہر مین ہو یا برق آشیان ہو … اے مرغ نالہ کچھ ہوا کہ شب شرر فشان ہو

جوہر تخلص میر مشرف علی عظیم آبادی

نشتر فصاد بنا جھلجھڑے کو ۔ خون کا ہر قطرہ شرر ہو گیا
ضبط کیا آہ شرربار کو ۔ سینۂ و دل برق کا گھر ہو گیا

جوہر تخلص جواہر سنگھ ولد بختاور سنگھ راقم باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر و مرزا تا... فارسی گو دیوان انکا نظر سے گزرا

تیرے ہاتھوں شہادت میری سر کٹنے کی دیتا ہے ۔ دم گنا میرے سینے کا پھڑکنا تیرے بازو کا
روبرو آپ کے کیا یوسف مصری کی بساط ۔ میر بازار بکے جاتے ہیں خریدار آئینہ

جوہر تخلص مادھو رام ساہوکار ولد جواہر مل فرخ آبادی شاگرد میر

نیند آنکھوں میں بھری ہے کہاں رات بھر رہے ۔ کس کے نصیب تم نے جگائے کدھر رہے
ہر دم جتائیے نہ محبت شب وصال ۔ جب یہ نگاہ آپ کی وقت سحر رہے
باہر نہیں میں حکم سے اے جان آپ کی ۔ دل سے نثار جان سے قربان آپ کی

جوہر تخلص پنڈت دینا ناتھ ولد پنڈت دیبی پرشاد عرف سالیاسے لکھنوی شاگرد امانت

جب تلک ہوتی نہیں تقدیر اے جوہر ہم ۔ بن نہیں پڑتے کوئی تدبیر اپنے ہاتھ سے

جویا تخلص شیخ علی حسن ولد شیخ فتح علی باشندۂ عظیم آباد شاگرد رشک صاحب دیوان گزرا

جلوہ محراب ابرو سے ہے آج ایاغ دل ۔ کیونکر چڑھے نہ عرش بریں پر دماغ دل
کیا خاک بوسے جائے کوئی ... میں ۔ مہر خموشی لب عاشق ہے داغ دل

جویا تخلص منشی محمد علی انھوں نے مردان علی خان رعنا کی ہجو رکیک کہی ہے

ہم پورے اپنی بات کے ہو ہم بھی کم نہیں ۔ باز آئے تم جفا سے نہ گزرے وفا سے ہم

جویا تخلص محمد حسین علی خان چکلہ دار باشندۂ کوٹھار توابع فرخ آباد

اب کی ہوئے عشق سے خالق بچائے دل ۔ آگاہ ہو پھر کبھی جو کسی سے لگائے دل

جاندار تخلص مرزا جاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت بہادر ولی عہد شاہ عالم بادشاہ دلی سے لکھنؤ کو آگئے وہاں سے بنارس میں آکر سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری میں روانہ ملک جاودانی ہوئے

نرگس کے انتظار میں یہ بے اجل گیا ۔ آنکھیں جو یوں کھلی رہیں اور دم نکل گیا
طوفان لیتے ہیں وہ پہلے ہی سر اپنا دینا ۔ تیرے کوچے میں جو اے شوخ قدم دھرنا
کونسی بات تری ہم سے اوٹھائی نہ گئی ۔ پر جفا جو ترے ناحق کی لڑائی نہ گئی

جہانگیر تخلص جہانگیر بیگ دہلوی مدت تک لکھنؤ میں اوقات بسر کی آخر عمر میں دہلی میں جا کر مالیخولیا میں مبتلا ہو کر میر شاہ علی متخلص بہ درویش کو زخمی کرنے کے باعث محبوس ہو کے زندان میں فوت کی

وہ کافر مرا درد کیا جانتا ہے ۔ جو گزرے ہے مجھ پر خدا جانتا ہے

جھمن تخلص جھمن ناتھ دہلوی شاگرد میر درد

دل جو سینہ عشق کے آتش سے جل گیا ۔ اک آہ کھینچتے ہی مرا دم نکل گیا

حرف جیم فارسی

چالاک تخلص میر قدرت اللہ باشندۂ دہلی

روز کے صدمے کہاں تک میں اٹھاؤں چالاک ۔ دل کی جا کاوش مرے سینے میں پتھر ہوتا

چراغ تخلص رحمان یار خان آخر ایام میں فقیری اختیار کی تھی

ہے فنا اپنے تئیں کر کے بقا کو پاوے ۔ اوسکو ہر جا یہ میسر ہے وصال مرشد

چرکین تخلص شیخ باقر علی باشندۂ قصبہ ردولی غلیظ مضامین میں شعر نہایت پاکیزہ کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک دن بھی دل نہ اوس بت کا پسیجا آہ سے ۔ تھا اگر گوز شتر نالۂ دل بیتاب کا
روبرو اعلی کے اسفل سرکشی کرتا نہیں ۔ سامنا مجھ کی سے ہو سکتا نہیں ہے پاد کا
ہوتے انسان کو ہنساتا ہے ۔ گوز میں یہ کمال ہے صاحب
عیاں زلف بتاں میں جو پیچ کھاتے ہیں ۔ مروڑے ہو ہو کے پیچش کے دست آتے ہیں
آ رہے خواجہ حیض کی ہنستی میں گدہ بان ۔ گو ذرا کی لعل سے بھی زیادہ خرچ ہے
افسوس آج دیکھو چیں کا نذلی ۔ [illegible] خرچ لیتے تھے جو ردم [illegible]

سند گوز بھی صاحب عجب تحفہ زعفر گو رہے — پیٹی ہے شہسواروں کی بجی جکی بدلگامی سے
سوا نکھوں نے سوتے ہیچ مغاک بزیر زمین — پاؤ تلے بیتے تھے جنکے تاقم و سنجاب سے
عبث بدنامیوں کا گو کرا سر پرا و ٹھاتا ہے — لگانا دل کا بس جھٹک ملنا الگ گو کا کھاتا ہے

چمن تخلص بہاری لال ولد گنگا پرشاد شاگرد مقصود عالم سررشتہ دار سیتاپور

رہی بعد فنا برباد مٹی جسم لاغر کی — نشان آرام کا جنکے نہ زیر آسمان پایا

چمن تخلص قاسم علی خان لکھنوی ان دنون کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے ملاقاتی
ہین دو تین غزلین انکے پاس ہین انھین غزلون کو لوگون کے سامنے پڑھا کرتے ہین
معلوم نہین کہ وہ غزلین انکی کہی ہوئی ہین یا اور کسی سے کہلوائی ہین

ہر نخل سبز بنگیا خیمہ زمرد ی — اوترا ہوا ہے باغ مین لشکر بہار کا
گر چھو گیا غبار سے میرے تو کیا ہوا — اتنا نہ چشم قہر سے دامان کو دیکھیے

چمن تخلص گل محمد رفوگر دہلوی

ہمارے حال جگر پر ہو کیا کسی کو خیال — بیٹھے مین پا کو کسی سکے دیا مین جاتا
ہوش جس مہ نے زلیخا کے اڑا دیئے خواب مین — ہم بھی اے ہمدم اوسیکے دیکھنے والون مین ہین

حرف حاء مہملہ

حاتم تخلص شیخ ظہور الدین مرحوم دہلوی عرف شاہ حاتم جوانی مین سپاہی پیشہ تھے
آخر عمر مین توکل اختیار کیا تھا آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے سو برس سے زائد کی عمر
پائی تھی مرزا سودا اور میان رنگین وغیرہ بہت سے شاعرون کو انسے فیض پہنچا ہے
ان سے ایک دیوان بطرز ولی دوسرا بطرز سودا سوم دیوان زادہ یادگار ہے
بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ لفظ ظہور سے انکا سال تولد [illegible] لیکن راقم
اسکی تحقیق نہین ہے

اسقدر سکا بمروت تشنہ پر پر ویال [illegible] — رفتہ رفتہ نام اپنا سیر [illegible] ہوگیا
قال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان ہوئے تیر — دل جاتا ہے [illegible] لے آخ

خوشی میں بھی نہیں ہوتا خوش اتنا ایک حالت پر
کہان تک جی نہ گھبرائے الٰہی درد ہجران میں

مجھے کیا واسطے سو رہیں درکشان میں
بہت کیون آج مجھ پر مہربان ہو

سخت مشکل ہے شیوۂ تسلیم
ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے

وفا خمیر الفت ہے لیکن کہان تک
دل اپنا بھی تجھ سا ہوا چاہتا ہے

شوق بڑھتا گیا جون جون رکے اوس شوخ سے ہم
یہ سبق وہ ہے کہ بھولے سے سوا یاد رہے

ہم بھی آداب شریعت سے تھے واقف لیکن
کبھی برتے نہ ہو جو رسم وہ کیا یاد رہے

چارہ گر کار سا اندازۂ تدبیر نہین
کچھ تو ہمت اگر وقت دعا یاد رہے

حامد تخلص نواب حامد حسین خان لکھنوی شاگرد امیر

پوچھو نہ مجھ سے نالۂ دل کو کہان گیا
ساتون فلک کو توڑ کے تا لامکان گیا

حامد تخلص شیخ حمید الدین خلف فرید الدین باشندہ پالی

لیا بوسہ تو منہ کو پھیر لیا
نہ تو بولے نہ سمجھے بات کی رات

حامد تخلص میر حامد مرید میر نصیر جانشین خواجہ باسط آزادانہ وضع رکھتے تھے

رباعی

دنیا سے دل کو جو کہ فانی سمجھے
وہ قصۂ عمر کو کہانی سمجھے

دریاے حقیقت کو وہی جاوے تیر
جو مثل حباب زندگانی سمجھے

حامد تخلص الٰہ بخش مجموعہ دار ولد محمد مہدی مجموعہ دار شاگرد میان اشرف علی مست سلہٹ کے رئیسون میں ہین

[illegible]نے کا مین نہین کبھی ملاسے کونی خبرار
مین ہوں ات مری جبین سہے او رہتان دوست

[illegible]رین ہو نیشکر کی طرح اب سے نشکر
لکھتے ہین مدحت لب شکر فشان دوست

[illegible]مد تخلص محمد شریف باشندۂ مونگھیر شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین بھی آئے تھے

[illegible] شوق رقم کرتا ہون اوسکو حامد
کیون نہ دونون مشتاق کبوتر جاسے

[illegible]ب تخلص میر احمد علی فرخ آبادی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

چھا گیا رات اندھیرا سا نظر کے آگے
تو او لٹ دے جو ابھی روسے حسین کا پردہ
یا رو وہ زلف سیہ فام جو آئی مجھکو
اوٹھ گیا خلق کی غلہ برین کا پردہ

جبیب تخلص مرزا جان ولد مرزا بابول بیگ بقیم قنوج متوطن الہ آباد

خضر کیا کوچۂ دلدار کا رہبر ہوگا
ہم نے دیکھے ہین بہت راہ بہکنے والے

جبیب تخلص جبیب اللہ ڈاکٹر

اوس مہ لقا کو اپنے جو پاتے بسنت مین
چھاتی سے اپنی خوب لگاتے بسنت مین

جبیب تخلص جبیب مولا حیدرآبادی شاگرد میر عبد الولی عزلت

فراند کیا ہے کیسو راز جون تیر ای کمان ابرو
کشش کے زور سے دل کھینچکر کیون تا پیر

جبیب تخلص جبیب اللہ بیگ دہلوی

تھا ایک ہو گیا ہم سے جدا دل
نہ تھا گویا کبھی کا آشنا دل

جبیب تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

خانہ ویرانی مری کرچہ کی اس دل نے نصیب
پر خدا حشر تک آباد رکھے خانۂ دل

حجام تخلص عنایت اللہ عرف کلو باشندۂ سہارنپور مقیم دہلی تلمیذ سودا مرید مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ قوم سے حجام تھا

سوز رخسار سے کیا ہون مرے خوبون کے
خط آنے سے بھی اپنی ارسائی نہین دیکھی
دیکھ عاشق کی تری رسوائیان
رقیبون سر میان پڑتے ہین تب سیہ گھری پائی
سب جی ہین کہ اک روز مینا دین تم کو نہیں پوچھون
ہمسے ملیے جاوہی شیخ سے رستے مین تو آ کر دامن

بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا
حجام کس طرح سے ہین کیا ہنر کرین
عشق کے لوگون نے نہین کھائیان
بالا حجام کو جب روز تم تمام کرتے ہو
بچتے نہین کیسو اسلئے بیمار تمہارے
جھنجھلا کے یہ کہتا ہے کہ چل دور دور رہے

حرق تخلص میر حسن مرزا نواسۂ میر اشرف علی مرحوم نامی رئیس ڈھاکہ شاگرد میر اسیر علی آشنا و غلام حیدر مجیب کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم سے صاحب مین ملے

بجد اترک آرزو کے سوا
دل لگا کر ہی آرزو بھی

جہان مین [illegible]م سے جور و جفا کی / بتون کا زور ہے قدرت خدا کی

بہتی محرم دکھا کر اپنی وہ محرم سے یون کہنے / کسی عیار نامحرم کی یہ چالاک دیتی ہے

تمہین صورت کا غرہ ہے تو بیان دل کی [illegible] / تمہارا حسن مہنگا ہے تو کیسکی جان سستی ہے

اک بندہ کی بہی جان بخشی نہ کی / اے بتو تم سے خدائی ہو چکی

حزین تخلص ابو الخیر دہلوی

خیال رخسار خوبان گل سے پوچھا چاہیے / اضطراب عاشقان بلبل سے پوچھا چاہیے

حزین تخلص مرزا خجستہ بخت بہادر

کرون کیا وصف مین اوس شعلہ رو قد قیامت کا / بگبولا ہے دہوان ہے اور مگر آہ قیامت کا

حزین تخلص میر علی حسین شاگرد آتش

مہر سے بڑھ کے قد یار کا جلوہ ٹھہرا / یہ کڑی دھوپ ہوئی پاس نہ سایا ٹھہرا

سائل وصل ہوا اوس سے تو بولے ہنس کر / عاشقی یہ نہ ہوئی منہ کا نوالا ٹھہرا

بیٹہا میں بہی کوچے مین اونکے رہا تو کیا / اور یس جا کے آئے ہین خلد برین سے کب

حزین تخلص میر بہادر علی دہلوی ملازم مرزا ولی عہد بہادر دہلی شاگرد زین العابدین خان عارف و اسد اللہ خان غالب

سب ناز سے مین نے بیٹھا دیکھا اونکے / سمجھتے نہ حزین اوس سے گر مین بہی برا ہوتا

ہے یہی رونا تو خط کا ہے کو لکھا جائیگا / جو کہ لکھنے جائینگے اشکون سے مٹا جائیگا

اک تماشا جان کر قاتل اگر ٹھہرا رہا / ہم بہی تڑپے جائینگے جتنا کہ تڑپا جائیگا

میرا احوال زبون اون پہ کھلے گا کیونکر / سامنے آئینگے جب وہ تو سنبھل جائینگا

بیگانہ وار نعش پہ آجائے ناگمان / تجہسے نہ یہ بہی اے بت نا آشنا ہوا

مجہے آنسو تو اب تھمتا نہین دل / یہ دشمن خانگی ہلا کہان سے

بلا سے گر گھٹا ہون مین ہین سب بھلے / تنگ ہو کر تو اوٹھے ہم جہان سے

حزین کہین سے توقع ہو وفا کی / نہ ہو امید جب اپنی ہی جان کی

آخر جو گور مین پایا تو ہو گئی تسکین / وہ بیقرار ہو سے اٹھا قرار سے

حزین تخلص نواب محمد علی خان ولد نواب زین العابدین خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ آتش

کس قدر دلچسپ ہے ملک عدم	جو وہان جاتا ہے پھر آتا نہین

حزین تخلص سید محمد باقر دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان صاحب دیوان گزرے

مین تو بندہ ہون تری جور و جفا کا لیکن	سخت دشوار کا ہے مجھے اس دل مشغول
دل دیکر اپنا کیون عبث افسوس اب کرتا ہے دل	جاتا رہا جب ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آتا ہے دل
ویران ہوا خزان سے چمن یہان تک کہ ہم	چاہین کہ جل مرین تو کہین خار و خس نہین
کچھ کٹی وصل مین کچھ ہجر مین گریان گزری	کیا مری عمر کی اوقات پریشان گزری

حسام تخلص نواب حسام الدولہ محمد تقی علی خان لکھنوی داماد امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نواسہ نواب غازی الدین حیدر شاگرد امان علی سحر صاحب دیوان گزرے

بھلا فراق مین کس سے کرین گلہ دل کا	شب وصال پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
رات بھر تارے گنے چاند بھی عاشق کیطرح	تم دکھا دو جو تہ زلف پریشان عارض

حسام تخلص چودھری حسام الدین ولد چودھری سعادت علی باشندۂ سلیم پور پرگنہ گوسائین گنج توابع لکھنؤ شاگرد کرامت علی خان فرخ صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے سفر کربلا مین راہی عالم بقا ہوئے

ہے مشق نشتر مژگان جو مشغلہ دل کا	تو پھوٹ پھوٹ کے روئے گا آبلہ دل کا
وہ لال ہین عناب لب ترا ہے گل	کہ جنکو دیکھ کے کھٹے ہوئے ہمارے دانت
بشکل آئنہ دیکھے تو منہ اسمین نظر آئے	صفا رکھتا ہے یہ وہ غیرت مہتاب ناخن پر
شب کو دریا مین جو عکس اوسکے کف پا کا گرا	ہون حباب بحر جون فانوس روشن آب مین

حسام تخلص مولوی حسام الحق ولد مولوی نظام الحق باشندۂ لکھنؤ شاگرد مولوی محمد حسین تسکین

خدا کو مانو آورد زرکی پسند نہین اچھی	کبھی دن تو ہمارے دل کی بھی حسرت نکالو گے
صفائی قلب رکھتا ہون کلمیا ہوکہ تم جانو	کرون رخ جس طرف نا پا دیکھ جانب جم کر

حسرت تخلص حافظ عبد الرحمن نبیرہ قاضی ثناء اللہ مرحوم باشندہ پانی پت

ہم تو حسرت کو سمجھتے تھے کہ اک عارف ہے
یہ تو اسے وائے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

تم بھی رو بیٹھوگے دل کو ہمین سمجھے کیا ہو
اگر آئینہ کبھو تم نے مری جان دیکھا

مگر نہین دوست خدایا مری جان کے دشمن
کیون غضب تم مرے جینے کی دعا کرتے ہین

کیا ہوا دیکھ تو ناصح کہ ہمارے منہ سے
یا صنم نکلے ہی جب یا خدا کرتے ہین

کیونکر کہون کہ ہجر مین مطلق نہین خبر
اتنی خبر تو ہے کہ مجھے کچھ خبر نہین

حسرت تخلص مرزا جعفر علی خلف ابو الخیر عطار باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد سرب سنگھ

دیوانہ مرزا جہاندار شاہ کی رفاقت مین تھے آخر ایام مین ترک دنیا کرکے گوشہ نشین ہو گئے تھے سنہ بارہ سو ہجری مین فوت کی اشعار انکے نمکین ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

گیا دل سو گیا رونے سے کچھ حاصل نہین ہوتا
اگر رو رو کے جی کھو دین تو پیدا دل نہین ہوتا

زخم تیر نگہ و خنجر براں اوٹھا
پر دل زار تو مرہم کا نہ احسان اوٹھا

درس تھا مکتب مین مجھکو آہ کا
یہ سبق تھا پہلی بسم اللہ کا

فرقہ کوئی بچا نہین اوس ترک چشم سے
مارے بہت پڑے ہین مسلمان علی الحساب

بوٹے سے قد مین تو ہے عجب لبری کی شکل
اور کہڑا دیکھیے تو ہے سچ مچ پری کی شکل

رخسار دیکھیے تو وہ ہین مہر و ماہ سے
چیچک کا داغ ہے تو وہ ہے مشتری کی شکل

جوڑے کے باندھنے مین ادا ہے [illegible]
زلفون کے کھولنے مین ستم گستری کی شکل

چولی اسکی تنگ ہین ٹوٹے سر کے بال پریشان ہین
اس بگڑی عالم پر تیرے لاکھ بناؤ [illegible] باقی ہین

کپڑے بدن سے کھولے ہین [illegible] سب [illegible]
جنکے پاس ہو انکا عالم کس سے کہین [illegible]

منہ اوترا ہے گال [illegible] نہین [illegible]
نام خدا لگے ہے عالم پہ جمع ادا مین [illegible]

سچ کہو حسرت [illegible]
اوس کمبخت کی صحبت سے بیزار رہا [illegible]

ہوئے ہے بال مین [illegible] رخسار مین [illegible]
دل بیمار اور [illegible] کرد و نو وقت ملے [illegible]

ساقی ہے وہ سے کہ اہل مجلس
پانی پانی پکارتے ہین

جو حسن و ادا چاہیے سو کچھ ہین [illegible]
پر حیا کی یہ انگیا مین ہے [illegible]

جو گوٹے کناری مین تو بجلی کی چمک ہے
کطرے کے صفا جوڑی کی بندش سو کمون کیا
ہے دام بلا دل کے لیے جالی کی کرتی
وہ بند از راہ جو جھلا جھل کا پڑا ہے
گر کہے تو رات تو دن کو کہون مین رات ہو
چھپکے جو بیٹھے ہو تم ملنا سبھون کا ترک کر
جگر سوزان ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریان ہے
جو ایسا ہے دل دیوانہ میرے ورنہ جان ہے
اگر چشم حقیقت کو ذرا تو کھول کر دیکھے
بھلا پھر کس سے الفت کیجیے اور کسکو دل دیجیے
برنگ شمع دل جلتا ہے تربت پر مری سو بھی
یہ کسکی نعش جاتی ہے کہ جسکے ساتھ ای گردن
جو قول و قرار تھے آپس مین ہم دونو طرف ہو وے ہوئے
اب قسمین کھانے کیا حاصل جو تمنے ڈھنگ نکالے
ہان صاحب کو دنیا مین جو خوش آتی ہو سو وہی
برنگ آب اے وائے یہ کیا زندگانی ہے
بزم مین بیٹھے تھے کل جتنے پری رو ہو رہے
کیسا ہے جگر جس یہ بیداد کر دے گئے
یہ بھی اک ستم تھا کہ خواب مین بجز شکل آکے دکھا گئے
مجھکو تجھسے خدا جدا نہ کرے

لیکن وہ تمامی کی کٹوری ہے غضب کچھ
دن کو ہے تری آنچ ادا ہے تری شب کچھ
گوٹے لگے نیفہ نے رکھا ہوش نہ اب کچھ
اور اس عقدہ کے کھلنے کا کسے یاد ہو ڈھب کچھ
کفر و ایمان نہین یہ دل لے کی بات ہے
جانتا ہون مین کہ دل لینے کی یہ بھی گھات ہے
الٰہی دن ہے میرے مرگ کا یا شام ہجران ہے
تو پھر اک سوز سیرا اٹھا اور سکا گریبان ہے
تو اے یعقوب پھر اک مصر مین سو یا کنعان ہے
جسے ہم دوست سمجھے وہ تو اپنا دشمن جان ہے
چراغ صبح کے مانند کوئی دم کا مہمان ہے
غم و درد و الم فریاد و افغان مرثیہ خوان ہے
تم اور کہین مالوف ہو ہم اور طرف معروف کو
سو خوب طرح سے عالم مین مشہور ہو کر معروف ہوئے
اب ایک ہین سے تھے بیتاب اب کہ صفت سے موقوف
کہ جسکے پاؤن پڑتا ہون اوسیکو سر گرانی ہے
دیکھکر اوسکو لگے لینے بلائین دور سے
لو دل تمھین ہم دیتے ہین کیا یاد کرو گے
کبھی نیند بر سون لین آئی تھی سو اوس طرح جگا کر
مین ہون تجھ سے جدا خدا نہ کرے

حسرت تخلص میر محمد حیات لقب ہیبت قلی خان باشندہ عظیم آباد شاگرد مرزا مظہر قدس سرہ چندے ورز نواب شوکت جنگ کی رفاقت مین تھے بعد ازان نواب سراج الدولہ ناظم بنگالہ کی سرکار مین داروغگی کی خدمت حاصل کی تھی لطیفہ گو

اور حاضر جواب تھے صاحب دیوان گذرے

عبث ہم عشق مین رونے رہے پہلے
سنا ہے آج میخانہ مین جام سے پہلو تہی
فرہاد سے ہمسری کرے کون

پیسا بھی نہ اے ظالم ترا دل
لٹا یا دین و دنیا و نو ہمت اسکو کہتے ہین
سر کسکا پھرا ہے یون مرے کون

حسرت تخلص منشی سعد علی دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد رحیم بیگ رحیم

ہمت جانے کی آس ٹوٹ گئی
ٹوٹا مانا تمہارے خنجر کا

حسن تخلص نواب مہدی علی خان بہادر لکھنوی خلف مرزا امام الدین بن شجاع الدولہ [illegible]
شاگرد سعادت خان ناصر صاحب دیوان ہین

سب چلے اوس پر فریب نرگس کیا
ہو آواز آئی کہ روحی فداک

حسن نے دیکھی ہے تمہاری آنکھ
جو تربت پہ میرے گزر کیجیے

حسن تخلص حسن علی خان کشمیری

آنکھون مین مرے قطرۂ خوناب نہ ٹھہرا
ہر چند کیا ضبط یہ سیماب نہ ٹھہرا

حسن تخلص حکیم احمد حسن مرشد آبادی خلف مولوی فخر الزمان احمد کلکتہ مین رہتے ہین
کبھی احمد بھی تخلص کرتے ہین

پڑا ہے ایسے کٹر سے معاملہ دل کا
اے یار مجھے اور نہ تلوار سے دھکا

نکل سکا نہ کبھی ایک حوصلہ دل کا
یہ کشتہ ترے تیر کا مہمان ہے دم کا

حسن تخلص مرزا حسن خلف سید اللہ ولد سید رضی خان بہادر

دل کو دیکر اوس بت کافر کو ہنسے اے حسن
جس قدر ناحق یہ کھینچی ہے ندامت کیا کہون

حسن تخلص مولوی ابو الحسن خلف مولوی الٰہی بخش نشاط باشندہ قصبہ کاندھلہ [illegible]

جواب لائیو قاصد شتاب نامہ کا
منفعل ہون دست و پا بھی یار نیسے وقت ذبح

جواب نامہ نہ ہو دے جواب نامہ کا
کیون مین تڑپا جو ترے دامن پہ چھینٹا گیا

حسن تخلص خواجہ حسن فرزند خواجہ ابراہیم نبیرۂ خواجہ بجاماری مودودی علیہ الرحمۃ
تلمیذ میر حیدر علی حسرت صاحب کمال تھے موسیقی مین خوب دخل تھا لکھنؤ مین بخشی طوائف تھا

عاشق ہوکر نام اوسکا بطریق التزام مقطع مین لاتے تھے آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے قلندر بخش جرأت نے خواجہ اور بخشی کے معاشقہ کے باب مین ایک مثنوی کہی ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

کیا قتل آہ رجان بخشی بھی کی — حسن اوسنے احسان دوبار ایسا
اشک کے آنکھون سے اک بار بہ چلے آنسو — ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا
وقت وداع یار دل بیقرار نے — یہ آہ کی کہ عرش ہلا دیا
دل دلاسون سے کرے ہے بیقراری بیشتر — خانہ ماتم مین ہو پڑ رستے سے زاری بیشتر
جان بخشی کو بھی آیا نہ دم نزع حسن — اوسنے اسوقت مین بھی ہمسے چھپائین آنکھین
آہ کس کس بیوفائی کا ترے کیجے شمار — اور تو سب اک طرف منہ بھی دکھانے کو رہے
اوسنے کس کس طرح ٹالا اپنے دست ہلاکو — دیکھو تو ہم بھی حسن کس کہہ بہانے سے رہے

حسن تخلص سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک شاگرد ضیاء الدین ضیا وطن انکا ہرات مولد دہلی شروع جوانی مین فیض آباد مین جاکر نواب سردار جنگ خلف نواب سالار جنگ کی رفیقون مین داخل ہوئے تھے شعر پرمزہ و شور انگیز خوب کہتے تھے مثنوی بدر منیر لاجواب کہی ہے سنہ بارہ سو ایک ہجری مین وفات پائی شاعر شیرین زبان انکی فوت کی تاریخ ہی کلیات انکا نظر سے گذرا

تاثر شمارے کو سمجھنے نہ لگی غیر سے وہ — مین نے اس ڈر سے کبھی اوسکو اشارہ نکیا
اظہار خموشی مین ہے سو طرح کی فریاد — ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
نے ہون چمن کا مائل نہ گل کے رنگ و بو کا — رنگ و فا ہو جسمین بندہ ہون اوسکی خو کا
خاموش ہی رہا وہ ہرگز حسن نہ بولا — جسکو مزا لگا کچھ اوس لب کی گفتگو کا
حسن بھی آدمی ہے کچھ خفا ہوتے ہو تم جسسے — خرابات جنونی باولا سودائی آوارہ
قیامت مجھ پہ غضب اوسکا تغافل اور ترحم تھا — گئی تھین گالیان منہ پر کہے لب پر تبسم تھا
غیرون مین جو ہم پہ وہ غضب تھا — کیا جانیے اسکا کیا سبب تھا
خار سے پھوٹے پھپھولے پاؤن کے — درد ہے آخر مرا درمان ہوا

کہا میں کہ بھرتا ہوں دم آپ کا — لگا کہنے صاحب کرم آپ کا

آنکھ اوٹھا کر جسکو دیکھا اوسکے دل کو لے لیا — لیتے لیتے دل کسیکے لینے کا تجھے ڈھب ہو گیا

کیسی وفا کہاں کی محبت کدھر کی مہر — واقف سے ہے تو نہ یہ سچ ہے کہ ہوتا ہے پیار کیا

خط لکھا لا اونسے تب یہ سنایا مجکو حسن — مرکہہ عزیز اسکو بھی آخر یہاں سے یہ مان کا

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ — بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

صیاد کی مرضی ہے کہ اب گل کی ہوس میں — نالے نہ کریں مرغ گرفتار قفس میں

دمن ہوتا ہے جسکو دنیا میں — یارب ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں

دل لگایا جہاں جفا دیکھی — کیا ملا عشق مجھکو راس نہیں

ناز سے غمزے سے عشوہ سے لگا لیتے ہیں — جسکو وہ چاہتے ہیں اپنا بنا لیتے ہیں

دروازہ گو کھلا ہے اجابت کا اے حسن — ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کریں

غیر دق کی بات کیا کہوں اوسکی تو یاد میں — اپنا بھی مجھکو دھیان کبھی ہے کبھی نہیں

آکے دیکھا جو مجھے ابر میں روتے تو کہا — کس منہ سے مینہ تجھے کہتے ہیں یہ برسات کے دن

نوجوانی میں بتو کرلو خدائی کو مرید — ورنہ پیری میں کہاں پھر یہ کرامات کے دن

شیخی تو حسن تیری بری لگتی ہے اللہ — اک تو ہے تو ہے اہل وفا اور نہیں تو

مجھکو باور ہے نہ آتا تھا کہ مغرور ہے تو — میں نے دیکھا تجھے اللہ بہت دور ہے تو

غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو — کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو

زلف و رخ دیکھنے سے تمکو ہے کام — شام دیکھو نہ تم سحر دیکھو

بیٹھی ہے کیا ابھی یہاں خسرو کے ساتھ شیریں — بگڑی ہے بیطرح [illegible] تیشہ سے کوہکن سے

جو چاہتا آپ کو تو اوسے کیا نہ چاہیے — انصاف کر تو چاہیے یہ یا نہ چاہیے

دیکھنے بیٹھا جو وہ اپنے گھر کی چاندنی — جب تلک بیٹھا رہا تب تک نہ سرکی چاندنی

اس مطلع کو بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے شاہ نصیر دہلوی کے نام میں لکھا ہے

سیکڑوں عالم دکھاتی ہے حسن دلبر کے ساتھ — گھٹتی بڑھتی باولا پچھلے پہر کی چاندنی

اس قدر سے اوسکی طلعت کی نہ نسبت کی — جاتی ہے دور دور تک [illegible] کی

پیرہن آتشیں کو وہ دیکھنے لگتا ہے حسن ۔ ایک دم آب میں وہ شوخ جو نہاتا ہے مجھے

اک جان کی در پے ہیں مرے ساتھ ستمگر ۔ غمزہ ہے کرشمہ ہے اشارہ ہے ادا ہے

میں نے تو بھر نظر تجھے دیکھا نہیں ابھی ۔ رکھیو حساب میں نہ ملاقات آج کی

گر بخت اپنے جاگیں تو اک کام کیجیے ۔ سایہ میں اوسکی زلف کی آرام کیجیے

کیوں میں اسطرح رات دن رؤوں ۔ تو کسی سے اگر ہنسا نہ کرے

فرصت نہ دیکھے کبھی ہم نے زندگانی کے ۔ یوں ہی گذر گئے افسوس دن جوانی کے

وہ دن گئے کہ دل میں رہتا تھا درد سے ۔ اب دل نہیں سراپا اک درد ہو گیا ہے

تعجیل نہ کر اک دن آنے تو لگا ہے وہ ۔ مل جاویگا بوسہ بھی کیا منہ کا نوالا ہے

حسن دیتا ہے تو کیوں جی بتوں پر ۔ مار ڈالینگے تجھے یہ کیا خدا سے

تیری یہ چھیڑ چھاڑ مرے جی کو بھا گئی ۔ لی چٹکی اس ادا سے کہ بس جان آگئی

حسن تخلص محمد حسن ولد شیخ کلن باشندہ پالی

لاشں تڑپے گی اسے حسن تہ قبر ۔ اوسکے کوچہ میں دفن اگر نہ ہوئے

حسن تخلص محمد حسن دہلوی شاگرد سودا

قاتل اگر سکے نہ سسکتا ہے چھوڑ دو ۔ خنجر تو ایکدم کے لیے منہ نہ موڑیو

حسن تخلص مولوی محمد حسن باشندہ سلہٹ ولد مفتی محمد سالم شاگرد مست [illegible] ہیں [illegible] کی

ہاتھ اوٹھا ذبح مجھسے اب کیا کام ہے تدبیر کا ۔ ذبح کے قابل ہوں میں موقع ہے اب تکبیر کا

تاثیر زہر زلف کی یہ ہے کہ بعد مرگ ۔ جانے نہ حشر تک مری خاک غبار سے

حسن تخلص منشی عطا حسین خان عرف حسن میاں خلف منشی سخاوت حسین خان بلگرامی

نہ کیونکر رشک سے ہم پیچ کھائیں ۔ تمہاری زلف جب شانہ سنوارے

حسن تخلص سید محمد حسن ولد میر حسین لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہیں

دست دلدار وہاں ہاتھ میں تھا دل ہے ۔ جوش کھاتا ہے یہاں خون تمنا دل میں

اور دل آزار یہی کیوں نہ لہو آنکھوں سے ۔ روز ہوتا ہے یہاں خون تمنا دل میں

حسن تخلص نواب مرزا حسن بہادر خلف آغا حیدر نیشاپوری مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

ملکے غیرون سے یہ اسے یار جلا یا جگر
بھڑکیا آتش غیرت سے پھپھولا دل مین

حسن تخلص احمد حسن ولد سعادت علی باشندۂ قصبہ موہان شاگرد رشک

دا منہ ابرو و خندہ از ہمارا دل ہے
کشتۂ خنجر خونخوار ہمارا دل ہے

حسین تخلص نواب غلام حسین خان خلف نواب محمد تیردار خان قوم افغان رئیس تھا جہان پور
شعر فارسی کہتے ہین -

مین تو تدبیر مین تھا زخم جگر کے مصروف
دل بھی پہلو مین طپان تھا مجھے معلوم نہ تھا
آگئے ملنے کی کوی راہ نکل آ ئیگی
بیقراری تو مجھے اوسکی تو در تک پہونچا
تشنۂ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی
دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل دیجیو
مرے اعمال ہین رونے کے قابل
خدائی سالہا مجھ پر ہنسا کی

حسین تخلص سید غلام حسین دہلوی ولد سید عبد اللہ پہلے عزیز تخلص کرتے تھے
میرٹھ مین انگریزون کو پڑھایا کرتے تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

تھا عرش سے بڑھکر جو دماغ اپنا وہی ہے
یون چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا

حسینی تخلص مولوی حسین علی باشندۂ کرنال

جب لکھی حق نے تری تصویر اپنے ہاتھ سے
ہاتھ ملتی رہ گئی تقدیر اپنے ہاتھ سے

حشم تخلص حکیم باقر علی خلف حکیم مرزا احمد لکھنوی شاگرد ناسخ

ناحق کسی کی آنکھین نکلوائیے گا کیا
کیا ہنسکے آپ نے پیا شرارت کی آنکھ سے
ارمان بھی رہا کرا ادھر دیکھیے کبھی
الفت کی جیتونون سے محبت کی آنکھ سے

حشمت تخلص میر آغا حسین شاگرد مرزا علی جان شفق باشندۂ لکھنو مقیم کلکتہ یہ شعر اس
تذکرہ کے لیے بھیجا تھا

چمن مین [illegible] ہر ایک غنچہ [illegible]
گلو نے جو بن [illegible] تمام گلشن [illegible]

حشمت تخلص مرزا غلام فخر الدین دہلوی بن مرزا اعظم بخت بن شاہ عالم بادشاہ
شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان ۱۲۶۶ بارہ سو چھیاسٹھ ہجری مین انتقال کیا

تارون سے [illegible] بر پا ہو فتنۂ محشر ہین
قامت سے ترے قائم فتنہ ہے قیامت کا

ہمدمو تیرا قدم رکھے ہے ان قدمون کے بیچ ... نہ جیسے کوئی دو چار قدم اور زیادہ

حشمت تخلص میر محتشم علی خان خلف میر باقی وطن اصلی بدخشان مولد دہلی فارسی شعر خوب کہتے تھے ۱۱۶۱ بارہ سو تریسٹھ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان فارسی گذرے ہے

گور کے سوتے دوانون کو جگاتی ہے بہار ... شور ہے غل ہے قیامت سنگ لی ہے بلد
خوب میاز مین نے بعد فنا ... خاک کی بھی غبار تھا دل مین

حشمت تخلص میر محمد علی مرحوم معاصر سودا

خط نے ترا حسن سب گنوایا ... یہ سبزہ قدم کہان سے آیا
تم نے لیا ہے گھیر مجھے یہان تلک کہ اب ... دنیا ہے ساتھ جینے سے مجھکو حجاب دل

حشمتی تخلص لالہ ماتا دین عظیم آبادی متعلق مظفر پور شاگرد وزیر علی عبرتی بیشتر فارسی کہتے ہین

دیکھین گے حسن حور تو پھسلے گا دل ضرور ... جنت مین بھی یقین نہے نہ آرام پائے دل

حضور تخلص شیخ غلام یحیی تاجر عظیم آبادی صاحب دیوان گذرے

پھرے گا نہ یہ دل تری بندگی سے ... یہ بندہ ہے تیرا خدا جانتا ہے
تیر نگاہ یار بلا ہے اگر کہین ... ترچھا بھی لگ گیا تو کلیجے کے پار ہے

حضور تخلص محسن مرزا عرف اچھے مرزا

نالہ شب فراق مین کب رائیگان گیا ... کیون آپ آئے اب وہ تنفر کہان گیا
پھیرتا ہے جو چھری حلق پہ ٹھہرا ٹھہرا ... رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا

حضور تخلص لالہ بال مکند کھتری دہلوی شاگرد میر درد علیہ الرحمۃ زبان عربی سے بھی واقف تھے

یہ جو چشم پر آب ہین دو دونون ... ایک خانہ خراب ہین معلوم
بیسان مجھ مین نہین ہے جان باقی ... [illegible] اب بھی ہے امتحان باقی
جفا کو تم وفا سمجھے ستم کو ہم کرم سمجھے ... ادھر تم دل مین تم سمجھا [illegible]

حضور تخلص منشی محمد عبد البصیر ولد مولوی عبد الغنی ... [illegible] شاگرد میر صبا

کس دن سوال وصل کیا اوس سے شب کو ہائے | یارب وہ باز آئیگا اپنی نہیں سے کب
زندگی کا لطف یہی کرتے ہون گلشن کی سیر | شیشہ سے ہو بغل میں دست دلبر ہاتھ مین
پڑجاے ترے شعلۂ رخ پر جو خطا آنکھ | پھر راہ پہ لگا اسے نہ کبھی کبک دری آنکھ

حضوری تخلص مولوی مظہر علی باشندہ دیوا جہانگیرآباد خوشنویسی مین مشاق تھے

کل جو غصہ سے مجھے اوسنے دکھائین آنکھیں | روتے روتے مری آشوب کر آئین آنکھیں
ایک لحظہ بھی کبھی آنکھ نہ لگتی دیکھے | کیا برا وقت تھا جب تم سے لگائین آنکھیں

حفیظ تخلص حافظ محمد حفیظ مرثیہ گوی دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم اسنے مرثیہ مین برخلاف مرثیہ گویون کے روایت وضعی اور کاذبہ ہو آتی تھی

خاک پا ہون بندہ ہون عاشق ہون تیرا یار ہون | تجھ کو آخر مین بھی تیرا اے مرے دلدار ہون
محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکھاتی ہے | اگر اک دم ہنساتی ہے تو پہرون رلاتی ہے
ہم تو دشمن آپ کے ہین بارے یہ فرمایئے | اور کس کس سے تجھے کی دوستداری کیجی
روبرو غیرون کے شکوہ کیا کرین ہم آپ کا | ہو رہینگی پھر کبھی باتین ہمارے آپکے

حقارت تخلص میر من ولد سلطان علی داروغہ

کسوت خاک پہ اتنا تو نہ نازان اے قیس | اپنے تن پر بھی کبھی جامۂ عریانی تھا

حقیر تخلص منشی نبی بخش اکبرآبادی سررشتہ دار عدالت فوجداری ضلع کول ولد منشی حسین بخش فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

زخم کے منہ مین بھر آیا پانی | جب کہ پیکان کا مزا یاد آیا
پھر گریبان کے اوڑینگے ٹکڑے | پھر وہی چاک قبا یاد آیا
لطف پہ غیرون کے کیے اوسنے رقم | ہم کو قسمت کا لکھا یاد آیا
دل گیا ہن جسسے تھی مجھکو تسلی کی امید | تشنۂ خون آفت دل دشمن جان ہو گئین
شانہ نے بل نکال دیے زلف یار کے | سیدھا کیا ہے موذیون کو مار مار کے

حقیر تخلص میر نظام الدین عرف میر کلو دہلوی

دل بہت وحشت عالم [illegible] بیطرح | کیوں گھرا ہون اور ناخوش ہون زنجیر کی طرح

حکیم تخلص حکیم احمد حسین عرف کلن سوداگر عظیم آبادی خلف شیخ فیض بخش شاگرد غلام علی راسخ

کچھ آج اودھم سی ہے ہوا سے مری زنجیر — کیا آئی ہوا کا گل بیجاپن سے اودھر کو
آنکھیں تری وہ ترک ہین کافر کہ جنون نے — دین چھین لیا گبر و مسلمان سے اودھر کو

حکیم تخلص محمد نیاز خان خلف سید محمد شریف خان تلمیذ خواجہ میر درد باشندۂ دہلی پہلے نثار تخلص کرتے تھے تاریخ اور موسیقی مین کامل تھے

پوچھے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر — ایک تکیہ بنا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس
تیرے لیے خلق در بدر ہے — اے خانہ خراب تو کدھر ہے
ہم تو کیونکر کہین کہ بوسہ دو — گر عنایت کرو عنایت ہے
ہم ہی صنم کے غم مین نہ ایمان سے گئے — کتنے ہی بندگان خدا جان سے گئے

حلیم تخلص میر محمد علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد رضا برق

جب ملکے دل کو چۂ گیسو مین مرا اولجھا ہے — وہ بلا کون سی ہے جو نہین آئی سر پر

حلیم تخلص حکیم نہال الدین محرر صدر اکبرآباد باشندہ کاکوری

مرے کلیجہ ہی نہ گئی میرے گھر کی تاریکی — رہا خموش چراغ مزار ساری رات
پھنسا کے زلف مین ٹالی ہے پاؤن مین بیڑی — دگر نہ رنگ حنا لائی تھی مہندی مین سرخ

حلم تخلص مرزا محمد سعید الدین عرف مرزا فیاض الدین خلف مرزا ریاض الدین عرف مرزا محمد جان نبیرۂ مرزا جہاندار شاہ مقیم بنارس شاگرد میر نواب

کب حنا کی رنگ سے ہوا اوسکی کف پا سرخ — لعل کی رکھتا ہے اپنے یار معدن زیر پا

حمزہ تخلص شاہ حمزہ دہلوی مقیم عظیم آباد اخر ایام مین فقیری اختیار کی تھی کبھی ہند بھی تخلص کرتے تھے

اے کیس کس کے تئین بیٹھ کے ہم یاد کرین — ہم مجنون کرین یا ماتم فرہاد کرین
سب سے یہان ہی رہنے کا خیال اپنا ہے — مثل کی طرح یہ دو بال و بال اپنا ہے

حمزہ تخلص مرزا علی باشندۂ امام دہ کلی کرتے تھے

حواس تخلص منشی دیپ چند کھتری دہلوی خط نستعلیق و شکستہ خوب لکھتے تھے زبان فارسی و انشا پردازی میں کامل تھے پیرانہ سالی میں بسبب مختل ہونے حواس کے یہ تخلص اختیار کیا اور شاعری کی طرف مائل ہوئے بارہ تیرہ برس ہوئے کہ انتقال کیا

جب کہ آنے کی سنی میں نے خبر دلدار کی
بھر گئی کانوں میں بو اوس زلف عنبر بار کی

حیا تخلص مرزا رحیم الدین خلف شہزادہ کریم الدین دہلوی متخلص بہ رسا فہم رکھتے بامزہ ہوتے ہیں شطرنج بہت خوب کھیلتے ہیں دیوان انکا نظر سے گزرا

دیکھنے پاتے نہ دل بھر کر قیامت میں تجھے
روز محشر وصل کی شب کی برابر ہو گیا

رونا کہاں ہوا مجھے دل کھول کر نصیب
دو آنسوؤں میں نوح کا طوفان آگیا

ممکن ہے کہ رحم اوس بت کافر کو نہ آئے
پر ہم کو حیا حال دکھانا نہیں آتا

بتوں کو چاہ کے ہم تو عذاب میں ہیں حیا
شب فراق کٹی روز انتظار آیا

کہا صنم سے تسلی دو آن کر تو کہا
خدا نہیں کہ جو ہم دل رکھیں زمانے کا

سہل سمجھے تھے وہم قتل گران جانی کو
ہو گیا کام تری تیغ کو دشوار اپنا

پس وصال میسر مجھے وصال ہوا
مرے جنازے پہ بیٹھے رہے وہ ساری رات

شروع شام جدائی میں نالہ و افغان
ابھی تو اے دل مضطر پڑی ہے ساری رات

ناصح نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام
ایسی سنے تو میں ہی نہ سمجھا لیا کرون

آدمی ہوں نہیں پتھر کا کلیجہ میرا
اس قدر تو نہ ستم کر کہ اوٹھا بھی نہ سکوں

آتے ہی آتے موت کی یہاں عمر ہو چکی
جو ہے سو میری جان کو غفلت تمہاری ہے

حیات تخلص محمد حیات خان ولد احمد یار خان قوم افغان شاگرد درخشن شاہ روشن تخلص و نواب الٰہی بخش خان معروف باشندہ رام پور میرٹھ میں پیسٹ کے سررشتہ سے متعلق تھے

تیرے بسمل کی یہ حالت ہوتی خنجر ناز
سر جدا ہاتھ جدا پاؤں جدا دھڑ سے

حیات تخلص مہر الدولہ سید زکی ملتجان بہادر باشندہ لکھنؤ شاگرد مصحفی [illegible]

اون زلفوں میں اب دل کا پھنسنا نہیں اچھا
ان کافروں کے پیچ میں آنا نہیں اچھا

تھوڑی سی ہے رات اور وہ بہن جانے پہ تیار — او فرخ سحر شور مچانا نہین اچھا
موت آئے جیسے سایۂ دیوار صنم مین — ایسے کا تو مردہ بہی اوٹھانا نہین اچھا

حیدر تخلص حسام الدین

فلک حضاب پریوش فرشتہ خو کمت — مجال تہی کہ سگ یار کو مین تو کہتا
تسخیر کو عالم کے نیا طور نکالا — کیا طوق محبت ہے ترے کان کا بالا

حیدر تخلص منشی حیدر علی مرحوم باشندۂ ہوگلی خلف منشی غلام نبی مرحوم بن سندخان مرحوم دہلوی جو والتند یزدان کے عہد مین دہلی سے ہوگلی مین آئے تھے اور وہین سکونت اختیار کی تہی بڑے ظریف تھے راقم نے انکو ہوگلی مین دیکہا ہے

کھڑا ہو کر مرے بالین پہ وہ رخصت جو ہوتا ہے — نظر آتا ہے حیدر نزع مین جلوہ قیامت کا
حال دل گر کہون تو کہتا ہے — شوق مجھکو نہین کہانی کا
سست پیری مین کیون ہوا ای حیدر — کیا ہوا ولولہ جوانی کا
سنگ ہاتھون مین لیے ہین ساتھ طفلان حسین — مین وہ دیوانہ ہون پریون کا اکھاڑا ساتھ ہے
ایک بوسے کے لیے آنا پڑتا ہر کوچہ — تو ہی منصف ہو بہلا انصاف تیرے ہاتھ ہے

حیدر تخلص مرزا حیدر شکوہ خلف مرزا کام بخت بن مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ

ناز سے جب وہ چلتے ہین بازیب آتی ہے یہ صدا — کافر لیے اونکو جو وہ انکار قیامت کرتے ہین

حیدر تخلص مولوی سید ولی حیدر ولد منشی امیر حیدر فرخ آبادی

خلق کی آنکھون مین خار سے پھرتے ہم — تم سے کے نظر سے جو اتار اہسین

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر خلف مولوی غلام حیدر مرحوم سررشتہ دار فورٹ ولیم کالج کلکتہ و مدرس فارسی بہرۂ مدرسۂ عالیہ کلکتہ وطن انکا جاالکلام مولد بنارس مسکن کلکتہ اشعار اپنے راقم کو دکھلاتے ہین انکی طبیعت مین نہایت شوخی ہے صاحب دیوان ہین

دل لیکے مرا صاف مکر جاتے ہین کیسا — جب مانگون تو جھنجھلا کے یہ فرماتے ہین کیسا

دکھاتے ہین جھنجھلاتے ہین شرماتے ہین کیا کیا
رعشہ بھی ہے کچھ جسم مین کچھ لب پہ ہنسی ہے
دل وجان و دین وایمان دے چکا پھر کیا چھپانا
درد کیا کہ جدا درد کی صورت سب مین
میرے اشکون کی روانی دیکھکر انجمن
سن لیا سرمہ لگاتے مین جو حال مرگ غیر
عشق خط سبز نے چھپایا مجھے مثل حنا
اوس بت کا فکر دل مین رکھتے ہو حیدر خیال
کتنی دن سے ہے کیا ہاے مضطر
نہ کیجے ضد نہ کیجے ضد بس اب رہجائیے صاحب
قابو مین آگئے تو چکھا ینگے ہم مزے
دیجے بوسہ یا کہ گالی لیجیے جو کہنا ہو صاف
کیا بھولے بنکے کہتے ہین قربان جائیے
ان شوخ شنگ اونگلیون مین کیا ہی زیب دین
لیا بوسہ خطا کی گالیان تو دے چکے صاحب
ہر ہر قدم پہ آہ نکلتی ہے دم بدم
مجھکو بھاتی ہین قیامت تیری دلبر چھاتیان
وصل مین وہ سسکیان لیلے کے کہنا یاد ہے
ذرا سینے پہ میرے ہاتھ رکھکر دیکھتے جاؤ
مجھکو کیون آئینہ دکھاتے ہو
پردہ اوٹھواؤ مین نہین موسے
ہوئی کیا شمع گل بن آئی میری بوسے لیتا ہون
مثال نقش پا کوچہ مین اوسکے جمکے بیٹھے ہین

قابو مین مرے آکے وہ گھبراتے ہین کیا کیا
تنہا کہین ملتے ہین تو گھبراتے ہین کیسا
ذرا ایمان کھانے سے تو رکھو بدگمان ہا
اپنا ہم درد کوئی خویش و برادر نہ ہوا
ایسا مٹا غم سے دریا بھی قطرہ ہوگیا
کیا اوسے آنسو بہانے کا بہانا ہوگیا
سبز بختی رنگ لائی خون اپنا ہوگیا
قبلہ مین دیکھیے کعبہ کلیسا ہوگیا
خدا جانے کہ حیدر کو ہوا کیا
مجھے دفنائیے گر آج کی شب جائیے صاحب
اچھا سوال بوسہ پہ ان منہ چڑاتے ہین آپ
زیر لب کہتے ہین کیا فرمائیے اچھی طرح
ہوتی ہین ہنگ چار سفید و سیاہ و سرخ
فیروزون کے جو چھلے ہون ای یار سبز سبز
لیے جاتے ہو میری کیلیے چوڑیان تا کب
اللہ رے ضعف چلتے نہین بے عصا کی ہم
اونچی اونچی گول چکنی سخت پتھر چھاتیان
کیسی بے رحمی سے آف ملتے ہو حیدر چھاتیان
دھڑکتا ہے کلیجہ دل ہے مضطر دیکھتے جاؤ
شب مہتاب مین بلاتے ہو
نصرانی کے مشناتے ہو
مزا ہے یہ بھری مجلس مین وہ جھنجھلا نہین سکتے
مٹا دین لاکھ وہ مجھکو گر اوٹھوا نہین سکتے

ہے صبا جاروب کش چھڑکاؤ کرتا ہے سحاب — آمد فصل بہاری کی چمن میں دھوم ہے
دیکھیے جس وقت طفلان پریرو ساتھ ہیں — ایک تھا ہشیار پر حیدر عجب دیوانہ ہے
چلے ہو کس لیے ہو کر خفا سنو تو سہی — بتا دو پہلے ہماری خطا سنو تو سہی
ادھر تو دیکھو تہ بولو ذرا سنو تو سہی — شب وصال میں کیسی حیا سنو تو سہی
تا صبح ایک بوسہ نہ ہرگز دیا مجھے — باتیں تمام شب وہ بنا کے چلے گئے
مجنون نے کان بھی نہ رکھا آہ و نالہ پر — بلبل کو چٹکیوں میں اوڑا کے چلے گئے
اوٹھے کس لیے تم بھلا بیٹھے بیٹھے — ہوئے مجھ سے شاید خفا بیٹھے بیٹھے
بس قتل عاشقان پہ وہ بیڑا اوٹھائیے — لاکھوں کا خون ہوگا نہ لاکھا جمائیے
در پردہ پردہ فاش کیا چاک جیب نے — پردہ نشین سے عشق کو کیونکر چھپائیے
کافر یہ سنگدل ہیں بڑے سخت بیوفا — حیدر نہ ان بتوں سے کبھی دل لگائیے

حیدر تخلص نواب حیدر حسین خان خلف نواب حیدر علیخان شاگرد جوشش

کچھ تو ارشاد ہو فرمائیے کچھ تو صاحب — کیا خطا مجھ سے ہوئی آپ جو کم لگتے ہیں

حیدر تخلص سید ابن حیدر عرف بھولے میاں خلف سید دلدار حیدر بلگرامی

یاد رکھنا تو مری بات کو اے جان جہان — مجھ سا دنیا میں نہیں ہے ترا خواہان پیدا

حیدر تخلص سید حیدر علی خان لاہوری حضرت شیخ عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادوں میں تھے

لے سنگ و خشت مجھ پہ ہر خاص و عام نکلا — بارے جنون کی دولت اپنا یہ کام نکلا
میاں تنگ تو رشک سے کہ گوارا نہیں مجھے — محرم سے ہے بند بھی جو ترے سینہ بند کا
استادہ ہے بیڈھب کچھ اس چشم تر کا — خدا حافظ آج اپنی دیوار و در کا

حیدر تخلص میاں حیدر

ہے کہاں اب تو اے مسیحا دم — یاد آتا ہے وہ ترا عالم
ہجر میں تیرے مجھ پہ کیا گذری — تجھکو معلوم کچھ ہوا اے صنم

حیدر تخلص دلیر الدولہ محمد علی خان بہادر عرف آغا حیدر خلف نواب

حیران تخلص میر شجو عظیم آبادی مرثیہ مین متکلم تخلص کرتے ہین

وہ ظالم ایک دن بھی آن کر بیٹھا نہ پہلو مین
اگر دیکھا ہے یہ حال دل دیوانہ پہلو مین

حیران تخلص میر ولایت علی دہلوی بہادر شاہ بادشاہ دہلی متخلص بہ ظفر کے عہد مین عہدۂ کپتانی پر مامور تھے

سر جھکایا رہون یا چھوڑ کے سر پاؤن
تیری مرضی ہے بتا اے غم تنہائی کیا
شکل تصویر جو حیرت مین تو اے حیران ہے
اوسکی تصویر کسی نے تجھے دکھلائی کیا

حیرت تخلص حافظ عبد الرحمن باشندۂ جھنجھانا شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

اک دو ہی آنسوؤن مین لگا ڈوبنے فلک
نکلے گی خاک دیدۂ خونبار کی ہوس
گر شربت وصال نہین موت ہی سہی
کوئی تو نکلے اس دل بیمار کی ہوس
حیرت کا خدا جانے ہے کیا حال کہ ہم تک
کچھ رات سے آتی نہین آواز فغان کی

حیرت تخلص مرزا رمضانی دہلوی خلف شہزادہ صمصام الدین شاگرد مرزا [illegible]

وہ خار ہون کسی سے اولجھتا نہین ہون مین
دشمن کی آنکھ مین بھی کھٹکتا نہین ہون مین
حیرت اب یار سے کیون ترک وفا کرتے ہو
پہلے ہی تم نے محبت نہ بڑھائی ہوتی

حیرت تخلص محمد جان خان ولد باز خان باشندۂ الہ آباد

مرقد سے میرے اوٹھکے بگولا جو رہ گیا
کہنے لگے وہ خاک کسی ناتوان کی ہے

حیرت تخلص میر محمد حسین ولد سید راشد علی متوطن بارہ مقیم قصبۂ اکبرپور معروف بہ بندگی تحصیل فتحپور ہنسوا شاگرد احمد علی کامل

اوٹھا جو صبح کو ملتا وہ مست خواب آنکھین
لگا چرانے مسیحا سے آفتاب آنکھین
خبر ہے آمد جانان کی بر لب دریا
ہین انتظار مین کھولے ہوئے حباب آنکھین

حیرت تخلص میر مراد علی تاجر مرادآبادی شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا تخلص حیدر لکھا ہے

سمجھ کے دیکھا تو بیجا تھا سب گلا دل کا
یہ چشم تر نے ڈبویا معاملہ دل کا
شریک آہ ہے شور جنون ہو وحشت کے
عجب جلوس سے جاتا ہے قافلہ دل کا

کہان سے ہے شیشۂ محتسب لے توڑا	مرے جنون مین چھلکتا ہے آبلہ دل کا

حیرت تخلص غلام محی الدین بنیرۂ میر منو ولد اعتماد الدولہ قمر الدین خان مقیم کاپنی ہری بھی کہتے تھے

ہم اوس بزم سے یون پر ارمان نکلے	جوانی مین جسطرح سے جان نکلے
یہ تم دیکھو کن آنکھونسے مین ہی غیرت عشق	ایک عالم اوسی کوچہ کا تماشائی ہے

حیرت تخلص پنڈت اجودھیا پرشاد کشمیری شاگرد جرأت موسیقی اور تیر اندازی مین اچھا دخل رکھتے تھے ۱۲۳۳ بارہ سو تینتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے کبھی دلی اور کبھی لکھنؤ مین رہا کرتے تھے

برنگ نقش پا دسکی گلی سے اوٹھ نہین سکتا	ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

حیف تخلص میر چراغ علی لکھنوی شاگرد میر شبیر علی افسوس

جسکی ہر اک امید مبدل بہ یاس ہو	کیا اوس مریض عشق کی جینی کی آس ہو
ہے اپنے تو نزدیک وفا خوب ولیکن	ہو لطف جو تیری بھی طبیعت ادھر آوے
کہتا ہے کوئی بال اوسے کوئی رگ گل	کچھ مین بھی کہون تیری کمر جو نظر آوے
کانون مین نہین ہین اوسکے بالے	اک چاند کے دو ہوسے ہین ہالے

حیف تخلص موتی لال ولد لالا بیت سنگہ شاگرد میر سوز ۱۱۹۹ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

گلشن دہر مین کیونکر وہ بھلا شاد رہے	رات دن جسکے لیے گھات مین صیاد رہے

حیف تخلص شیخ محمد حاجی مرحوم دہلوی شاگرد میر محمدی بیدار

رباعی

اب تجھسے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے	سب تجھسے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے
پہلے کہدے کہ ہو برا تو نہ مانیگا	تب تجھسے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے

حرف خاء معجمہ

خادم تخلص خادم علی شاہ مقیم کلکتہ نوسٹھ بارہ برس ہوئے کہ انتقال کیا از مرگ

اپنے مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

ساعت آیا میل سے دلبر وہ باد افسوس کچ — خانۂ تاریک مین روشن ہوا تا دو گھڑی آج

خادم تخلص منشی محمد ہری راجہ ہیرد وان کی سرکار مین متعلق ہین فارسی بیشتر کہتے ہین

الفت کوئی دم مین اب آتا ہے شبرو کی رات — طفل سے ممکن نہین ہے ضبط گریہ زار کا

خادم تخلص شیخ خادم علی کنبیلی شاگرد میر تقی دہلی مین تربیت پائی تھی بیشتر خطوط مین دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے

عاشق ہوا ہون اک بت بالا بلند پر — صد آفرین ہے میری بھی عالی پسند پر

اسکے ہاتھون اک جہان ویران ہے — چشم بھی میرے کوئی طوفان ہے

خادم تخلص خادم علی خان باشندہ فرخ آباد استاد نواب ناصر جنگ بنگش بیشتر فارسی کہتے تھے

مجکو کہتے ہو کہ مین باہر ہو — آپ کے کہنے سے کب باہر ہون

خادم تخلص خادم علی لاہوری مقیم دہلی

نہین ہو سکا نہ کوئی تمہین سوکین پردہ شوخ — نہ ملا اپنے جگر سوختہ سے پر نہ ملا

خادم تخلص ایک شخص باشندہ پانی پت کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

رات بھر ہا ہم پروانہ مین رونی ہے شمع — اشک سے داغ جگر اپنے کو دھوتی ہے شمع

خاص تخلص منشی پلٹن سپاہیان شاہی محمد حیدر خان خلف الٰہی بخش خان باشندۂ دہلی شاگرد مرزا جمعیت شاہ ماہر

تھی جدائی گرچہ پہلو مین مرے وہ یار تھا — ناز تھا آزردگی تھی رنج تھا انکار تھا

کیا وہ شب جھیلین نہ کیا یاد فرقہ کا جب آگے — گاہ نشتر تھا جگر مین گاہ دل مین خار تھا

دیکھے نقشہ اگر اوس عالم تصویر کا — تو تو کیا زاہد دل آوے اوس بت تیرے کا

خاکسار تخلص میر محمد یار عرف میر کلو مرحوم دہلوی شاگرد مرزا مظہر قدس سرہٗ قدم شریف مین تشریف رکھتے تھے بڑے عاشق فراج اور صاحب دل تھے جسپر اونکی آنکھ پڑی تھی وہ تعلقات دنیا سے آزاد ہو جاتا تھا

مرزا محمد حسین خراسانی یا وریسیر وزیر صبا کے

مرتا ہون نہ جیتا ہون محبت کو مین پڑا ہون ۔ کیا پوچھتے ہو حال ہے بیمار مرے دل کا

خبیر تخلص سید مہدی بلگرامی ولد محمد عسکری اتھورلسے روز ہوے کہ بیس برس کی عمر مین بعارضۂ تپ قضا کی

ہم نے رونے کا بہلا کب سر وساماں باندھا ۔ سد وصال رنجش دلدار ہو گئی
تم نے ہی دیدہ و دانستہ یہ طوفان باندھا ۔ اتنا بڑھا غبار کہ دیوار ہو گئی

جمیر تخلص غلام محمد خان خلف غلام قادر خان فتح آبادی شاگرد رشک

ہے ماہ پر آکے ترے مہتاب کا عالم ۔ خورشید مین نقشہ ہے چراغ سحری کا

خدمت تخلص فرحت علی لکھنوی

دو دن ہے زندگانی مجھسے کلام کر لے ۔ اکبار میرے گھر مین دلبر مقام کر لے

خرد تخلص نواب فخر الدین خان دہلوی خلف نواب شرف الدین خان معاصر مومن

ہمارے اونکی صحبت کو ابرو برق کی سی ہے ۔ ہم اونکو دیکھکر روتے ہین اور وہ ہم پہ ہنستے ہین
بتون پہ جان سے ہے جلدی کہین ہو نہ ظالم ۔ یہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خرد تخلص بالا پرشاد کھتری خوشنویس باشندۂ دہلی

یہ سچ ہے تجھ ہو رہو وہ گلرنگ ترا ای جوہری ۔ کیا ہے نسبت لعل کو اوسکے لب خوش رنگ سے

خرسند تخلص پنڈت رام نراین دہلوی شاگرد حافظ غلام دستگیر میان

ہم آپ سے نہین جاتے بیان ہو کر ۔ یہ جیسے جذبۂ دل کا اثر ہے کیا کیجیے

خستہ تخلص محمد عبد اللہ عرف میر چھون دہلوی والد اسکے نواب عبد الودود عبد الاحد خان کے متوسلین مین تھے

سایہ سا [illegible] تو تھے پاتو تلک گر گر کر ۔ اوسنے دامن کو بھی پر ہاتھ لگانے نہ دیا

خستہ تخلص غلام قطب سید محمد گرمانی قدس سرہٗ کی اولادون مین اور سلطان المشائخ رحمۃ اللہ کے مزار کے خادمون مین تھے بہ رسے خاک

ترک چشم و صف مژگان و نگاہ خونریز — ہین انھین لشکر خونخوار کے سردار ابرو
کشتیان الکھین ہین بیشک خط پیشانی ہو — مچھلیان حسن کے دریا مین ہین آبا دابرو
پرتو سے محبوب ہے یا کوئی سلخ نہ ہے — فرق خنجر ہے مگر جوہر ہے تلوار ابرو

حقی تخلص راجہ بابو عظیم آبادی

ہے خنک ازبس ہوا سے بزم ساقی جلا — گرم صحبت ہو گی زیب انجمن ہو جائے گا
دیکھ سنبل کو چمن مین یاد آئے اسکے بال — حال اس گلگشت سے آخر پریشانی ہو گی

خلش تخلص حافظ فردوس علی شاگرد حضرت مولوی عبد الکریم سوز

کیون یہ کہتے ہو خلش کو کہ وہ بیمار نہ تھا — کچھ تو آزار اوسے تھا کہ وہ اچھا نہ ہوا

خلق تخلص میر احسن خلف و شاگرد میر حسن دہلوی صاحب مثنوی بدر منیر باشندۂ لکھنؤ

عجب عالم مین بیہوشی کے وہ مجھکو نظر آیا — کر اتنا بھی نہ ہوش آیا کہ جو پوچھون کدھر آیا
دل لگانے تو لگا یا یہ نہ تھا کچھ معلوم — جی پہ کیا گزرے گا اور جان پہ کیا ہوویگا

خلیق تخلص مرزا منور علی ولد مرزا [illegible] بارہ سو نانوے ہجری مین ناظم بنگالہ کی سرکار مین توسل رکھتے تھے

صحبت زندہ دلان ہے باعث طول حیات — ہمنشینی مردہ دل کی ہے عذاب زندگی

خلیق تخلص میر مستحسن مرثیہ گو برادر خورد میر احسن خلق باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

غفلت مین فرق اپنے تجھبین کبھو نہ آیا — ہم آپ مین نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا
کہا مین نے جو اسے گل کچھ تو وفا کر — تو وہ ہنس پڑا وہ کھلکھلا کر
بھاگنا تیرا بجا اوس سے ہے اے [illegible] — کہ تو سیماب ہے اور پارۂ اخگر عاشق
حشر کا ڈر ادنہین کیا ہے کہ تیرے کوچہ مین — خود بپا کرتے ہین ہنگامۂ محشر عاشق
بیستون مین اثر گریۂ فرہاد کو دیکھ — جگر سنگ سے بھی آب رواں ہے [illegible]
شیشہ آئینہ سے اوس [illegible] سنگ [illegible] — صاف اودھر سے نظر آتا ہے اودھر کا [illegible]

گردیاں غلطیں ہندکی ہند سے بنگال کے — کیسا لگا مرے رنگ حنا کا نگار ہاتھ
اوس بت کو دیکھتے ہی ہوا اول پاؤں شل — خنجر کے نیچے دب گئے بے اختیار ہاتھ
ہر طرح جل رہیگا بس مرگ اے خلیل — دس گز کفن گزی کا زمین میں چار ہاتھ
اچھے نہیں ہیں جوشش وحشت کے رنگ — تیور کچھ اب کی سال برے ہیں بہار کے
دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل — پھرتی ہیں پتلیاں یہ سہارے سے تار کے
حالت صفت شمع ہے یہ سوز جگر کی — پاؤں کو جلا دیتی ہے آتش مرے سر کی
ہیں مرگیا وہ گھر کو گیا صبح شب وصل — نقارہ مرے کوچ کا نوبت تھی سحر کی
مرکر بھی چھپاؤں جو تری زلف کا سودا — بتی نہ دہواں دے مرے تربت پہ اگر کی

خلیل تخلص سید ابراہیم علی اکبرآبادی شاگرد گلزار علی اسیر

وصف دہن تنگ نے خاموش کیا ہے — نے جائے سخن ہے نہ موقع ہے صدا کا
کعبہ و دیر میں کس کے لیے پھرتے ہو خلیل — سچ کہو شوق ہوا کس بت ہرجائی کا
ملجائے کا موقع جو کبھی دادرسی کا — اللہ سے اے بت تری فریاد کرینگے

خلیل تخلص علی ابراہیم خان مرحوم نائب ناظم بنگالہ گورنر جنرل لارڈ ہیسٹنگس بہادر نے انکو عدالت دیوانی ضلع بنارس کا حاکم مقرر کیا تھا صاحب دیوان و تذکرہ شعرائے فارسی و اردو گزرے

شور رونے سے میرے تر ہو جیب و کنار خم — خلیل آنکھوں کے ہاتھوں ہوگیا آزار پہلو میں

خلیل تخلص شیخ محمد خلیل لکھنوی شاگرد مصحفی

جب آ کے ترے شمع نے سر اپنا اوٹھایا — گلگیر نے تب اوسکی وہیں دور کی گردن
ہو تیغ لیے نکلے ہے اک ہاتھ میں خورشید — تا کاٹ لے جو دیکھے غضب دیجور کی گردن

خلیل تخلص شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علی شاہ پادشاہ لکھنو شاگرد نواب عاشور علی خان بہادر خلف خواجہ عبدالحکیم غدر میں مارے گئے وطن انکا کشمیر مسکن لکھنو شعر اسکے اچھے ہوتے ہیں

قسمت سے گھر کا ہمکو آپ سے کا — غیر بندے ہی کو ہوا سے کا

سنکے حال شب فرقت بولے	لیجئے کچھ اور بھی فرمایئے گا
ایسے ہی دمدے دغا ہوتے ہین	ہان بجا ہے ضرور آیئے گا
کھیل مین جان یہ کھلوایئے گا	ہم کو شمشیر سے سر آیئے گا
نزع مین دیکھ کے فرماتے ہین	ہم جلا لینگے جو مر جایئے گا
وصل مین کہتے ہین ہوسے بگڑ کے	کسطرح ہجر مین مر جایئے گا
کس عنایت سے وہ کہتے ہین خلیل	شام کو آج ضرور آیئے گا
وصل دشمن رشک چمن کا گر میسر ہو خلیل	آرزو اک عمر کی ہوجاے حاصل باغ مین
ہاتھون پہ سر ہو معرکۂ امتحان مین تھا	پیچھے ہٹے نہ ایک قدم کو [illegible]

خموش تخلص مرزا خدایار دہلوی ملازم راجہ رنجیت سنگھ بہادر پنجاب مین سکونت اختیار کی تھی

خموش کس سے نیا اختلاط ہے کہہ بھی	کچھ ان دنون کہین تیرا پتا نہین لگتا

خندان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گردش چشم ستمگر سے جب کہ نگاہ کیجیے	خانۂ دل کو اپنے ہاتھ آپ تباہ کیجیے

خواجہ تخلص مولوی عبد العزیز خلف مولوی اظہر علی مرحوم منشی سابق فورٹ ولیم کالج کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ النسخ وطن انکا سلہٹ مولد و مسکن کلکتہ بڑے ذہین و ذکی ہین شعر اچھا کہتے ہین [illegible] انتقال کیا

دل لیکے جان مانگتے تھے وہ بھی لے چلے	اب میرے آپ کے کوئی جھگڑا نہین رہا
گرد و در سر گیا تو رہا درد دل اوسے	بیمار عشق ایک دن اچھا نہین رہا
بعد فنا بھی درد و الم میرے ساتھ ہین	مرقد مین بھی رہا تو مین تنہا نہین رہا
دیر و حرم مین سب مری صورت سے ہین [illegible]	دل دے کے آپکو مین کسی کا نہین رہا
چشم تحقیق سے جب سب سے کلیسا دیکھا	بت مین بھی جلوہ نما نور خدا کا دیکھا
ساقیا [illegible] دیدۂ میگون کے اثر	بادۂ [illegible] سے بھی پیالہ چھلکا
کر کے ہمبستری غیر سے کرکے جلا آپ سے	اب تو صاحب آپ کا نقشہ بدلا دیکھا

یاد گل میں ہووے اسے خواب اگر کیونکر نہ ہو — موج آب اشک بلبل سے ہو طوفان باغ میں
ٹوٹ کے جو چھلا ہے پسینا جو رخ گلگون کا — دامن گل سے بھی زیادہ ہے معطر دامن

خواجہ تخلص خواجہ بخت علی باشندۂ ہوگلی منشی پلٹن انگریزی راقم کے ملاقاتی ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

بعد مرنے کے مرے مستی کا مٹنا چھوڑا — سر پہ رکھا ہی رکھا خاک ہوا میرے بعد

خواہش تخلص حاجی میر اللہ داد متوطن الہ آباد مقیم دہلی

میرے آنے کی دھوم ہے دل میں — حسرتوں کا ہجوم ہے دل میں
ہر قدم پر ہیں آفتیں برپا — چال ہے یا کوئی قیامت ہے

خورشید تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

نہ دیکھا کو کبھی گلشن میں تو نہ جا — ہووے نہ گل سے کا کہیں یار دیکھنا

خورشید تخلص خورشید شوکت علی خان ولد داؤد خان تھانہ دار باشندۂ اکبرآباد کانپور میں رشک کے شاگرد ہوئے تھے کلکتہ جا کے برق کے شاگرد ہوئے

بیٹھے جو سامنے وہ دوپٹا اوتار کے — پھولا میں اسقدر کہ انگرکھہ مسک گیا
شب ہجر انہوں نے سنی مری فریاد — خدا کے ہاتھ ہے خورشید فیصلہ دل کا
وہ صبح وصل کس کس ناز سے مجکو جگاتے ہیں — صدا ہے رات اوٹھو صبح محشر سر پر آگئی

خورشید تخلص مرزا احسن علی عرف میان سابو مرشد آبادی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ میں دیکھا ہے

ہے خیال عارض گلرنگ جانان کیا مجھے — خار آتا ہے نظر آنکھوں میں گلشن آج کل

خورشید تخلص پنڈت سورج پرشاد خلف پنڈت آسارام

پھولو نہ بلبلو چمن سب بے ثبات ہے — مجنون کی جو چاک ہے وہ کوس رحیل ہے

خورشید تخلص خورشید عالم خلف سید مقصود عالم مقصود باشندۂ سیالی

کلکتہ میں خورشید دن کا سہا ہے لوگو — بیچ کا گھاٹ دریا کا کنارا ہو گیا

خورشید تخلص خورشید احمد شاگرد و برادر عم زادہ شاہ رؤف احمد کے

مومن خان اور مرزا غالب سے بھی اصلاح لی تھی اور بار ہا شہر اور غربستان کی سیر بھی کی تھی انکا مسکن دہلی حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں سے تھے

پچھاڑے گو ادھر کیا باقی رہا دست غزل — چاک دامن ہو گیا تیرے گریبان پر
تو ہم وصل یہ مانا کہ جو طالب ہے خورشید — کسطرح کوئی تسکین اضطراب تو دے

خورم تخلص محمد احمد باشندۂ شاہجہان آباد

جان تن سے نکلا سے تیرے سامنے بے غم — اک دم کی دم کس حسرت کے بالین سے نکلا

خیال تخلص غلام حسنخان دہلوی برادر زادہ و شاگرد برکت اللہ خان برکت اشعار فارسی انکے ایک سے زیادہ ہوگئے

تجھے تو غیر کو منظور رتبہ دکھانا تھا — نقاب کھولنا گرمی سے اک بہانہ تھا
جھلک ایسی کوئی دکھلا گیا سہ پارہ غرقی میں — کہ جو چلمن پہ شب کر رہ گیا نظارہ غرقی میں
تبسم شگفتگی پہ دل آیا ہے اے خیال — اے غنچہ فسردہ تجھے بھی ہوا لگی

حرف دال مہملہ

داد تخلص مولا داد خان لکھنوی

نہ جاسے باغ میں رشک چمن ملا ہی داد — شہید ناز کی دیکھی اگر کفن کی بہار

دارا تخلص مرزا دارا بخت بہادر فرزند ارجمند ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق جوانی میں انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

سحاب پارۂ دامن سے آبدیدہ دن کا — نمود برق طپیدہ دل طپیدہ دن کا
کھلا کسی پہ نہ آسودگان خاک کا حال — ہجوم مہندی میں ہے آرمیدہ دن کا
جا پھنسا حلقۂ زلف بت عیار میں دل — لے گئی کھینچ کے شامت دہن مار میں دل
ہم خاک ہو کے آئے ہیں کوچہ میں یار کے — لیکن یہ خوف ہے کہ صبا کو خبر نہو
مجھسے کب ہوتا ہے اے دارا وہ رشک قمر — اوسکے دل میں بدگمانی اور ہے

داغ تخلص میر مہدی دہلوی مقیم لکھنو فرزند و شاگرد میر سوز بیس برس کی عمر تھی

نصیب

اجب مدتون نہال گلشن تمنا پر شیدا ہو کر چند دنون اوسکی باغ وصال سے ثمر ناکامی کا نوچتی اور گل مراد سے دامن تمنا کو بھرا آخرش جب خزان ہجر پہونچی اور بہار وصل پامال ہوئی جیسے کہ طرح اوسکی دل بیتاب نے اپنی بیقراری اور آہ وزاری بیانتک شروع کی کہ طبیب بان بنے بلکہ دیوار تماشا بین تنگ آکر شدید پروا کیا اوس وقت اوسکی غمخوارون نے ادن بیچارگی مگر والد محبوب کے مرض فراق کو حال تباہ سے خبر دی کہ وہ اپنے قدوم شفا لزوم سے اپنی مریض درد ہجران کو صحت بخشے چونکہ اودھر سے اوسکے آنے مین دیر ہوگئی اوسنے اپنے جلد آنے کے بارے مین نامہ لکھا لیکن ادھر تاب انتظار نے ہمت ہاری حالت نزع مین اس شعر کو عنوان مکتوب پہ لکھا ہے

از جان رستہ بود کہ مکتوب تو آمد	دیگر چہ نویسم خبرم خوب گرفتی

اور موت کی انا للہ و انا الیہ راجعون

قطعہ

ابھی دل پاس تھا غائب ہوا ہی ہنستین دیکھو	ادھر دیکھو اودھر دیکھو یہین دیکھو کہین دیکھو
ابھی پاس بیٹھے رو رو کے جو یہ شکر اٹھا ہی	ارے کے ہاتھ دیکھو جیب دیکھو آستین دیکھو
پکڑنا چور کا مشکل نہین گر کچھ سمجھ ہووے	ہوائی رنگ دیکھو ماہتابی سی جبین دیکھو

رباعی

یہ چاہ مین جلی بڑی ہوتی ہے	جی لیتی ہے دوستی بڑی ہوتی ہے
لگتا نہین جی کہین بھی اوسکے بن آہ	سچ کہتے ہین یہ لگی بڑی ہوتی ہے

داغ تخلص مولوی وجہ اللہ خان بہادر ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر ضلع بیربھوم خلف جناب مولانا محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت سا قم کے دوسون مین ہین بشیر فارسی کہتے ہین سنہ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

عشق مین ذلت سے عزت ناصحا	محترم ہین وہ جو ہین رسوائے یار

داغ تخلص سید لطف حسین خلف حیدر علی باشندہ فتحپور ہنسوا شاگرد ناسخ

چاندنی کی سیر کو کس طرح نکلے وہ صنم	دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین

دائم تخلص دائم علی باشندہ کلکتہ

جب جدا مجھسے یار ہوتا ہے	دل مرا بے قرار ہوتا ہے
بے صبر و بے شکیب ہے خانہ بدوش ہے	دلخستہ اور شکستہ یہ دایم مدام ہے

دبیر تخلص مرزا سلامت علی ولد مرزا غلام حسین کاغذ فروش لکھنوی شاگرد مظفر حسین ضمیر مرثیہ اچھا کہتے ہین مگر ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو راقم نے انکو عظیم آباد مین دیکھا ہے

روان کرتا تھا خنجر کو وہ کالے سے روکی کتنا تھا	عجب ناز و ادا سے اوسنے کاٹا میری گردن کو
وہان تک چشمون سے زخم جگر کو سیو	کسی کے حال پر روتے نہ دیکھا چشم سوزن کو

درخشان تخلص سید علی جان مخاطب بہ مہتاب الدولہ ولد میر مغل لکھنوی متوطن خراسان مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی اسیر ملازم بادشاہ اودہ صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بہیجے تہے راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

سب مساوی ہے ندو کاٹ اگر نہوا	آئینہ تختۂ تابوت سکندر نہ ہوا
غالب ہوئی جو نکہت گل پر شمیم زلف	غنچون نے چٹکیون مین صبا کو اڑا دیا
گھٹ گئی جب عمر اوس گیسو کا سودا بڑہ گیا	تہا مگر وقت زوال شمس سایا بڑہ گیا
وبال اس سرکے گلے کا نہ بار ہا بکا	دہوان انکو نہ اسے قاتل سمجھنا شمع روشن کا
چاند دیکھے جو کبھی تیری ہی سیر مین خورشید	سر دہنے خوب گریبان سحر مین خورشید
شیشہ و جام سے معمور ہے سارا بازار	آگئی دختر رز دیکھنے مینا بازار
غلش ہین سے نہین ہے کچھ اوس کی آگ کو	ادا و ناز سے محروم ہے تنگ سینے پر
ہے تیری آرزو مجھے لے جائے آرزو	کیا آرزو ہے واہ رے قربان آرزو
طواف تھا جو کبھی دل کے گرد پہرتے ہم	جہاد تھا جو کبھی خون آرزو کرتے

درد تخلص حضرت خواجہ میر دہلوی خلف الرشید خواجہ ناصر عندلیب علیہ الرحمۃ انکے اشعار فارسی و ریختہ نہایت پر درد ہوتے ہین دیوان انکا روزنامۂ بست [illegible]

صفر سنہ ۱۱۹۰ گیارہ سو نوے ہجری مین ہوا راقم نے اسکے مزار مبارک کی زیارت کی ہے نالۂ درد و آہ سرد و سوز دل و شمع محفل یہ دیوان انکی نظر سے گذرے

بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا
اے آنسو و نہ آوے کچھ بات دل کی لب تک
دل کسکے چشم مست کا سرشار ہو گیا
نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس
مثل نگین جو ہم سے ہوا کام رہ گیا
اوسنے عمداً بھی میری باتون کو
کی تو تھی تاثیر آہ آتشین نے اوسکو بھی
سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
اون لبون نے نہ کی مسیحائی
کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی
کرتا ہون بس مرگ بھی حل مشکل عالم
مرے ہاتھون کے ہاتھون اے عزیزو
ہم کس ہوس کی تجھ سے فلک جستجو کرین
فلک سمجھ تو سہی ہم سے اور گلو گیری
اوسے کیا تھا یاد مجھے بھولکر کہین
اودھر بات کرنا ادھر دیکھ لینا
اپنے بندے پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو
نہ کہین عیش تمھارا بھی منغص ہووے
نہین شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز
ہرچند تجھے صبر نہین درد ولیکن
ہر طرح زمانے کے ہاتھون ہون ستم دیدہ

پھر مجھ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا
لڑکے ہو تم کہین مت افشائے راز کرنا
کسکی نظر لگی کہ یہ بیمار ہو گیا
جی مین نہ رہ جائے یہ آہ بھی کر دیکھنا
ہم رو سیاہ جانے رہے نامہ رہ گیا
نہ سنا ہوگا گر سنا ہو
جبتلک پہنچے ہی پہنچے اثر کا انکے کچھا
بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا
افتادہ ہون پہ سایۂ قد کشیدہ ہون
ہجس ہون پہ ناخن کی طرح عقدہ کشا ہون
گریبان چاک سے ہے چاک گریبان
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین
یہ ایک جیب ہے سو تار رشتے ہین
پاتا نہین ہون تب سے مین اپنی خبر کہین
سمجھتا ہون سب ایک عبارت مین ہون
یہ نہ آجائے کہین جی مین کہ آزاد کرو
دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو
تھک تب ہوا اگر تو نے کبھی سے ہو خفا بھی ہو
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہین ہو
آزردہ دل ہون تو آزردہ خاطر ہون رنجیدہ

آتش تا شمع نہ ہوتا گزر پروانہ — تم سے کیا پھر کیا بال و پر پروانہ
دل فنا کر کے عدم سے ہستی سنگے تنگ ہے — روح فرار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
اس طرح سے ایک محنت جو آنسو نہیں تھمتے — معلوم ہوا درد کہیں آنکھ لڑی ہے
جی ہی جی میں یہی بات نہونے پائی — ایک ہی اوس سے ملاقات نہونے پائی
تہمت چند اپنے ذمے دھر چلے — جس لیے آئے تھے ہم سو کر چلے
آہ بس مت جی جلا تب جانیے — جب کوئی افسوں ترا اوس پر چلے
ساقیا یان لگ رہا ہے چل چلاؤ — جب تلک بس چل سکے ساغر چلے
دل بھی تیرا ہے ڈھنگ سیکھا ہے — آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے
میں وہ افتادہ ہوں کہ بغیر از فنا مجھے — نقش قدم کی طرح نہ کوئی اٹھا سکے
خلوت دل میں کر دیا اپنے حواس نے خلل — جشن ہائے چشم ہے نغمہ وبال گوش ہے

درد تخلص میر رحمت علی ولد سید علی شاگرد غلام مولی قلق باشندۂ میرٹھ

شیشہ مینے کا دہان کوئی ہر گز — خط ہے میرا لکھا مقدر کا

درد مند تخلص کرم اللہ خان قرابت دار عمدۃ الملک شاہ عالم بادشاہ
سے ... میں علی ... کے ہمراہ مرہٹون کی لڑائی میں شہید ہوئے

ظالم کر دن میں ظلم سے فریاد کب تلک — تک رحم بھی ضرور ہے بیداد کب تلک
تحمل آتش غم میں دل بیتاب کیا جانے — ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پہ سیماب کیا جانے
کنارہ سے کنارہ کب ملے ہے بحر کا یارو — پلک لگنے کا مضمون دیدۂ پر آب کیا جانے

درد مند تخلص محمد فقیہ شاگرد حضرت میرزا مظہر جانجانان قدس سرہ بنگالہ میں
بھی آئے تھے سنہ ایک ہزار گیارہ سو ستر ہجری میں مرشد آباد میں وفات پائی
صاحب ساقی نامہ و دیوان فارسی گزرے

رباعی

کس نازنین جا بگرا ہے ناحق کے تئین — پرویز سے جا بجا ہے ناحق کے تئین
کوئی نکہ ... دیتا ہے — فرہاد کا سر گرا ہے ناحق کے تئین

درویش تخلص سید شاہ علی دہلوی شاگرد میر نظام الدین ممنون حضرت شاہ اشرف ابا کی اولاد مین تھے آخر ایام مین شعر گوئی ترک کی تھی ✦

درویش کو ممنون بھی لکھا کرتا تھا عرفی / اس مملکت عشق مین اوستاد بجھکر
ایک شب بیٹھے تھے جس گھر مین کبھی یار بجگر / روز روتے ہین وہا سنگے در و دیوار بدل

دریا تخلص پنڈت رتن ناتھ خلف پنڈت امرناتھ شعلہ دیوان سبحان علیخان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک

نا دیدے ہین رقیب نہ دیکھا کرو انہین / نظر اکہین نہ جاے یہ شمع قمر اکی لو
کھینچون جو آہ سرد تو ٹھنڈی ہون دوزخین / دریا کے آگے پانی ہے نار سقر کی لو

دریغ تخلص سید زین العابدین باشندۂ دہلی نبیرۂ سیف الدولہ بہادر شاگرد نصیر دہلوی

یون وہ بولا دیدۂ تر دیکھکر دو چار کے / ڈوبتے تجھکو نظر آتے ہین گھر دو چار کے

دل تخلص مولوی شمس الدین مقیم دہلی بڑے متقی و پرہیزگار تھے

صبح ہو آتی ہے اور رات چلی جاتی ہے / تیری ابتک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دل تخلص نبی پرشاد مرشدآبادی

امید وصل اوس سے عبث تو رکھے ہے دل / جس سے کہ رسم نامہ و پیغام بھی نہ ہو

دل تخلص آزاد خان مذہب ہندو کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے

یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملے ہے دشنام / خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

دل تخلص زور آور خان باشندۂ کول صاحب مثنوی و دیوان گزرے

مت پھرا دل مرا اے ناصح جاہل اکر / پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کوئی دل اکر
کیا سینے کو وا کسنے لگائی آگ گلشن مین / عیان ہے داغ حسرت لالۂ احمر کی چھاتی
ساقی نے جو پلایا مجھے مین نے پی لیا / زاہد تجھے خبر ہے حلال و حرام کی

دل تخلص محمد عابد مرحوم برادر محمد روشن جوشش باشندۂ عظیم آباد

تیری زلفون مین پھنسا دل ہی مقید ہوئی / نقد جان لیجیے حاضر ہے گنہگاری دل
نالے ہی سدا بھر بھر دن عمر کی بھرتی ہین / ہین نزع مین ہم تجھ بن جیتے ہین نہ مرتے ہین

جون آتشہ بہ ستم رسید مرے تا	رہتا ہے مدام آب دیدہ
تمھارے در پہ جو دربان نے آستین پکڑی	برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمین پکڑی

دلخوش تخلص بہادر سنگھ کھتری پسر راجہ خوشحال راے دہلوی

ہون ترے ہجر مین شیدا نرگس حیران	چشم ہوتی نہ گر آپنے گنہگار سے دل

دلسوز تخلص لچھمی نراین خلف آتمارام باشندۂ فرخ آباد

دیکھا گر جوشش طوفان کا مری آنکھون مین وہ	اپنی کشتی کے لیے گردون بھی لنگر مانگتا

دلسوز خیراتی خان قوم افغان باشندۂ قصبۂ شیل مقیم دہلی شاگرد نصیر نواب ظفریاب خان خلف مسٹر شمرو فرانسیس کی رفاقت مین تھے بیکشی سے نہایت ذوق رکھتے تھے
سے یورپ مین جاکے انتقال کیا

جگر فراق کے ہاتھون سے لالہ زار رہا	یہان خزان مین سدا موسم بہار رہا
تپ فراق کے بیمار کی جو دیکھی نبض	طبیب کو بھی کئی دن تلک بخار رہا
ارادہ پاے بوسی کا تھا ابھی پیدا دگر اپنا	گرا قدمون ہی تیرے کٹا جس وقت سر اپنا
وہ منہ زلفون سے ڈھانکے ہین تو ہم آنسو بہاتے ہین	وہ دن کو رات کہتے ہین تو ہم تارے دکھاتے ہین
سب سہین گے ہم اگر لاکھ برائی ہوگی	پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی
رات تم اسطرف جو آن پھرے	دن مرے کچھ تو میری جان پھرے

دلگیر تخلص حمایت اللہ خان دہلوی ولد عالم خان رمل و نجوم و ہیئت مین اچھی
مہارت رکھتے تھے آبا و اجداد انکے نعمت خانۂ شاہی کے داروغہ تھے

دلگیر سے تم چھپ کے گر آن کے ملتے	رسوائی ہر کوچہ و بازار نہ ہوتی
چھلا جو ناک مین دم لایا ہے میرا یہ شوخ	یا خدا اوسکے بھی پیچھے یونہی شیطان پھرے

دلگیر تخلص چھنولال کایستھ لکھنوی شاگرد نوازش حسین خان نوازش اپنے
مذہب کو ترک کرکے شرف اسلام سے مشرف ہوگئے تھے بیشتر مرثیہ کہتے تھے
غزل مین طرب تخلص کرتے تھے لیکن چونکہ ابتدا تخلص دلگیر کرکے مشہور ہے اسلیے
شعر انکا دلگیر تخلص کے تحت مین لکھا گیا

معطر اوسکے نہانے سے بسکہ آب ہوا
حباب بحر ہر اک شیشہ گلاب ہوا

باتین تری سنا کرین اور دیکھین تیری شکل
وہ مدعا سے گوش ہے یہ مدعای چشم

آئے طرب ترا جو وہ خوش چشم باغ مین
نرگس کے دستے کیجیو توبہی فدای چشم

دلیر تخلص شاہ دلیر عظیم آبادی درویش تھے

پھر بھی یارب وہ کبھی دن رات ہو
یارب ہو مین ہون گلی مین نا تھہ ہو

دوست تخلص شیخ غلام محمد عظیم آبادی مقیم مرشدآباد

کافر ہو جسکے دل مین تری آرزو نہ ہو
کس کام کی زبان کہ تری گفتگو نہ ہو

صنم جو دیکھ مجھ کو تو کہے ہے دور آنکھو نسے
کچہ اپنا بس نہین ظالم مین ہون مجبور آنکھو نسے

دوست تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

روکش گریہ مری چشم سے سیلاب ہے لی
بیقراری دل بیتاب سے سیماب نے لی

دولہ تخلص نواب جہانگیر محمد خان عرف نواب دولہ ابن امیر محمد خان برادر وزیر احمد خان مرحوم والی بھوپال شعر فارسی بھی کہتے تھے اپنی زوجہ نواب سکندر بیگم کے مکر سے مین جوانی مین شربت مرگ نوش کیا

پھولون مین بھی میرے وہ گل اندام نہ آیا
مرنا بھی مرا ہاے مرے کام نہ آیا

صبا خوش آوے بھلا کب مجھے چمن کی بو
بسی دماغ مین ہے میرے اوس بدن کی بو

دولہ تخلص مرزا علی نقی شاگرد اصغر علی خان نسیم مقیم لکھنؤ

عاشقونکے واسطے حال پریشان چاہیے
آگئی ہے فصل جنون ٹکڑے گریبان چاہیے

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خان بنارسی دلی مین بھی گئے تھے

اوسکا آخر ادھر کلام ہوا
اپنا قصہ ادھر تمام ہوا

آیا نہ بعد مرنے کے بھی وہ مزار پر
خاک اوسکے پیچھے آپ کو ہم نے کیا عبث

میری سرگشتگی کو دیوانہ
پہونچے کب آسمان کی گردش

دیوانہ تخلص رائے سرب سنگھ ہمشیرہ زادہ راجہ مہاشا این فن شعر سے خوب ماہر تھے فارسی بیشتر کہتے تھے اونسے چار دیوان فارسی یادگار ہین

دل سدا تڑپے ہے میرا مرغ بسمل کیطرح — تا کہ سیکھے مرغ بسمل نے مری دل کی طرح
جان پر آبنی ہے دم مری خاموشی سے — بات کچھ بن نہین آتی ہے اب اظہار بغیر
دل ہے کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جائے — رستم کا کب جگر ہے کہ زہرہ پگھل نہ جائے

حرف ذال معجمہ

ذاکر تخلص مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا رستم ؎

چھوڑ اسلام کو اور کھینچ لے قشقہ ذاکر — طالب کفر ہوا اوس بت عیار سے مل

ذاکر تخلص مولوی ذاکر علی بنارسی خلف مولوی فضل علی شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان ہین

شب جو نالان بیکسی سے یہ دل صد پارہ تھا — آسمان سے خون فشان ہر دیدۂ سیارہ تھا
شب جو باتون مین وہ مہ پیکر بہل کر رہ گیا — رنگ سو سو طرح سے گردون بدل کر رہ گیا
لیلی کا جب کہ نجد سے محمل نکل گیا — آرام قیس لاکھون ہی منزل نکل گیا
لالۂ صد رنگ پھولا کوہ پر تو کیا عجب — کوہکن کا خون کیا کیا رنگ ابھی دکھلائیگا
یہی ہے گر حال آہ سوزان گر پڑینگے جلکر فلک زمین پر — یہی ہین نعرے تو دیکھ لینا کہ حشر ہی حشر تک زمین پر
دل پھر گیا حرم سے اب دیر مین لیا ہے — دل مین صنم صنم ہے لب پر خدا خدا ہے
تو دست برہمن سے مارا پڑے گا زاہد — ناقوس اے ستمگر ٹوٹا تو سنکھ سا ہے
جواہر خانۂ زندان کو کیا ہے چشم پر خون نے — مری زنجیر پر نگ جڑ دیے ہین اشک گلگون نے
ہتھیلیون تک خون ہو لخت جگر آنے لگے — لعل احمر سنگ موسے مین نظر آنے لگے

ذاکر تخلص سید ذاکر حسین منصف ہاترس خلف علی حسین باشندۂ الہ آباد

بعد مردن بھی نہ کم گردش قسمت ہوگی — تو وہ خاک لحد اپنا بگولا ہوگا

ذاکر تخلص میر جان خلف و شاگرد فخر الدین ماہر لکھنوی تمام دیوان انکا اسی رنگ پر ہے

چھینک کر کمسے کسی نے ہمکو نین ناک مین جیحکر — اے چلبلے نہ ڈال تو قطلیز ناک مین

ذاکر مین اوسکے در پہ بیٹھا کر رہ گئی
مل سکتے اب ذرا نہین مجہ خستہ تن کے پاؤن

ذبیح تخلص حکیم محمد اسمٰعیل خان عرف اچھے میان خلف محمد ابراہیم خان باشندہ بریلی

تسکین تجہسے ہو جو کسی تشنہ کام کی
اے آب تیغ یہ بہی ہے اک بات نام کی

ذبیح تخلص مرزا امان علی مقیم بہادر مذہب تشیع سے توبہ کرکے مذہب سنت جماعت اختیار کیا تہا

اسقدر تو ہو رجوع قلب عاشق سوے دوست
منہ جو دشمن کا نظر آوے تو سمجھے روے دوست
یہ وہی سر ہے کہ اب ہی اپنے زانو پر سدا
یا اسی کو تہا میسّر تکیۂ زانوے دوست

ذرہ تخلص منشی اتواری لعل باشندہ کلکتہ راقم کی ملاقاتیون مین ہین

دلدار کی خاطر سے دل زار بہی چہوڑا
الفت مین صنم رہ یون سکے گا ار بہی چہوڑا

ذرہ تخلص مرزا رام ناتہہ بہادر نظارت شاہی دہلی کے پیشکار تہے

ترے کوچہ مین روز و شب پڑا پہرتا ہے ذرہ
بجا ہے ایسے دیوانی کی مطلب کو روا کرنا

ذرہ تخلص لالہ شنکر لال لکہنوی شاگرد رشک

قامت ہے سرو لالہ ہے رخ نرگس آنکہین ہین
نسرین کے ساعد اور گل یاسمن کے پاؤن

ذرہ تخلص لالہ جوالا پرشاد خلف لالہ دہرم نراین وکیل ضلع فرخ آباد

یہ عالم ہو گیا سوز جگر سے
نکلتی آگ ہے دیوار و در سے

ذکا تخلص پنڈت سری کشن خلف پنڈت دیا رام کشمیری امین عدالت دیوانی فرخ آباد

نہایت سخت جان ہو نہین نہایت سخت جان ہو نہین
نہ کوئی خنجر بران کہین یہ مجہکو خطرا ہے

ذکا تخلص ذکاء اللہ خان لکہنوی حافظ رحمت اللہ خان مرحوم کی اولاد مین سے تہے

آہ کسطرح سے اوس پردہ نشین کو دیکہون
اوسکے گہر مین تو کوئی روزن دیوار ہی نہ

ذکا تخلص خوب چند کایتہ دہلوی تلمیذ نصیر صاحب دیوان و تذکرہ گزرے

آسیا سر پہ چلی جب کہ ذکا نیند کہان
ہاتہ سے چرخ کی ڈہونڈہتا ہے تو آرام کہین
نقش پا خالق گیتی نے بنایا مجہ کو
جسکے قد نہین سے لگا اوسنے مٹایا مجہکو
ملی ہے ابرو دلدار دیکہیے کیا ہو
کمان کمان چلے تلوار دیکہیے کیا ہو

ہماری خاک سے گذرا جو باندھکر دامن ۔۔۔ اگر اسنے جی مین وہ شاید غبار رکہتا ہے

ذکا تخلص شیخ مخدوم بخش نوجوان ساکن لکھنؤ شاگرد مرزا خاقانی نوازش

یارب کسی کے بس مین کسیکا نہ آئے دل ۔۔۔ مجھسے یہ اب کہا نہین جاتا کہ ہاے دل

ذوق تخلص خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم دہلوی استاد جنت آرامگاہ بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی جمیع اصناف سخن پر قادر تھے مضامین تازہ و عالی و عاشقانہ خوب باندھتے تھے راقم الحروف کے زعم مین ریختہ گویون مین اس قدرت کا شاعر پیدا نہین ہوا سنہ ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے دیوان انکا نظر سے گذرا ہچمیرز نے یہ تاریخ اونکے انتقال کی کہی ہے

تاریخ

کی قضا ذوق نے افسوس ہے ہے ۔۔۔ مرگ کا اوسکے جہان کو غم بجا ہے

سال کا ناسخ نے مصرع یہ لکھا ۔۔۔ انتقالِ شاعرِ کامل ہوا ہے

ذوق

ہوا جدِ خدا مین دل جو مصروفِ رقم میرا ۔۔۔ الف الحمد کا سا بنگیا گویا قلم میرا

جہا نکتے تھے وہ مجھے جس روزن دیوار سے ۔۔۔ وا ے قسمت ہو اوسی روزن مین گھر زنبور کا

ہم ہون اور سایہ ترے کوچہ کی دیوار و نکا ۔۔۔ کام جنت مین ہے کیا ہم سے گنہگارو نکا

نالہ اس شور سے کیون میرا دوہائی دیتا ۔۔۔ اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

ہو تو عاشق سو چکر اوس دشمنِ ایمان کا ۔۔۔ دل ہنکر جلدی کہ جلدی کا م ہے شیطان کا

او ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید ۔۔۔ تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا

عدو سے خون سے دل پایمال کے کیسا ۔۔۔ چلا ہے دیکھو وہ دامن سنبھال کے کیسا

بغل سے لیگئے دل کو نکالکر وہ میرے ۔۔۔ جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے کیسا

ہزار دم ہین اوسے یاد تو نے دیکھا ذوق ۔۔۔ گیا وہ فریب کے پھر مجکو ٹال کے کیسا

اوس سے قرار اد اک وہ بیدرد ہو گیا ۔۔۔ اب آہ آتشین سے بھی دل سرد ہو گیا

ہائی طبیب دست ہے ہمین کیا بجھا ہوا ۔۔۔ بے دل ہے زندگی سے ہمارا بجھا ہوا

کہا پتنگ نے یہ وار شمع پر چڑھ کر
بڑا مزا ہے جو مرے کسی کے سر چڑھ کر

مسیح کہنے کو مرے پوچھنے کیا ہو تکبیر
تم چھری پھیر بھی دو نام خدا کا لیکر

ساغر دل بیچنا آیا ہون کھو مت ہاتھ سے
ہو گیا ہے کیون یہ جنس دستگردان چھو کر

اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑ کر

تو نے گل کو سر پہ رکھا جب چمن مین توڑ کر
مین بھی حاضر ہون کہا غنچہ نے یہ منہ پھوڑ کر

وہ سکے کون ہے قربان مرے اس حسین پر
مین کہون مین تو کہے مین کی چھری گردن پر

مجھ مین کیا باقی ہے جو دیکھے ہی تو آن کر کیا
بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کی پاس

کیا زبان چلتی ہے اوس بزم مین بدگو کی تیغ
منہ مین اونکے یہ زبان ہے کہ الٰہی مقراض

پھر کر ادھر ادھر نہ ہمارا گیا قلق
لفظ قلق کیطرح سے وہ ہی رہا قلق

صفحۂ دہر پہ یکدل نہ ہوا ایک سے ایک
دل کے دو حرف ہین سو وہ بھی جدا ایک سے ایک

ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہین

اوس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہی سوا
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین

ہمتا دو دو فریق حسد کے عدد سے ہین
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر سد سے ہین

وقت پیری شباب کی باتین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

پھر اوس غمزہ کی یاد کرے دل کو دل فگن [illegible]
نشتر چبھو کے مین سر نشتر کو توڑ دون

مین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہون مین
مین ہون تمھارا سایہ جہان تم وہین ہون مین

تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دھڑی خوب نہین
چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین

ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین
وہ پہلے بزم مین دیکھین کدھر کو دیکھتے ہین

خط بڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
کیا جانے لکھ دیا اوسے کیا اضطراب مین

نہین خضاب سے مطلب ہین یہ موی سفید
سیاہ پوش ہوئے ماتم جوانی مین

جا بکڑے کر دو دل کے کہ نہین ہو سکتا [illegible]
لب کو دون ترجیح کہ دون [illegible] لعل کو [illegible]

اسیر تیغ و غم مین ہون [illegible]
اور پس ہوا اب تلک جیتا [illegible]

سوال بوسہ کو [illegible] جواب مین [illegible]
برات عاشقان بر شاخ آہو [illegible]

مدد سے نیش زن ہر دم ہے سیر جو در پر ایذ
مرے نالے سے چپ ہین مرغ خوش الحان نادیر
مرگئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے مین
جسجگہ بیٹھے ہین بادیدۂ تر اوٹھے ہین
کتنے تھے آنے کو خاطر سے ہماری پرسون
زاہد گمراہ کے کسطرح مین ہمراہ ہون
ہم وہ ہین گرم رو راہ وفا جون خورشید
دن کٹا جائیے اب رات کدھر کاٹنے کو
بھاگے جسے عالم اوسے بجا سمجھو
تو گمذر نہ ہو تو عشق مین ہم
پتھرا دیا جلوہ نے تری چشم صنم کو
کیا پوچھتا ہے تو عمل بغض کو مجھ سے
دیکھا دم نزع دلآرام کو
تم سے مل کر نہ غرفہ سے نکالا منہ کو
اشکباری مری مژگان کی ذرا دیکھین تو
ترے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو
عبث تم اپنا رکھا دشت سے منہ بناتے ہو
دیتا ہے وہ و مبارز جو دم اور زیادہ
ہستی تنک مایہ تجھ سے ہو گا ہے ایسا
اے خنجر خونخوار نہ برش مین کمی کر
اے ذوق وقت نالہ کے رکھ لے جگر پہ ہاتھ
چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب
[illegible] جیب دری پیرہن خوب سمجھنا تم

یہ موذی زہر کی ہے گانٹھ سمجھو اسکو کہتے ہین
صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقارخانے مین
جو وفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے مین
آج کس شخص کا منہ دیکھ کے ہم اوٹھے ہین
ہو گئے برسون نہ بوسے پر وہ تمھاری پرسون
وہ کہے الحمد ہوا اور مین کہون الله ہون
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہم کو
جب سے تو پاس نہین ڈوری ہے گھر کاٹنے کو
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو
ایک آندھی ہین خاک اوڑانے کو
چکرا دیا غمزہ نے تری طوف حرم کو
چلتا ہوا تعویذ سمجھ نقش قدم کو
عید ہوتی ذوق دلی شام کو
اور نہین گر مانتے تو جا کا [illegible] منہ کو
کتنے پانی مین ہین فوارے بھلا دیکھین تو
فلک پر [illegible] ہنستے ہنستے شادی مرگ [illegible]
وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتی ہو
شیشے کی طرح پھولے ہین ہم اور زیادہ
ابھری ہے حباب لب یم اور زیادہ
ہان تجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ
ورنہ جگر کو زور سے لگا تو مرے سینہ پہ ہاتھ
[illegible] صاف کیا گھر کے [illegible] ہاتھ
سلوک سینہ سے بھی کچھ کو کرلے چلے ہاتھ

کیون تمنے دیا دل مجھے اے سنگدل اپنا
دود کر بالونکو سر سے لیے ہے لیلی
مین تھا اون آنکھون کی گردش کا بلا گردان جب
نہ چھوڑا تو کسی عالم مین راستی کرے شے
کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی
اچھا کیا وفا کے عوض تونے کی جفا
تیغ تو اچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا مسکا شکر
کیا ہوا اے ذوق ہین جون مردمک ہم سیاہ
ہے بادہ کشون کے لیے اک غیب سے تائید
تجھنے تو نے افشان جو اسے مہ جبین ہے
کے ضبط اشک آہ پہونچی فلک پر
تو آنکھ مین نہ سرمہ و دنبالہ وار دے
اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
پشہ سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی
کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی
سر تو ہے تن پر مرے تیغ ستم کیو اسطے
نعل مسکل سے تو جب تری توسن کو لگی
رہی اسطرح بعد از ترک دنیا کی ہوسناکی
نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی
چھین سے آشکارا کر گئے ہمکو مافیہا جوری
پہونچو لے زیر گردون گر کوئی میری سنے
بھیجے ہین قلم مجھے ستوہی مین ملک سجاہ

اگر محبت ہم اوس سخت عذری کو نہین پاتے
پر نہین کان یہ مجنون کے ذرا جون جاتی
کہ نہین تیری ہی وہان گردش گردون چلتی
عصا ہے پیر کا اور سیف ہی جوان کیلیے
پہلے ہی اونکو میری طرف سے پڑھا چکے
بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا ہم پا چکے
دل کو قاتل کے بڑھا نا کوئی ہمسے سیکھ جاے
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
زاہد جو دعا مانگتا باران کے لیے ہے
ستارون مین کیا کیا جنان اور چنین ہے
مرا عشق کم خرچ بالا نشین ہے
مفتون چشم کو یون ہی اک تیر مار دے
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے
جب فصد خون کو آئے تو پہلے پکار دے
یہ خوبرو تو حور ہوئے یا پری ہوئے
پر لگا رکھتے ہین وہ جھوٹی قسم کیوسطے
چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگی
شرابی ہوکے تائب جسطرح ہوجا تریاکی
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
خدا کی گر نہین چوری تو ہم بندے کی کیا چوری
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے
طفل مکتب سمجھتے ہین گنبد مین بسم اللہ کے

دل نقش لب جان بخش پر جان طرۂ مشکین ہے
کیا تاب ول جلون سے جو برش اگ رہے
چاہیے ذر ان بتان سیمتن کے واسطے
ہوس مین کعبہ کے کیون شیخ بتخانہ سو گرہ ہے
مقابل اوسکے رخ روشن کے شمع گر ہو جائے
ہمارے سینے مین وہ آتشین ہے ذوق
گر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجیے
کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا
عزیز دنا قہ لیلےٰ کی دیکھو گے نشتر غم سے
ذکر کیوہ چاک جگر سینے کا سن سن اسنے
خط بڑھا زلفین بڑہین کاکل بڑہی گیسو بڑھے
لاشہ کو دفن میری کیجے کہ پھینک دیجیے
مری طاعت سے اب تو معصیت بھی عار کرتی ہے
ذ ساہو کالے نے جسکو کافر تو وہ فسونگر اثر سے کھیلے
باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی
درد دل سے لوٹتا ہون میرا کسکو درد ہے
ساتھ تیرے ہم بھی جون سایہ مقرر جائینگے

عیسائی اپنے دین پہ ہے موسائی اپنے دین پہ ہے
دوزخ بھی ہو تو اکی جلوون پہ آگ رکھے
ہم قلندر ہیان نہین کوڑی کفن کیواسطے
ہیان تو کوئی صورت بھی ہو وہان قند و کلند
صبا یہ دھول لگائی کہ پھر سحر ہو جاسے
جو برق دیکھے تو نی الفور وہ مستقر ہو جائے
وہ بے مثل ہے پھول نہین پنکھڑی سہی
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے
اگر مجنون کو مل جائیگی خدمت سار بانی کی
کر کے مین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے
حسن کی سرکار مین جتنے بڑھے ہندو بڑھے
مردہ بدست زندہ جو چاہیے سو کیجیے
مرے توبہ یہ توبہ استغفار کرتی ہے
دہان و گیسو کا تیری مارا نہ منہ سو بولے نہ سر سے کھیلے
کالا کرے گا منہ بھی جو ڈاڑہی سیاہ کی
ہون مین حرف درد جس پہلو سے اولٹو جگر ہے
آگے جائین پیچھے جائین جائینگے پر جائینگے

ذوقا تخلص ذوقا شاہ بنارسی درویش سر و پا برہنہ تھے

نہ بام کی ہین زیب نہ زینت کسی در کی	ہم باٹ کی روڑے ہین ادھر کے نہ ادھر کے

ذوقی تخلص ذوقی شاہ لکھنوی درویش تھے

اپنی یہ جاہ اوسکی وہ صورت	اے عزیز دلکا * کیجیے کا
جلد آ مل جو تجھکو آنا ہے	ورنہ کوئی دم مین دم مردا ما ہے

ذوقی تخلص ذوقی رام عطرفروش مرادآبادی شاگرد مہدی علی زکی ہوائی

دنون مین جنوا تون کا سانگ بنا کر کوچہ و بازار مین شعر پڑھا کرتا تھا

نے سے تصور مین کچھکم نہ مزا اٹھا
گر وہ نہ ہوا اوسکی تصویر ہے اوس مین ہون

ذہین تخلص حافظ محمد اسمعیل خان دہلوی نبیرہ حافظ محمد داود خان مرحوم شاگرد حافظ غلام دستگیر

نام اوس صنم کا دل سے بہلایا نجائے گا
ہے نقش کالحجر یہ مٹایا نہ جائے گا
طرز خرام یار نے حشر بپا کیا
فتنہ ہے کونسا کہ اوٹھایا نجائے گا

ذہین تخلص میر محمد مستقیم

ہو اگر کچھ یار کے تشریف فرمانے مین دیر
تو کرین کیا ہے کو اس دنیا سے ہم جانے مین دیر
ہمارے دل کو مت آزار دے ای باغبان ناحق
جلا مت آتش گل سے ہمارا آشیان ناحق

حرف راے مہملہ

راجہ تخلص راجہ بہادر خلف راجہ شتاب رائے دیوان نواب ناظم صوبہ بنگالہ معاصر اشرف علی خان فغان

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہونچے
ہم اوس تلک نہ پہونچے وہ ہم تلک نہ پہونچے

راجہ تخلص راجہ راج کشن خلف راجہ نبکشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

گر شب کو نہ تم پاس مری آؤگے صاحب
تو مجھکو سحر تک نہ یہان پاؤگے صاحب

راجہ تخلص بلوان سنگہ خلف راجہ چیت سنگہ بہادر راجہ بنارس مقیم اکبرآباد شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر صاحب دیوان ہین

تو ہے وہ گل کہ نام ترا باغ دہر مین
مٹ گئی شکل نقش پا کیسی
دو دو پہر وظیفہ مرغ سحر ہوا
پس گئی چال پر حنا کیسی

راجہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

ہجر شب کو آنے کی یہان وہ وعدہ شام تھا
ستر ہزار صبح سے یہ اپنے شام ہے

راحت تخلص بھگونت رائے ولد دین دیال باشندہ کاکوری شاگرد امانت

انکی مثنوی زہرہ و بہرام جلد مین نظر سے گذری ۔

چاہ ہو چشمہ ہو دریا ہو تو او سکو رو کیے
ہر روز چشم تر سے بہتا ہے سمندر زیر پا

راحت تخلص مرزا محمود بیگ ولد احمد بیگ شاگرد مومن خان وطن اکبر آباد مسکن دہلی

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب
آجا ئینگے کہین سے دل رفتہ گر ملا

کچھ جان سے آتی ہے مری جان مین قاتل
پانی ترے خنجر مین ہے کیا آب بقا کا

یہ چاہتا ہون کہ راز نہان نہ افشا ہو
ترے دہن سے زیادہ مرا دہن بند ہے

راحت تخلص شیخ کریم الدین باشندہ اعظم پور باشندہ

ہمیشہ گذری قفس مین اسی تمنا مین
کہ اب رہا ہوئے اب موسم بہار آیا

راحت تخلص پنڈت کشن لال باشندہ شہر تحصیل دار ضلع فرخ آباد

دل کو سامان ہوائی سر و سامانی سے
خوش گذرنے لگی اب جامہ عریانی سے

راحت تخلص راحت حسین شاگرد صمد علی حسرت باشندہ میرٹھ

دل گیا جان گئی قرار گیا
نہین جاتا یہ درد سینہ کا

راحت تخلص مرزا راحت علی خلف مرزا رجب علی بیگ مقیم فرخ آباد

دم نہ نکلا تہ شمشیر جو آسانی سے
سخت شرمندہ ہون جلاد گرانجانی سے

راحم تخلص میر محمد علی معاصر میر و میرزا

دیوار کے روزن مین ہی جا اوس پہ پڑی آنکھ
دو چار گھڑی اوسکے مری خوب لڑی آنکھ

ارمان مرے دل کے نکل جائینگے سارے
گر تیری رہی سامنے دو چار گھڑی آنکھ

راز تخلص مرزا یعقوب علی بیگ وطن ایکا نوران مولد ہندوستان

شب بیکلی سے دل ترے عاشق کا ملا
سے نام تیرا صبح تک ہو نہ ہے حق ہوا

راسخ تخلص طالب حسین

یاد او دیکھو مری خاک پہ برسون کے بعد
بھولے تو او ٹھا سے ہوئے دامن اپنا

راسخ تخلص غلام مصطفے بن عبد الرحیم باشندہ مکن پور ضلع کانپور

راسخ سماسیان قیامت لکھین گے کیا	دفتر بہت بڑا ہے ہمارے حساب کا

راسخ تخلص سعادت علی خان دہلوی شاگرد مومن

ہون تو آنکھون مین پر نہین یہ خبر	سرمہ ہون یا غبار ہون کیا ہون
مین بنا ہے جہان سے لیکن	حیب کہ نا پدیار ہون کیا ہون

راسخ تخلص شیخ غلام علی عظیم آبادی شاگرد مرزا فدوی میر تقی کو بھی اپنے شعر دکھلائے تھے ۱۲۳۸ بارہ سو اڑتیس ہجری مین انتقال کیا مثنوی راز و نیاز و حسن و عشق و سبیل نجات و دیوان انکا نظر سے گزرا

خاک ہون پر توتیا ہون چشم مہر و ماہ کا	آنکھ والا رتبہ ہے مجھ غبار راہ کا
دشمنی در پردہ کی اے دوا ای تمنے کیا کیا	آپ تو پردے مین بیٹھے اور ہمین رسوا کیا
اپنی جانب تھا کشان ہر عضو تیر درد کو	ہاے رسے لذت کہ جھگڑا جسکا ہر جگر رہا
کب میرا خریدار ہو موجب وہ جفا کا	بندہ تو ہون پہ عیب ورلے مجھ مین وفا کا
سونپا ہوا داغ اونکا تازہ ہے سارا کیا	ہم نے ہاس امانت کو جیا تیسے نگاہ رکھا
حیا کے پردے مین مارا ہے ایک عالم کو	شیشہ میں قیح ہون اون شرمگین نگاہون کا
ٹھنڈی سانسین یار بخ مین اوسکی بجاتی ہین مجھے	چاندنی مین لطف ہے چلنا ہوای سرد کا
دل قیمتی ہوا جو شکست آشنا ہوا	یہ شیشہ ٹوٹنے سے جواہر بہا ہوا
گذرے جو وہ خیال مین تو نازکی ہوے	یہ رنگ ہو کہ پھول ہے جیسے ملا ہوا
یہ دل بیتاب و ضبط سوز عشق انجو ہے	قطرۂ سیاب مین آتشکدہ پنہان ہوا

مین حضرت راسخ ہے اگر تو یہ پوچھئے اونکی جناب مین ہم
کہو قبلہ و کعبہ وہ کیسا تھا تجکو تمھین کا نشانا جسکے پر دا سنے کیا

جز داغ ہے کیا دل حزین مین	لالہ ہی اوگے ہے اس زمین مین
انکار ہے اونکا لذت آمیز	ہے زور مزا نہین نہین مین
اب اور انکا ہونے ایجاد گلستان مین	راتون کو لگا پھرے صیاد کمین مین
کہون بجھاتے ہو تم اسباب خود آرائی کو	طول مت دو مری بدنامی و رسوائی کو

مجھے تحریک آہ سرد نے کیا کیا رولایا ہے
یہی ہے جب کہ ٹھنڈی باد تب منہ خوب آیا ہے

رلستم تخلص نواب ظفریاب خان خلف ملا میان مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہراد اومین حافظ الملک حافظ رحمت خان مغفور والی کٹھیر کے شعر خوب کہتے مین صاحب دیوان گزرے

دکھایا صانع قدرت نے اب تیری کف پا کو
ثنا کرتے تھے ہم انکار روشن دست بیضا کو

کہان اب جلوہ گر ہوتی ہے سنگ طور کی آتش
ہزار آتش سے باہم جنگ ہو سنگ موسیٰ کو

سواد منزل اب راہ طلب مین تیرہ بختی ہی
خضر کی آنکھ سمجھا مین چراغ غول صحرا کو

رسائی عرش تک ہی بیان سخن کو یان سر پیچ
رہی امید میری نقش پا کی چشم عنقا کو

سبکدوشی مجے بخشش ہے آزادو نکو سر بار
فزون دیکھی سنگ سے یہان سرگرانی بینہ مینا کی

تیور چڑھا کے رہ گئے تم کیون دکھا کر خم
چھوٹا ہے نیمچہ تو لگاؤ بڑھا کے ہاتھ

دریا سے حسن اور بھی دو ہاتھ بڑھ گیا
انگڑائی اوسنے نشہ مین لی جب دکھا کر

دیکھنے نکلا جو وہ خورشید منظر چاندنی
دھوپ سے بھی ہو چک مین آج بہتر چاندنی

مارڈالا چاند سورج نے تری تعویذ کے
دھوپ ہو باہر تو ہے مدفن کی اندر چاندنی

اب اندھیرا اور اوجالے پھر زمین پر وہ دیا
دھوپ دکھلاتا ہے پر جسکو نہ مادر چاندنی

راغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ سعادت یار خان رنگین کے یارون مین تھے وطن انکا ایران مولد دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

ہوتا ہے تازہ آہ سے ہر دم جو داغ دل
روشن ہے باد گرم سے اپنا چراغ دل

اے شام غربت آہ کدھر ڈھونڈیے اوسے
پایا نہ ہم نے زلف مین بھی کچھ سراغ دل

منہ ڈوپٹے مین چھپایا اوسنے
دل کو پردے مین لیجایا اوسنے

راغب تخلص احمد حسین دہلوی برادرزادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو

اودے ہی وہ اگر تو نہ آوے اسی یقین
کیا حال ہو گیا دل امیدوار کا

یارب اسے تو چین دے جسکو نہ دو گھڑی
جلتا ہے میرے حال پہ دل غمگسار کا

کیا فہم ہے وہ اپنی شکایت سمجھتے ہین
شکوہ اگر کرون روش روزگار کا

حیثیت تمنّی الآم سے راحت کا سامان ہوگیا
بڑھتے بڑھتے درد دل آخر کو درمان ہوگیا

راغب تخلص وزیر علی ولد سید جعفر علی باشندہ شکاگڈہ

سمجھکر بنتے ہو نادان راغب
تغافل کا گلہ اوس نخبیہ سے

رافت تخلص حضرت شاہ رؤف احمد مرحوم ملقب شاہ شعور احمد مغفور سرہندی شاگرد جرأت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے اور بڑے زبردست عالم تھے عروض و قوافی مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے فارسی مین ایک دیوان اور ریختہ مین چھ دیوان اور ہر فن مین اسنے ایک دو رسالے یادگار ہین جمیع اصناف سخن پر قادر تھے

گور مین بہرتا ہے نعرہ تیر ابسمل آہ کا
پڑھ کے بخش اوسکو ثواب ایمان بسلم بندکا

ہر نام پاک یہ ہے تعویذ مرے جی کا
صدیق کا عمر کا عثمان کا علی کا

ق

یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر
چار و نظرف نہ سکے کیون کر ہو ہمراوسی کا

سایہ ہو جن پر اونکا اوذکو نہین ہے خطرا
کچھ انس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری کا

رافت یہ چار یار اب وابستہ رکھ دل اپنا
گر تجھ یہ کھل گیا ہے عقدہ رواردی کا

جگنو گلے مین زلف سیہ فام دوش پر
ہے صبح اوسکی چھاتی پہ اور شام دوش پر

یہ کس کی مژگان کی آہ یارب بھرے ہین برمے ہمارے بر مین
کہ شکل غربال پڑ گئے ہین ہزارون روزن دل و جگر مین

ادا و انداز و ناز و عشوہ جو کچھ ہے اوس شوخ فتنہ گر مین
نہ وہ پری مین نہ حور مین ہے نہ ہے وہ غلمان و نہ بشر مین

لگا نہ جراح اسپہ مرہم کہ داغ جاوے تو جائین مرہم
یہ رکھتے ہین سوختہ جگر ہم چراغ اوجڑے ہوے نگر مین

وصل کی شب کی وہ گھڑیان کیسی تھی آئین عجب
تب آیا وہ راحت جان جب تھین پہر تین عجب

گرمی رخسار کی دیکھے جو وہ یار آئینہ مین
جوہر آئینہ ہو جاسے شرار آئینہ مین

رافت چنچل وہ بھلا کب مرے گھر ٹھہری گیا
عکس کو جسکے نہ آتا ہو قرار آئینہ مین

جسنے بالون مین ترے عطر بسا دیکھا ہے — اودس پہ آئی ہے بلا ہم نے بسا دیکھا ہے
آپ بیٹھے ہوئے کرسی پہ جو کرتے ہین گھمنڈ — میر انالہ نہین یہ عرش رسا دیکھا ہے
ترا مجنون ہون ای یاری اگر تو رشک لیلی ہے — گیا جنگل کو تھا وہ مین نے بھی صحرا کی لی ہے

راقم تخلص غلام محمد دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم شبتیر خطوط مین مشق رکھتے تھے

بس کر چکے عاشقی مری جان — غصّے سے ترے جو ڈر گئے ہم
جب مین نے کہا تم نے ملاقات اوڑا دی — تو اوسنے ہنسی ہی مین مری بات اوڑا دی

راقم تخلص بندرابن باشندۂ شہر متھرا شاگرد مظہر و سودا صاحب دیوان گذرے ہین

نہ ترے عشق مین بلبل ہی کو نالان دیکھا — چاک ہر گل کا گلستان مین گریبان دیکھا
کہے کیا درد دل تنبل گلون سے — اوڑا دیتی ہین اوسکی بات ہنسکر
سنتے تھے ہم جہان مین اہل کرم کی بات — آیا جو دید مین تو کم از آستین نہین
مرے میکشی سے زاہد کرین تو یہ سیکڑون — رہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یاران
بہا تنک قبول خاطر کیجے تری جفا کو — تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

راقم تخلص شیخ مظفر علی ولد شیخ رستم علی باشندۂ چار کلیانہ مقیم دہلی ہر دو زبان مین شعر کہتے تھے

آفرین دست جنون تجھکو کہ دم کے دم مین — کر دیے خوب مرے جامۂ و دستار کے تار
اک جہان قتل کیا جنبش ابرو نے تری — کیا ستم دیکھیے دکھلاینگے تلوار کے وار

راوی تخلص میر مصاحب علی خلف اکرام علی نبیرۂ حافظ عبد اللطیف باشندۂ موضع نادون متعلق لکھنؤ شاگرد مرزا مہدی کوثر صاحب دیوان ہین

نالے کیے خزان مین تو آہین بہار مین — غم دوست مین رہا چین نہ روزگار مین
جانکر عاشق جانباز ادھر دیکھین تو — جان و دل نذر ہے وہ ایک نظر دیکھین تو
اپنی صورت کو دکھائو تو یہ پردہ اوٹھ جائے — لوگ کہتے ہین تمھین رشک قمر دیکھین تو
آپنے آئینے اب بیچ مین ہے عاشق چشم — بات منہ سے نہ کرین آپ مگر دیکھین تو
ہجر کی رات سے بدتر ہے یہ صبح شب وصل — تم جدا کیا ہوئے پہلو سے قیامت آئی

حکم خلاق دو عالم جو ہوا روز الست ۔ روح بنکر مرے قالب مین محبت آئی

رابطہ تخلص دیبی پرشاد خلف منشی موہن لال مرادآبادی شاگرد مہدی علی زکی

در پر مرے ہین آب چرخ کا آتو لیے تمام ۔ گہر سے رکھتے تھے نہ باہر کسی کام مین پاون

رابطہ تخلص شیخ احمد حسین خلف شیخ غلام علی باشندۂ جونپور شاگرد مہدی علی خان کوثر

دیر تلک اوٹھاؤ نہ منہ سے نقاب کو ۔ دیکھو نظر لگے نہ مہ و آفتاب کی
ساقی پلا شتاب شب ماہ مین شراب ۔ کیفیت آج دیکھینگے ہم آفتاب کی
ہم ہون محروم غیر عیش کرین ۔ کیا کرین اپنی اپنی قسمت ہے
سجدہ کرتے ہین سیکڑون تم کو ۔ اے بتو یہ خدا کی قدرت ہے
رابطہ ہر وقت شکر لازم ہے ۔ تندرستی ہزار نعمت ہے

رجب تخلص رجب علی مقیم فرخ آباد

پی پی کے خون دل ہے بسر کی ہے زندگی ۔ ساقی جو دے شراب بہی دم ہو واہ واہ

رحمت تخلص گنگا پرشاد پنڈت کشمیری ولد موتی لال لکہنوی شاگرد امانت

آنکھون سے اپنے نیچے خورشید گر گیا ۔ جب روز آ گئے نظر اوس مہ لقا کے پانو

رحمت تخلص رحمت علی مصنف نالۂ بلبل و انشاے حدیقۂ رحمت و مثنوی تمکا فلک قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی مرحوم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین

اللہ ری نارسائی طالع کہ ہم صبا ۔ بیٹھے نہ خاک ہو کے بہی دامان یار پر
ملتے ابتک ہین کہ رخ کی مری کیا قدر تصویر ۔ مین نے اک روز کہین کہائی تھی قرآن کی قسم
رحمت یہ عمر اور روح خیر ہے تجہے ۔ بتا تو کیون لگائے ہے عہد شباب کو
تیرا ہی کچہ یہ طور نرالا جہان سے ہے ۔ ورنہ یہ رسم ہے کہ بشر سے بشر ملے
آرام ایک حرف تمہارے نے سے مٹ گیا ۔ خانہ خراب خاک مین یہ چشم تر ملے

رحیم تخلص مرزا رحیم بیگ ولد مرزا پیر بیگ شاگرد مولوی محمد بخش ناوان باشندہ سردہنہ ضلع میرٹھ پہلے شرر تخلص کرتے تھے ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے ہین مخزن الشعرا انکا نظر سے گزرا

دو دن مین کس کس کو اس جان کی خواہان ہین بہت — غم جدا فکر جدا درد جدا یار جدا
طفیل لاغری مین رہگیا ہون کوئی جا تا نہین — کہ کسی کو نظر آتا نہین اور ہون گلستان مین

رحیم تخلص عبد الرحیم خان ولد دوست محمد خان رسالہ دار لکھنوی شاگرد ہادی علی مجرد

جہان نکلنے تاکنے کار رکھتے ہین لیکا آنکھین — نہ کرین اپنی طرح سے مجھے رسوا آنکھین

رحیم تخلص رحیم بخش مرحوم ؛

عشق ہی مجھکو دیکھکر بولا طبیب مہربان — ماہر سے دیکھی تھی تونے اوسکی کیون بیمار چشم

رخشان تخلص خیرات علی خان فرخ آبادی

کیونکر اوٹھائین رنگ حنا کے وہ بار کو — نازک زیادہ گل سے ہین اوس گلبدن کے پاؤن
ہے بعد مرگ بھی وہی رخشان کو بیکلی — اندر کفن کے ہاتھ ہین باہر کفن کے پاؤن

رخصت تخلص میر قدرت اللہ خلف میر سیف اللہ مقیم لکھنؤ شاگرد حسرت و جرات

آتا ہے میرے ملنے سے اب بسکہ ننگ و عار — حاصل ہوا یہ تیری ملاقات سے مجھے

رسا تخلص مولوی علیم اللہ ؛

کب حوصلہ تھا دل کو ستمگر کے چاہ کا — خانہ خراب ہو نگہ روسیاہ کا

رسا تخلص میان محمد بخش آرایش ساز ولد شیخ محب اللہ لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

چلنے مین تھرتھراتی ہے جو سر بسر کمر — لچکا نہ کھائے اوبت نازک کمر کمر ؛
پاجامہ یہ نہین ہے تمامی کا پاؤن مین — دریا سے زرمین ڈوبا ہے وہ مہ کمر کمر

رسا تخلص میر علی احمد خلف میر نجف علی مجتہد باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

آتی ہے شب مجھے قتل کر دو تم — سر کاٹو تو جاتا ہے دھڑکا میرے دل کا
مژگان کی کناری ہین یہ سینے کی کو ڈلے — ابرو کی سر وہی مین ہے چھالا مرے دل کا
ہفت اقلیم مین ہمسر نہین رکھتی اپنا — ہونٹ رخسار دہن ناک بھوین بال آنکھین
دیکھتے ہین کبھی تسبیح کبھی مصحف سرخ — یا الٰہی رہین قائم صد و سی سال آنکھین

رسا تخلص شہزادہ کریم الدین دہلوی شاگرد حافظ غلام رسول شوق ✤

یہ غائبانہ ہے اے رسا تم نے — تیج کشیدہ دل لگا کے کیا پایا
یہان تلک اوسکے غم مین رو کے رہا — گرہم آنکھون کو اپنی کھو بیٹھے

رسا تخلص لالہ انبہ پرشاد داستان گو ولد چندی پرشاد خواہر زادہ راجہ جھاؤ لال باشندہ لکھنؤ شاعری و داستان گوئی مین شاگرد ہوس و میر قاسم علی کے تھے

جان نکلی جو مرے جسم سے جب آنکھ لگی — اور بتلادے سبب ہجر مین کب آنکھ لگی

رستم تخلص نواب اشرف الدولہ رستم علی خان عرف اشرف خان خلف نواب خان دوران خان دہلوی مصاحب نواب سعادت علیخان والی لکھنؤ مقیم بنارس

اے دل و دیدہ بہت تم نے ستایا مجکو — مین ہون اب جان سے بیزار تمہارے ہاتھون

رستم تخلص میر رستم علی خان باشندہ جانسٹھ متعلق سہارنپور نبیرہ امیر الامرا نواب عبد اللہ خان فرخ سیری

کب تلک ہجر کے دن دیکھیے ہم دیکھینگے — آستین اشک سے ہر رات کو نم دیکھینگے

رستم تخلص رستم علی باشندہ انبالہ شاگرد حافظ ضیغم

گل جو اوس گلبدن نے شکل دکھلائی ہمین — بیکلی ایسی ہوئی جو کل نہ پھر آئی ہمین

رسوا تخلص آفتاب رائے دہلوی محمد شاہ کے عہد مین شرف اسلام سے مشرف ہوئے تھے دیوانہ وار پھرتے تھے شراب بہت پیتے تھے مشہور ہے کہ ایک جوہری بچہ کے ہاتھ سے جس پر عاشق تھے مار گئے

کوئی جا نہین مین ہے کہ تنکون سے تم نہین — رسوا ابھی اس زمانے مین مجنون سے کم نہین
وصل مین تجھ ڈر ہے اور ہجر مین بیتاب ہو — اس دوانے دل کو رسوا کسطرح سمجھائیے

رسوخ تخلص حسن مرزا خلف مرزا بندہ محمد خان لکھنوی شاگرد آباد

ہر گل کلغی ہوا جو انگوٹھی کی آرسی — چمکے ہین زور حسن سے اوس کی کلائیان

رشک تخلص میر علی اوسط باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور ولد میر سلیمان شاگرد ناسخ کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان ان کا نظر سے گزرا

دیدہ وسمندر سے ہوا ہو گیا
دیکھیے اللہ کی یہ قدرتیں
محبت نہیں تب کہ ہو خانۂ دل
ہم اسے رشک مرتے رہے آبرو پر
کیکشور کھتے نہین بیتاب تری گھر کی تلاش
پوچھتے وجہ دہن کسلیے معدوم ہوا
وہ رند ہون کہ کردن فرض کرکے میخواری
زنجیر اوسے چاہیے جو زور دکھائے
یاد اپنی ہمین بھول گئی یاد تو کیسی
تری وصاف سے ہے سوسن تری بینا نرگس
کیا جرم ہے مین بندی نے لی لی اگر زبان
لعل دیا توت ہین مہندی سے سر ناخن
کیون نہو کان جواہر سینۂ شفاف یار
دست بوسی کرتی ہے تصویر پشت آئینہ
آیا جو سفر سے لیے آیا سنئے عاشق
کہان یہ لطف چیتے نے کمر پائی اگر پتلی
خط تجھ مین عناصر نے عجب ترکیب پائی ہے
یار بن من سکے بگڑ جاتا ہے

دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا
سنگ سے بت بت سے خدا ہو گیا
ہمارا تمھارا تمھارا ہمارا
رہا نقش برآب نقشا ہمارا
آدمی کیا یہ اثر قبلہ نما تک پہونچا
کیا کہین کچھ نہ ہی پہلی ملاقات مین بات
جو روز جمعہ ہو ذیحجہ کی نوین تاریخ
کافی ہے تری زار کو زنجیر کی تصویر
کچھ دیکھے جو بولا وہ پریزاد فراموش
وہ سراپا ہے زبان یہ سراپا آنکھین
صاحب ہبی تو پکڑتی ہین آنکھون پہ زبان
پہلے تھا غیرت الماس وگہر ہر ناخن
پھنسیان علم کی تو ہیرے کی پائین چھاتیان
اے بتو اللہ رے تقدیر پشت آئینہ
سوغات نکالی تو یہ سوغات نکالی
تمھارے ہونٹھ پتلے اونگلیان پتلی کمر پتلی
بدن شفاف شانہ گول قد موزون کمر پتلی
کام بن بن کے بگڑ جاتا ہے

رشک تخلص نواب محمد علی خان خلف الرشید نواب حاجی محمد مصطفے خان بہادر شیفتہ رئیس اعظم دہلی شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار فارسی وارد و انکے نہایت شیرین ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

آنکھین ملانے مین ہی جسے تمکو احتراز
آنکھین ہین یہ دل نہین کہ ملایا نہ جائے گا

گر ایک بار رخ سے نقاب اونکا اوٹھ گیا
تسکین جستجو میں نہ آنکھون میں دم ہے لبون پہ جان
وہ آسکے تھے میری بھی پوری ہوئی رات
مرا قصدہ بخت کھٹکتا نہیں
رنجش کا گرچہ کوئی سبب درمیان نہ تھا
مانگی جو اونسے جان تو غیرون پہ آ بنی
اک محشر خیال دل تنگ تھا کہین ن
کیا کیا بنا کے ہم نے سنایا رقیب کو
اس قدر خوف ہوا تم کو مری جان کسکا
قیس کی دہوم مچ رہی تھی مگر
ہم وہ گم کردہ راہ ہین کہ کبھی
ہے دگرگون ابتداے عشق مین رشکی کا حال
اس عنایت کی بھی قابل یہ گنہگار نہین
رات کو بات نہ کی اونسے سحر تک ہمسے
نہ سلجھے گی تمہاری اور دشمن کی قیامت تک
یہ منصب بلند ملا جس کو مل گیا
مرا احوال سنکر بے تکلف
وہ وہ کیے ہین جرم کہ کم ہونگے اور سے
تدبیر کب بتانے کو احباب آگئے ہین
آیا خیال بیکسی کا اونھین تو کب
وقت وفاے وعدہ دشمن نہین مگر
وہ باتین جو کہ اونسے تمہین چھپا تی
وہ پھرتا کوبہ کو رشکی کہان سے

میرا راز دل کسی سے چھپایا نہ جاسکے گا
آؤ کہ کوئی دم مین بلایا نہ جاسکے گا
مرا چونک پڑنا بلا ہوگیا
ترا یہ بھی بندہ فدا ہوگیا
لیکن وہ آپ صلح کرین یہ گمان نہ تھا
حالانکہ اک ہنسی تھی فقط امتحان نہ تھا
در پر تمھارے رات کوئی پاسبان نہ تھا
مضمون تیرے نامۂ الفت طراز کا
یہ نہ سوچے کہ ہے نالہ شرر افشان کسکا
عشق اس سے سوا نہین ہوتا
خضر بھی رہنما نہین ہوتا
رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھکر
سیکڑون خون کیا کرتے ہو دو چار نہین
اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہین
اگر اولجھا ہمارا دل تمہاری زلف پیچان مین
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہان
کہا کیا سچ یہ ساری داستان ہے
کیا کیا امیدواری تقدیر کر چکے
جب کام ہم حوالۂ تقدیر کر چکے
جس وقت وہ مجھے تہ شمشیر کر چکے
پھر تیری بات بات مین کیون اضطراب ہے
غضب ہے کر رہا ہون ہمنوا اونھین سے
ہوئے ہین آپ بھی اب تو ہمین سے

رشید تخلص پنڈت کنور بہادر بن گنیش پرشاد فرخ آبادی شاگرد امداد حسین منیر

سنتے ہین آج وہ تجت تیغ بکف آتا ہے | کون روئے گا جو قسمت مین شہادت ہوگی

رشید تخلص سید بہادر علی محرر محبس اکبرآباد

وہ ترک شوخ جو غیرون سے ہمکنار ہوا | رشید گور سے تھی ہمکو ہمکناری رات

رشید مرزا محمد زکی لکھنوی ولد مرزا مہدی برادر زادہ مرزا حاجی قمر شاگرد محمد بخش شہید

ساقطانہ کسطرح مری تیغین ہون کج ہی کا | غیرون کے ہاتھہ مین ہین تمہاری کلائیان

رضا تخلص میر رضا علی طغرا نویس لکھنوی شاگرد جرأت

مت پوچھو رضا کا کچھ حال غم تنہائی | اک دل تھا سو کھو بیٹھا اک سر ہے سو سودائی

رضا تخلص حمید الدین خلف حکیم کلو چاند پوری

آہ کیا دن تھے کہ ہم ساتھہ ترے اے گلرو | دو قدم چل کے خیابان کے تلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہے کہین چھپکے تری کوچے مین | ہین گنہگار خیابان کے تلے بیٹھ گئے

رضا تخلص محمد رضا مقیم اکبرآباد شاگرد خاور

شب فراق بھی مشکل ہے عاشقون کے لیے | تڑپ تڑپ کے کٹی آج اپنی ساری رات

رضا تخلص مرزا جیون دہلوی خلف مرزا جان شاگرد میر نظام الدین ممنون صاحب دیوان گزرے

غیر سے گرم اختلاط ہے وہ | ہم ہی سنتے ہین اور جلتے ہین
ہاتھہ مین اپنے حنا تم جو ملا چاہتے ہو | آج دو چار کا کیا خون کیا چاہتے ہو
سبز سے ہین اوسکے کانون مین لب آب دیکھے | جیسے کہ برگ سبز ہون نیچے گلاب کے

رضا تخلص میر محمد رضا لکھنوی شاگرد میر ضیا فن کشتی اور تیغ بازی اور عروض و قوافی مین اچھا دخل رکھتے تھے

نقش شیرین کا تھی تیشہ سے برآمد کانا | یہ نہین ممکن کہ جائے خاطر فرہاد سے

رضا تخلص میر محمد رضا عظیم آبادی شاگرد ضیا بڑے متقی تھے

اسکا کچھ انجام بھی سمجھا کہ تو نے اے فلک	حسن روز افزون وہان یہان عشق شور افزا ہوا

رضا تخلص سید غلام رضا خان طباطبائی خلف نواب نصر اللہ خان باشندہ بنارس شاگرد ذاکر علی ذاکر

خاکسارون کو ہے ایذا سرکشون کو چین ہے	ہے زمین پاؤن کے نیچے آسمان بالائے سر

رضا تخلص غلام رضا خوشنویس ولد انبہ پرشاد داستان گوی لکھنوی یہ بھی داستان خوب کہتے تھے

رکھو نہ سر عاشق مضطر کے تلے ہاتھ	ہر شب مرے اے مہ ہون ترے سر کی قسم

رضا تخلص ایک شخص رام پوری کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

اب کوئی لحظہ مین مجنون پہ بلا آتی ہے	جرس ناقۂ لیلے کی صدا آتی ہے

رضوان تخلص نواب واجد علی خان ولد نواب نجابت علی خان بہادر نواسہ نواب مظفر جنگ سند آرای فرخ آباد شاگرد اسمعیل حسین منیر

اے نیند کہان رہتی ہے کچھ مجکو بتا دے	آنکھون کو تری شکل دکھائی نہین دیتی
بے جان سے ہیولے جبکے شام جدائی	کتنی ہوئی یہ رات دکھائی نہین دیتی

رضوی تخلص حکیم جعفر علی خلف حکیم شجاعت علی باشندہ قصبہ جے پور

وقت رخصت کیا کہون کس بیکسی سے رو دیا	دل تو مجکو دیکھکر مین دلربا کو دیکھ کر
پنجۂ بیداد سے رضوی نہ چھوٹا مرغ دل	اڑ گئیان صیاد کی ہون قفس کی تیلیان

رضی تخلص سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ باشندہ شاہجہان آباد

مرے قتل کرنے مین دو فائدے ہین	ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا
دیکھ لک شمع کو عاشق کے ستانیوالے	کسطرح جلتے ہین اور دونکے جلانیوالے
رضی سے صنم کیون برا مانتا ہے	یہ تیرا ہے بندہ خدا جانتا ہے

رضی تخلص مرزا رضی خان لکھنوی نواب وزیر الملک سے قرابت دار تھے نجوم مین اچھی مہارت رکھتے تھے قصہ لیلی و مجنون ریختہ مین نظم کیا ہے

دل کی طلب سے ہے اور تمنا ہے جان کی	یہ ہم پہ مہربانی ہے اوس مہربان کی

رعایت تخلص میر رعایت علی ولد امانت علی باشندۂ لکھنؤ

یارب کمر بتون کی بچا نا درم خرام ۔ ہر ہر قدم پہ ناز سے بل کھائے جاتی ہین
بنتی ہین بشیر بان تری دیدہ اکون کے لیے ۔ حداد ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے بلوائی جاتی ہین

رعد تخلص میر ذاکر علی

حشر کے روز بنا خون کا محضر اپنا ۔ خط باطل نہ وہ سیندور کا قشقا ٹھہرا

رعنا تخلص عبد الرحیم مرحوم لکھنوی ولد خواجہ تحی تاجر پشمینہ مقیم کانپور شاگرد مصحفی

دے بوسہ گراوس طفل پریزاد کے منہ پر ۔ تو رنگ کہ آئے دل ناشاد کے منہ پر

رعنا تخلص مردان علی خان ملازم راجہ کیور تہلہ راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے مخمس پر ایک انکا نظر سے گزرا

گزرا ہے مرا نالۂ دل چرخ کہن سے ۔ تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

رغبت تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

جلوا اپنی نہین پروا سے جگرسوزی کچھ ۔ اوسکی ہر بات پہ کیون جی کو جلاتے ہیں ہیے

رغبت تخلص میر ابو المعانی لکھنوی

یاد ہے راتون کو چھپ چھپ کے وہ آنا تیرا ۔ چٹکیان میری وہ لے لے کے جگانا تیرا

رفاقت تخلص مرزا مکین تلمیذ جرات

خوف سے تیرے نہین بولتے اغیار سے ہم ۔ ورنہ سج جانے کو تیار رہین دو چار سے ہم
وہان کیونکے رہئے کہ منادی جہان ہو یہ ۔ زانو پہ سر کو دھر کے نہ بیٹھا کرے کوئی

رفعت تخلص شیخ محمد رفیع الہ آبادی مقیم عظیم آباد

کیا جگر ہے کہ تری ورد پہ فغان کرتے ہین ۔ ہم تو آہستہ قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہین
کیا کرتا ہے اکثر نالہ جانکاہ پہلو مین ۔ الٰہی دل ہے میرا یا کوئی بدخواہ پہلو مین

رفعت تخلص مولوی غلام جیلانی مرحوم باشندۂ دہلی نہیت شاگرد محمد رت اللہ شوق پہلے بیدم تخلص کرتے تھے انکا حافظہ ایسا تھا کہ کل قصیدہ ایکبار سننے سے یاد ہو جاتا تھا بعض تذکرہ والون نے انکو باشندۂ رامپور لکھا ہے

لباس صبر مری دل پہ اس دوش ہی تنگ
کہ جیسے تیری قبا میرزائش سے ہے تنگ

بستی ہے زور شور سے اپنی مدام چشم
اک بحر ہے عظیم کہ جسکا ہے نام چشم

رفعت تخلص مرزا بابری دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی امیر تیمور گورکانی کی اولاد مین ہین

ہم خوش تھے کہ محشر مین تو دیکھینگے وہ دیدار
لیکن یہ قیامت ہے کہ محشر نہین ہوتا

کس منہ سے کرون دل کی شکایت کہ برا ہے
تجھسے تو جدا وہ کبھی دم بھر نہین ہوتا

ہو برا بیتابی دل کا کہ اسکے ہاتھ سے
راز پنہان ایک عالم پر نمایان ہو گیا

یا الٰہی درد کس پردہ نشین کا تھا کہ شب
دل مین اوٹھ اوٹھکے مری دل ہی مین پنہان ہو گیا

مژہ کو چھیڑے تو مدت ہوئی پہ اب تک
چبھی سی ہی خار سا سینے کے درمیان کیسا

خدا اگر وہ کرے ناگوار عاشق
تو پھر زمین یہ کیسی یہ آسمان کیسا

کچھ آنکھ سے کیا نہ گیا کچھ خیال کا
ہار آگیا دل اور یہی بے قصور تھا

کچھ پاس غیر کچھ وہ تغافل شعاریان
گو یا کہ سامنے بھی ہین نظرون سے دور تھا

ستم اوسکا ہو کہ نالہ کا اثر ہو کچھ ہو
نزع مین بارے وہ لینے کو خبر آہی گیا

تھا ہدف غیر ہی اپنا جو مقدر تھا درست
غلط انداز سے وہ تیر ادھر آہی گیا

آج کچھ رفعت دل خستہ کا احوال ہے غیر
جو کہ دوپہر کا تھا ہو وہ پیش نظر آہی گیا

شب وصال مین دیتا ہے لطف کیا کیا کچھ
پھر ایک بات یہ عالم یہ منہ بنانے کا

نہ اونکو ناز سے فرصت کہ ہم سے ہو کچھ پیش
نہ ہم کو ضعف سے یارا ستم اوٹھانے کا

تری گلی مین ہوئے خاک بھی تو کیا حاصل
ترا ہے ڈھب وہی دامن اوٹھا کے آنے کا

مین ایک وہ بھی کہ اونکو ہے تمسے راز و نیاز
اور ایک ہم ہین کہ منہ تکتے ہین زمانے کا

غم ہو گئی شاید ثبت و تنہا نہ کی الفت
کچھ اندنون آتا ہے جو رہ رہ کے خدا یاد

اے یاس بھی چھوڑنے کو نہ آیا دم مرگ
کوئی خبر گر نہ حسرت ترے بیمار کے پاس

لب ہین جان بخش یہ کیسی کہ مین اونکی خاطر
اپنی جیتے ہی سے مایوس ہوا جاتا ہون

پونچھے اشک اوسنے گمان غیر مین
مر گئے ہم اتنے ہی احسان مین

جان اجل کو دیتے لئے اک جھگڑے کے ساتھ ۔ تو ہے جو دے دین تجھے اک آن مین

رفیع تخلص حاجی رفیع الدین خان لکھنوی

ناتوانون کے ستانے سے حذر کر ظالم ۔ عرش بھی آہ سے مظلومونکے ہلجاتا ہے

رفیع تخلص منشی فرزند علی بن روشن علی بلگرامی اٹاوہ کی فوجداری عدالت کے سررشتہ دار تھے

اپنی آنکھون سے ہے کھنچا ہے ہر عنوان کا ۔ وہم مین دکھلاتی ہین نقشہ نوح کی طوفان کا

رفیق تخلص رفیق علی سوار رسالہ انگریزی

بھی بجھی زہر مین تیغ نگہ یار رفیق ۔ کہ لگا یا زخم جو دل پر سو وہ ناسور ہوا

رفیق تخلص مرزا اسد بیگ دہلوی شاگرد تھا اسد اللہ خان فراق

روشن رہے گا داغ دل عاشقان مدام ۔ ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل
یہ رہی ہے ہجر مین تیری سدا خونبار چشم ۔ اور تو ہم سے خفا ہے حیف ہو کر چار چشم

رفیق تخلص امین اللہ

رہ عشق کے کچ و پیچ مین جو رفیق تھے سو جدا ہوئے ۔ مگر ایک نالہ و آہ کو مرے دل سے ہمسفری رہی

رفعت تخلص مرزا آقا قاسم علی شاگرد جرات وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مسکن لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

کمر مجھکو کاٹے کھائے تھا شب کو یہ رنگ تھا ۔ ادس بن پلنگ خواب یہی کل پلنگ تھا
خفا وہ بھیجے رقیب کا لکھا ۔ یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا
اوسطرف وہ ہاتھ سے دامن چھڑا جانے لگا ۔ اسطرف چاک گریبان پاون پھیلانے لگا
ہمارے سامنے مت ابر بار بار برس ۔ جو ہم سے ہو سکے تجھ سے نہ ہو ہزار برس
دیا اک بوسہ پنہان اوسنے ہمکو رات دل لیکر ۔ سو ہم بھی یہ سمجھتے ہین حساب دوستان در دل
تجھے پہلو مین پالا تھا اسی خاطر اسی خاطر ۔ کیا رسوا مجھے تو نے ستمگر دل ستمگر دل
جسمین جو بات سمائی وہ بھلا جائے کہان ۔ حشن آخر ہوا اوسکا یہ ادا جائے کہان
چھٹ جائے کسی سے نہ ملاقات کسی کی ۔ اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی

رہ فراق تک عدو وطن و دوستان
اس ایک جان پر مری کیا کیا بلا نہین

وصل کی شب حشر کا دن ہو تو شاید کچھ کہین
اسقدر شکوے ہین دل مین درگزر

ہم کو کیا غیر کے آنے کی خبر
چھلیان نقش قدم کھانے مین

حرم مین جگہ نہ دیر مین جا
ہم کنے جائین اسے خدا کہین

منزل الفت مین جو جا ہو آرام
تو یہ راحت طلبی جانے دو

ہوئی صورت نہ کچھ اپنے شفا کی
دوا کی مدتون برسون دعا کی

یاد بت مین عمر گذری یان تو رمز
کیا کہوگے وہان خدا کے سامنے

دل لے تو گئے ہین وہ ہمارا
پر دیکھیے اوسکو کیا کرین گے

اکہی موت تو ہوگی مگر یون ہو تو بہتر ہے
کہ سر ہو پاؤن پر قاتل کے او سجدے مین دم نکلے

نہ جب ضعف سے طاقت کہ آئی جان ہو لب تک
تو ہم سے ناتوانون کا کہو کسطرح دم نکلے

رمز تخلص مولوی ظہور اللہ خلف چودھری انوار اللہ نام زمیندار چاٹگام شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین بیشتر فارسی کہتے ہین ٭

حکم ہے باد بہاری کا کہ ہر طفل کو آج
بوستان حفظ ہو اور یاد گلستان ہووے

رنج تخلص میر محمد نصیر محمدی مرحوم خلف میر کلو متوطن اکبرآباد مقیم دہلی خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین و نواسہ تھے سنہ ۱۲۶۱ بارہ سو اکسٹھ ہجری مین انتقال کیا علم ریاضی و علم موسیقی مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

خط دیکھکر ادھر تو مرا دم الٹ گیا
قاصد ادھر بدیدۂ پرنم الٹ گیا

یقین ہوگیا دیکھکر اوسکا قامت
کہ بیشک قیامت مین دیدار ہوگا

کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر
کوٹھی چڑھی جو بات کھلی خاص و عام پر

یاد دلوا کے جو ہم بستری یار رلائے
سو وہ تصویر نہالی سے ہے بغل کا دشمن

دیکھی نہین حالت یہ فراق مین کسی کی
ہے طور جدا اپنا جدائی مین کسی کی

رنج تخلص حکیم محمد فصیح الدین قوم بنی اسرائیل مؤلف تذکرہ بہارستان ناز

باقسندہ تبریزی شاگرد غالب دہلوی تذکرہ انکا نظر سے گزرا

نامہ مجھسے وہ غیر کو لکھوائین — یہ بھی لکھا مرے مقدر کا
اک بار اور میری عیادت کو آیئے — اچھی طرح سے مین ابھی اچھا ہوا نہین
مین خوب جانتا ہون لگاوٹ کو آپکی — آنکھین تو مل رہے ہین مگر دل ملا نہین

رند تخلص لالہ کنبھ نراین کھتری دہلوی نبیرۂ لالہ لچھمی نراین طب مین اچھا دخل رکھتے تھے مہاراجہ تکیت راے کے رفیقون مین تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے ہوگلی مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

نالۂ طنبور و چنگ اے اہل غفلت ہم تم — گوش زد ہوتی ہے ہردم یہ نصیحت ساز سے
ق
ہے سزا اوسکی کہ روز و شب وہ پائے گوشمال — راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے

رند تخلص گنگا پرشاد لکھنوی کشمیری شاگرد جرأت

روتا ہون چھپکے آتا ہے یاد جب دم — وہ دیکھنا کسی کا نظرین چرا چرا کر
مانتے ہو گر برا معشوق کہنے سے تو جان — ہم تمہین مقصود اپنا جاننے والا کرین
وہی فغان ہے وہی آہ ہے وہی نالہ — خدا کے فضل سے اپنا جو حال ہے سو ہے

رند تخلص مہربان خان پسر خواندۂ نواب احمد خان بنگش ناظم فرخ آباد موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

جیتا مجھ سا حبیب ہووے گا — اوسکا عالم رقیب ہووے گا
دل کا گھبرانا کہون یا کہ نفس کی تنگی — دیکھیے کیا کرے میشا و قفس کی تنگی
مری چھاتی پہ رکھ کے برچھی کو — نزا اوٹھا دل کے پار ہونے دے

رند تخلص اکرام الدین ماموزادہ و شاگرد مولوی عبد الکریم سوز

تری زلف بکھری جو نہ دیکھتے کبھی ہم — تو نہ ہوتے یون پریشان نہ یہ حال زار ہوتا
نہ وصال اوس سے ہوتا نہ اوٹھاتی ہجر تم — جو شراب ہم نہ پیتے تو یہ کیون خمار ہوتا
تونے ہماری یاد کو خاطر سے اپنی ہاے — حرف غلط کی طرح سے ظالم مٹا دیا
ہم پہ تو التفات نہ تھی لیک بزم مین — ساقی نے رند جان کے ساغر بڑھا دیا

الہی

دل مین آنا ترے نہین مشکل
ہو گئے جب غبار آ بیٹھے

رشید تخلص سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

توڑی بت مسجد بنی مسمار بتخانہ ہوا
جب تو اک صورت بنی تھی اضطراب دل مرا نہ

دونون زلفین یار کی ہلتی ہین نالون پر مرے
وجد کرتا ہے صدا سننے پہ جوڑا سانپ کا

خدا پہ آتے ہین بت لہرا کے گیسوئے یار کے
سنبل نوخیز پر غش ہے یہ جوڑا سانپ کا

کب مٹا عشق کا نشان دل سے
زخم اچھا ہوا تو داغ رہا

کھلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد

دکھایا کنج قفس مجھکو آب و دانے نے
وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد

دل کو لے لیتا ہے محبوب جوان ایک نگاہ
دل ہی رہتا ہے مجھے آفت جان ایک نگاہ

رخ کو پوشیدہ عبث ماہ لقا کرتے ہین
اچھی صورت کو چھپاتے ہین برا کرتے ہین

گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین
جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین
پر ہم اون کے ہین وہ ہمارے ہین

تمہارے ہاتھ سے تنگ آئی ہین خنجر ملا کرتی ہین
بہ مجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم پہ مرتے ہین

نہین معلوم اونہین کیا حال میری بیقراری کا
غلط کہتے ہین دم دیتے ہین جھوٹی آہین [illegible]

ہو گئے بیزار عبث گھر کو نہ جاؤ آؤ
تھوڑے سے رنج کو اتنا نہ بڑھاؤ آؤ

دل نہین دیتا مین اسواسطے آزردہ ہو
روٹھے جاتے ہو ایسی بات پر آؤ آؤ

تکے پاس سے دیکھوں تو یہ کہتا ہے وہ شوخ
پھر پڑی آنکھ سے اسنے مجھے دیکھا دیکھو

دیکھکر اپنی گلی مین کبھی پتھر مارے
مجھکو دیوانہ بنایا ہے پری نے دیکھو

بت کرین آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

پاس دین کفر مین بھی تھا ورنہ
بت کو پوجا خدا اگر کرتے

خیال اسکے منہ سے رنگ فق ہو جاتا ہے
خطا معاف ہو مجھسے قصور ہوتا ہے

چھیڑنی او مہروش مجھکو نہ دعا چاہیے
چاند کھڑا ہے ڈوبتا آسمانی چاہیے

آزردہ ہو کہ خوش ہو مین کہتا ہون بچی مفت نما
آن ہان نہین پسند تمہاری نہین سہی

رنگین تخلص میر اکبر علی عرف میر سنگی لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان ریختہ

دیکھا جا آن کر صورت خدا کہو ہسلے ہی
ترسے عاشق کا دم آیا بت بے پیر لبون پر

رنگین تخلص پورن لال کایتھ دہلوی

رنگین نہین ہین قطرۂ شبنم یہ باغ مین
باد صبا نے مے سے بھرا ہے ایاغ گل

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی تورانی الاصل ولد محکم الدولہ طہماسپ خان شاگرد شاہ حاتم مرحوم فنون سپاہگری کو اچھی طرح سے جانتے تھے بہت سے شہرون کی سیر کی تھی کلکتہ مین بھی گئے تھے ریختی کے موجد تھے صاحب تذکرہ گلستان سخن نے جو انشاء اللہ خان کو ریختی کا موجد قیاس کیا ہے خطا کی ہے کیونکہ خود انشاء اللہ خان نے نسخۂ دریائے لطافت مین لکھا ہے کہ اونہون نے اس زبان کو سعادت یار خان رنگین سے اخذ کیا تھا ریختہ و ہزل بھی خوب کہتے تھے ماہ جمادی الثانی مین سنہ ۱۲۵۱ بارہ سو اکیاون ہجری مین اسی برس کی عمر مین انتقال کیا دیوان ریختہ و ریختی و ہزل و فرسنامہ و حکایت رنگین اور کئی مثنویان ایسے یادگار ہین فرسنامہ اور دیوان و مثنوی انکی نظر سے گذری

رباعی

اے موجد عیش و شادمانی پھر آ
اے باعث لطف زندگانی پھر آ
مین ہون بن تیرے چشم خوبان مین ذلیل
پھر آ تو اب اے مری جوانی پھر آ

جو نالہ رات کو لب سے نہ ہٹ گیا ہوتا
تو ساتھ آہ کے سینہ بھی پھٹ گیا ہوتا

کھینچ لائی ہے اوسے ای کشش دل یہان تک
بارے صد شکر کہ تجھکو بھی یہ مقدور ہوا

تھی شعلہ یا وہ برق کہ جی میرا جل گیا
ایسی ہی کی نگاہ کہ بس دم نکل گیا

ربط ہم سے آپ نے جو اب بہت کم کر دیا
سچ بتاؤ تم کو صاحب کسنے برہم کر دیا

کیا کہتے ہو تم ناصح نصیحت راندن مجھکو
اوسے بھی ایک دن کہہ جاؤنگی سمجھانے کو گیا ہو

بندے کا نہین مقدور جو وان جا کے پکارے
فتنہ ہے ایک عالم کو رولا دیا ہوا ہی نہین
بازگشتی تیر ہے پھر کریہ تیرا دیکھنا
زاہد بنا تو کعبہ مین کیا دیکھتا ہے تو
برہمن مین تم نہین کرتے ہو یہ کیا طور ہے
جی جلا کر ایک بوسہ مانگتے ہین یار سے
گھر تیرا دیکھے مین جاتا ہون رونا اسطرح
تیری گل گشتون کے خاطر ہی لازم ہی کہ ہو
پیار کے الطاف کے بوسے گئے ہم خواہان
وہ آئے تو تو ہی چل رنگین
میری چھاتی سے لپٹ جایئے اور سو رہیے
کبھی رات ہوئے آپ ہین مہمان ہمارے
دم آیا ناک مین اس آہ و زاری کو جینے سے
روح نے جسم پر گرانی کی
دمبدم بسکہ ترا عشق فزون ہے ظالم
دل کو کوئی کسطرح سنبھالے
اس اپنی بات کی گل کی کہون کیا اک کہانی ہے

کبوتر گر ہمارا نامہ بر ہوگا تو کیا ہوگا
وہ اوسکی جھڑکیان کہا کر ترا مجبور ہو جانا
صدمے تیرے اس ادا پر سے مجھے دیکھ کر
جاتے ہین دیر مین تو صنم دیکھتے ہین ہم
نازبہی معشوق کو لازم ہے پر اتنا نہین
آگے یا قسمت وہ دیکھین ہان کرین یا نہین
جیسے تو کعبے کو جاتا تھا کسی ہنگام مین
ایک تو شمس کا اور ایک قمر کا تکیہ
وہ سمجھتے ہین ہماری آرزو کچھ اور ہے
اس مین کیا تیری شان جاتی ہے
آئیے آئیے بس آئیے اور سو رہیے
کب تم نے نکالے کہو ارمان ہمارے
طبیبو موت سے بہتر ہے ہماری بے چینی
اب یہ حالت ہے ناتوانی کی
روز جی مین ہے کہ کھنچوا ئیے تصویر تری
بیان جان کے پڑ رہے ہین لالے
نشانی اونکی چھلا تھا سو اوسکی یہ نشانی ہے

ریختی

دل تڑپے ہے مجھ بن مرا جان دوگانا
میرے گھر مین نہ تا کبھی آئی کب
کرون مین کہان تک مدارات روز
تو وہ ایک ہے اللہ ری ادھر فت باز
ایک مدت سے ترستی تھی ملاقات کو مین

رہا مرے طرح تو مہمان دوگانا
مین نگوڑی بھلا نہائی کب
تمہین چاہیے جی وہی بات روز
قادری مانگی تھی تو وہ ڑ سے لائی شیراز
شکر صد شکر کہ وصل اوس سے ہوئی رات کو مین

چل دوگانا چھاتیون سے چھاتیاں ملا لیجیے — چل ہٹ یہ ہم بدن کو رگڑون اور مسل کے سیر

آج فرصت نہین کل رات کی ٹھہرا کر اوٹھو — بات بندی سے ملاقات کی ٹھہرا کے اوٹھو

ابکی یہ عہد ہے کہ دوبارہ وفات ہو — تو میرے اور تیرے نسانخی وہ بات ہو

صبح کو اوٹھکے جو تم گھر کو اجی جاؤ گے — یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤ گے

مین یہ وہ تو اوڑھنی کی نہین کل کی اوڑھنی — باجی مجھے اوڑھا دو سے جھلا جھل والی اوڑھنی

برسات اوسکو کہتے ہین جی جس بہار مین — سر پر ہوا کے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی

پہونچی تلک گھر کواری لوگو دوڑیو — کوٹھے تلک جو سر سے مرے ڈھلکی اوڑھنی

بھاری بسنت سگا دی کہ رنگین لگاؤن مین — سر پر مرے ٹھہرتی نہین ہلکی اوڑھنی

بیس پیڑ دمین اوٹھی اوبھی مری جان گئی — مت ستا مجھکو دوگانا تری قربان گئی

روان تخلص سید جعفر علی لکھنوی شاگرد کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

عشق مین لیلی و مجنون کے گھر لٹایا چاہیے — وادی مجنون مین اک تکیہ بنایا چاہیے

پائی جس گلبدن مین بوی الفت اک ذرا — گلشن ہستی مین عال دل سے لگایا چاہیے

روشن تخلص میر علی حسین داروغہ سرکار نظام الدولہ خلف میر جلیل باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

اوسکی آنکھون سے بھلا کرتی ہے کیا چشمکی — جا کے بنواتے کہین نرگس بیمار آنکھین

بغل مین غیر کے جب بیٹھتا ہے وہ دلبر — تو در واوٹھتا ہے بے اختیار پہلو مین

روشن تخلص روشن شاہ باشندہ بریلی مقیم میرٹھ

دیکھ کے مجھکو منہ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا — واہ ری تیری دانشمندی یہ بھی اک کام کیا

آپ کرتے ہین بار بار نہین — ہم کو ان کا بھی اعتبار نہین

کونسی جا ہے کہ جس جا نہ گذرا اوسکا ہے — مثل خورشید جہان دیکھیے گھر اوسکا ہے

دل کی طپش سے گرمی خورشید سرد کی — سینہ اگر یہی ہے تو دوزخ بھی گرد کی

کوچہ مین تیرے بیٹھ گئے جب کہ ہم اے یار — جون نقش قدم پھر نہین اوٹھنے کی ہمین ہے

روشن تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ تھا

جی مین یہ تھا کہ جان کیجیے نثار — ایک دم بھی وہ بے وفا نہ رہا

رونق تخلص میر غلام حیدر خان عظیم آبادی

رحم کر اے دوست کا ہے خاکساری بھی — نقش پا کی طرح تیری راہ مین پامال ہون

رونق تخلص سیٹھ بایوجی پارسی باشندۂ بمبئی مقیم کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم

نہین ملتی دل وحشی کو ا بنے ایکدم راحت — کبھی پھرتا ہون صحرا مین کبھی جاتا ہون گلشن
اب بنایا گھر کو اندر کا اکھاڑا خانہ بیچ — جو پری پیکر کہ آ جائے تم بچھا ڈالیا ہیے

رونق تخلص راے کنگا پرشاد بہادر ڈپٹی کلکٹر ولد بھوانی پرشاد باشندۂ بریلی

آغاز مین نہ فکر کی انجام سے کیجے — چھوڑا خدا کو الفت اصنام کے لیے

رونق تخلص لالہ رام سہاے ولد حکیم منا لال باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ راجہ جھاؤ لال کے عزیزون مین تھے

صد چاک ہون شانہ کیطرح زلف کے غم مین — قاصد یہ اوسے کہیو زبانی مرے دل کی

رونقیت تخلص مولوی حبیب احمد خلف و شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رحمۃ اللہ علیہ ریاست بھوپال مین رہتے تھے شعر انکے شیرین و نمکین ہوتے ہین اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے عروض و قوافی مین کمال تھا شروع جوانی مین انتقال کیا

کسی پری کی ہے زلف دوتا سی جا الجھا — یہ دل بلا ہے کہ ایسی بلا سے جا الجھا
سحر کہتے ہین جسکو چاک ہے اپنی گریبان کا — جسے کہتے ہین بجلی لمعہ ہے اک کہ سوزان کا
تصور یہ بندھا ہے مجھکو اوس رشک گلستان کا — نظر آتا ہے دنیا ہی مین عالم باغ رضوان کا
مزار ایسی جگہ مجھکو نہ ظاہر تا کسی پر ہو — کہ مین کشتہ ہون ای یار دیکھے ناز پنہان کا
کیا غضب ہے پل سکے بیٹھون تو کہے وہ دور ہو — اور اگر ہوون دور تو کہتا ہے کیون منہ دور ہو

سہا تخلص میر رضی ولد میر عباس عرف میر مغل باشندۂ فیض آباد مقیم کانپور شاگرد

آئینہ وہ ہے کہ بار بار ادہی اپنی دیکھے — عاریت اوسکو عنایت کرد ہو ملی انکھین

رسا تخلص غلام محمد خان قوم افغان باشندۂ اکبرآباد شاگرد گلزار علی اسیر تلامذہ شیخ

اللہ رے بنا وٹ کہ بگڑنے لگے مجھ پر — کچھ وصف کیا مین نے جو بے ساختہ پن کا

تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو — کافر ہوا گر اسمین کچھ بات بناتا ہو
اگر کچھ بس چلے اپنا تو کیا ہے کوئی خواری — نہ چاہین اوسکو اسے ناصح ہوا فضیحت تماری
فصل گل و بہار مبارک ہو عندلیب — مین یار ایک سی ہے بہار و خزان مجھے

زار تخلص حافظ امام بخش نابینا باشندہ تھانیسر مقیم دہلی عالم فارسی و علم موسیقی و علم دعوت مین خوب دخل رکھتے تھے

دکھلاؤن چارہ گر کو جو زخم جگر تو وہ — رو رو کے یون کہے ہے کہ اسکا نہین علاج
زار یون دیتا ہون تسکین اس دل غمناک کو — اب کوئی لاتا ہے اوس نا آشنا بیباک کو

زار تخلص شیخ امیر الدولہ ولد شیخ محمد بخش متوطن بجنور منشی محکمہ صاحب اجنٹ جھونسی

غیر کے پاس شب و روز رہا کرتا ہے — ایک شب بھی نہ مرے گھر وہ ستمگار گیا

زار تخلص میر جیون شاگرد محمد امان نثار وطن انکا کشمیر مولد دہلی

لیجاؤ گے تم اوسکی گلی سے جہان مجھے — آرام جو یہان ہے نہوگا وہان مجھے
کس سے ہولی کھیل کے آتا ہے وہ شکر بار — رنگ مین کپڑے ہین ساری تربتر بھیگے ہوئے

زار تخلص لالہ دھنپت رائے خلف لالہ شنکر لال ماموں زادہ لالہ کندن لال جاہ باشندہ بریلی مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر

میری طرح کسی پہ تمھارا جو آئے دل — سینے پہ ہاتھ رکھ کے کہو ہائے دل
مین گرمیان کرون جو بھرین آپ آہ سرد — کیا خوش ہون مین کسی پہ تمھارا بھی آئے دل

زار تخلص منشی مینڈو لال لکھنؤ شاگرد طوطا رام عاصی صاحب دیوان ہندی و فارسی ہین

لیلی رگ جان قیس کی کھینچ لائی ہے شاید — ڈوری یہ نہین پردہ محمل سے لگی ہے

زاہد تخلص عادل شاہ خان بن گلداد خان باشندہ راے پور ضلع فرخ آباد

تشریف وہ نہ لائے نہ بھیجی خبر کبھی — اے آہ کچھ کیا بھی نہ تو نے اثر کبھی

زاہد تخلص سید علی محمد شاگرد صبا

کچھ فرشتہ نہین ہین بھی تو بشر ہون زاہد — اوس کے کہنے سے کوئی اچھی نہین شر کیجو

سیما کے ہجنے تربانی ستا ہے
کہ بار الفت سنبھلتا نہین ہے

نکلتا ہے دم ایسے پردہ نشین پر
جو گھر سے بھی باہر نکلتا نہین ہے

زکی تخلص جعفر علیخان مرحوم دہلوی امراے شاہ عالم بادشاہ مین تھے

سنکے احوال مرا ناصح مشفق سے زکی
ہاتھ سے ہاتھ ملے حیف سے سینہ کوٹا

عشق مین نسبت نہین بلبل کو پروانہ کے ساتھ
وصل مین وہ جان دی یہ ہجر مین جیتی رہی

زکی تخلص شیخ مہدی علی مرادآبادی خلف شیخ کرامت علی جو واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نے انکو ملک الشعرا خطاب دیا تھا صاحب دیوان ہین شعر اسکے لکھتے ہین

بوسہ لیتے ہی جو پاپوش نگارین پاؤنکا
رشک سے کہتا ہے دل اپنا کہ دشمن ہو گیا

جمال یار پہ ہجنے یہ ٹکٹکی باندھے سمجھ
کہ اپنی آنکھ کا تل اوسکے منہ کا خال ہوا

دھوم دیوانے اوٹھاتے ہین پریزادونکے
شمع محفل کو لگا دیتی ہین پروانے پر

بو ہے غنچہ مین عیان یا تو ہو تو ہمین ہی سہی
قید شیشے مین پری ہے کہ منیا آنکھون مین

اب سبب کیا ہے جو کانٹا سا کھٹکتا ہو نکی
یہ وہی دل ہے کہ رہتا تھا سدا آنکھون مین

شورش وحشت ہوا اور دامان دلبر ہاتھ مین
پاؤن مین بیڑی ہوا اور زلف عنبر ہاتھ مین

خبر آنے کے طیش کھا کے خفا ہو کے ہنس پڑے
پاؤن پہ مین گرا جو بدن کو لگا کے ہاتھ

کاسے غم فراق کہے آرزوے وصل
کیا کیا ہو دل لگی جو کہین دل لگا رہے

حسرت اسے تا نہ اسیران قفس آتی ہے
دھوم سے فصل بہار اب کی برس آتی ہے

جب یہ سنا کہ انکو مسندی لگی ہے وہان
شعلہ بھڑک اوٹھا نگہ انتظار سے

مہتابی پر جو وہ خورشید روے بیحجاب
اپنے جامہ سے ہوئی جاتی ہے باہر چاندنی

دل ہم سے جدا رہا ہمیشہ
گویا وہ ضمیر منفصل ہے

موجود تھے مجھ مین سب ملکوتی خصال کے
انسان بنا کے کیون مری مٹی خراب کی

زکی تخلص نواب محمد زکی خان عرف نواب بہادر خلف نواب دلبر الدولہ آغا صاحب حیدر نیشاپوری باشندہ لکھنؤ شاگرد اشرف علی قادر وعلی اوسط رشک

زنجیر ہو سکا نہ بہ پیسے میرے موج می
بیزاری مین اگر دم بے یاد اوہ زلف

زلال تخلص میر دوست علی خوشنویس خلف میر محمد پناہ باشندہ آگرہ شاگرد مصحفی [illegible] تنہا پہلے دوست تخلص کرتے تھے

کسی کاتب نے گر نامہ لکھا تھا اوسکو	آج کل روز قلم ہوتے ہیں دو چار کے ہاتھ

زمان تخلص سید محمد زمان باشندہ امروہہ تعلقات دنیوی کو چھوڑکر فقیری اختیار کی تھی

عارض ہے گل کا صاف ولیکن جھلک نہیں	نرگس کی چشم ہی نہ کھلی پلک حسین

زور تخلص داؤد بیگ برادر خورد و شاگرد محمود بیگ

ہوتے ہیں اب سیاہ خانۂ خلق	سرمہ آنکھوں میں مت لگایا کرو

زیب تخلص مرزا جمال الدین معروف بہ مرزا کلن بن مرزا بہادر بن مرزا [illegible] بخت نبیرۂ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

سوئیں بھر کے جو دامن کو اپنے یار آیا	یقین ہے آج کسی کشتہ کو مار آیا
بعد اک عمر لگی آنکھ ذرا سونے دے	نہ کرے شور قیامت ابھی بیدار مجھے

زیب تخلص مرزا احمد علی خان

تپ فرقت سے ہے یہ داغ جگر کی صورت	پھاہا اڑ جاتا ہے رکھتے ہی شرر کی صورت

زیب تخلص میر آغا خلف میر الہی بخش باشندہ فیض آباد شاگرد وزیر علی صبا

پیش آتی سب ہے وہی جو ہے تقدیر میں لکھا	مٹتی ہے سرنوشت بیاض جبین سے کب

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش باشندہ پانی پت شاگرد منشی کرامت علی مرحوم [illegible] میں عاقل تخلص کرتے ہیں

	ق
زیرک کل ایک طرف کو میں تنہا نشستہ دل	جاتا تھا ناگہاں وہ پری رو ملا مجھے
فی الفور دیکھتے ہی یہ اوسکو میں عرض کی	کب تک رکھے گا رنج میں تو مبتلا مجھے
سنتے ہی در جواب یہ بولا وہ تند خو	صحبت سے تیری رنج نہیں ہے خدا مجھے
لیکن یہ ڈر ہے اپنی محبت کے واسطے	ایسا نہ ہو سکھا دے تو مہر و وفا مجھے
بسکہ شباب ہی میں ہے کچھ لطف زندگی	یہ عیش ہر کہاں جو جوانی گذر گئی

حرف سین مہملہ

ساجد تخلص محمد ساجد علی خان ولد نواب سید علی محمد خان بہادر شاگرد مولوی شہید

یاد آتی ہے جو اوس شوخ قمر کی صورت ۔ دل بھی پہلو مین بھڑکتا ہے جگر کی صورت

ساحل تخلص مرزا اکبر علی ولد میرزا باقر علی دہلوی مقیم کانپور شاگرد رشک

چکھون سے محو زلف کو تو گر وہ رستے مین ۔ اژدر کان مین آج ہو گیا ہے بھنور بلا منزلت
تم سیر کو یار سے گلشن مین کیا کرتی ہے ۔ کور ہو جائین تری نرگس شہلا آنکھین

ساقی تخلص منشی میر محسن علی ساکن نگینہ

دم ناک مین ہے گبر و مسلمان کے بحث سے ۔ یارب چھٹینگے کشمکش کفر و دین سے کب

ساقی تخلص میر غلام حسین متوطن بخارا شاگرد میر شمس الدین

آج کی رات مری جان نہ جا ۔ راہ مین ڈر ہے بات مانو نہ جا

سالک تخلص ارشاد علی شاہ خلف محمد علی مرید شاہ فضل حسین عظیم آبادی شاگرد واجد علی بیخود باشندہ بھوپال تال لکھنؤ مین بہت روز رہے سیاح وارفتہ مزاج تھے

ذرہ ہون مین کبھی نظر ون مین حسینو نکے ذلیل ۔ چھوڑ دین حسن پرستی کا جو چسکا آنکھین
واہ کیا رنگ طلائی ہے کہ کندن گرد ہے ۔ ہو گیا ہے نقرۂ چھلا سنہرا پاؤن مین
گرمی ہے اشتعال آتش رنگ حنا ۔ شعلہ تو ڈالنے لگا چھلا پاؤن مین
اس ادا سے بزم مین رقصان جو وہ شوخ ہو گا ۔ بجیا گھنگرو ہر اک چشم تماشا پاؤن مین

سالک تخلص مرزا خجستہ بخت ابن شاہ عالم بادشاہ مرید میر محمدی قدس سرہ شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

مست دیکھ خمارت سے مرغ گریہ کو ظالم ۔ یہ اشک مسلسل نہین موتی کی لڑی ہے

سالک تخلص مرزا قربان علی بیگ وکیل راجہ الور خلف نواب مرزا عالم بیگ خان مرحوم شاگرد مومن خان و اسد اللہ خان غالب مولد اونکا حیدرآباد دکن دہلی رہا کئے دو شعر ہی مین ہین اشعار اسکے نہایت بامزہ ہوتے ہین دیوان اونکا نظر سے گزرا

اپنی ستم کشی کا مجھے امتحان ہے اب
اقرار وصل اور وہ مست غرور نا ہم
میری قسمت مین ہے وہان آوارہ ہو جاؤنگا
سنی جو وصل مین ہجران کی بیقراری رات
رفتار مین سپہر کی سرعت ہے شام سے
یہ تازہ رشک کیسا ہے دل مین بجز عدو
دیکھ لیتے ہین جو دروازہ کے اکثر باہر
یہ صفت تجھہ مین نئی ہوگئی بدخو ہو کر
ابتک بھی ہوش میرے ٹھکانے نہین ہوے
تم بھی وہی کہو تو کہے اک جہان عجب
کیونکر ممنون دہون مین اپنی گرانجانی کا
یہ بھی ہوگا اے ستم ایجاد تجھہ سا ہے کبھی
ہوتی ہے رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا
یہ بھی قسمت کہ ہوا نام ہمارا سالک
پوچھتے ہو کہ مجھے غیر کے گھر دیکھا تھا
دیکھنا صبح شب وصل بھی ہے کیا ہی بلا
نہ وہ آئی نہ نیند آئی شب وعدہ مگر یا رب
لیتے طالع نے اس عالم کو اب بیچا دیا
جھکتا نہین سر آج ترے در پہ ہمارا
دل بھی کیا چیز ہے کھنچتا ہے جو خوبیار کو سات
ہاتھ مین آئینہ لیکر تم دکھاؤ غیر کو
ہوا اور گرم ہو گئی محفل رقیب کی
اے خضر اتنے دن تری کیونکر بسر ہوئی

درکار ایک اور نیا آسمان ہے اب
آیا ہے پی کے تو کہین اے نامہ بر غلب
میری پیشانی پہ لکھا ہے نشان کوی دوست
تو غیر کے لیے روتا رہا وہ ساری رات
اے دل وہ اپنے وعدہ پہ آمین الیقین ہو
شاید ملے ہین وہ مرے پیغامبر سے آج
تو مجھے ہاتھ سے کہہ دیتے ہین با ہمہ
آپ بھی منہ سے نکلتا ہے تری تو ہوکر
سالک کا حال رات کو ایسا سنا کہ بس
مین بھی وہی کہون تو کہے اک جہان غلط
ان کو نظروں سے بہا میر اگرانا مشکل
شوخیان ابتک جوانی کی ہین چرخ پیر مین
سر ہمارا جوز انو پہ وہ دھر لیتے ہین
بے قصد ہے وہ سناتے ہین اگر لیتے ہین
جان کے خوف سے کہہ دیتے ہین کچھ ور نہین
مین تو مین شمع کے بھی منہ پہ غدار نہین
ہماری نیند لیکر سو گئے وہان پاؤن تان مین
چاہیے تحت الثری کو عالم بالا کہو
ظالم نہ کہین غیر نے یہان پاؤن دھرا ہو
یہ دکان وہ ہے کہ چلتی ہے خریدار کے ساتھ
وا اے بخت رفتہ ہے تقدیر پشت آئینہ
کیا کیا جلا ہون مین نفس شعلہ بار سے
ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی

داور روز جزا گھبرا گیا
فلک کا حال کہین یا عدو کا یا تیرا
سکیدہ کی نہین ملتی گر را ہ
وصل اوس بت کا نہ ہو گر سالک
صیاد اور بند قفس سے کرے رہا
واے اسے ضعف کہ شتے تیر فرقت اسکو
ہون وہ خود رفتہ کہ کب جانے کہان دل کھیچا
روے سخن کدھر ہے نہ سمجھا خراب حریف
ہے رشک کہ نالہ مرا اور غیر کے گھر جاے
ان سے ہے کہ تم کیونکہ اوسے قتل کروگے
کنج مزار مین بھی وہی اضطراب ہے
پہونچے عدو کے گھر مین تو دامن جھٹک دیا
جتنے گئے ہین سب ترے غم مین ہین مبتلا
ہنسو بولو کھلے خوبی زبان کی
نزاکت سے بڑھا لطف شب وصل
وصل صنم کی مانگ نہ یون دمبدم دعا
جانے دے اسے تصور جانان مرے تلاش
بات کرتے ہین وہ گھڑیون ہین جیا کر سالک

مین نے اتنی حشر مین فریاد کی
نہ پوچھے کا عاشق قیامت مین کچھ خدا ایسے
آ د مسجد کی زیارت ہی سہی
آج کی رات عبادت ہی سہی
جھوٹی خبر کسی کی اوڑائی ہوئی ہی ہے
یا سنائی نہین دیتی مری فریاد سبھے
یاد آتا ہے تو آتا کہ نہین یاد مجھے
ہم یار سے شکایت تقدیر کر سکیں
ورنہ تمہین آرام سے یون رات گزر جاے
دشمن کا مرا احسان نہین ہے کہ اوتر جاے
دل ہے کہ اک فرشتہ قہر خدا ہے جسے
ہم خاک بھی ہوئے ہین تو مٹی خراب ہے
ملک عدم یہان سے زیادہ خراب ہے
خوشی بابت گھوتی ہے دوران کی
نہین ہے تاب اونھین خواب گران کی
یا مالک خدا سے آنا تقاضا نہ چاہیے
ایسا نہ ہو کہ وہ کہین دشمن کے گھر ملے
وعدہ وصل مین اوسکو بھی مزا آتا ہے

سامان تخلص میر محمد ناصر جونپوری مقیم دلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان

رقیب اسطرح جلتے ہین ہمین دیکھ کر
گھر رشتہ مین ہین اوس شمع رو کے

سامی تخلص مرزا محمد جان بیگ کشمیری مرید حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ وطن انکا دشت قبچاق اشعار پارسی بہت خوب کہتے تھے کئی غزلین حسب فرمایش احباب ریختہ مین کہین تھین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین وفات پائی

سپاہی تخلص امام بخش معلم نستعلیق خوب لکھتے ہے

سپاہی یہ تپ سوزاں سے ہے میرا مطلع اب تک
لگی ہے جسطرح چھاتی میں خیمہ آتش مین

سپہر تخلص شتاب خان دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہین

اوسکو ظالم جو کہا مین نے تو ہنسکر یہ کہا
تجھکو ظالم بھی میسر کوئی تجھسا نہ ہوا

رکھا یاد تجھے نا مرے بھولنے کو
عجب لطف کا ہے یہ نسیان تمہارا

بے حوصلہ سمجھکے وہ ہنستا ہے اے سپہر
روتا ہون جسکے سامنے کہکر مین یا ہو دل

کچھ آج کل مرے دل مین گزرتے ہین خیال
کھلا نہ آنے کا بیان اونکے مدعا مجھکو

سپہر تخلص میر محمدی خلف میر مہدی عرف میر شاہ علی لکھنوی خواہرزادہ محسن مخاطب
سراپا سخن شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے

قاتل کا کشتہ ہون کیا ذکر ابر دے خنجر کا
کام لیتا ہے وہ قاتل ڈھال سے تلوار کا

کہا یہ اوس بت گلرو نے دیکھکر تن زار
خدا کی شان یہ دیکھو ٹہی ہے خار مین سیخ

نہین مستی ملی ہے یہ لب جان بخش جانان
خضر او دیکھ گھٹا چھائی ہوئی ہے آب حیوان

ملاکر لب سے لب بوسہ دیا اونے نہ منہ خونکا
سکندر رکھا پیاسا سپہ تجکو آبحیوان نے

مستی مین دعا روز ازل سے ہے یہ ساقی
دل نشہ وحدت سے رہے چور بغل مین

فردوس مین بھی بادہ کشی اپنی رہا کی
اک جام رہا ہاتھ مین اک حور بغل مین

اونکے زانو پہ جب رکھا سر کو
ہنسکے بولے ابھی قدر اسر کو

وصل ہے یا وصال ہے صاحب
کیون بڑھاتے ہین آپ زیور کو

اگر ٹوٹی جو دیکھی خط سے قاصد کی کمر خالی
سہلے دست ہوس دیکھے جو دست نامہ بر خالی

سرد آہین کر رہا ہون بکہ آنسو ہین ان
ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی

آہ سوزان کے شرارے ہین بسم گریہ بلند
اوڑتے ہین جگنو برستی ہے گھٹا برسات کی

ہے کمند میری آہ و گریہ سے وہ سخت دل
زنگ لوہے مین لگاتی ہے ہوا برسات کی

سجاد تخلص سید محمد سجاد مخاطب بہ ذوالفقار الدولہ برادر زن واجد علی شاہ بادشاہ
لکھنؤ خلف محمد تقی علی خان نواسہ افتخار الدولہ خان باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا

ہر قدم پر مروے زندہ کرتے ہیں اٹھا کر — اے مسیحو مجھکو یا تمہارا پاؤں ہے

سحاب تخلص کنور گوپال سنگھ ولد راجہ سالگرام شاگرد مولوی بخش علی

شمع رو بروہ کے ہر مرتبہ کہتی تھی کہ ہم — خاک کرتی ہے مری گرمی بازار مجھے
اے دل رفتہ مگر جان پہ کچھ آن بنی — چارہ گر اب نظر آتے ہیں عزادار مجھے

سحر تخلص محمد خلیل خان حیدر آبادی

جو تری پانی ہے اے رشک بہار — اشک کا ہر قطرہ تمن بن گیا
اے سحر یار مزید ار کسکو ملتا ہے — بڑا بھلا تو ملے در کنار خاطر خواہ

سحر تخلص میر ناصر علی مرحوم زمیندار بری بر اوں خلف میر محمد علی متوطن کول مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ ۱۲۵۱ بارہ سو اونچاس ہجری میں فوت کی صاحب دیوان گزرے

آنکھیں مری فرقت میں ہیں ناسور سے افزون — پھوڑے سے زیادہ ہے دل زار بغل میں
کچھ سخت نکنا کسی بدمست کو ساقی — شیشے سے فزون ہے دل میخوار بغل میں
نکلا ہے جو دم حسرت آغوش میں اے سحر — کس پیار سے لیتی ہے مجھے گور بغل میں
اسمیں شیرین تری کچھ شان نہ کم ہو جاتی — چوم لیتی لب شیریں سے جو فرہاد کی ماتھ

سحر تخلص مرزا افضل علی باشندۂ کاکوری مقیم موہی کسولا متعلق کلکتہ شاگرد مرزا علی جان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

پریون سے مشابہ جو ہے پروازِ پری — انداز پری رکھتا ہے انداز پری
نکالیں صلح میں اوجھن کی باتیں — دیا بوسہ تو پیچ و تاب کھا کر
کھلا و چشم افسون گر میں سرمہ — دکھا کر سحر کو جا دو جگا کر
مرحوم دیدہ یہ کوئی زلف میں پھرتے نہیں — پتلیون کا ہے تماشا خانہ زنجیر میں

سحر تخلص منشی عبد المجید ولد غلام مینا ساحر باشندۂ کاکوری

ہم کو تجھسے نہ الفت نہ ملاقات رہی — دین کو بھی آپ دہین رہیے جہاں رات رہی
یہ عجب حاصل میں گردون کی عداوت کو — صبح ہولی ہے مرے گھر میں پہر رات رہی

سحر تخلص شیخ امان علی ولد محمد امین لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان گذرے

جو کچھ ہوا سو ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ — کہاں تلک کوئی رو رو کرے گلا دل کا
برق کے غم میں دیکھنے [illegible] لے — ابر تر کے ہیں یادگار آنکھیں
چشم بیمار کی بیمار مرے جاتے ہیں — لب جاں بخش سے ہوتا نہیں اچھا کوئی
منہ کو آئینہ میں دیکھا دیکھ کے خوش ہوتے ہو — پہلے پیدا تو کرو چاہنے والا کوئی
وصل کی بعد مرگ ٹھہری ہے — اسلیے گور پر مسہری ہے

سحر تخلص احمد علی خان خلف کرم علی خان مقیم دہلی

ہوئی زخمی مژہ کی اور نگاہ چشم دلبر کے — نہیں محتاج ہم نوک سنان و آب خنجر کے

سحر تخلص مولوی ظہور علی

عبث دار فنا میں گھر سکونت کا بناتا ہے — کہ آخر ایک دن دار بقا کو ہیاں سے جاتا ہے
بعد مردن بھی مجھے رنج فراق یار ہے — گور کی ظلمت نہیں ہے کم شب دیجور سے

سحر تخلص راجہ نواب علی خان ولد امیر علی خان باشندۂ خیرآباد

حور دن میں کہاں ناز و ادا صورت انسان — جنت میں بھی دنیا کے مزے یاد کرینگے
ہم خاک نشینوں کا ستانا نہیں اچھا — الجھاینگے افلاک جو فریاد کرینگے
کھینچینگے سراپا سحر اوس صحبت چمن کا — انکار قلم مانی و بہزاد کرینگے

سحر تخلص اجودھیا پرشاد پسر رام دیال دیوان اعتماد الدولہ افضل علی خان شاگرد مہدی علی خان قبول

قد کمر یار میں ہیں اشک رواں — کھٹک ہو کیوں نہ جو پڑ جائے بال آنکھوں میں
اسیر مژۂ جاناں ہیں سب کی طائر دل — نہیں یہ رشتہ کے ڈوری ہے جال آنکھوں میں

سخا تخلص شیخ سخاوت حسین ولد گل محمد باشندۂ دیبا پور توابع بلند شہر شاگرد [illegible]

[illegible] سر کو کاٹ کی جا سر کے ہاتھ — ابتدا انتہا میں قتل میں تا [illegible] کرکے دم
یہ جان سے کہ جان ہی جائیگی ہاتھ سے — دم بھر بھی نہ ہیرے گر مرے سینہ سے خنجر ہاتھ

سخن تخلص رام دیال [illegible] ولد [illegible] شاگرد [illegible]

[illegible] کے واسطے سخن اسے [illegible] دل کا — اگر تیری آنکھوں نے لیا ہے تا دل کا

سخن تخلص حکیم مرزا احمد حسین وطن اصلی کشمیر مولد دہلی شعر فارسی بھی کہتے ہیں

جونہی جان نکلی دم میں آن نکلا
بھلا مر سکے یہ ارمان نکلا

سخن تخلص خواجہ فخر الدین حسین خلف خواجہ جلال الدین حسین المعروف بہ حضرت صاحب متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ وکیل عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد عرف آرہ شاگرد مرزا نوشہ غالب سید فرزند احمد صفیر بلگرامی انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہیں کلام ان کا لکھنویوں کے انداز کا ہے کوئی شعر یا کوئی فقرہ نثر دہلویوں کے انداز کا انکے کلام میں نظر نہیں آتا انکو آرہ میں دیکھا تھا انکا فسانہ سروش سخن نظر سے گزرا

یہ جان ہے یہ جگر ہے یہ دل تیر نذر ہے
اسمیں سے کوئی بھی تو کر اسے دلستان پسند

بناوٹ سے نگہ کر میں گرمی میں لگے کہنے
خدا کی واسطے چھوڑو نہ ڈالو ہاتھ گردن میں

کبھی چھونے نہ پائیں باتوں تک جس مست کا ہم زلف
زہے تقدیر اوسکا ہاتھ ہو دست برہمن میں

بچا ہے جس کو اوتارا ساقی ہوش نے شیشے میں
کیا واعظ کو محو دختر رز ایک ساغر میں

دفن ہے اسمیں سخن لاشۂ لیلیٰ شاید
اسے مجنون کے جو مرقد سے صدا آتی ہے

سخنور تخلص دیوالی سنگھ کایستھ خلف رائے جی سنگھ دہلوی منشی دفتر شاہی

گریباں رکھے ہے بن ترسے یہ چشم تر مجھے
طوفان نوح اسکے ہے اب پیش نظر مجھے

سخنور تخلص مولوی احمد علی لکھنوی مقیم مرشد آباد شاگرد مصحفی

آب گو ہے سخن عنبر میں لیکن صاحب
کان میں گرتے ہی گر دیتا ہے ہر پانی

لب شکر شکن اوس غیرت گل کا دکھاتا ہے
چمن میں طوطی و بلبل کو آپس میں لڑاتا ہے

اثبات جزو لاتجزے میں تھا کلام
ساکت رہا وہ غنچہ دہن انفصال ہے

سخی تخلص سید پرورش علی ولد بیدار علی باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد

دیا بوسہ نہیں جو کہتے ہو
ہم بھی بیٹھے ہم یہی میں گے

سراج تخلص مولوی سراج الدین باشندۂ ضلع فرید پور مقیم ضلع مرشد آباد راقم سے اپنے ضلع راج شاہی عرف رامپور بوالیہ میں ملاقات ہوئی تھی انکے بہت سے اشعار عربی و فارسی بھی نظر سے گزری

حسن ہے خوبون مین لیکن کچھ وفاداری نہین — جون گل کاغذ کہ جسمین بو نہین ہے رنگ ہے

سراج تخلص سراج الدین دکھنی بعضے تذکرہ والون نے انکا نام قمر علی لکھا ہے

نہین ہے تاب مجھے تیرے سامنے جانان — کہان سراج کہان آفتاب عالم تاب

پتھر بھی نہین ہے شرر شوق سے خالی — بیتابی نبض رگ خارا کی خبر لو

سراج تخلص سراج الدین علی شاہ اورنگ آبادی درویش تھے

رفوگر کو کہان طاقت کہ زخم عشق کو ٹانکے — اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر مین آجائے

چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا — مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا — کہ کتاب عقل کے طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

سردار تخلص سردار مرزا خلف سید محمد لکھنوی شاگرد وزیر

فرزدہ ای جوشش جنون دشت مین آئی ہے بہار — پھر کھجاتے ہین کئی دن سے برابر تلوے

گرم رفتاری عشاق کا اعجاز یہ ہے — تر نہین ہوتے ہین بالا سے سمندر تلوے

سرسبز تخلص مرزا زین العابدین خان خلف نواب سالار جنگ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے

بے تکلف تھی دل کے سینے تک — ہم سے اب آپ منہ چھپاتے ہین

ترے ہاتھ سے بوے مشک آئی شانہ — مگر تو نے کاکل سنوارے کسی کے

اوسکے کوچہ کیطرف مین تو نہ جاؤن سرسبز — کشش دل ہے کہ کھینچے لیے جاتی ہے مجھے

سرشار تخلص لالہ ملوک چند لکھنوی

اس سج سے وہ دلبر چلے خوبون مین اکڑکے — جون ماہ ستارون مین چلے رات کو اڑکے

سرور تخلص مرزا رجب علی بیگ ولد مرزا اصغر علی لکھنوی شاگرد نوازش حسین مرزا نوازش صاحب دیوان ہے سرور سلطانی ترجمہ شمشیر خانی و شگوفہ محبت و گلزار سرور و فسانہ عجائب ہین اردو نثر بہت خوب لکھتے ہین اوائل ۱۲۸۱ھ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راجہ بنارس کی سرکار مین متعلق تھے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گذری

[illegible] دل نے ہماری اف بھی نہ کی	جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا
ہمکناری جانان سے تازہ لطف اوٹھا	گلی سے مل گئے سب رنج در کنار ہوا
ملک عدم یار سب عقبیٰ ہین بیا سیر ای سرور	اور الجھہ او لجھتے ہین بیٹھے جب کہ الجھا دو کہ ہم
نہین اوٹھتی پلک نزاکت سے	سرمہ ہوتا ہے بار آنکھون مین
آنچ چھائی ہے خاک تیرے لیے	چھا رہا ہے غبار آنکھون مین
جب سے اپنا لقب ہوا ہے سرور	روز و شب ہے خمار آنکھون مین
سرور شرق و مغرب کی سیر کی ہم نے	نہین ہے حسن خدا داد کا جواب کہین
کوچہ قاتل مین جا کر اپنے ہاتھون جان دی	مرتے مرتے کام آئے یہ ہمارے ہاتھہ پاؤن
پیری و صد عیب یہی مثل ہے ای سرور	ڈھونڈھتے ہین اب تو لاٹھی کو سہارے ہاتھہ پاؤن
تنی رہتی ہے اکثر چادر مہتاب تربت پر	کہ تا معلوم ہو سب کو قتیل مہ جبینان ہون
اللہ ری بیحسی کہ جو دریا مین غرق ہون	تالاب کی طرح کبھی پانی روان نہ ہو
پھیر نہ منہ اوسنے کیا میری طرف ہی ظالم	سخت تم بھی مرے نالو ہو اثر سے خالی

سرور تخلص مرزا افضل علی بیگ برادر حقیقی مرزا امتیاز علی بیگ نکہت شاگرد شاہ نصیر دہلوی

آج آتی نہین ہے بانگ درا	ہمرہون نے کہین قیام کیا

سرور تخلص لالہ نیک رام نائب سررشتہ دار بندوبست ضلع فرخ آباد ولد سبے کشن لال مقیم فتح گڈہ

مطلب کی میری ایک نہ مانی آپ نے	باقی شب وصال مین کہین اپنے کام کی

سرور تخلص سید کاظم حسین شاگرد آباد ولد سید ظفر علی باشندہ لکھنؤ

دل مین جو مار گیسوی پیچان لگا تھا خیال	ڈر ڈر کے چونک چونک اوٹھے ہم تمام شب
مر مر کے کاٹتا ہون شب انتظار یار	اوٹھتا ہے بار ہجر بلا مجھ حزین سے کب
پر نور کیا ہین حسن سے ساری کلائیان	ہین شاخ نخل طور تمہاری کلائیان

سرور تخلص عنایت اللہ خان دہلوی شاگرد نصیر

زنجیرکی جو کانون مین آتی صدا نہین ۔۔ مجنون کے سلسلہ مین کوئی کیا رہا نہین

سرور تخلص غلام مرتضی خان ولد نصیر اللہ خان عرب ہاشمی شاگرد خواجہ آتش وطن اُنکا مدینۂ منورہ مولد و مسکن لکھنؤ

مجھسے جو پوچھتا ہے کوئی ماجراے دل ۔۔ یہ کہکے لوٹ جاتا ہون مین ہاے ہاے دل

سرور تخلص ولایت علی کشمیری لکھنؤ ہی خلف و شاگرد محمد جعفر مخمور و آتش اُنسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

آتی نہین کسیکو بھی اصلا نظر کمر ۔۔ عنقا کی طرح گم ہے تمہاری مگر کمر
جدا ہوئے ہین کسی برق وش سے یہ شاید ۔۔ بسان ابر جو روتی ہین زار زار آنکھین

سرور تخلص مرزا عزیز الدین دہلوی داماد سراج الدین بہادر شاہ متخلص بظفر شاگرد ذوق

ہوتے ہین آپ چین بہ جبین بات بات پر ۔۔ یہ ڈھنگ ہے تو ہوچکی صورت نباہ کی
یہ بھی سرور ترک کیا چاہتے ہین وہ ۔۔ صحبت جو ہم سے اونسے ہے گاہ گاہ کی

سرور تخلص احمد حسین شاگرد و برادر خورد امداد حسین ظہور باشندۂ میرٹھ

الامان الحذر کا شور اوٹھے ۔۔ جوش ہووے جو دیدۂ تر کا

سرور تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان شاگرد محمد جان بیگ سامی امراے دہلی مین تھے شعر اچھا کہتے تھے ایک تذکرۂ شعرا اور ایک دیوان اُنسے یادگار ہے ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین وفات پائی فارسی بھی اچھا کہتے تھے

ہاے امید وصل ہوئی ورنہ ہجر مین ۔۔ قصہ ہے زندگی کا یہ سب انفصال تھا
سبزہ خاک گور لب شاید ہوا اوسکے نمود ۔۔ خود بخود دمبدم جو میرا رنگ کاسنی ہو گیا
نامہ کس سوختہ جان کا یہ لیے جاتا ہے ۔۔ بازوون سے جو لاتا ہے کبوتر پنکھا
ہاتھ اپنے رہی زیر بغل بعد فنا بھی ۔۔ تھی بسکہ ہم آغوشی دلدار کی حسرت
ترے گھر لینگے جب بند قبا ہم ۔۔ گرہ دل کی کرینگے اپنے وا ہم
دیوانے ہم نہین ہین جو فصل بہار مین ۔۔ کہنے سے ناصحون کے گریبان نہ پھاڑتے

مجھہ خاکسار کو نہین حاجت سریر کی ۔۔۔ ہے بوریاے فقر پہ عزت فقیر کی

سعید تخلص مرزا سردار حسین ولد مرزا علی اصغر

عجب کیا ہے اگر مین بھی اسیر چاہ بابل ہون ۔۔۔ کبھی زہرہ شمائل کے ذقن پر دل سے مائل ہون

سعید تخلص لالہ کنور بہادر ولد گنگا پرشاد فرخ آبادی

جوش وحشت کبھی زندان مین نہ رہنے دیگا ۔۔۔ بیڑیان لاکھہ پنہائی کوئی حداد مجھے

سعید تخلص محمد سعید الدین بن مولوی محمد اساس الدین باشندۂ بدایون مقیم دہلی
تلمیذ نواب زین العابدین خان عارف

ہے برق کا خواص شب وصل یار مین ۔۔۔ یعنی ادھر سے لحظہ مین آئی ادھر نہین
گو لامکان تلک تو رسائی ہے آہ کی ۔۔۔ پر کیا ہی گر بتون ہی کی دل مین نہ راہ کی

سعید تخلص قاضی سعید الدین خان خلف قاضی القضات نجم الدین علی خان باشندۂ
کاکوری آخر ایام مین انکی بصارت زائل ہوگئی تھی

بیدانی اوسے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مری ۔۔۔ کہ پری کو نہین خوش آتی ہے انسان کی بو

سعید تخلص قاضی میر سعادت علی باشندۂ اکبر آباد

یار بن آنکھون مین اپنے خار ہے گل باغ مین ۔۔۔ ہے نمک پاش جراحت شور بلبل باغ مین

سعید تخلص حاجی سعید بخت ولد محمود بخت مجموعہ دار شاگرد حضرت ضمیم باشندۂ سلطنت
رامپور کے ہماتیون مین ہین تاریخ گوئی سے بہت شوق رکھتے ہین فارسی بھی کہتے ہین
اجداد انکے ہندو تھے کئی پشت سے مشرف باسلام ہوچکے

کہا مین نے یہ مجرم منہ خدارا کہ تیری انکھیان کیا ہے ۔۔۔ یہ ادھر ادھر ادھر ادھر تماشا ہے کل سوز عاشق کیا سا
پاتا نہین ہے سرمہ کا ہرگز قرار رنگ ۔۔۔ ہر آن مین بدلتی ہین آنکھین ہزار رنگ

سعید تخلص نواب بادشاہ ولد و شاگرد خواجہ وزیر لکھنوی

دیوانہ مجھکو آپ نے اچھا کیا کیا ۔۔۔ سے بولا اب تو زلف گرہگیر ہاتھہ مین
وہ سحر کر کے خاطر رکھی حنا تیرا ۔۔۔ طوطی کی طرح ہے تیرے تقریر ہاتھہ مین

سعید تخلص حاجی جلال بخش خلف حاجی حسین بخش باشندۂ سلطنت شاگرد منشی

مست راقم کے ملاقاتی ہین

سحر آفرین یہ سایۂ زلف سیاہ ہے ۔ بنجائے کیا عجب ترے سہرون کا ہار سحر

سکندر تخلص خلیفہ محمد علی مرشیہ گو باشندۂ نجیب آباد شاگرد محمد شاہ کالپی شراب بہت پیتے تھے وطن سے دہلی گئے وہان سے حیدر آباد مین جا کر انتقال کیا وہان کے باشندون نے اونکی ہڈیون کو کربلا مین بھیجدیا

قیس صحرا مین رہا کوہ مین فرہاد رہا ۔ مین بگولے کی طرح دشت مین برباد رہا
نہ دیکھا ہو جو کسی نے حباب مین دریا ۔ وہ دیکھ لے مری چشم پر آب مین دریا

گرا ہے ہاتھ سے کس کے دل میرا آہ ڈھونڈھون کہان ۔ کہ آدھی رات ادھر ہے اور آدھی رات ادھر
سحر گزرا ہے ان من کو فنا خورشید رو یارب ۔ کہ شبنم گل کے منہ پر ابتلک پانی چھڑکتی ہے

سکندر تخلص سکندر خان باشندۂ شاہجہانپور مومن خان سے کسب سخن کرتے تھے ایک دن ایک شعر کی اصلاح پر بہت مباحثہ کر کے ترک مشورہ کیا

کسکا نام اوسکے ہونٹون پر تھا کہ اس نفرت سے یان ۔ حرف ناصح سے دماغ اپنا پریشان تھا

سلام تخلص نجم الدین علی خان اکبر آبادی خلف شرف الدین علی خان پیام

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ ۔ درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سلطان تخلص شہزادہ ایزد بخش بہادر عرف مرزا ابلی خلف شاہ عالم بادشاہ

دور رکھ ہو دوران سر سے گردش دوران مجھے ۔ مت رکھ اے دیر خراب آباد سرگردان مجھے

سلطان تخلص نواب نصر اللہ خان مرحوم والی رامپور

اوس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر ۔ دیکھا تو نہین اوسکے یہ پاسنگ برابر

سلطان تخلص سلطان شاہ خلف شاہزادہ جمعیت شاہ ماہر دہلوی

بن جلائے دل و جگر جل جائے ۔ کیا بڑی آگ ہے محبت کی
آتے آتے وہ پھر گئے گھر کو ۔ یہ بھی خوبی ہے اپنے قسمت کی

سلطان تخلص صاحبزادہ اعظم الدین نواسہ ٹیپو سلطان مرحوم مقیم کلکتہ متعلق کلکتہ صاحب دیوان فارسی اور راقم کے دوستون مین تھے

دونون سے غم کے رشک چمن ہے فضای دل | ہے جا سے سیر چمن دلکشای دل

سلطان تخلص خواجہ طالب علی خان عرف خواجہ سلطان جان مرحوم خلف خواجہ حسین علیخان مرحوم رئیس عظیم آباد مقیم گیا اولادین خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کی تھی سلسلہ انکے ننیال کا حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے ملتا ہے موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بہت دنون تک کلکتہ مین آکر رہے تھے لکھنؤ کی بھی سیر کی تھی تین دیوان انکے نظر سے گزرے اشعار فارسی و اردو خوب کہتے تھے ۱۲۷۰ بارہ سو ستر ہجری مین کلکتہ سے گیاجی مین جاکر انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے راقم نے یہ تاریخ اونکے وفات کی لکھی ہے

قطعہ تاریخ

خواجہ سلطان جان کہ رحلت کرد وائے | دوستان را کرد با اندوہ جفت
سال مرگ او چو جستم از سروش | خواجہ سلطان جان بمرد افسوس گفت

۱۲۷۰

اشعار سلطان

اک نئی طرح کا حلقہ نے پھندا مارا | تو نے اے زلف مسلسل مجھے اولجھا مارا
وار کیا معلوم ہو تیغ نگاہ یار کا | ساحل بحر فنا ہے گھاٹ اس تلوار کا
موجۂ آب زمرد سے مری زنجیر ہو | ہون مین دیوانہ کسی کے سبزۂ رخسار کا
اے بتو ہر مومن وکافر کی لگتی ہے نظر | ہے خدا حافظ تمھاری مصحف رخسار کا
بوسے عطر خس تھی سلطان یار کی رومال مین | اوسنے جو پوچھا پسینا سبزۂ رخسار کا
دل کی جا سینے مین میرے اوسکا پیکان رہگیا | میزبان جاتا رہا اور گھر مین مہمان رہ گیا
کمر لچکی تو وہ گل ہنسکے بولا | بھرا ہے پھولون سے دامن ہمارا
دیکھی جو تری چاند کی ٹکڑون سے یہ دو گال | انکار نہ کافر کو رہے شق قمر کا
قتل مشہور ہے دیوانہ رہا ہون بس ای دل | بہین آنکھون سے دریا نام سنکر گر کوئی اوسکا
کھائی تیغ اگر قاتل تو شادی مرگ ہو جاؤن | دہان زخم مین ہو جاوی عالم روی خندان کا
مالی بیٹھے خاک مین سب موتگا نیان | اوسکی کمر مین فرق اگر بال بھر رہا

اہدنوں حسن پہ آپ اپنے جی میں مغرور بہت
اور سب باتیں تو موقوف ہیں جل [illegible]

اس دم کسی کا زور نہیں شیشہ ہی گھر اپنے یار
لیجاؤنگا مجھے میں اگر اور گھر نسبت

رندوں نے آج نشے میں کیا دھج نکالی ہے
مینا بغل میں سر پہ سبو جام دوش پر

افتادگی پسند تھی طفلی ہی سے مجھے
آیا نہ ایک دم کبھی آرام دوش پر

بات کہتے نہیں ہیں موتی پروتے ہیں ہم
ہے بجا کہیے زبان کو جو زبان الماس

مرنے کے بعد بھی نہ گئیں بیقراریاں
عالم ہے برق کا مرے سنگ مزار میں

دکھاتا ہے وہ اپنی عکس سے آئینہ میں تصویر
مری نظروں میں ہو سلطان ہوں گویا کہ [illegible]

جب آہ ہوں ہو جاتا ہے سوراخ جگر میں
کیا ہمکو کوئی آئیگا اب آپ کے گھر میں

چاہیے عاشق و معشوق میں گرما گرمی
وصل کی رات نہیں خوب یہ شرما شرمی

دام بلائے عشق میں ہم بے سبب پڑے
کم بخت دل یہ ہائے خدا کا غضب پڑے

تاب کسکی جو کرے بات اوس بت مغرور سے
حور بھی دیکھے تو لے اوسکی بلائیں دور سے

معشوق کو جو وصل کی شب میں حجاب ہے
دامن میں صاعقہ کے گل آفتاب ہے

پڑھی جو بادہ کشوں نے نماز استسقا
تو جھوم کر طرف قبلہ سے گھٹا آئی

تمکو یہ ویسی فقط بات بنا آتی ہے
یا کبھی چاند سی صورت بھی دکھا آتی ہے

دفن جس کوچے میں ہم عاشق ناشاد ہوئے
جتنے پیر حرم تھے وہاں غیرت فرہاد ہوئے

سلیس تخلص سید محب علی متوطن کانپور شاگرد مونس مرثیہ گو

بے اذن بوسے لے کے گنہگار ہو گیا
اب تو قصور وار میں سرکار ہو گیا

سلیم تخلص مرزا سلیم بہادر خلف اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی مرید میر محمدی مرحوم

جگر سے سب دلی کی فرحت ہوئی مجھے
کثرت میں سیر عالم وحدت ہوئی مجھے

ہے کوئی اپنا خانۂ دل ہی عجب مکان
جسمیں نصیب یار سے صحبت ہوئی مجھے

سلیم تخلص میر عباس ولد میر عالم علی لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

کیا کریں ہم جو موثر نہ ہو نالہ دل میں
جان جان دل میں جا کرتی [illegible] دل میں

واے قسمت نہ ہوا یار جہانگیر سلیم
رہگیا عید کو ارمان مرے دل کا دل میں

یار آیا ہے نظر خواب مین بعد مدت
آنکھ لیو چونک کے غافل نہ خبر دار آنکھین

سلیم تخلص میر سلامت علی بنارسی

کہتے ہیں اس سے بہتر لب معشوق ہوا
سخت نادان ہو چہتر لب معشوق ہوا

سلیمان تخلص مرزا احمد سلیمان شکوہ بہادر خلف حضرت شاہ عالم بادشاہ شاگرد شاہ حاتم و انشا مدت تک لکہنؤ مین جلوہ افروز رہے شعر عاشقانہ اچہا کہتے تھے سنہ ۱۲۵۴ ہجری مین اکبر آباد مین قضا کی اور وہین مدفون ہوے راقم نے اُنکے مزار کی زیارت کی ہے انکے انتقال کی تاریخ رحمت خدا سے نکلتی ہے دیوان نظر سے گزرا

کرے یہ کاش فلک میرے بند بند جدا
یہ مجھ سے ہو نہ مرا شوخ خود پسند جدا

بیچارہ تیرے دیوانے کا اِس تو قبر سے اوٹھا
کہ شور نالہ ہر اک خانۂ زنجیر سے اوٹھا

نازسے کرگئے وہ ایسا ہی اشارہ چپکا
کہ نئے سر سے یہ پہر داغ ہمارا چپکا

بتون پہ آکے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا
تو آسمان و زمین سب اولٹ گیا ہوتا

رہگئے ہوش و حواس و خرد و طاقت سب
یون ترے کوچے سے مین بے سر و سامان نکلا

جان دی راہ محبت مین اٹھی صد شکر
بات جو ہم نے کہی تہی سو نباہے صد شکر

بات کہنے مین جواب نامہ لایا یہ بتا
کیا نکالی تو نے اب ای قاصد چالاک پر

زخم کہا کر جو گرا مین تو وہ یہ کہنے لگا
اچہا اچہا تو تڑپ کر مری تلوار کو توڑ

ہزار طرح سے وہ پیچ کرے لیکن
نہ پہونچے نالہ کو میرے ترانۂ بلبل

غیر کا نام جو تم پیار سے لیتے ہو تو بس
ایک برچہی ہے کہ پہلو مین چبہو دیتے ہو

شیخ کی تسبیح اور عمامہ کس گنتی مین ہے
وہ کسند تزوّد ہے یہ گنبد تلبیس ہے

دل اگر فولاد ہو تو بہی کہنچا جاتا ہے آہ
اوس صنم کا جذب الفت سنگ مقناطیس ہے

کیا اجابت کی ہوا دہر کو خدا و ندا آہ
مارے مارے جو دعاے سحری پہرتی ہے

جبہ سائی آستان جا جبین سے کیونکر
کوئی تقدیر کے لکہے کو مٹا سکتا ہے

سلیمان تخلص سلیمان خان دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد اشرف علیخان فغان

[illegible] کہ ہے کے اشترون کی
کہ اشک شیخ سے کاسہ ہوا ہمسر آنکہون کا

سلیمان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

تجھسے ظالم سے او دیکھ طراری دل | گرچہ بھی وہ طرح نہ کیا بل ہے جگرداری دل

سودا تخلص مرزا محمد رفیع ولد مرزا محمد شفیع شاگرد شاہ حاتم وطن انکا کابل مولد دہلی ایام شباب مین لکھنؤ مین جاکر نواب آصف الدولہ بہادر کے مقربون مین منسلک ہوکر ملک الشعرا کا خطاب پایا تھا ۱۱۹۵ گیارہ سو پچانوے ہجری مین انتقال کیا سوا مثنوی کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے لیکن ہجو و قصیدہ گوئی مین اپنے عہد مین بے مثل تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

مقدور نہین اوسکی تجلی کے بیان کا | جون شمع سراپا ہو اگر صرف زبان کا

صحبتون کا نہ کر و غیر کے مجھسے اخفا | کونسی شب تھی کہ مین وان پس دیوار نہ تھا

بدنام تو عبث مجھے کرتا ہے ناصحا | مدت ہوئی بتون سے سروکار اوٹھ گیا

وو نسخہ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر | لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

گلکوات مین اگر غیرتی [illegible] فائی کا | سو مین غرق سفینہ ہو آشنائی کا

مطلب نہ چرخ سے کر نان رحمت اے سودا | پھرے ہے آپ یہ کاسہ لیے گدائی کا

لطف اے اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون | رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤن گا

چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل | پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا

دل مست پلک نظر سے کہ پایا نہ جائیگا | جون اشک پھر زمین سے اوٹھایا نہ جائیگا

بیکسی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا | در وا نہ کیا قبول کا معمور ہو گیا

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا | کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

سینے سے مین دعا کو لایا جو شب لبون تک | کہنے لگی اجابت کیدھر خیال آیا

کونین تک سے تھی جب دل کی مجھکو قیمت | قسمت کہ اک نگہ پر جا اوسکو ڈال آیا

ہر رنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوسے | جو اپنے دل پہ کبھی شکل سے ہوا آیا

نکلا کسکا پس بھی مسیحا سے کم نہین | فیروزہ ہو وسے مردہ تو دیتا ہے [illegible]

نگاہ مست نے ساقی کے عالم کو جکا لالا | کہین بیہوش ہے شیشہ کہین [illegible]

سمجھے ہے جو تقدیر کو ہوا لے کی
کمان کفر ہے اے شیخ ایسا کہ کرا اوس بت نے
بے رنگ تماشائی خوبان صورت خورشید
نور اخذ ہنر کرنے مین دل کا مین گنوایا
انتہا عیش جہان کی جو تو دیکھا چاہے
ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست
ڈرتے ڈرتے جو کہا مین کہ ترا عاشق ہون
سو دا مین اپنے یار سے چاہا کہ کچھ کہون
گالی نہین ہے بوسہ مرے دل پہ گوارا
یا تبسم یا گلہ یا وعدہ یا کاسہ ہے پیام
گذری جب غم سے ہمین زندگی دہ روزہ
غور سے شکر ہوا کہ لگا اوبلتا ہے یہ دل
ہون وہ آوارہ کہ طفلی ہی مین با شک مجھے
کام آیا نہ کچھ اپنا تن زار آخر کار
کہسکے ہین زیر زمین دیدہ نمناک ہنوز
ایک دن گھیر مین دامن کا ترے دیکھا تھا
اشک آتش دخون آتش وہ سخت دل اثر
اے لالہ گو فلک نے دیے مجکو چار داغ
غیرون کی بات پر نہ کہون کان مت رکھو
ناصح نہ او نسے بک جو ہین آگاہ راز عشق
سے مرے دل کو دے کے اپنا دل
قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
نہ ورد نہ درد نہ طالع نہ تیرے دل مین رحم

جب مجھے قتل پہ عاشق کی چلتے دیکھا
پرستش سے مرے پیدا کیا جلوہ خدائی کا
جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا
جون آئنہ جوہر نے سب مجھے عیب لگایا
بزم مستان پہ نگہ غور سے کر آخر شب
پوچھو جون ہون مین اوسی کو جو ہے آشنا پرست
قہقہہ مار کا کہنے وہ طناز ودرست
ایسی کی اک نگہ کہ رہی من سکے بیچ
جھوٹا کوئی کھاتا ہے تو میٹھی ہی سکر لانچ
کچھ بھی اسے خانہ خراب اس دل کے سیلا کو سیلم
رکھیے اوس عمر کو خدا ماہ محرم سے دور
رخصت اک نالہ اے صیاد چاہی سب ہوا
کر دیا مادر ایام نے گھر سے باہر
سب مجھے اکسیر تھے نکلا یہ غبار آخر کار
جا بجا صورت ہے پانی کی تہ خاک ہنوز
گرد پھرتے ہین گریبان کے مری چاک ہنوز
آتش پہ برستی ہے پڑی مشتعل آتش
جاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ
لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کی طرف
وہ کر چکے ہین دین و دل و جان نثار عشق
سنگ کے مول یہ بکے ہے لعل
ذرہ بھی ہم تڑپنے نپائے کہ بس تمام
جو چاہے تجھے یہ دل کامیاب ہو معلوم

سو دل اوسکے تو نہو بات نہ کر نسبے طول
ہمارے کفر کے پہلو سے دین کی لہ یاد آوے
غنچہ سے مسکرا کے اوسے نثار کر چلے
اب تو مین چھوڑنے کا نہین اوسکو ناصحا
مستی سے اوس نگاہ کی لی محتسب خبر
یار وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
کیا چیز ہے وہ دل جسے کہتے ہین الٰہی
دشنام تو دینے کی قسم کھائی ہے لیکن
مے پرستی ہے مری باعث آمرزش خلق
اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
انصاف کیجیو سو نپئے اپنا بجز خدا
جو لیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر سے آرہی
دہن غنچہ کا جب یکھون ہون گوش گل پہ گلشن مین
منت تو لاکہ کیجے پر جو غرور ہے داون
تھی سرد مہری اوسکی آب حیات دل کو
سودا کو بزم عشق سے کرتے ہین آج قتل
دل لیکے ہمارا جو کوئی طالب جان ہے
خواہ کہے مین تجھے خواہ مین سمجھانے مین
مری آنکھون مین بستا ہے مجھے تو کیون رلاتا ہے
ترا غرور میرا عجز تا کجا ظالم
سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار مین مجنون
گردش سے آسمان کے نزدیک ہی سبھی کچھ
سر زا ہے کسکی خاک سے ظالم تو بچنے

وہ دہن تنگ ہے اتنا کہ نہین بات کی جا
صنم رکھتے ہین جسکو دیکھکر اللہ یاد آوے
نرگس کو آنکھ مار کے بیمار کر چلے
ہونے جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہو گئی
دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی
نظرون مین سو طرح کی حکایات ہو گئی
یک قطرۂ خون سینے مین آفات فلک ہے
جب دیکھے ہے وہ مجھکو تو اک جنبش لب ہے
توبہ صد قوم نے کی ہے مری مے خواری سے
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے
منصف جو بولتے ہین سو تجھ سے ڈرے ہوئے
فرزدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے
تو اپنا درد دل کہنا کسی سے یاد آتا ہے
منت غریب اوسکے مدعی سو کب بر آ ہے
جو نہ پتنگ نے تو کچھ آگ ہی لگائی
پہچانتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے
ہم بھی یہ سمجھتے ہین کہ جی ہی تو جان ہے
اتنا مجنون ہون مرے یار کہین دیکھا ہے
مجھکو دیکھ تو اپنا کوئی بھی گھر ڈباتا ہے
ہر اک بات کسی کی آخر کچھ انتہا بھی ہے
کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے
ہم سے بھلا اک دوست ہے تو یہ ہے
دامن کے ساتھ ساتھ تیرے گرد ہی سو ہے

مجھ تازہ کو تعلق نہین اس دل کو الم سے
یہ رنگ مین تصویر کی حیرت سے ہے حرکت
اثر ہے آہ مین ہر چند نے تاثیر نالے مین
کسا میکی الم ہے کیا قتل سیہ ا
رہا کرتا ہمین صیاد اب پامال کرتا ہے
جس روز کسی اور پہ بیداد کرو گے
نہین ہے رشتۂ تسبیح صورت زنار
نے ضرر کفر کو نے دین کو نقصان مجھ سے
آہ و زاری سے مرے غنب نہین سوتا کوئی
گل پھینکے ہے اورون کی طرف بلکہ ثمر بھی
کیا ضد ہے خدا جانے مجھ ساتھ وگرنہ
تھا مرے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات
جان سے کندن دل کا سخت ہے فرہاد
نامہ کا جواب آنا تو معلوم ہے اے کاش
تجھ تیغ تلے کہ تو رستم سے کہ سر دہر دے
مجرم ہون مین تو کہہ دو مکافات کے لیے
جہان مین کیا کون زاہد پسر کی کیفیت
ہو گئے صاحب بچہ ہر تیرا منہ دیکھ فقیہ
ہر نظر تجھکو نہ دیکھا کبھو ڈرتے ڈرتے
کھینچے ہے کیا ہو میان تیغ کہ یہان رشتۂ عمر
بھلا ترے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے
قاتل ہماری لاش کو تشہیر ہے ضرور

تھا طفلی مین گہوارا مرادامن غم سے
جسکو نہ کوئی دیکھ سکا دیدۂ نم سے
پیاتا ہے کہ ان دونون سے سیراجی بلکہ
لگا کہنے ہنسکر کہ خواہی نخواہی
پھر کنا ہی جیسے بھولا ہو سو پرواز کیا تجھے
یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کرو گے
قسم ہے شیخ تجھے اپنے دین و مذہب کی
باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجھسے
تجھسے نالان ہون مین اک خلق ہے نالان مجھسے
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی
کافی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بھی
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی
آئی ہے سحر ہونے کو ظالم کہین مر بھی
دگر یہ کو کبھی زور آزمائی ہے
قاصد کے بد دیکھ کی مجھ تک خبر آوے
پیارے یہ مین سے ہو ہر کارے وہ ہر مرد
منہ مین خدا نے دی ہے زبان بات کیجیے
کہ جسکو دختر رز دیکھ کر ادھر جاوے
ہے نمد پوش سدا آئینۂ فولادی
حسرتین جی کی سہتے جی ہی مین سونے مرتے
صرف سینے کا ہوا نانکے ہے بھرتے جی
اپنا ہے تو فریفتہ ہووے خدا کرے
آئندہ تا نہ کوئی کسی سے وفا کرے

فکر معاش وعشق بتان یاد رفتگان / اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کرے
گر ہو شراب وخلوت ومحبوب خوبرو / زاہد تجھے قسم ہے کہ تو ہو تو کیا کرے

سوز تخلص مولوی عبد الکریم خلف مولوی امام بخش صہبائی مقیم دہلی صاحب دیوان شعر
شعر انکے بامزہ ہوتے ہین

ہوتی ہے ہوگا اثر اس نالۂ شبگیر کا / راہ پر آنا کوئی آسان ہے چرخ پیر کا
فکر مین تھے انتہاے عشق کی مدت سے ہم / بارے یہ عقدہ ہمین آکر ترے خنجر کھلا
صبا رقیب سے رکھتی تھی راہ کچھ ورنہ / ستم یہ کیون مرے مشت غبار پر ہوتا
کچھ ترا شہرہ ہوا کچھ میری رسوائی ہوئی / رفتہ رفتہ یون ہی ظاہر راز پنہان ہوگیا
ابھی دل مین ابھی آنکھون مین ابھی دامن پر / اشک مین بھی تری شوخی کا اثر آہی گیا
سوز کو بیگانہ ہے پر بزم مین رہنے تو دے / رفتہ رفتہ یہ بھی ظالم آشنا ہوجائیگا
پاس آنے مین نہ کشتون کے لگے دیر کہین / لے لیا موت نے گر تیری بیمار کا پاس
جتنا جتنا روکا اوسکو اوتنی اوتنی بہہ چلے اور / طفل تو ہین یہ اشک ابھی پر کتنی شرارت کرتے ہین
مجھکو ہر گھڑی یہ گزرتا ترے آنے کا خیال / اور شب وعدہ مین ہوتی رہے کھٹکا کیون
جان سینے مین نظر آنکھون مین دم ہونٹون پر / اک نہ آنے سے ترے کام مین آیا کیا کیا
آج میان رسوا ہوا کل دوان خرابی مین پڑا / یون ہی گھٹ گھٹ کر مری توقیر آدھی رہ گئی
اوسکو ہے شوق ستم مجھکو ستم کی خواہش / مین ستمگار کو درکار ستمگار مجھے
سوز ہے کچھ تو تماشا کر پڑے پھرتے ہو / کیون یہ کہتے ہو نہین اوس سے سروکار مجھے

سوز تخلص محمد میر ولد میر ضیاء الدین اولاد مین حضرت قطب عالم گجراتی کے تھے وطن
انکا بخارا مولد دہلی نواب آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکھنؤ مین گئے تھے خط
نستعلیق خوب لکھتے تھے تیر اندازی مین کمال تھا شعر اس انداز سے کہتے تھے
کہ مضمون شعر کی صورت بناکے دکھا دیتے تھے پہلے میر تخلص کرتے تھے جب یہ بھی
لکھنؤ مین گئے اونھون نے سوز تخلص کیا اشعار عاشقانہ انکے نہایت پر درد ہوتے ہین
[illegible]

اہل ایمان سوز کو کہتے ہیں کافر ہو گیا
تن چاک سینہ سوزان دل داغ چشم گریان
کیون نہ ہو دل ناشاد مجھکو آنکھوں میں ہی نہ پالا
ایک تو تھا دل غمدیدہ اسیر زلف
جھٹکے نام سے ہو چکے ہیں تجب تک
مت جا کہ تو بھی مجھکو جا سے
رقیبوں کے ڈر سے مبادا نہ کہہ دین
کعبے ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا
ہم اوس سے شب جو بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رلا دیا
کی فرشتوں کی راہ ابر نے بند
نہ بھولا ای دل تو اس نیرنگی مینای دوران
چوری چوری تیرے منہ شاید لگا
برق طپیدہ یا شرر برجیدہ ہوں
منت کش خزان ہوں نہ حسرت کش بہار
بس جی کہاؤ نہ قسم جانتے ہیں
بند میں اپنے گرہ دے کہ تجھے یاد رہے
اے اہل بزم آؤ میں بھی ہر ایک سن لو
قاتل پکارتا ہے ان کو جو کشتنی ہے
کیا خاک کر دیا جوانی کو
خدا ہی کی قسم ناصح نہ مانو نگا کہا اب تو
کبھو ای باد صبا بچھڑے ہوئے یاروں کو
کھول نہ دیکھیو اڑ نے اس دل ناصبور کو
دامن تلک تو تیرے کہان دسترس مجھے

آہ یارب راز دل اونپر بھی ظاہر ہو گیا
تو دیکھتا نہیں ہے مجھکو دکھائیں کیا کیا
اسیری سے سر منہ پر تو گرم ہو کے آیا
پاؤں زنجیر میں اور ہاتھ گریبان میں پھنسا
کاش میں اونکا نامہ بر ہوتا
ولے تو نے نہ چاہا پر نہ چاہا
کبھو کھل کر دل میں رونے نہ پایا
جو تم سے ہو ہو گا سو اللہ کرے گا
ولے میں بھی کیا ہوں کہ روتی میں ہنسا یا منہ کو ہنسایا
جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج
یہ شیشہ ہے ای قابل رہ گزر طاق نسیان پر
ہونٹھ جو ہیں آج پیاسے کے خشک
جس رنگ میں ہوں میں غرض غمزدہ رسیدہ ہوں
جوں سرو باغ دہر میں دامن کشیدہ ہوں
جیسے تم ہو تمہیں ہم جانتے ہیں
میں یہ ڈرتا ہوں نہ ہو جاؤں فراموش کہیں
تنہا نہیں ہوں بھائی با نالہ و فغان ہوں
کیوں سوز چپ ہی بیٹھا کچھ بول اٹھ نہ ہاں تو
کو سوں کیں منہ سے ناتوانی کو
نہ چھوٹے گا ترے کہنے سے میرا دل لگا ابتو
راہ ملتی ہے نہیں دشت کی آواروں کو
سیاہ بخت لگی ہے چلیے چاہیے مت تو کو
تیری گلی کی خاک ہی ہو تو ہو بس مجھے

جو سرگوشی مین بوسے لیا احسان کیا اسکا — تکلف برطرف یہ جفتائی کی ہے منافقی

منہ دیکھو آئینہ کا تری تاب لا سکے — خورشید پہلے آنکھ تو مجھ سے ملا سکے

تصویر تیری کھینچے مصور تو کیا مجال — دست قضا تو پھر کوئی تجھسا بنا سکے

اشک خون آنکھون مین لگکر جم گئے — دور کے بھی دیکھنے سے ہم گئے

قتل نے ہر استخوان مین درد کی آواز ہے — کچھ نہین معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے

گفتار مین اب ضعف سے آواز نہین ہے — سمجھے نہ وہی بات جو ہمراز نہین ہے

مر جائے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے — بھون سے پوچھتا ہے کس نے اسکو مار ڈالا ہے

مانند جرس پٹ گئی چھاتی تو فغان سے — فریاد کو پہونچا نہ کوئی راہ روان سے

فرض کیا مین کہ وہ ہے سنگدل — آہ مین اپنے بھی اثر چاہیئے

سوزان تخلص شہزادہ امام بخش دہلوی معروف بہ مولوی کلو شاگرد عبدالرحمن [illegible]

پھر دام سے زلفون کے تا حشر نہ چھوٹیگا — اے دل تو کہین اوسکے پھندے مین آجانا

مین خون دل پیون اور ہنگام بادہ نوشی — بوسہ یہ جام لیوے اوسکے لب دہان کا

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ فرزند مرزا علی جان لکھنوی

اوس بیوفا کو غم ہے مرنے سے کیا کسی کے — دل مت لگا کسی سے کہنے یہ جا کسی کے

فرقت مین اوسکے سوزان ناحق تو جان کھوے — ہرگز نہین نہ ہونگے یہ آشنا کسیکے

سوزان تخلص مولوی غلام مرتضی مرحوم رامپوری مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے یہین وفات پائی

سینے پہ ہمنے کھائے داغ ایک دو تین چار پانچ — تمنے جلائے کیا چراغ ایک دو تین چار پانچ

مٹکے کے مٹکے غم کے لے گئے غیر ساقیا — بھرکے ہمین بھی دو ایاغ ایک دو تین چار پانچ

سوزان تخلص شیخ شمس الدین دہلوی مقیم فرخ آباد

ہر روز مجھے دھمکاتے ہو تلوار پکڑ کے — میان جاؤ کہین گھر سے تو آئے نہین لڑ کے

سوز تخلص حافظ عبدالرحمن شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلی مین طالبعلمی کرتے تھے

اس قدر ضعف ہے مضمون ہون گو دشمنا ہے محال — ناتوانی سے اونچا بھی تو گر جاتا ہون

ہوا منظور میرا رشک جو اوس شوخ پرفن کو	تصور میں بھی ساتھ اپنے لیے آیا وہ دشمن کو

سہراب تخلص سہراب بیگ دہلوی شاگرد نصیر خوشنویس و فن رمل مین کامل تھا فارسی بھی کہتا تھا

ہم آئے بہ تنگ زیست سے پر	اسے خانہ خراب تو نہ آیا
نہ ہوئی کوئی شب وصل میسر ورنہ	دیکھئے شوق محبت سے مین کیا کیا کرتا
کس دن نہین خیال دہان و کمر مجھے	وہ کونسا ہے روز کہ سیر عدم نہین
یہ عجب ہے کہ ہو تو بہر تماشا نکلے	ایک عالم ترے شہید اسکا تماشائی ہے

سہیل تخلص مرزا احسن جان لکھنوی مقیم سونجی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد علیجان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

غش پہ غش آتے ہین اوس زلف کی بیمار کو	نکہتین بھیجے گیسو کا سونگھانے کے لیے
کرکے یہ خواب عدم سے ہمین جو نکالتے ہین	انکھین کھولو تو ہم کہ آئے ہین منانے کے لیے

سہیل تخلص مرزا احمد عباس

ما رویون کو دل اپنا نہ کبھی دیجئے سہیل	وصل اک دن نہ ہوا داغ الم کھائے بہت

سہیل تخلص ارتضے علی خان ولد مولوی احمد علی خان فرخ آبادی

کیون اسقدر آزردہ طبیعت ہے سہیل آج	کیا حال ہے کچھ تو کہو رنج و محن اپنا

سیاح تخلص میان داد خان اورنگ آبادی ولد عبد اللہ خان شاگرد غالب اطراف عرب و عجم و ہندوستان کی سیر کی تھی سنہ ۱۲۸۱ اٹھارہ سو اسی عیسوی مین کلکتہ مین آئے تھے اندنون سورت مین ہین شعر اچھا کہتے ہین بنام کم احباب مین ہین یہ شعر انکے کہکر لیے گئے تھے

آیا نہ یار وعدے پہ سیاح صبح تک	کیا کیا شب فراق مین تڑپے ہین تا صبح
مچ جاتا ہے کہیے کہ خدا نزدیک ہو لے	تو کیا نادان ہے نادان تحصیل حاصل ہے
نہ رکھینگے قدم دہشت کے مارے غیر در ان ہرگز	نہ کھولائین او ٹھا کر وحشی میری کوئی قاتل ہے
دل وحشی کا ابھی کیا کارخانہ ویرانی ہے	نہ رونق جنون کا حج ہے سر کا رمائی ہے
کہین گرجان تو سمجھے کہ ہمکو بیوفا سمجھا	سمجھا اوس بدگمان کی ساری دنیا
پھرا کرتا ہون گرد اوسکے نہین تاب ہم آغوشی	مین ہون تصویر اور وہ شمع فانوس خیالی ہے

ہوتے ضرور تیری ثناخوان کیا کرین | قاتل دہان زخم کی گویا زبان شد تھی

پڑ گیا ہے اوسکو چسکا چاٹ کر کیسا لہو | اوگلی ہی پڑتی نہ جو تلوار اوس خونخوار کی

آتش قدم ایسا ہون جو بیٹھون تو زیادہ | ہو دھوپ سے بھی سایۂ دیوار مین گرمی

مشتعل ہے بزم مین شعلہ جو اوسکے حسن کا | شمع پروانون بھی جو بالی پر پرواز ہے

بارے اِتنا تو اثر نالۂ بلبل نے کیا | نظر آتا ہے ہر اک گل ہمہ تن گوش مجھے

بچھاتا خار غم ہے وان جہان بستر لگاتا ہون | کھٹکتے میرے دو دن کی فلک کو زندگانی ہے

عدم کا کیون کیا ثابت وجود اہل سخن بھولے | ندیتی تھی عدم کے ساتھ تشبیہ دہن بھولے

سعادت تخلص میر مجاہد الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون

مثل نسیم صبح پھرا مین تو ہر کہین | پر دو گل شگفتہ نہ آیا نظر کہین

سیارہ تخلص مرزا فخر الدین بن مرزا اصغر الدین ثابت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان ستار اچھا بجاتے تھے

خدا کے واسطے جا کر کہو اوس آفت جان سے | کہ وقت نزع ہے رخصت ہو تو بیمار ہجران سے

سعید تخلص سید غلام رسول ولد سید احمد رامپوری

مژگان پہ دم گریہ سے ہے لخت جگر آیا | یا ہے شجر عشق صنم مین ثمر آیا

سعید تخلص میر غلام رسول اکبرآبادی بعض صاحب تذکرہ نے اسکو مرادآبادی لکھا

خوبرویوں کے تو ملنے سے نہ باز آئینگے | یہ تو بد خو نہین جائیگی مگر جان کے ساتھ

سعید تخلص میر علی نقی برادر خورد میر ابو القاسم محب دہلوی برادر زادہ میر نظام الدین ممنون

قربان ساعدی اسکے لگا کہنے غیر سے | کیا جانے آج کیا تھا کہ سعید خفا گیا

کھلے بال شاید کوئی خوبرو سے | صبا کے لپٹ مین جو عنبر کی بو ہے

سعید تخلص میر بہادر علی ولد سید مردان علی باشندۂ فرخ آباد

کرے کیا اثر خاک ہمکو دوا کچھ | تری چشم فتان کے بیمار ہین ہم

سعید تخلص حکیم میر قطب علی عرف قطب عالم باشندۂ سکندرآباد

جادو کرے ہے شہر مین سید کا ریختہ | دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ ہو گیا

سید تخلص میر غالب علی خان دہلوی مخاطب بہ سید الشعرا و فقیر شاہی کی شاگرد تھے سنہ ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا پہلے غریب اور آشنا تخلص کرتے تھے

نہ غازہ نہ گلگونہ ہے نہ رنگ حنا تو | اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا
سید سے یہ عداوت اللہ ری کفر ای بت | پڑھنے جنازہ اوسکا سب آئے تو نہ آیا
سماوے گا پھولا قبا مین نہ سید | ہم آغوش جب وہ گل اندام ہو گا
نہ ہین گردون نہ مثل آسیا ہم | وے گردش مین رہتے ہین سدا ہم
مین اور ترک عشق یہ امکان ہے نہین | ناصح کے پند سے کو بیان کان ہی نہین
جو انکھ اور سے وہ لڑا جانتے ہین | تو ہم بھی کہین دل لگا جانتے ہین
یارو مرے بالین سے نہ اٹھو نہ جدا ہو | حالت مری اچھی نہین کیا جانیے کیا ہو
بنائے کفر و دین اک تار سے ہے | کہ سبحہ منعقد زنار سے ہے

سید تخلص امام الدین

ہماری حسن کے کوچے مین بینوائی سے ہے | یہ آنکھین دیکھتے ہو کاسۂ گدائی ہے

سید تخلص میر یادگار علی باشندہ بارہہ معاصر شاہ عالم بادشاہ

شورشین باقی ہین دل مین بس یہ آتی ہے بہار | دیکھیے کیا کیا تجھکو نئے اب کی لاتی ہے بہار

سید تخلص سید حسین عظیم آبادی خلف شاہ فخر الدین احمد شاگرد میر محمد واجد پریشان تخلص انسے کلکتے مین ملاقات ہوئی تھی

گرچہ ظاہر مین نظر ہمکو نہ آئے گا سبب | پر تصور مین میان تیری کمر دیکھ چکے

سید تخلص میر امداد علی ولد سید حسین باشندۂ بارہہ مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہتہ

حسن کی ہے اب سراپا مین سمائی پیٹ پر | خط نے رخ گھیرا نظر اپنی اب آئی پیٹ پر

سید تخلص نظام الدولہ سید علی خان بہادر خلف معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد رشک سنہ ۱۸۵۶ اٹھارہ سو چھپن عیسوی مین کلکتے مین آئے تھے

صاحب دیوان ہین

بازار کسقدر ہے یوسف کا گرم ہے
اوسکے ہین نقد جان خریدار ہاتھہ مین

شانہ نہ کھینچ زلف مین مشاطہ باربار
اک روز کاٹ کھاے گا یہ مار ہاتھہ مین

سعید تخلص آغا سید مولوی میر محمد لکھنوی صاحب دیوان ہین

فرق ہے ظاہر و باطن مین حق و باطل کا
لب پہ ہے ذکر خدا عشق بتونکا دل مین

ہر گھڑی گرد کدورت سے تہ و بالا ہے
اے صنم شیشۂ ساعت کا ہے نقشا دل مین

سفیر تخلص مرزا عباس علی خلف مرزا بندہ حسن باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی حسن خان آباد۔ تجمل حسین خان کے عزیزون مین ہین

گجری نہ پہنو ہاتھون مین پھولون کی ای صنم
چھلین نہ بار گل سے تمہاری کلائیان

سیف تخلص مرزا محمد حسن مرحوم ولد مرزا علی خان اعظم فارسی گو بن مرزا محمد فاخر مکین باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

وہ دن رہے نہ وہ سن اور نہ وہ شباب رہا
دل خراب یہ اشک مگر خراب رہا

جدا جو شب کو وہ اے رشک ماہتاب رہا
ہر ایک داغ جگر مثل آفتاب رہا

مثل ہے جل گئی رسّی مگر نہ نکلا بل
جو مجکو شیب مین شوق شراب ناب رہا

اسقدر سوزش ہوئی دلکو تپ فرقت مین آہ
اشک گرم اپنا زمین پر گر کے چھالا ہوگیا

خاک جل جل کے ہوا آہ تن زار اپنا
سیف سے شعلہ فشان داغ دل زار کی آنچ

کافر عشق ہین اسلام سے کچھ کام نہین
ہے زیادہ ہمین تسبیح سے زنار پسند

پھول کانٹے مرے آنکھون مین نظر آتے ہین
دشت وحشت کے سوا خاک ہو گلزار پسند

غم کے غم صرف ہون تو بھی نہ مجکو دے ساقی
مین وہ کم ظرف نہین آبون جو مملو ہو کر

قسم لون غیر کے اس سلسلے سے اوس نے بےسبب
خدا کرے کہین لٹکاے آسمان زنجیر

غصے سے جب کیا ساقی نے مری جانب کو
یہ شیشہ کا گلا ہو گیا آنکھو ہو کر

کمان ہمت اوسکی رسائی کی ہوئی ہو مری
آہ پہونچی ہے مرے حلقۂ گیسو ہو کر

قہر تیر نگہہ اوس قاتل سفاک کی ہے
رہگیا مرغ دل زار ترازو ہو کر

مل سکے ساتھ ہے منظور اب عاشق بہی ۔۔۔ آج محفل مین وہ بیٹھا ہے دو زانو ہوکر
کہتا ہے شب کے پردے مین گھر جانیکو گھر ۔۔۔ یارب نہ شام ہووے نہو یہ تمام روز
اب زندگی فراق مین مثل حباب ہے ۔۔۔ رہتا ہے اپنی عمر کا لبریز جام روز
انکار بوسہ کرکے ہوا اقرار وصل مین ۔۔۔ دکہانا ہے ہنسنے یہ اقرار کا طریق
جہڑکی ہے لاکھ بار تو گالی ہزار بار ۔۔۔ بدلا ہے صاف یار کے گفتار کا طریق
سیکھے ہین یا لطف بد بہت ہین جسے ایمان ۔۔۔ یہ ابتداے عشق ہے وہ انتہاے عشق
دسے پاؤن وقت طاقت و امداد ہی یہی ۔۔۔ بہاگین ہم اسطرح کہ نہ پہر ہمکو پاے عشق
جنہین بہائی ہے بوے خاکساری گو وہ منعم ہین ۔۔۔ کبہی دن عطر بہی ملتے ہین تو مٹی کا ملتے ہین
شاید کہ گنج حسن بتان ہاتھ آئے گا ۔۔۔ کہجلاتی ہین جو آج ہماری ہتھیلیان
مجھے ہے خوف تم رکھنا نگہبانی یہ اے مومن ۔۔۔ سے ہے طفل اشک تنہا پلکون کو کانٹو کا جنگل ہے
یہ گل چلپے کے کہاے ہین کسکی یاد گیسو مین ۔۔۔ کہ سر سے تا قدم اپنا تن لاغر مسلسل ہے
بری ہے صاف آرایش سے حسن اوس پری رو کا ۔۔۔ نہ مہندی ہے نہ افشان ہے نہ مسی ہے نہ کاجل ہے

سیف تخلص خواجہ سیف اللہ فرخ آبادی ولد خواجہ احمد اللہ شاگرد صفیر کے

ہوا اور آب کا کچھ کم نہین باد بہاری سے ۔۔۔ پر پروا وس پہ پہبتی کہتے ہین تخت سلیمان کا

سیف تخلص سیف اللہ مرحوم ولد حاجی لعل محمد باشندۂ کلکتہ

مصحف رخسار بیضاوی پہ کشف خال سے ۔۔۔ وقف ہے اک سورۂ و الشمس کی تفسیر کا
سیف کے دل مین کہبی ہے جب سے وہ ترچھی نگاہ ۔۔۔ سانس ہر دم کام کرتی ہے دم شمشیر کا

سیفی تخلص میر وارث علی خوشنویس ولد میر بشارت علی باشندۂ نواب گنج تواب فرخ آباد و مقیم کانپور شاگرد ناسخ

دل جو روشن ہے اثر ہے چہرۂ پر نور کا ۔۔۔ رات جو تاریک ہی ہوتی ہے یہ تاثیر زلف

سہیل تخلص سید محمد ولد سید علی جان باشندۂ فیض آباد و مقیم موچی کہولا متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بہیجے تہے

کارگر مجہہ سے نہ زنگار کا پہاہا ہوگا ۔۔۔ زخم تیغ نگہ یار نہ اچہا ہوگا

درد فرقت سے شب درد میں گریباں تھیں — اس سے بڑھکر غم دانہ دہ بھلا کیا ہو گا
ابھی آئے ہو ابھی مجھسے ہے رخصت کا سوال — ان سے کیسے کہ کسی اور سے وعدہ ہو گا

حرف شین معجمہ

شاباش تخلص کلب سجاد خان عرف مبارک میرزا ونریٹر ضلع اٹاوا ولد کلب حسین خان بہادر نادر تخلص

عاشق شہید خنجر ناز و ادا ہوا — سر دے کے آج حق محبت ادا ہوا

شاد تخلص منشی تفضل حسین خلف سید قمر الدین احمد باشندۂ میرٹھ مقیم فرخ آباد

یوں خوشقدوں میں قامت جاناں بلند ہے — جیسے نشان قلب میں ہو وے سپاہ کی

شاد تخلص میر یار خان منشی پلٹن انگریزی باشندۂ میرٹھ

زلف صنم سے مشکبو ساری جہاں میں ہمدا — آ ہوئے چین جہاں ملی جا نو یار کی گلی

شاد تخلص شیو پرشاد شاگرد میر حسین تسکین باشندۂ دہلی

جاکے قاصد بھی وہاں غیروں میں شامل ہوگیا — اور اک کانٹا نکل آیا مری تقدیر کا

شاد تخلص رجب بیگ خان شاگرد جرأت

الفت نہیں جانے کی صنم تیری قسم ہے — جب تک تن فرسودۂ عاشق میں یہ دم ہے
وحشت میں گریباں ہے اور تیغۂ غم ہے — جو خار بیاباں ہے سو اب زیر قدم ہے

شاد تخلص محمد یار خان رامپوری شاگرد حافظ غنیم

اوسکو تو کہتے خلق ہے میرا گلا شنا — میرے بھی منہ سے گاہ برا یا بھلا سنا

شاد تخلص الہ یار بیگ شاگرد مصحفی کیا ئی نسب تھی

اگر چاک سینے کا ہم وا کریں — تو ہنگامۂ حشر برپا کریں

شاد تخلص سکندر آباد کے ایک برہمن کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اوس رنگ حنئی کا جبیں زمیں عکس — مینا کے پھول اوگتے ہیں داں سرِ بہارِ ین

شاد تخلص بڑھانہ کی ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

ن سیکھے تنا آنکھون سے کے جوڑنے شر ربھی | کامل ہوئے فن اپنے مین یہ دیدۂ تر بھی

شاد تخلص شیخ محمد جان خلف وارث علی لکھنوی فارسی مین شاگرد مرزا علی اکبر شیرازی کے اور اردو مین شاگرد میر کلو عرش کے

سیہ دفن نکلتا ہے کوے جانان مین | زمین مین بھی نہین لیتا قرار دل میرا
ور دسکے کہتا ہون ملنے سے غیر کے ماس | تو ہنس کے صاف یہ کہتا ہے یار دل میرا
جینے ہی جی نہ پوچھا یو چھنے کیا مری پر | مردے کی روح کو بھی گھر سے نکالتے ہین

شاد تخلص فضل علی مرحوم شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

نہین سنتا کبھی وہ درد دل کا | عجب بیدرد کے پالے پڑا دل
عجب کم بخت وہ ساعت تھی اے شاد | لگا تھا جس گھڑی اوس سے مرادل

شاداب تخلص خوشوقت راے باشندہ چاندپور شاگرد قایم و میان مصحفی

جب تلک ہو کام مژگان سے تو ابرو دست بردار | تیر کے ہوتے کوئی کھینچے بھی ہے تلوار کو

شادان تخلص میر رجب علی دہلوی شاگرد بھوری خان آشفتہ درویش تھے

دل نہ بیچئے آہ شادان طفل ابتر کو کبھی | یاد ہے نکتہ مجھے حضرت اوستاد سے

شادان تخلص لالہ بہادر لال کایتھ

یون داغ دل ہین اس مرے سینے کر آس پاس | چنے جڑے ہو جیسے نگینے کے آس پاس

شادان تخلص مرزا حسین علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب ان سے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

غیرون پہ ہین وہ لطف کہ بڑھتی ہین ہمیشہ | ہم پر یہ ستم ہے کہ سوا ہو نہین سکتا
ذوق نظارہ سے نہین باقی ادب کا نام | سر مجھ سے زیر تیغ جھکایا نہ جائے گا
شادان نے دل لگا کے بتون سے برا کیا | اوس سے یہ راز عشق چھپایا نہ جایگا

شادان تخلص میان رحمن بخش خلف منشی فیض بخش تاجر شاگرد راقم وطن انکا فرید پور مولد و منشا و مسکن کلکتہ بہت اچھی طبیعت پائی ہے

شاد کیسے ہوتے ہین ہنستے لوٹے جاتے ہین | دست طفلان مین دل شادان کھلونا ہو گیا

کہا کہ تم اوسکا پھل جب تمھارے ہاتھ سے
جب مرا نخل تمنا بار ور ہو جاے گا

جو کہتا ہون وصل اغیار سے فرما گئے ہین ہنسکر
بھلا کہیے تو میرے آپ کیا تم سے خفا بیٹھے ہین

ذکر وفا پہ دیتے ہین کیون آپ کا بیان
اگرچہ نہ چاہے آپ کا اچھا نہ سمجھیے

شادان تخلص راجہ چندو لال نائب والی حیدر آباد دکھن ولد نراین داس کھتری باشندۂ راے بریلی شاگرد شیخ حفیظ الدین و شاہ نصیر دہلوی حالات انکے نہایت مشہور ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے
اللہ کرے دل کی یہ امید بر آوے

شاد تخلص محمد عباس خلف مرزا غلام علی بیگ ولد مرزا عظیم بیگ صوبہ دار توپخانہ فرحت بخش باشندۂ لکھنو مقیم مٹیا برج متعلق شہر کلکتہ شاگرد امداد علی بحر راقم نے انکو شیا برج کے مشاعرے مین دیکھا ہے یہ شعر اس تذکرے لیے بھیجے تھے

روشن ہوا یہ تار نگاہی سے سر بسر
بکھری ہوئی ہے زلف پریشان نقاب

سچ ہے کہ آگ ہوتا ہے غصہ شباب کا
مشہور ہے جہان مین گرمی دوپہر کی دھوپ

فریاد کر اوس زلف سیہ فام نے مارا
کی مشک نے تاثیر مرے زخم جگر پہ

پایا نہ کبھی آگ پہ سیماب کو قایم
بھاتا نہ کبھی ٹھہرا نہ مرے زخم جگر پہ

تیر نگہ یار کسی سے نہین رکتا
آئینۂ فولاد ہو یا ہو سپر سنگ

ہوائے تند کے جھونکے نہ دو بر وقت آئے ہو
بھڑک اوٹھین نہ میرے شعلۂ داغ جگر کبھو

شاد تخلص میر احمد حسین مقیم شکوہ آباد بزرگ انکے سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین حجاز سے ہند مین آئے تھے

لب ہاے کبھی بس ایسی ہے رعنائی کیا
کام آئے گی قیامت مین مسیحائی کیا

شاعر تخلص میر بسم اللہ لکھنوی خلف میر فیروز علی ملازم راجہ نواب علی خان شاگرد کرامت علیخان فرخ صاحب دیوان ہین

نہین سو گالیان اک بوسہ لیکر اوس پری پیکر
پھر اب آزردہ کیون ہے تو حساب دوستان در دل

جسے نہین ہے مروت وہ آدمی ہی نہین
بشر کو چاہیے شاعر حجاب آنکھون مین

ہاتھ خالی جائینگے
ہاتھ خالی آئے تھے سب ہاتھ خالی جائینگے — لوٹتے تھے کیا ہاتھ مین لیجائین گے کیا ہاتھ سے

شاعر تخلص میرزا میرزا سعادت عرف میر کلو دہلوی حضرت خواجہ میر درد سے نسبت تلمذ و قرابت رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا تخلص کاکا لکھا ہے

اپنے مطلب کو کے جائینگے ہم
گرچہ سو بار نہین سنتے ہے کا

قطعہ

تو نہ تھا افسوس ظالم کیا کہین
حال شاعر ہجر مین کیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی
غم الم وحشت جنون سودا رہا

شاعر تخلص شیخ خدا بخش باشندۂ سہارنپور

یہ کیا انصاف ہے اے چرخ نا انصاف شیخ
زلیخا خوش ہو عشرت گھر مین اور یوسف ہو زندان مین
او بھایا لطف دنیا مین سبھون نے عشق خوبان سے
رہا شاعر ہے لیکن حسرت و افسوس حرمان مین

شاغل تخلص اشرف حسین لکھنوی خلف و شاگرد کاشف علی کاشف مقیم کانپور

محرم گلابی ساقی مہوش کی دیکھ کر
کیا دوڑ کے لگا مرا وقت خمار ہاتھ

شاغل تخلص شیخ امیر الدین معروف بمولوی امیر اللہ باشندۂ کڑا شاگرد مصحفی الہ آباد مین وکالت کرتے تھے

بیقراری سے مری آہ وہ آگاہ نہین
جسکا مین چاہنے والا ہون وہی چاہ نہین

شافی تخلص امین الدین دہلوی معاصر سودا مقیم عظیم آباد

بہت زخم دل مرے کو کوئی التیام دو
ظالم کو ملکہ زخم دگر کا پیام دو

شاکر تخلص شاہ شاکر علی دہلوی درویش صاحب دل تھے

اوسکی آنکھون نے نہ اک خلق کو بیمار کیا
زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا
ہم تمھارے ہین تمھین ہمسے ہے شرمانا کیا
دور سے شکل دکھا کر ہمین ترسانا کیا

شاکر تخلص محمد شاکر شاگرد محمد علی حشمت

قطعہ

انکھین بجے کیا تری سہا سے
گل توڑ کے تو گود بھر لے

یہ قصد ہے تو خون کریں پہلے ہم اپنا — اگر تیر الم سو دکھیا نکل جائے گا دم اپنا

سر شوریدہ اپنا وقت تیغ و بر قربان ہے — پٹکا ہیں جو ملا جی بھر کے اب اہل ستم اپنا

ملے دیتا ہوں قسم ہی کی یہی تو رکھو اہل دنیا سے — شکوہ جی بھر کے رو لو جیتے جی کر جاؤ غم اپنا

پتھر اپنا اسکے [illegible] کیسے کیسے نوجوانوں سے — مرے ہاتھوں سے اک دن خون ہوگا پیر گردوں کا

وہ دوست مل گئے غیروں سے جن سے ہوئی تھا — کسی کا اب زمانے میں اعتبار رہا

ہو تو صورت آئینہ صاف ہو گئے ہو — مزا نہیں ہے دلوں میں اگر غبار رہا

کڑھے میں کوئی کسی کا شریک حال نہیں — چلے ہے چھوڑ کے تنہا مجھے مزار میں روح

جو بات کی ادھوں نے خبر ہو گئی ہمیں — حاصل ہوئی ہے عشق سے ہمکو صفائی دل

کیوں ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہو غیر دیکھو دیسے — محفل میں شمع سان سے جلاؤ ہوائے دل

ہیچ کا یہ قول ہے رشک کرہ نار ہوں میں — زلف بڑھ بڑھ کے یہ کہتی ہے دہن [illegible]

اودھر خدا بندگی کا طالب ادھر ہوا نفس حظ کا طالب — یہ روح اگر میاں قالب عجب مصیبت کے درمیان ہے

شفیق تخلص دولت رام گلفروش باشندہ دہلی

پس از مردن بھی گردش ہو زبس اپنی مقدر میں — بگولے کی طرح رہتی ہے میری خاک چکر میں

شفیق تخلص محمد علی خان بن مولوی احمد علی خان باشندہ فرخ آباد

بوسہ ہوا نصیب جو خال حبیب کا — چمکا ہے مدتوں میں ستارا نصیب کا

پا شمار گذر رہا ہوں ترے آستان سے — لکھا شمار رہا ہوں میں اپنے نصیب کا

شفیق تخلص انور الدولہ محمد سعید الدین خان بہادر عرف منجھلے صاحب خلف نواب احمد بخش خان بیتاب، شاگرد محمد علی تلق، باشندہ موضع کدورا ضلع کالپی، صاحب دیوان ہیں، انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

ہوا ہے کس سے انکی مقابلہ دل کا — کہ رشک ساغر جم ہے حباب آبلہ دل کا

ٹھوکر میں کھا رہا ہے میرا کاسۂ سر خاک میں — بعد مرنے کے بھی اک دور دسر پیدا ہوا

وہ ہنسے اوس گل کی نزاکت سے جو آب آب ہوا — ہر ایک عضو گل شیشہ گلاب ہوا

عالم عشق میں غفلت سے ہے میں ہشیاری — کہ رہنمائے نگاہ ہے نور خواب ہوا

ہاتھ ہو نکلا کرے دیوانۂ و مفتون کب
ہاین گھر میں بالکہ ہیں نقش محبت ہاتھ میں

بگولے پیتے ہیں تعلیم مجھ سے ہرزہ گردی کی
گرآندہی ہوں میں گھر اسے جنبش نگہ کی [illegible]

سرگین مژگان کی یہ فوج صف آرا دیکھیے
اس سیہ کرتی کی پلٹن کا تماشا دیکھیے

ہوسلی دل میں تڑپنے کے ہیں کیا دیکھیے
ذبح کرکے رقص بسمل کا تماشا دیکھیے

جنون سے ہے سحر اوس پری کی
آنکھیں استاد سامری کی

ایسا تھا شوق وادی وحشت کہ دوڑ کر
بوسے ہمارے آبلون نے خار کے لیے

یہ ضعف ہے کہ سانس کا لینا محال ہے
بارگران ہے روح تن زار کے لیے

گھر سے وحشت میں نکلے ہی وطن بھول گئے
یہ فضا دشت کی دیکھی کہ چمن بھول گئے

شفقت تخلص میر بشارت علی باشندۂ دہلی مقیم حیدرآباد دکھن

دل میں بستا ہے حسینان پری رو کا خیال
بند کی ہم نے ہے افسون سے پری شیشے میں

شفقت تخلص شکر اللہ بنارسی شاگرد مرزا طپان

اوس گل نو سے سوم میں مرے آیا نہ گیا
پھول بھی مارے نزاکت کے اوٹھایا نہ گیا

شب جو تھی پہلے تو پر پیش اوسے دلبر چاندنی
لوٹتی تھی خاک پر حسرت سے شب بھر چاندنی

شب کو بیٹھے تھے بچھا کر تم جو اپنے بام پر
رشک کرتی تھی تمہاری چاندنی پر چاندنی

شفقت تخلص عبدالرحیم ۱۸۵۱ء اٹھارہ سو اکاون عیسوی میں کلکتہ کے میڈیکل کالج میں ڈاکٹری سیکھتے تھے

رسم الفت دہر میں مطلق نہیں شفقت رہی
بیوفائون سے بس اب دل کا لگانا [illegible]

شفقت تخلص سید محمد حسین باشندۂ موضع کلاوٹھی مقیم دہلی شاگرد مولوی صہبائی مالک بجا [illegible]

وہ چشم مست ہے ساقی کہ جھکی گردن پر
بغیر جرم ہے خون لاکھ شیشۂ مل کا

جاتی ہے اپنی جان سحر کی امید میں
آفت ہے کوئی طول شب انتظار کا

چلتی ہے جب تو میرے ہی جانب ہے التفات
کیا دشمنی صبا کو ہے میرے غبار سے

کہیں کس سے میں بچاؤں دل ناتوان کو آہ
اوس فتنہ گر سے یا فلک بد شعار سے

شفیع تخلص محمد شفیع مقیم لکھنؤ معاصر سودا و میر

شکوہ تخلص میر شکوہ علی ساکن بادہ

غم دیدہ ہین ہم ہے تماشہ غم ہماری آنکھوں میں
کبھی جو ہو سکے تھے خون جگر بہا ہے آنکھوں سے

شکیبا تخلص غلام حسین دہلوی شاگرد میر تقی شعرائے پایۂ تخت معین الدین اکبر شاہ بادشاہ دہلی مین سے تھے

نیم بسمل اوس نے گرچہ پڑا شکیبا غم نہین
پر یہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھ گیا

ہین قتل تم نے کیا کیا نہین کہتے ہم کر بگیا
یہ بھلا کیا یہ کہو گے کیا ہم کو کسی نے کیا کیا

تری جبین جبین سے موج طوفان
ابھی سے ہم کنارے ہو رہے ہین

جلتا ہون مین طبیب سے امکان ہی نہین
تو نبض دیکھتا ہے یہان جان ہی نہین

یاد اوس ساق بلورین کی دلائی مجھکو
شمع نے آگ نئے سر سے لگائی مجھکو

اوس چشم سرمہ سا کی نظر کیون نہ گرم ہو
اور تری ابھی سے ہے سان پہ تلوار گرم ہے

نہ پوچھو ماجرا ہجران کی شب کا سخت مشکل ہے
مہ تابان بھی میرے سر پہ خورشید قیامت ہے

شگفتہ تخلص مرزا شگفتہ بخت عرف مرزا حاجی خلف مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم بنارس

ساقی ہے مے ہے باغ ہے ابر بہار ہے
تیرا ہی رشک گل فقط اب انتظار ہے

مشکل ہے میرے اوسکے ہو صحبت برآرہ
مین جلد باز ہون وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ تخلص بدھ سنگھ آہنگر دہلوی شاگرد بھورے خان آشفتہ

پروانہ وار جلکر گو خاک ہو گئے ہم
پر شمع رو نہ چوکا اپنی شرارتون سے

شگفتہ تخلص سیف الدولہ سیف علی خان خلف نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد کاظم علی جوان صاحب دیوان گذرے

خرام ناز ترا بس مری نظر مین رہا
تمام عمر ہی بیٹھا مین رہگذر مین رہا

آنکھین چرا کے شب وہ بہانے سے اوٹھ گیا
حرف مروت آہ زمانے سے اوٹھ گیا

بوسہ لیتے ہوئے ہم دیکھ ادب کرتے ہین
گالیان دیتے ہین یہ آپ غضب کرتے ہین

نہ تھا اسے دل [illegible] کی تاریکی
پاس ہے شمع اوسکا [illegible] صبح بھی نزدیک ہے

شمس تخلص میر شمس الدین عرف مرزا جمن

پہلے سے کلی مری آواز کستا ہے وہ شوخ
یہ وہی عالم نخست شاید سیان اپنی دیوار ہے

شمس تخلص شمس الدین منشی کتب خانہ مہاراجہ بردوان

گلستان مین گزر ہے آج کس ساقی گلرو کا
کہ ہاتھون مین صراحی ہے لیے ہر گل تنبو کا

شمس تخلص شریف احمد خان عظیم آبادی شاگرد مرزا غلام حسین

اگر نہائے وہ مہ بے حجاب دریا مین
تو تھرتھرانے لگے آفتاب دریا مین

شمس تخلص شیخ علی محمد مرحوم باشندہ بریلی

ہشدر سے صفائی بدن نازک جانان
سینے کی نظر آتی ہے زنجیر پس پشت

شمس تخلص میر آغا علی لکھنوی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم سے ملاقاتی ہین

یہ تو فرمائیے کب آیئے گا
تو خوشی آپ کی رخصت ہی سہی

نہ کرو بات ادھر دیکھو تو لو
نہین الفت تو مروت ہی سہی

کٹی شب یار کی آرایشون مین
سحر تک ولعت بگڑا کی بنا کی

بستان حسن ہاتھون ہاتھ لوٹی
بندھی مٹھی کھلی مشت حنا کی

شمس تخلص مرزا اکبر علی شاگرد حیدر علی آتش

تیرہ بختی سے نہ دیکھی کبھی گھر کی صورت
خانہ بر دوش ہمیشہ ہون سپہر کی صورت

شمس تخلص میر کما شاگرد ثاقب باشندۂ لکھنؤ

ہنس کے وہ بولے جو گھر سے نبیٹ پر جوئی کا
دیکھ کر دیکھی نہ ہو زنجیر پشت آئینہ

شمسی تخلص لالہ سورج پرشاد ولد لالہ جی لال باشندۂ فرخ آباد شاگرد مجذوب

واللہ شکر ان قیامت کو اے صنم
قائل اگر کیا تو تمھاری ہی چال نے

شمشاد تخلص میر احمد علی لکھنوی نواسہ اقبال الدولہ شاگرد مرزا علی حسین اوج

خوف کیا ہم کو اگر ساتھ ہے اوس گل کے رقیب
آنکھ بلبل کی جھپکتی ہے بھلا خار سے آنکھ

شمیم تخلص عباس مرزا عرف امراؤ مرزا خلف مرزا امداد علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

بغیر یار کے کیا سیر باغ کو جاوین / جھلستی آنکھون کو ہے خار ہر چمن کی بہار

یہ وقت ہجر یار مین ہے یہ صدای دل / بھولے سے بھی کسی سے نہ کوئی لگاوے دل

شمیم تخلص سید غالب علی ولد سید حیدر بخش بنارسی شاگرد مرزا لطافت حسین

رہبر اہل جنون ہوتے ہین اسباب جنون / پیچھے پیچھے ہم ہین آگے نالۂ زنجیر پا

شناور تخلص صاحب مرزا خلف شاہ سیر خان ابن آغا نصیر نیشاپوری باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

یاد مین مجکو بھی عیاری کے دستور بہت / آپ گر دور تو بندہ بھی ہے مہجور بہت

کسیکو تیغ ملتی ہے کسیکو خنجر براں / ہمارے قتل کا ساماں ہے وان ہتھیار بٹتے ہین

لحاظ اپنا وہی رہتا ہے ہم بستر بھی ہو جاوین / اگر وہ پھیل کر سوتے ہین تو ہم خود سمٹتے ہین

پھر شب عیش و طرب ہو وہی چرچا پھر ہو / وہی ساقی وہی ساغر وہی مینا پھر ہو

اے آئینہ رو ایک مجھی کو نہین حیرت / بت بن گیا جسکو تری صورت نظر آئی

دنیا تمام اخلا اوسے غیرون نے چھپا کر / اپنی بھی تجھے عقل نہ اے نامہ بر آئی

شنکر تخلص دیا شنکر دہلوی حیدر آباد مین فوت کی

ان طبیبون سے کچھ ہوا نہ علاج / عشق کا درد لا دوا دیکھا

دیکھ گریان مجھے وہ ہنستا ہے / خندۂ گل ہے ابر کا رونا

اثر سے خالی اگر ہے فغان بلبل کا / ہوا ہے چاک گریبان کس لیے گل کا

شور تخلص مرزا محمود بیگ شاگرد سعادت یار خان رنگین وطن انکا ایران مولد دہلی سپاہی پیشہ تھے لڑائی مین مارے گئے

وہ قتل کو ہمارے ارشاد کر رہے ہین / سیاں کلمۂ شہادت ہم یاد کر رہے ہین

غضب ہے آنکھین ستم ابرو عجب منہ کی صفائی / خدا نے اپنے ہاتھون سے تری صورت بنائی

شور تخلص مغل جان ولد مسماۃ نصیبن باشندۂ کلکتہ شاگرد حافظ نسیم و فرزند علی مسلم جوانی مین فوت کی

لڑکے کشتی وہ مضمون کو پچھاڑا جا بیٹھے / جھنڈا میدان سخن مین آج گاڑا چاہیے

شور تخلص بابو مدن موہن لال برہمن جی پالی وال شہر بج گڈھ

مجھکو بیدردی سے مطلب ہے نہ ہمدردی سے — رات دن غم میں بسر کرتے ہیں بیہودہ آرامی

شورش تخلص غلام احمد ہاپوڑی خلف محمد اکبر قبالہ نویس شاگرد مومن خان

کر سکے کا مجھکو بیدار دیدۂ تر ایک دن — شیع ساں گل ہو جائیگا یہ جسم لاغر ایک دن
تا بخواب میں بھی جلوہ فروز ا منگے تو تو — ہم کو بجا افسانہ میں فریاد کرینگے

شورش تخلص منشی زین العابدین خان ولد میر محمد عطا حسین خان مصنف نوطرز مرصع
مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

شامت درد ہجران کی جو کی اوسنے تو فرمایا — بس بس ہوقوت ہیے گفتگو مین مدعا سمجھا

شورش تخلص میر غلام حسین عظیم آبادی خواہرزادہ ملا وحید شاگرد میر باقر حزین
عظیم آباد گیارہ سو بچانوے ہجری مین وفات پائی اوسکے ایک دیوان اور ایک
تذکرہ شعراے اردو یادگار ہین

رقیب گرچہ بہت برخلاف ہے شورش — ہوا کرے ہمیں سب ہے یار اپنے کام سے کام
ابر ہوتا ہے تو بھی رو اے چشم — اسمین جو ہونی ہو سو ہوا اے چشم

شورش تخلص حافظ ناصر حسین شاگرد نثار اللہ خان فراق

تجھ مین انداز و ادا و دلربائی قہر ہے — ساری باتین خوب ہیں شب کی لڑائی قہر ہے

شوق تخلص شیخ الٰہی بخش اکبرآبادی ملازم مرزا ابوظفر بخت خلف مرزا جوان بخت
جہاندار شاہ مرحوم فارسی اور ریختہ مین صاحب دیوان گزرے ۱۲۴۲ بارہ سو
بیالیس ہجری مین انتقال کیا

دیکھئے جو رنگ اس فرد اشکبار کا — دل خجلتوں سے آب ہوا ابر بہار کا
اس خاکسار کو کوئی کیونکر اوٹھا سکے — جون نقش پا جہان کہ بیٹھا ہون رہا

شوق تخلص جوہر بیگ لکھنوی شاگرد مصحفی فن نظم و نثر مین اچھا دخل رکھتے تھے
آخر ایام مین مشہد مقدس کو چلے گئے تھے

تجھ بن علق ہے بستر غم پر تمام رات — تڑپا کیا مزا دل مضطر تمام رات

ہمنے کہا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر ‌ ‌ ایسا نہو کہ منہ پہ کوئی بات اسکے زلف

شوق تخلص راے دولت راے ولد شیو سنگھ لکھنوی شاگرد منشی مہندو لال زار

نہین معلوم ترے طالب دیدار کو آہ ‌ ‌ خواب کیا چیز ہے کب جا لگی ہین کیونکر آنکھین

شوکت تخلص شیخ نیعت علی ولد میر رستم علی بجنوری شاگرد غلام علی عشرت مشہور ہے کہ بنارس مین بہ سبب طمع و حرص کے دین اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہوگیا تھا اور نیعت مسیح اپنا نام رکھا، میر نے مین قسیسون کے لڑکونکو پڑھایا کرتا تھا

مجھ مین اور ابر مین ہے معرکہ آرائی آج ‌ ‌ شرح رو رکھیو تو اے دیدۂ خونبار مجھے

شوکت تخلص میر حسین علی دہلوی ناظر عدالت دہلی

داد لین کس سے ترے حسن کی ای غیرت ماہ ‌ ‌ عذر ہے دیدۂ یعقوب کو بینائی کا

دور چشم یار مین سب ہو گئے باہم رقیب ‌ ‌ ایک ادائی پہ فریب نرگس مستانہ تھا

ہے تصور دل مین میرے اوس بت مغرور کا ‌ ‌ جسکا تماشا دیکھ کے پھر منہ نہ دیکھون حور کا

وعدۂ امروز کو فردا پہ ٹالا ہمنفس ‌ ‌ یار کا آنا قیامت کا گویا آنا ہوگیا

جی لگ گیا قفس ہی مین اب تو نہین یہ دھیان ‌ ‌ موسم بہار کا کدھر آیا کدھر گیا

ساقی ترے طفیل سے ہمکو سر صیام ‌ ‌ معلوم ہی نہین کدھر آیا کدھر گیا

شوکت نے جان دی ترے در پر ہزار شکر ‌ ‌ وہ مر گئے مرتے آہ بڑا کام کر گیا

جب کہ ابرو کا اشارہ ہی کرے عالم کو قتل ‌ ‌ اوس ستمگر کی بلا بھیجے خنجر ہاتھ مین

پھر وصل کا وعدہ نہین تو قتل کا وعدہ سہی ‌ ‌ دل کے بہلانے کو میرے کوئی صورت چاہیے

شوکت تخلص مرزا تصدق علی خلف قلندر بخش جرأت باشندۂ لکھنئو

ہر سو صداے الامان آتی ہے کوہ سے ‌ ‌ نکلی ہے فوج نالۂ دل کس شکوہ سے

شوکت تخلص میر قاسم علی بنارسی کلکتہ مین بھی آ گئے تھے ... [illegible]

ہمنے ... [illegible] ... ‌ ‌ ارمان ... [illegible]

شوکت تخلص ... [illegible] ... شاگرد امداد حسین ... [illegible]

... [illegible] ... ‌ ‌ ... [illegible] ... ہے جو ... [illegible]

عکس پڑ جائے جو تیغ ابروئے دلدار کا | خاک پر تڑپے برنگِ مرغِ بسمل آئینہ

شہرہ تخلص مرزا ضیاء الدین حیدر خلف مرزا آغا جان مغفور نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ
شاگرد حافظ عبد الرحمٰن خاں احسان

نہ ایک وعدے پہ وہ یار بے وفا ٹھہرا | سحر تو ہو چکی اب وقت شام کا ٹھہرا

شہید تخلص مولوی حاجی فخر الدین حسن خان مرحوم باشندۂ شاہجہان پور مقیم [illegible]
منشی دار الانشاء شاہی تھے گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ طپش ہے میرے نامے میں کہ بس تڑپا کیا | جب تلک بال کبوتر سے نہ اوس کو وا کیا

زبس عشق فتیلہ ہے مرے ہر داغ سوزاں کا | رہا کنج لحد میں بھی مرے عالم چراغاں کا

رخ دلدار ہے بوسے کے قصور سے کبود | ہیں چمن زار میں پیدا گل سوسن [illegible]

شہید تخلص مولوی غلام حسین غازی پوری مدت تک نواب فضل حسین خان کی
رفاقت میں تھے سنہ ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری میں عدالت بنارس میں معمور تھے

ٹپکے جو میرا اشک شرربار زمیں پر | سبزہ نہ اوگے خاک سے زنہار زمیں پر

اے آبلہ پا مجھ سے یہ چشم ہے تجھ سے | پیاسا نہ رہے دیکھ کوئی خار زمیں پر

شہید تخلص مولوی یوسف علی شاگرد نجم باشندہ بہار اپنے سنہ ۱۲[illegible] بارہ سوا[illegible]
ہجری میں کلکتہ میں ملاقات ہوئی تھی اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے ہیں

ہے تماشا کہکشاں اپنا چراغ خانہ ہے | دید کے قابل یہ جنگ بلبل و پروانہ ہے

شہید تخلص مولوی حفیظ الدین مرحوم سابق ذکری نویس عدالت صدر دیوانی
کلکتہ خلف منشی نجم الدین مرحوم سنعت بردوان شاگرد لالہ کھیم نرائن رند باشندہ
ضلع [illegible] متعلق ڈھاکہ راقم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اشعار فارسی ایسے نہایت
نمکین و فصیح ہوتے ہیں چوبیس پچیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

[illegible] | [illegible] شب ہجر بھی [illegible]

شہید تخلص ایک شخص ہمعصر میر مسعود [illegible] حال معلوم نہ ہوا

[illegible] | بہار آخر ہوئی [illegible]

رو دینے سے میرے کیون نہ ہنسے وہ گل لبا | تاثیر آہ سرد مین ٹھنڈی ہوا کی ہے
اب مجھ پہ مہربان ہین شیدا بتان دہر | بندے کے حال پر یہ عنایت خدا کی ہے

شیدا تخلص میر ہیچا شاگرد میر محمدی بیدار وطن اونکا کشمیر مولد و مسکن دہلی

لیکے دل اسے دلربا کیون قسم کھاتے ہو تم | ہم نظر بازون سے اخفا کی کہان چالے ہے تم
جا لگان مین باتون کے بہانے لیا بوسہ | دیوانہ ہون شیدا یہ بڑا کام کیا ہے

شیدا تخلص نواب معین الدین خان نبیرۂ نواب غازی الدین خان مخلص بہ نظام مقیم کالپی

اپنا نازک ہے مزاج اے بت قاتل تیرا | گر خفا تھا نہین دل کھول کے بسمل تیرا
شمع تک ٹھنڈی اوٹھی بزم سے اوسکی پر ہم | اوٹھے تو جلکے اوٹھے بیٹھے تو جلکے بیٹھے

شیدا تخلص منشی تفضل حسین خان باشندۂ کاکوری برادر خورد فدا حسین خان اونکو کلکتہ مین دیکھا ہے

بدن پر برچھیان پڑ جائینگی پھولون کی چادر سے | اوٹھائے جلد کوئی پھول میرے گل کے بستر سے
ہوئی فصاد کی حاجت نہ مجھکو فصل وحشت مین | کیا خار مغیلان نے زیادہ کام نشتر سے

شیدا تخلص نواب محمد حسن خان ولد رمضان علی خان لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

جاتے ہوا اک گھڑی کو جو گلگشت باغ کو | آرتی ہے درد آپ کی دو دو پہر کمر
ہنگام نزع وصل بت سیمبر ہوا | نسخہ یہ کیمیا کا لگا ہمکو مر کے ہاتھ

شیدا تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا کلو نبیرۂ حضرت شاہ عالم بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

عدم سے آئی نہ یاران رفتگان کی خبر | خبر نہین وہ کہان جاکے کام ٹھہرا
رکھتے تھے ہم اسے دل مست نام لیکا | ٹوٹے دماغ قمر و خانہ خراب دیکھو
مارا گیا ہے عزیز شیدا کا اوس گلی مین | لاشہ پڑا ہوا ہے آج ایک نوجوان کا
ایک وقت سے سبے حق ہے پہلو | نہین معلوم کیا ہوا اوس کو

خواہش کا ہو دل اتنی نہ کرائے شوق کہ وہ
کہ ہم سے خفا ہو ہین گے اونسے خفا ہم
نے طبع پریشان تھی نہ خاطر متفرق
کیا کرتے ہین کیا سنتے ہین کیا دیکھتے ہین ہا
ہے آرزوے شربت مرگ اب تو شیفتہ
آنکھون سے یون اشارۂ دشمن نہ دیکھتے
شکوہ کرون جفا کا تو کہتے ہین کیا کرون
طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ
یہ کیا کہا کہ کہتے ہو کیون آپ ہی آپ تم
گر مو نشی ہے مگر فرق حرارت مین نہین
عذر اک ہاتھ لگا ہے اونھین یان آنے مین
کیونکر اوٹھتا ہے خدا رنج قفس
ممکن نہین بن ملے نسب ہون
لیلی کہے سے بگڑ گئے تھے
کہتا ہون جو غیر سے نہ ملیئے
ہمدم نہ سہی محبت او سکو
کرم ہے مصاحبت فلک کہ شادی مرگ ہو جاؤن
ملو سے نازسوز من نکل آئے تو کہتے ہین
اے معشوق ملاقات عدو مین جا کے
ہم بھی دکھلاتے غیر سے اخلاص کا مزا
ہو سکے جتنا تو کتنی ہی چھوڑ دو
افسردہ خاطری وہ بلا ہے کہ شیفتہ
ہم سے جو ہو سکا نہ تو دشمن سے صاف ہو

ڈھونڈتے ہین پہلے جانکو جانا شب وصل
مدت سے اسیطرح بنی جاتی ہے ملا ہم
وہ دن بھی عجب تھے کہ ہم اور آپ تھے باہم
اوس شوخ کے جب کھولتے ہین بند قبا ہم
لگتی ہے زہر ہم کو شفا اور شفا کو ہم
ہوتے نہ اسقدر جو نگہبانون مین ہم
تم سے وفا کرون کہ عدو سے وفا کرون
دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین
اے ہمنشین مگر وہ مرے روبرو نہین
چھیڑ کس بات مین طعنہ کس اشارت مین نہین
کیون کہا مین نے کہ چلیئے مرے غمخانے مین
مر گئے ہم تو کعب منا د مین
بیگانہ آشنا نما ہون
دیوانہ مین جا نکر بنا ہون
کہتا ہے کہ کیا مین بیوفا ہون
اس بات پہ کیا اوسے نہ چاہون
ستم سے فائدہ جب کام نکلے مہربانی سے
تمھین کیا غم گزرتی ہے تمھاری شوخ خوانی پر
جنکی آنکھون کی تصور مین مجھے خواب نہین
آفت تو یہ بڑی ہے کہ تم بدگمان نہین
ایسا نہ ہو پڑے کہین جھگڑا حساب مین
طاعت مین کچھ مزا ہے نہ لذت گناہ مین
تقصیر ہو کسی سے کسی کی معاف ہو

ہر چند کہ ہے آپ سے ملنے کی تمنا
پر آپ سے ملنے کی تمنا نہیں رکھتے

بند تو دیکھو تشنہ کام شوق مجھکو جان کر
قتل کرتا ہے ستمگر خنجر بے آب سے

کسکی زلف خم بخم پھر لے گئی تاب و قرار
شیفتہ پھر کچھ نظر آتے ہو تم بیتاب سے

گر نہیں یہ کہ بہرتا ہے وہ ظاہر داری
کیوں نگاہ غلط انداز ادھر کرتا ہے

دیکھیے آہ ہماری بھی اثر کرتی ہے
سخن درد ستا ہے کہ اثر کرتا ہے

ایک دن شام ہماری بھی سحر کر دیگا
وہی جو شام کو ہر روز سحر کرتا ہے

بدگمان آپ غلط محرم اسرار سے ہیں
دل میں راز نہانی کی خبر کرتا ہے

ملنے کا میرے اور ترے چرچا کرینگے
گر دوست ہیں اغیار تو رسوا نہ کرینگے

بے عذر وہ کر لیتے ہیں وعدہ یہ سمجھکر
یہ اہل مروت ہیں تقاضا نکرینگے

مر رہا ہوں درد فرقت میں نہیں دیتا کوئی
سچ اگر پوچھو تو ہم بھی کم نہیں اکسیر سے

وعدہ عدو کا آپ کی تکرار سے کھلا
میں نے یوں ہی کہا تھا کہ کیا آئیے گا کیا چلے

وہ شیفتہ کہ دھوم ہے حضرت کے زہد کی
میں کیا کہوں کہ رات مجھے کسکے گھر ملے

گردن غیر پہ چلتے نہیں دیکھا ہرگز
پیار رکھتے ہیں مگر دشنہ و خنجر ہم سے

ایک حالت پر نہیں رہتا کوئی
اب وفا ہو بیوفائی ہو چکی

پھر بلا سے کوئی بیٹھے شیفتہ
اوٹھ گئے جب آپ کوئے یار سے

میری خوشی کا اونکو نہایت خیال ہے
کچھ ان دنوں میں غیر سے شاید ملال ہے

تری خوبیاں غیر کیا جانتا ہے
تو جیسا ہے بس جی مرا جانتا ہے

ہوا انس کیوں دل کو اول نظر میں
کہ وہ مجھکو زود آشنا جانتا ہے

خجل ہوں آپ میں ملا وقت انکے آنے سے
تم اور کرتے ہو ہنس ہنس کے شرمسار مجھے

جفا کو ترک کرو تم وفا کو میں چھوڑوں
کچھ اشتہار نہیں ہو کچھ اشتہار مجھے

بڑے فساد اوٹھیں شیفتہ خدا نکرے
اگر اونکے بزم میں ہو دخل اختیار مجھے

حرف صاد مہملہ

صابر تخلص میرزا قادر بخش خلف میرزا اکرم بخت بہادر ابن میرزا خورد بہادر نبیرہ

مرزا ظہور الدین جہاندار شاہ پادشاہ دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی صاحب دیوان ہین تذکرہ گلستان سخن انہین کے نام سے مشہور ہے لیکن حقیقت مین تذکرہ مذکورہ مولوی امام بخش صہبائی مرحوم کا لکھا ہوا ہے

صحیان تکے دولت اب تم خجلت سی بعد مرگ
اوٹھا مرے غبار کو دشوار ہو گیا

محفل مین مین تو اوس لب بیگونکے سامنے
نام شراب لیکے گنہگار ہو گیا

اونکی گلی مین آن کے کیا کیا اوٹھای رنج
خاک شفا ملی تو مین بیمار ہو گیا

نقل زر تیری کدورت سے مری رنگت ہی زرد
حکم رکھتا ہے ترے دل کا غبار اکسیر کا

ظالمونکے واسطے کج طینتی بھی حسن ہے
خوبی ترکیب مین داخل ہے خم شمشیر کا

ہماری خاک مین آتی کہان رسائی ہے
نہ جانین دلمین ترے کسطرح غبار آیا

مرتا ہون قبر مین بھی ابھی خوف سی کہ ہاے
پوشیدہ زیر خاک کہین آسمان نہ ہو

مجھسے ہی چاہتا ہے وہ ہر ہر ستم کی داد
سمجھا ہے اپنے ظلم کا اک قدر دان مجھے

مرگ شب وصال کی خوبی ہے ورنہ یار
رکھتا نہ گھر مین تا سحر امیہمان سبھے

ہون مین بھی اپنے شیشۂ دل کو صفا سی تنگ
مشکل ہوا ہے راز کا رکھنا نہان مجھے

تیغ کھینچے ہوئے ابرو ہے مرے سر پہ کوئے
ہے فقط چشم تمھنگو کا اشارہ باقی

صابر تخلص صابر شاہ دہلوی محمد شاہ کے عہد مین تھے

جو ہم بستر نہ ہو ہم سے تو اوسکی کیا شکایت ہے
نظر بھر کے ہمین اک دیکھنا اوسکا کفایت ہے

صابر تخلص احمد مرزا خلف و شاگرد مرزا انس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

نزع کا وقت ہے پہلو مین وہ آ بیٹھے ہین
بے خبر ہم ہین وہ کرتے ہین خبرداری دل

صاحب تخلص نواب ظفریاب خان خلف سمرو فرانسیس باشندۂ دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز علم موسیقی اور مصوری مین اچھا دخل رکھتے تھے شروع جوانی مین رحلت کی

نظر آیا مجھے شب بام پہ یار اپنا
بارے اب تجھ سے بلندی پہ ستارا اپنا

ہے زلف حلقہ زن رخ دلبر کے آس پاس
یا گرد ہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

صاحب تخلص صاحب علی خان باشندہ الہ آباد

خار اور خس چبھوڑا ہے اب نہیں دامان صحرا	اور جنون کو ہے مرے چاک گریبان کی ہوس

صاحب تخلص شیر زمان خان دہلوی نبیرہ حافظ عبد الرحمن خان احسان شاگرد عبد الرحمن خان احسان مرحوم مغفور

شہرہ شدہ ہے ناکامی فرہاد سے اپنا	ہرگز کبھی شیشہ کا سر راہ پر نہیں ہوتا
کس کس کا میں بتاؤن کہ بار غم فراق	دل پر نہیں جگر پہ نہیں جان پر نہیں
ذرا آنکھون میں رکھتا اسکو صاحب	کہین یہ طفل اشک ابتر نہووے

صاحب تخلص مولوی صاحب عالم خلف پیارے صاحب سجادہ نشین مارہرہ ضلع علیگڑہ

ضعف سے حال یہ پہونچا ہے اسیر و شاکر	قوت نالہ نہیں طاقت فریاد نہیں

صاحب تخلص ایک شاعر قدیم صاحب دیوان کا ہے جسکا کچھ حال معلوم ہوا

زور کیفیت مے ہے کہ سبھی جھکتے ہین	جام پر شیشہ جھکا شیشہ پہ میخوار جھکا

صاحب تخلص منزہ جو انس نصرانی شاگرد میر وزیر علی صبا

دیکھنا توڑکے وحشت میں نکل جاؤن کا	مجھکو پہنانے ہو زنجیر یہ زنجیر عبث

صاحبقران تخلص سید امام علی ولد غلام حسین رضوی بلگرامی معاصر جرأت و انشا ہزل اور فحش سے اشعار انکے مملو ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکی بیٹھنی کو پکڑا میں نہ ملا بیٹھ گیا	جیجی اصلح وہ چیخ کر گلا بیٹھ گیا
نخل موم کیطرح تھا مین کھڑا گلشن مین	گرمی عشق سے پھولا نہ پھلا بیٹھ گیا
مجھکو شہوت ہوئی تمہ سے	تھی مقرر کسی چھنال کی خاک
جیتون غضب ہے ننھی کی ہے بے مثال آگ	چھوٹے سے سن مین اسکی بڑی ہے چھنال آگ

صادق تخلص مرزا صادق بیگ رامپوری

عشق دلبر مین کہون کیا دوستو کیا کیا گیا	دل گیا ایمان گیا راحت گئی ہنسنا گیا

صادق تخلص مرزا محمد امیر تیموری اولاد دن مین سے

تیرے ہی سر کی قسم مین اپنے سر کو کاٹ دون	اگر کوئی دیوے نہ تیرے سر کی قسم ہو سر سے جدا

صادق تخلص سید محمد صادق خلف میر سید محمد باشندہ لکھنؤ مقیم مٹیابرج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی اسیر شعراس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

خدا نے مقدر کے نہ تھا آہ کوئی ساتھ — ہمراہ کبھی دوست کو مشکل میں نہ دیکھا
بیلا دل کو جو گیسو میں سرگرداں ہو کیونکر — یہ وہ راہیں ہیں کہ جن میں خضر بھی اکثر بھٹکتے ہیں
ادھر بزم میں جام چلتے رہے — ادھر اشک آنکھوں سے ڈھلتے رہے

صادق تخلص پنڈت دیبی پرشاد متوطن بریلی

کیوں نہ برسات میں ہو سبز ڈوپٹے کی بہار — رنگ بہتر نہیں دنیا میں کوئی دھانی سے

صادق تخلص دوارکا پرشاد خلف لالہ کنور بہادر وکیل عدالت فرخ آباد

جیتے کوکب کھلی ہے کیوں یارب — آسمان کیسی راہ تکتا ہے

صادق تخلص محمد عزیز الدین برادر محمد سعید الدین سعید تخلص خلف مولوی اساس الدین متوطن بدایوں باشندہ دہلی شاگرد مرزا اسد اللہ غالب پہلے عزیز تخلص کرتے تھے

رہی تا بعد مردن بھی علامت جذب کی باقی — بنا تا سنگ مقناطیس سے صادق کی مدفن کو
بہم ذبح تجھے بھر کے نظر دیکھ تو لیں — کاٹ لے تیز ترا خنجر خونخوار نہ ہو
لگ گئی دل اک نگہ میں اوسکی چشم نیم خواب — مست ہم سمجھے تھے اوسکو پر بہت ہشیار ہے

صادق تخلص منور بیگ متوطن شمس آباد باشندہ دہلی

آوارگان عشق کو مانند گرد باد — یکجا قرار ہو تو کوئی جستجو کرے

صادق تخلص شیخ محمد صادق قریشی باشندہ دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

نے جنگ ہے کا طور نہ کچھ صلح کا ہے ڈھنگ — ساماں نہ سوز کا ہمیں حاصل نہ ساز کا

صادق تخلص سید جعفر علی خاں دہلوی مصنف بہارستان جعفری

یوں بیچ میں غیر شراب اور مثال نرگس — ہم رہیں دیکھتے ہی ماندہ میں پیمانہ لیے
شرم سے نام وہ نہیں لیتا — پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صادق تخلص صادق علی خان خلبان مرزا اسلیمان شکوہ بہادر عزیز فوجدار خاں خلبان شاہ عالم بادشاہ باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد انشاء اللہ خان

صادق اب اور سرو کا رنگین وہی ہے مگر | ایک بوسے کی رکھی ہے دلِ غمناک نے ہوس
جسنے دیکھا ہے تری جلوہ گری کا نقشہ | اوسکو بھاتا ہے کب اے یار پری کا نقشہ
تھی ایک توکری سی ہے اسی کی غضب تسبیر | ہے آفتِ جان کافر انگیا کی یہ سگھڑائی
کہے اوس سے ارشا ہے مین کہتا ہون کہ گستاخی | دانتون مین دبا انگلی ہو واسے یہ ٹھٹھولی

صادق تخلص صادق علی خان عظیم آبادی

وہ ہے عرق سے یار کے چاہِ ذقن مین آب | دیکھے تو خضر کے بھی بھر آئے دہن مین آب
کیا دخل ہم وفا سے پھرین اور جفا سے یار | سو مرتبہ زمانے مین گر انقلاب ہو

صادق تخلص صادق حسین خان ولد نثار علی خان خواہرزادہ راجہ تاج الدین حسین خان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک

آتش رنگِ حنا ہے باعذابِ نار ہے | خاک کبکان وری کرتی ہے تیون زیرِ پا

صادق تخلص حکیم سید محمد صادق عرف صادق مرزا ولد حکیم سید محمد حسن خان نبیرۂ روشن علی خان بہادر معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد ہادی علی بیخود

نگہ بد سے جو اوس گل کی طرف تو دیکھے | پھوٹ جائین تری اے نرگس شہلا آنکھین
کثرتِ آب ہم اشک سے مانند حباب | دیکھ لو رکھتی ہین آغوش مین دریا آنکھین

صادق تخلص صادق علی جان عرف میان سیتا بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

رباعی

کس سے کہون آہ جا کے حالت دل کی | اٹھتی نبائی ہے رہی نہ طاقت دل کی
وہ جان جہان نہ آیا اور جان چلی | افسوس رہی دل ہی مین حسرت دل کی

صالح تخلص مرزا صالح الدین نواسۂ ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد مرزا یار حسرت

مانا یون ہی ہے آپ نے سمجھے جو کچھ کہا | لیکن زبانِ خلق کی تدبیر کیا کرون
ہمکو قبول کی ہین اونھین بین ملا و بتخن | سو دل جدا جو دو سے تو سو جا بکا ہیے

صانع تخلص نظام الدین احمد بلگرامی فارسی شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین کلکتہ اور مرشد آباد مین آئے تھے دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا

نظر کی اوس محبت پر دیا تھا جان و دل اپنا ۔۔۔ نہ تھا معلوم یون ہوجائیگا نامہربان اپنا

صبا تخلص صبا شاہ خلیفہ آخر ایام مین فقیر ہو کر ایام شاہی فقیرون کے سرگروہ ہوئے تھے اور خود حیدر شکار ہو رہین اپنے مرشد کے مزار پر جاروب کشی صفائی کر کے یاد الٰہی مین مشغول تھے

چھوڑ بیٹھا جو تعلق عالم ایجاد کا ۔۔۔ سرو چلا ہو گیا ہے کیا کہی آزاد کا

صبا تخلص احمد حسین خان خلف محمد کاظم خان باشندہ حسین آباد ضلع مونگیر شاگرد مولوی اولاد علی کا ہش

سکندر کو مبارک آئینہ خاتم سلیمان کو ۔۔۔ خدا اس دل کو رکھے اور دل پر داغ ہجران کو
لب غنچہ دہن جسدم تکلم مین گل افشان ہو ۔۔۔ ہنسی ہوسے چمن مین باغبان گلہائے خندان کو
کہان حید وائے جوادس سے توقع آیا تھا ۔۔۔ بارے ہن ہی نے کیا بس تہ و بالا مجھکو

صبا تخلص لالہ کانجی مل متوطن فیروز آباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

مجھے آتا ہے تجھ پر رحم او قاتل کے کوچے مین ۔۔۔ لیے جاتا ہے نامہ آج قاصد نامہ بر کس کا
صبا ہم نے تو ہرگز کچھ نہ دیکھا جذب الفت مین ۔۔۔ غلط یہ بات کہتے ہین کہ دل کو راہ ہے دل سے

صبا تخلص میر ضیا کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تربت صبا کی دیکھی کل رات دور سے جو ۔۔۔ ق ۔۔۔ آئے نظر مجھے وہان شمع و چراغ کتنے
جاکر جو آج دن کو دیکھا کیا تفحص ۔۔۔ اک دل جلے ہے اوسپر حسرت کے داغ کتنے

صبا تخلص منہرا راجہ شنکر ناتھ بہادر پیشکار نظامت شاہی دہلی ولد راجہ رام ناتھ شاگرد سعادت یار خان رنگین

دل جب اوسکی نگہ مست کا مخمور ہوا ۔۔۔ سر جو مشغول کیفیت بادہ انگور ہوا
ہو نہین صدمے ترے سہے بہانے سے ۔۔۔ زور دو جب بادہ مین نہ آئے سے

صبا تخلص میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی خواہر زادہ میر اشرف علی نامی شاگرد آتش سنہ بارہ سو اکہتر ہجری مین گھوڑے سے گر کے انتقال کیا شعر عاشقانہ طرز پر اچھا کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

دکھون کیفیت اشراق ہم ستون کو حاصل ہو
شدو بیت عالم ایک ہے چشم حقیقت مین
بجھیا خال جبین کو کب بخت خورشید
دکھلائینگے تجھے ہم داغ جگر کا عالم
اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجھتے
آسمان نے مجھے محروم شہادت رکھا
جمشید اپنے وقت کا ہون مین غیر مست
سبو لو مین گردش نگہ یار سے پیا
روتے روتے چشم نابینا ہوئی
کیا بنایا ہے بتون نے مجھ کو
اب تو صاحب کی ہوئی خاطر جمع
عروس گل پہ ستی کا گمان ہوتا ہے
ہو گیا مین قتل اونکا نام لیکر پیار سے
لیگیا چھین کے دل وہ بت پرفن کیسا
اوس پادشاہ حسن کا سایہ جو پڑ گیا
جور گلچین عشق گل خوف خزان ایذای خار
دل ہے غذاے رنج جگر ہے غذاے رنج
آدم سے باغ خلد چھٹا مجھسے کوے یار
کسی کے وعدے کا رو رو کے دھیان آیا ہے
کھا چکے زہر اونکے خط سبز فام پر
مر رہے پڑے ہین ہجر کے مارے پلنگ پر
کروٹ بدل سکے آپ جو سوتے ہین وصل مین
مسافر ہون سراسیمہ ہون مضطر ہون پریشان ہون

ہوا کی غم اپنے میخانے مین سینہ سے فلاطون کا
حصہ فقر ہما یہ بنا تخت فریدون کا
کس ترقی پہ ترا حسن خداداد آیا
منہ اسطرف کبھی تو اسے آفتاب ہو گا
کیونکر کوئی جیے گا جب یون عتاب ہو گا
تیغ قاتل کے لیے بخت سیہ ڈھال ہوا
جام جہان نما ہے پیالہ سفال کا
تل تل ہو کے بیٹھ گیا چشم غزال کا
یکنوان ٹوٹا تو اندھا ہو گیا
نام رکھا ہے مسلمان میرا
سن چکے حال پریشان میرا
فراق یار مین سنبل دھوان ہے مرگھٹ کا
مجھکو سیفی یار کا اسم جلالی ہو گیا
رہگئے دیکھ کے منہ شیخ و برہمن کیسا
ہر سرو لنگ باغ مین تیمور ہو گیا
لاکھ آفت مین پھنسی ہے ایک جان غریب
پیدا کیا ہے مجھکو خدا نے برائے رنج
وہ ابتداے رنج تھی یہ انتہاے رنج
ٹپک ٹپک کے نکلتی ہے انتظار مین روح
سرسبز ہونگے خضر علیہ السلام پر
تابوت کا گمان ہے ہمارے پلنگ پر
ہم تک سکے ہین گو کنارے پلنگ پر
یہ سب کچھ ہو وے نہ خیال ہمدمی جانان نہین

مجھے بھی اور اوسے بھی امتحان کا اک بہانا ہے — اوسے تیغ آزمائی ہے مجھے دل آزمانا ہے
پادشاہوں کے لب گور سے آتی ہے صدا — مور کو بھی نہ ستائے جو سلیمان ہو جائے
تجربہ دو دو ن کی جانباریوں کا کر دم قتل — امتحان غیر کا میرا سر میدان ہو جائے

صبا تخلص خواجہ عبد الرحیم خلف الرشید خواجہ سلیم اللہ والد و برادرزادہ خواجہ علیم مرحوم رئیس اعظم ڈھاکہ ہر دو زبان میں شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے سنہ ۱۲۸۸ بارہ سو اٹھاسی ہجری میں انتقال کیا

جائیے آپ اوس گلی مین صبا — ہم یہین سے سلام کرتے ہین
طوفان نوح پیش ہو جہان میں جو باندہ دون — دامان ابر سے مین گریبان کے تار کو
نذر دیدہ اون تختہ ہون کے مشغول کا نقش ہے — سب کو گمان جو سرقہ کا میرے سخن مین ہے
جو کہ دیکہا خواب ہے اور جو سنا افسانہ ہے — اس سے یہ ثابت ہوا دنیا تو ہم خانہ ہے
دل ہے ملتزم لغزش مستانہ آگے میرے — اور بیان لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہے
دیکھ کر کثرت دلون کی تار زلف مین — آئنہ حیرت مین ہے اور کشمکش مین شانہ ہے
یہ تو ہو معشوق وہ عاشق نہ ہے نیرنگ عشق — ایک ہی آتش سے جلتی شمع اور پروانہ ہے

صبا تخلص کریم بخش باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

عاشق کی بعد مرگ بھی مٹی خراب ہے — خاک مزار کا بھی تو ملتا نشان نہین

صبر تخلص سید محمد علی مرثیہ گو فیض آبادی

عمر بھر صنم مین رات دن کی بیقراری سے — نہ تھی فرصت مجھے وقت سحر تک آہ و زاری سے

صبر تخلص مرزا غلام حسین خان خلف حکیم ابو علی خان شاگرد قدرت اللہ خان عشق وطن اصلی کشمیر مولد و مسکن دہلی

سجدے کے ضد حرم کا ہے سر پہ شانہ رکہتے ہین — غرض ہم بھی عجب ہی مشرب رندانہ رکہتے ہین

صبر تخلص میر علی حسین شاگرد کیف

کہانے دل کو نہ دنیا مین ہو کر ہوشیار — کہ پائیدار نہین آہ اس چمن کی بہار

صبر تخلص شیخ محمد رضا شاگرد عبد الرؤف شہود

کام آتی ہے بیٹھتے اور اٹھتے — ضعف مین آہ چوب دستی ہے

خیر ہے کس سے خفا ہو آج کیا ہی مزاج — زلف کیون بکھری ہی کیون بگڑی ہین تیوریان تری

خط اگر پھاڑا تو پھاڑا قتل کیون اوسکو کیا — جرم کیا قاصد کا تھا تجھسے معشوق بولیے

صبر تخلص اجودھیا پرشاد قوم کایتھ مقیم شاہجہان آباد شاگرد منشی بسنت سنگھ نشاط وشاہ نصیر دہلوی حکیم مومن خان

ہمین گمان کہ وہ آکے ہمارے قابو مین — اونھین یقین کہ مرے ہاتھ اک شکار آیا

دل لگانے کو بتاتا ہے تو مشکل ہے صبر — ترے نزدیک چھڑانا مگر آسان ہو گا

زیست کم حسرت بہت کس کس کا شکوہ کیجیے — طالع خوابیدہ کا یا دیدۂ بیدار کا

بدنامیان ہین باعث نام آوری بیان — ہم جانتے تھے عشق مین کچھ سرفروشیان نہین

صبر تخلص اجودھیا پرشاد قوم کایتھ خلف خیراتی لال باشندۂ سکندرہ شاگرد حافظ مقیم سررشتۂ کمسریٹ سے متعلق تھے شعر بہت جلد کہتے ہین ایسے ۱۲۶۸ اٹھارہ سو ترپن عیسوی مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

تابناک ہے یار سر کھاتا ہے سنبل پیچ و تاب — مشک چین نے مین مانگی ہے یہ دو گیسوی دو

گرد کدورت کہین دل سے تری دور ہو — پیس کے مین سرمہ بنون جو تجھے منظور ہو

گر بہار نگہت پیراہن یوسف نہ آئے — کب نہال آرزوے پیر کنعان سبز ہو

دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے — طائر فکر و تصور صورت پروانہ ہے

کسنا ہے اوسکی چھاتی پر سینہ بند زرتار کے — گویا چاندی کی ڈبیا پر کھنچی تحریر سونے کی

صبر تخلص میر اسد خلف میر مہدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گذرے

سہرے سے سر پہ ہین شگفتہ مثل گل داغ جنون — کیا عجب گر ہو ہجوم بلبلان بالاے سر

صبیح تخلص میر وارث علی لکھنوی

سیر منظور جو ہے سہرے ترے کی اونھین — پوچھتے ہین دل بیتاب تمہارا ٹھہرا

زر قیمت یار مین کب الہنک تھے اپنے صبیح — کس ہنسنے دکھاتے کہ بکتا ہوا اوبا ٹھہرا

صحبت تخلص مرزا بخشش علیخان خلف نوروز علی خان بن امیر الدولہ حیدر بیگ خان

باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہیں

ہوگیا ہم کو جنون ٹکڑے گریبان کو کیا
رکھ لیا اوسنے وہم رقص جو دامان سر پہ

اوس کشیلی انکھڑیون کا جو تصور ہے مدام
دیدہ ہاے زخم کے مانند ہے خونبار آنکھ

جبسے آنکھیں لڑی تھیں جھپک انہیں ہے جاگ کر
ہم سے او بیدید اب ہرگز نہ اٹھی ادہر آنکھ

صحت تخلص محمد حسنخان ولد حکیم غلام عباس نبیرہ محمد یار خان وکیل باشندۂ لکھنؤ شاگرد [illegible]

محفل میں رہ گئے کف افسوس ملتے ہم
پردے میں یار نے جو چھپائے دکھا کے ہاتھ

صدر تخلص سید صدر الدین مرحوم ولد میر بدر الدین نبیرۂ خواجہ باسط باشندۂ لکھنؤ
شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

آندھیان آتے ہیں آہ و نفس سے ہمارے اکثر
اوٹھا طوفان اگر رونے پہ آئیں آنکھیں

صدر تخلص محمد صدر الدین علوی شناوری و شکار سے بہت شوق رکھتے تھے

کرتا نہیں ہے تو جو ادھر شانہ تو زلف سے
کیا جانیے کہ کان میں کیا کہدیا ترے

صدق تخلص شیخ محمد اشارت علی بن شیخ نوازش علی نبیرۂ نواب ابو محمد خان کنبوہ
باشندۂ میرٹھ شاگرد مظفر خان گرم تاریخ گوئی میں اچھا دخل رکھتے تھے

اے صدق ضعف سے مری آواز بند ہے
اوس بدگمان کو وہم کہ مغرور ہو گیا

بیانتک شمع رونیکو مری تربت پہ [illegible]
کر گل ہو وے چراغ دل کہ گرا دی مری گھر مین

صدق تخلص ایک شاعر حیدرآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بوقت اشک اس طرح سے ہے ستایہ
ہوا آنکھوں میں اب لخت جگر بند

کمان نکلے ہے تار زلف سے دل
کرے پرواز کیونکر مرغ پربند

صبر تخلص محمد نظیر باشندۂ بلگرام شاگرد شرف

یار سے آگے شب وصل میں مرجاوینگا
نہ دکھائے مجھے اللہ سحر کی صورت

صبر تخلص محمد صبر خان شاگرد امداد حسین صغیر

اپنے ہاتھوں سے رقیب اپنا بنایا ہمنے
آئنہ اوس بت خود بین کے مقابل رکھکر

وعدۂ وصل تو ہر روز ہوا کرتا ہے
آج دے ڈالیے اک بوسہ گوارا دل کرکے

صغیر تخلص میان نجم الدین خلف شاہ نصیر دہلوی

گریہ اے پردہ نشین چھپکے کیا کرتے ہین — ہم دورئی مین بھی ہم پاس وفا کرتے ہین
آہ صحبت ہوئی کیا شبنم و گل کے باہم — جتنا رونا ہون وہ اوتنا ہی ہنسا کرتے ہین
صغیر دیکھ تو دریا یہ بھی تکلیب ہے شرط — پیاس سے لب ساحل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

صغیر تخلص شیخ حیدر علی ولد شیخ دہومن لکھنوی شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

سیاہی تیلیون کی یہ بھی اک پردہ ہو ظاہر کا — پھرا کرتی ہے تیری سرمئی انکھ پتلیون مین
مسیحائی ملی ہونٹھون کو لیا سحر باتون نے — کرشمہ ہے بھوون مین اور ہے اعجاز انکھ مین

صفا تخلص ہیرن شاہ دہلوی خلف رتن شاہ مرحوم شاگرد ذوق

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا — یہ خرابی ہے منہ لگا لے مین
جب رہیے خدا کے لیے ای حضرت شام — اسوقت خدا جانے مرا دہیان کہان ہے

صفا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

محتسب جھوٹ ہے مئے کسنے بھری شیشے مین — رکھ لی ہے میرے آنسو کی ترسی شیشے مین

صفا تخلص لالہ منولال لکھنوی قوم کایتھ ولد رائے پورن چند اخبار نویس شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے بعض صاحب تذکرہ نے انکو مصحفی کا شاگرد لکھا ہے

خوبصورت جو بہت ہو کو سمجھا ہے صفا — تو نے دیکھا نہین وس شوخ ستمگر کا کیا
شیخ کو کب یہ سلیقہ تھا ستمگاری مین — کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے حسرت کے نام مین لکھا ہے

مرے منہ مین تو اوسکے نام سے پانی بھر آیا — مزا ایسا ہے کیا اوس بوسۂ یاد نخندان مین
مرے رونے سے دل دکھا تو کچھ مائل بہ رحمت ہے — مرے حق مین مرا رونا تو یہ باران رحمت ہے

صفا تخلص حافظ محمد حسین باشندہ میرٹھ شاگرد غلام مولی قلق

تو نکلے کیونکر جو تک اوٹھا کر اثر نہ تھا — واعظ یہ میرا نالہ ہے شور اذان نہین

صفا تخلص مرزا سعید الدین دہلوی عرف مرزا منجھے برادر و شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

گھر مین بیٹھے ہین اور اتنا نہین کہتے منہ سے — کون ٹکرائے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

صفت تخلص مغل جان نظام الملک آصف جاہ کے قرابت متوسلون مین سے تھے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا صنعت تخلص لکھا ہے

سینے مین آہ دل مین طپش اشک چشم مین ۔ شہرہ ہے عاشقی کا مرے جا بجا ہوا

صفدر تخلص میر صفدر علی باشندہ دہلی ہے

تنہر سوختہ شمع سے جب گل نکلے ۔ جا ہیئے بیضۂ فولاد سے بلبل نکلے

صفدر تخلص میر فرزند حیدر خلف میر امیر حیدر فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

دنیا کے دن پھرین جو وہ یوسف سوار ہو ۔ ہوجاے صاف ابلق ایام جا بجا راست
وہان رنگ پان سے در دندان ہین لال لال ۔ سیاہ ان خون لب سے شرح ہین صفدر کی یار دنیت
ہوتے شو کر سے ہزارون گل و بلبل پامال ۔ تیرا گلگون چمنستان مین جو لیتا ناخن
تنہ دیکھے کی ایجان محبت نہین اچھی ۔ رہنے دو تم اپنی یہ عنایت نہین اچھی
دیوانے بنے ملکے ہم اوس رشک پری سے ۔ سچ کہتے ہین ناجنس کی صحبت نہین اچھی

صفدر تخلص صفدر بیگ خلف حیدر بیگ باشندہ کرنال مقیم دہلی

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر مہوس ۔ اب تمک تو مری عادت سی خبر دار نہین
آرام تھا گلی مین ترے نقش پا کی طرح ۔ ظالم اوٹھا کے کیون مری مٹی خراب کی
اسطرح سمجھا مجھے ناصح کہ دل سمجھے مرا ۔ پند کرنا اور ہے اور سر پھرانا اور ہے

صفدری تخلص میر صادق علی دہلوی کمین برادر وشاگرد میر نظام الدین ممنون جوانی مین ایک کافر بے پیر کے ہاتھ سے مارے گئے

نہین معلوم ہوا ہاے نگارین کس کا ۔ چھپا ہٹ سے ہے خاکی سی گل قالین پر
نہین معلوم دل مین صفدری کی درد کیسا ۔ کہ ہر دم ہاتھ سینے پر دھرے تابانہ رہتے ہین
صفدری قد کو کہین اوسکے کہا تھا گل سرو ۔ سیدھی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجکو
جیک کا سنگر ترے ابرو پہ ہے داغ ۔ یا قبضۂ شمشیر مین چقی یہ جڑی ہے

صفی تخلص محمد صفی الدین باشندہ دہلی

اللہ ہر اک دل سے ہے احوال سے آگاہ ۔ گر نالۂ فلک رس نہین اپنا تو نہ ہو دے

صفیر تخلص نور خان شاگرد میر حسین تسکین و غلام مولی قلق باشندۂ میرٹھ

ترے جالوں سے فتنۂ عالم ۔ روز رہتا ہے روز محشر کا
اپنا خنجر ذرا بچا سے گا ۔ دھیان سودائی کو نہیں سر کا
سرگشتہ روز و شب ترے کس طرح مدام ۔ اپنا ہی دھتا وہے یہ آسمان نہین
کچھ صبح ہجر صبح قیامت سے کم نہین ۔ کم شور کے فغان سے صدا نوازان نہین

صفیر تخلص میان خان باشندۂ دہلی شاگرد مومن

لب شیرین سے کے جو بوسے سے نہ کو لب بند ۔ مجھسے ہرگز بھی ترا راز نہ پنہان ہوتا
نہ تم سے ترک جفا اور نہ ہم سے ترک وفا ۔ نہ اختیار تمہارا نہ اختیار اپنا
سکتے ہو جان جاسے تری اور تمہین مجھ جان ۔ سے ہے خدا نخواستہ یہ تمنے کیا کیا
ہوا ہو سنو تو پھر خوب یاد کر سکیے ۔ کہ رہ نہ جائے کوئی جور امتحان کے لیے

صفیر تخلص شیخ امداد حسین خلف شیخ واحد بخش فرخ آبادی شاگرد امداد علی بحر

دشمن کو بھی نصیب نہ ہون یہ برا چلن ۔ رسوا ہوئے ذلیل ہوئے دل لگا کے ہم
ہاتھون سے اوسکے رنگ اوڑایا غضب کیا ۔ قائل ہین سحر سازی دزد حنا کے ہم

صفیر تخلص سید فرزند احمد خلف سید احمد احمد تخلص داروغہ ابکاری ضلع مونگیر باشندۂ بلگرام مقیم ضلع شاہ آباد اردو مین محمد مہدی خبر بلگرامی و امان علی سحر سے اور فارسی مین مرزا نوشہ غالب سے اور مرثیہ مین مرزا دبیر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان و اردو قصۂ بوستان خیال و مثنوی اعجاز کلیم مین شعر اچھا کہتے ہین راقم کے احباب مین ہین راقم نے اس تذکرہ کے لیے اونسے کچھ اشعار طلب کیے تھے اوسکے جواب مین اونھون نے نامۂ منظوم و اشعار مندرجۂ ذیل بھیجے تھے

بس اے سرشک جوش ترا ہے یہ ناگوار ۔ ایک ایک قطرے سے ترے پیدا ہو گھٹا
اک شور ہے جہان مین تیرے چڑھاؤ کا ۔ نکلا ہوا طو سے ہے ترا پانی ایک بار
عالم کو تونے عالم آب ایسا کر دیا ۔ موقوف رہ گیا ہے زمانے کا کاروبار
ہر چند تیرا جوش ہے صد موج سے بھرا ۔ مجھ پر ہی رحم کر کہ ہوئی آنکھ اشکبار

چھپرہ کے واسطے جو ہوا دل مرا نڈھال
اتنا بھی چاہتا نہ تھا اور اشک مہربان
تو جانتا ہے مجکو ہے چھپرہ کا اشتیاق
کچھ سب طرح سے شوق مجھے اونکی دید کا
مانند موج آب ہے اب دل کو پیچ و تاب
اک موج بیچ چھپرہ کی جانب بصد شتاب
جسوقت سیر آب کو آئے وہ نامجو
اے بحر فیض ابر کرم منبع وفا
دانندۂ رموز سخن واقف عروض
بعد از نیاز و عرض سلام اپنا اشتیاق
ہردم تڑپ رہا ہے دل اشتیاق مند
ہفتہ ہوا کہ آرہ سے اک نامہ نظم مین
پٹنہ مین اتفاق سے بھیجا ہون آج کل
مسکن مرا ہے آرہ یہ امید ہے مجھے
محروم مین نہ نامہ و پیغام سے رہون
محظوظ دل کیا کرین اپنے کلام سے
اس نامہ کا جواب جو آئے تو آرہ مین
پہونچیگا میرے پاس بہرحال یہ مگر
اپنا کلام تحفہ مین کیا بھیجون آپ کو
لیکن نہین پسند کہ خالی بھی جائے خط
نامہ دعا پہ کرتا ہون ختم اور یہ دعا

آنکھون کو میرے حال پہ جوش آیا ایکبار
جس سے زیادہ طول ہو فرقت کا کاروبار
عبدالغفور خان سے کیا ہے وہان قرار
ہوتا نہ جوش آب تو بیڑا نہ ہوتا پار
تو ہے مری مدد کو پہونچ اے وفا شعار
جا کر وہ زیر قصر معلی کرے قرار
میری زبان سے بولے لب موج ایکبار
اے کان علم و حلم و سخن فہم روزگار
کشاف سر شعر دقیق و نکو شعار
کیونکر کرون بیان کہ نہین اسکا انحصار
لیکن وفور آب نے روکا مجال زار
بھیجا ہے ڈاک پر جو بڑھا دل کا اضطرار
دو چار روز ا.. مگر ہے یہان قرار
جب تک ہون آنکھین دید کے قابل بصد وقار
بھیجا کرین حضور بھی خط مجھکو بار بار
مضمون نغز دل کو مرے لطف دیگا ہزار
حاصل کو بھی ملے تو نہین کچھ برا یہ کار
در اصل یہ ہے قصبہ آرہ مین ہے قرار
[illegible] اک موتیا کا ہار
جاری ہے اک عمل بھی کہ وہان پا اعتبار
جب تک نہ پہونچون ورد زبان یہان ہو یہ بار

یارب مقیم چھپرہ ہون عبدالغفور خان
صحبت مین انکی ہو یہ فقیر وفا شعار

اشعار

تاثیر محبت کا اوسوقت مزا ہو تا
جو دیکھتا سنگ یار پیار کہاتے کا
مرے سر فکر نہ پامال ہو کیونکر اے شوخ
بے سبب میری بغل میں یہ مچلنا کیا تھا
بس اسکی نزاکت نے کیا خوب ہمارا
قتیل تیغ الفت کی پریشانی نہیں جاتی
بس کرو کثرت افشان سے چھپاؤ نہ اسے
سب دیکھتے ہیں اسد کمبخت جاتے نہیں ہم
تجھسے بھی نکلم غضب ہجر میں کچھ کام نہ نکلا
یہ ذائقہ پاؤ گے نہ اغیار کے منہ میں
کیا کیا لب شیرین یہ ٹپکتی ہے مری رال
کھلتا نہیں کہ کھلتے ہیں کیا اوس یہ نصیب
جرم نظارہ یہ دربانون نے ہمیں رسوا کرین
ہم بغل غیر سے تو وہ گل شاداب نہین
دے وہ اک بوسہ خوشی سے اپنی
اسے سیر بحوالہ وہ پری شیشے مین اوتر ابھی کیا
مین کہتا ہون نہیں سنتا ہون مین دیتا ہون کچھ کو
یون مین کسطرح بھلا حال سناؤن اونکو
قتل تیرے ہونٹون کا جو سمجھیں بلطیان تمہیں
بس اونکو چکے ہیں دلبرون کو
مژگان کے سلے ہیں لخت دل گرم
منہ میں اوسکے وصل میں دیکر زبان

دو آپ منالیتے مین جب کہ خفا ہو تا
ہماچیا تو مرے استخوان بہت اچھا
تری رفتار کا مضمون ہے چلتا پھرتا
خواب مین غیر کے پہلو مین تو وہ سونا کیا تھا
پہنچتا نہین اوس شوخ سے مکتوب ہمارا
نکو لا خلون مین ہشت تن بے سر لیے پھرتا
اک یہی خال تو اے جان ہے جان چمن
ہین مردم دیدہ کیطرح خانہ نشین ہم
اے موت اگر مرنے کے قابل ہوئے نہین ہم
دیکھو تو زبان دے سکے تلوار کے منہ مین
جی چاہتا ہے دے دون زبان اوسکے منہ مین
جو عاشق دہن ہوا کچھ بولتا نہین
فہرے دو آپ دیکھین روزن دیوار مین
آج آنکھون مین ہماری اثر خواب نہین
اچھا تم میری خوشی جائے دو
جانتا ہے بند محرم کی کشش تسخیر کو
کیا کام مرے حال پریشان سے کیسکو
دل لیتا ب وہ محفل مین ادھر دیکھین تو
اشارہ تمہری آنکھون کا اگر اونسے برق تابکے
اب دل یہ نگاہ ہے ہماری
آتش نہ نگاہ ہے ہماری
ان بتون کو سے دم کیا کیجیے

کم کیا دل مین جو اونکے نشتر نے — وہ لگے میرا کلیجا چیرنے
کیسے کیسے غیر سے اسوقت کیا مذکور تھا — دیکھکر مجھکو زبان اپنی لگی کیون دابنے
باتون نے ترے کیا ہے بیان — کیا ہو نقطہ مری دوا کرنے کے
وہ وہان سے چلے ہین ہم یہان سے — مضمون کیا ملیح کا لڑا ہے
دیسے گرنے ہی نظر اوس رشک ماہ کی — بوتل تراشتی ہے سروہی نگاہ کی
ساقی دعا مین مانگ تو زلفون کو کھولکر — رندون کو احتیاج ہے ابر سیاہ کی
کل جو اوٹھے تھے بٹھانے کے لیے — آج بیٹھے ہین اوٹھانے کے لیے

صمیم تخلص تلسی داس دہلوی طب ہندی وستار نوازی مین کمال رکھتے تھے

بھولی بھولی تری صورت سے تری دم کو نہ — تو تو عیارون کا عیار ستمگر نکلا

صنعت تخلص کریم الدین زرگر مرادآبادی بتشیر اپنی اوقات عزیز کو عبادت مین صرف کرتا تھا اور وضع آزادانہ رکھتا تھا

یہ مانا کہ ہین آپ دلبر ولیکن — ہمارا ہی دل لے کے دلدار ٹھہرے

صولت تخلص نواب محمد تقی خان لکھنوی خلف نواب حسین علی خان اثر کا شاگرد ناسخ شعر خوب کہتے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

گھل گیا پیری مین فرط غم سے ایسا جسم زار — پوست ڈھیلا ہو کے آخر جامۂ تن ہو گیا
جو کبھی فال مین لے کھول دیدار کے — تو قرآن مین بھی نکلا لن ترانی

صولت تخلص قاسم علی خان بن کاظم علی خان حیران نبیرۂ قائم خان غفاری باشندہ بہار

فرصت ہین آنکھین عید فنا کی کھلی رہین — اتنا زیست مین مژدہ جو مجھے انتظار کا
ملتے ہو رقیبون سے مری گھر نہین آتی — اللہ تمہین اتنی بھی فرصت نہین ملتی

صید تخلص اخوی راقم مولوی عبد الباری مرحوم شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت مدرسۂ عالیہ کلکتہ مین زبان انگریزی کے مدرس تھے بہت ہی سہل ہر دو زبان مین شعر اچھا کہتے تھے مگر کلام انکا ضائع ہو گیا سنہ بارہ سو چودہ ہجری مین عین شباب مین وطن یعنی فرید پور مین جاکر انتقال کیا راقم نے اونکے ارتحال کی یہ تاریخ کہی ہے

ضبط آہ و نالہ مدت سے کیا کرتے تھے ایک — اب وہ راز دل ہمارا آشکارا ہو گیا
پاس اپنے کیا دھرا تھا اے فلک جز نقد دل — وہ بھی اے ظالم نیاز ناز خوبان ہو گیا

شفیع تخلص جناب حافظ اکرام احمد خلف حافظ قطب الدین مرحوم باشندہ رامپور داماد و شاگرد شاہ رؤف احمد رافت سرہندی پیرزادے ہین پہلے حشمت تخلص کرتے تھے۔ عروض و قوافی و صنائع و بدائع شعری مین فی زمانہ تابل غل ہین + جمیع اصناف سخن پر قادر ہین + شعر پر مضمون اور عاشقانہ فرماتے ہین + ہزل اور ریختی اور مرثیہ مین مہمان تخلص کرتے ہین + بہت سے ملکون کی سیر کی ہے + بہت سی زبانون سے واقف ہین + طب یونانی اور ہندی و ڈاکٹری اور بیشتر فنون و ہنر مین کامل ہین + چودہ پندرہ برس تک کلکتہ مین تھے سات آٹھ برس سے ڈھاکہ مین تشریف فرماتے کہا گر مشہور ہین سنہ ۱۲۸۶ بارہ سو چھیاسی مین انتقال کیا

ہون شاہ کشور سخن دلپذیر کا — کرسی عرش پایہ ہے اپنی سریر کا
دیتا ہے قلب کا رخ کو ترجیح کا رخ پر — سمجھا جو مدعا ہے نقوش حصیر کا
یہ ذکر سلسلے مین ہمارے مدام ہے — اوس زلف سے خیال بندھا ہے اسیر کا
کھینچا ہے دل کو زلف سی مچھلی نے کان کی — ماہی کو سحر یاد ہے کیا مار گیر کا
ہو آئینہ بتان مین منعکس جلوہ خدائی کا — نمایان کفر سے ہے استفادہ رہنمائی کا
قفس مین بند ہو کر طوطی جان شاد ہی ایسی — کسی کو قید ہونے کا ہے غم اسکو رہائی کا
مرغ جان کیون قفس تن سے نہ پرواز کرے — ہر پر تیر ستمگار ہے شہپر اپنا
کسی عنوان نہین جاتا جو خیال خط غیر — ہوش اوڑا دیتا ہے ہر ایک کبوتر اپنا
رؤف کا وصل ہوئی سے مجھے دینا ہی ضرور — شب مہتاب ہے اور آیا ہے دلبر اپنا
اپنے سینے مین وہی عشق نہان ہے کہ جو تھا — کعبۂ دل مین وہی ذکر بتان ہے کہ جو تھا
تیر انداز وہی آفت جان ہے کہ جو تھا — کشتۂ ناز و ادا پیر و جوان ہے کہ جو تھا
آپ تشریف جو یہان لاتے ہی بندہ نواز — دیدہ و دل وہی صاحب کا مکان ہے کہ جو تھا
آہ و نالے ہے وہی اور وہی رونا شبنم — پر اثر نالہ و افغان مین کہان ہے کہ جو تھا

ہوگیا افشا سے راز عشق آہ سرد سے
کرانا جانا عبد کب جیسے ہوا جاسوس کا

ہوگیا ہدہد کبوتر بلبل اوس گل کا بنا
دل نہ کیون ہو آشیانہ طائرِ افسوس کا

اوسکے جوڑے مین رہا کرتا ہی جوڑا سانپ کا
اور بیان ہر پیچ مین ہی کے توڑا سانپ کا

زلف جاناں کا دم تحریر لازم ہے خیال
تا سمندِ طبع کے فاتر ہو کوڑا سانپ کا

نظم کو جادو بنایا یا دنرگس نے تمام
کر سنبل نے ذرا مضمون نہ چھوڑا سانپ کا

زلفین آئینہ مین سدا ہو جاتے ہین پیچ بر بر
سانپ کے ہے واسطے موضوع گھوڑا سانپ کا

شانۂ مشاطہ نے سلجھا کے کب گوندھی ہی جعد
توڑ کر ڈالے نے ہر اک جوڑ جوڑا سانپ کا

مدتون دل مین رہا جو مار کاکل کا خیال
رفتہ رفتہ ہوگیا آخر وہ پھوڑا سانپ کا

تیری آنکھون مین نہین ہے سرمۂ دنبالہ دار
سر نکالے ہے پٹاری سے یہ جوڑا سانپ کا

دھکدھکی کے ڈر مین اوجھے دو نون گیسو
ایک من پر لڑ رہا ہے آج جوڑا سانپ کا

مانگ پر اونکی بندھی تعویذ سونے کے نہین
خیر کردون کی سواری مین ہے گھوڑا سانپ کا

عشق گیسو مین سبق گر ہے تو یاجی کا ہے
آج کل منتر کیا ہے یاد تھوڑا سانپ کا

وہان رہتا ہے جو ابرو دیکھ بت بے پیر کا
اور سے کہتے ہین جسکو میان ہے شمشیر کا

جذبۂ الفت نے کھینچا دل بت بے پیر کا
آج قائل ہون مین مقناطیس کی تاثیر کا

رخ مین ہے گرمی غضب ۔ ہے قہر اوسکی ہر ادا
دیکھیے گر نقشہ تو ہو وے رنگ فق تصویر کا

جھوٹ مین کہتا نہین ہر بات مین اعجاز ہے
دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا

حسن ہے جلوہ نما زلف چلیپا ہے بلا
ابرووں مین اوسکے عالم صاف ہی شمشیر کا

خط ابھی نکلا نہین رخ کا عجب نظارہ ہے
دم سے آنکھون پر نکلتا لعبت کشمیر کا

ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون
کٹ گیا ہر ایک بازو طائرِ تدبیر کا

تا بلب آیا ہی دم جینا ہی اب مجھ پر زبون
غم سے قائل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا

رہتا ہے درد الم احوال دل کس سے کہون
خلق در بان ہی نہین رکھتا بت بے پیر کا

جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے
حال ہے ابتر بہت اپنے دل دلگیر کا

آٹھ شعر مرقومۂ بالا صنعت توشیح مین ہین کہ دو دو مصرع ثانی کو سلسلے کے ساتھ

ملانے سے ایک ایک مطلع نکلتا ہی یعنی

دیکھے گر نقشہ تو ہو وے رنگ فق تصویر کا — دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشقِ دلگیر کا
ابروون مین اوسکے عالم صاف ہی شمشیر کا — دم ہے آنکھون پر نکلتا لعبتِ کشمیر کا
کٹ گیا ہر ایک بازو طائرِ تدبیر کا — غم سے قاتل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا
خلق دربان بھی نہین رکھتا بت بے پیر کا — حال ہے ابتر بہت اپنے دلِ دلگیر کا

دوسری صنعت یہ ہے کہ اول مصرعون سے دو شعرِ مرقومۂ ذیل دو بحرین یعنی بحرِ رمل مثمن مقصور و محذوف اور بحرِ منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکفوف مین نکلتے ہین

رخ مین ہے گرمی غضب جھوٹ مین کہتا نہین — حسن ہے جلوہ نما خط ابھی نکلا نہین
ہجر مین تیرے صنم تا بلب آیا ہے دم — رہتا ہے دردو الم جب سے تو آتا نہین

اور دو شعرِ مرقومۂ ذیل بحرِ رجز مثمن سالم مین بھی نکلتے ہین یعنی

ہی قہر اوسکی ہر ادا ہر بات مین اعجاز ہے — زلفِ چلیپا ہے بلا رخ کا عجب انداز ہے
ہر دم ہون پیتا اپنا خون جیتا ہی اب مجھ پر زبون — احوالِ دل کس سے کہون غم مونس و دمساز ہے

اور پانچ شعرِ مرقومۂ ذیل بھی بحرِ رمل مثمن مقصور و محذوف مین نکلتے ہین یعنی

رخ مین ہے گرمی غضب ہر بات مین اعجاز ہے — حسن ہے جلوہ نما رخ کا عجب انداز ہے
ہجر مین تیرے صنم جیتا ہے اب مجھ پر زبون — رہتا ہے دردو الم غم مونس و دمساز ہے
جھوٹ مین کہتا نہین ہے قہر اوسکی ہر ادا — خط ابھی نکلا نہین زلفِ چلیپا ہے بلا
ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون — تا بلب آیا ہے دم جیتا ہے اب مجھ پر زبون
جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے — رہتا ہے دردو الم احوالِ دل کس سے کہون

اشعارِ مرقومۂ بالا کو قلب کرنے سے اور بھی کئی شعر نکلتے ہین انکا حساب طبیعت پر چھوڑا جائیگا

جلوہ ہر صحبت کا ہوتا ہے اسے منعم اثر — آج کل رتبہ بڑا ابر حبیں سے ہے فقیر کا
رونقِ بزمِ طرب ہے آج شمع روی دوست — آتی ہے کھانے کو تخلِ آرزو سے بوی دوست
سرد آہین بھرتے بھرتے مین یہان ٹھنڈا ہوا — گرمی دشمن سے وہان خالی نہین پہلوی دوست
چشم بھی ناصح کی اب تیلی سکندر کی بنی — مین نے کیونکر وس دشمن جان کو دکھایا روی دوست

لوٹتا ہے کون ان روزون بہار رُوے دوست
خندہ زن اوس دست مین شانہ ید بیضا ہے
شب کو اونکے بام پر ہمنے لگائی جو کمند
آتی جاتی دمبدم مثلِ نفس ہے مرگ و زیست
دنبالہ دار سرمہ نہین چشم یار مین
زنجیر کی سنکر ترے محبوس کی جھنکار
ہین چوڑیان اوس ساعدِ نازک مین قیامت
کھوئی تمھاری ساق نے توقیر پاے شمع
ہر شمع کی عمر گھٹتی ہے دنیا مین دمبدم
تعریف ساق یار مرے دلسے پوچھیے
آنکھون مین کیا پتنگ کی چربی ہی چھا گئی
گالیان غیر دنکو اے غیرت شیرین نہ سنا
جھائی گدرائی ہوئی چھوتے ہی آفت آئی
مہر و مہ خدمتِ عالی مین سدا رہتے ہین
حور کے غم سے غلمان کے صدمے ضیغم
یار کی باتون مین کچھ آجاتی ہے بوے وفا
آئی سحر نشان شب اصلا کہین نہین
عریانی آئی جب سے یہ جھگڑا ہے مٹگیا
جان تیرے غم مین ہی دی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیرون سے ڈرتا ہے کیا کوچے مین آ دنکے تو جا
رو رکھے گا ہمسے تو گر تیشے سے پھوڑینگے سر
شکوہ ہے لب پر ترے روز و شب اے سیر دل
وہان ہے تو خوش میری جان تم میر لب پر ہے بیان

کسکے ناخن ہین کلید قفلِ عقدِ موے دوست
غیرت ثعبان موسی کیون نہو گیسوی دوست
گر پڑے چڑھ چڑھکے مثلِ شانہ گیسوی دوست
کھیل مین مصروف ہین جب سے لبِ ابروی دوست
نکلے ہے عین مستی مین ضیغم ہرن کی شاخ
مجنون نے کہا ہے عجب افسوس کی جھنکار
کیون جان نہ لے عاشقِ مایوس کی جھنکار
اس غم سے موج اشک ہے زنجیر پاے شمع
یہ ہے زبان حال سے تقریر پاے شمع
پروانے کچھ سمجھتے ہین توقیر پاے شمع
لیتا ہے بوسے شمع کی گلگیر پاے شمع
تلخ ہو جاے نہ شیرا کہین دشنام سے کام
ہو گیا سخت خراب اس طمع خام سے کام
صبح سے ایک کیا کرتا ہے اک شام سر کام
بعد مردن بھی رہا ہمکو نہ آرام سے کام
کیا عجب ہے گر پلٹ کر کان ہو نیچے ناک مین
پر آپ کی گئی نہین اب تک نہین نہین
کل جیب تھی گلی نہ تھی آج آستین نہین
شوخی یہ ہم نے بھی کی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
کہتا ہے مجھسے یہ جی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ٹھانی ہے دلمین یہی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ہونٹھون کو اپنے تو سی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
کہدے یہ اوس سے کوئی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

ساقی ہے مینا ہے اور گل کی بھی آئی ہے فصل	بادہ بھی تھوڑا سا پی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیروں سے ملتا ہے تو کوئی بت اے میری جان	لا مرینگے ضد سے تیری اب تو جو کچھ ہو سو ہو
جیسے یہ جامہ ہے شق ویسے ہی دل ہو میرا	چیرینگے سینے کو بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ملنے میں خوبوں کے ضیغم کوئی سمجھا ہے جی	سر پہ یہ جو کھون ہے لی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

غزل مرقومہ بالا بہت سے بحور وا وزان مختلفہ میں موزون ہے اور پڑھی جاتی ہے اور یہ بہت بڑی اور مشکل صنعت ہے کہ آج تک کسی شاعر عرب و عجم کا کوئی شعر جو چھتیس بحر سے زاید بحروں میں موزون ہو نظر آیا نہیں اسلیے غزل مذکور کے

ایک ایک مصرع کو چند بحور جداگانہ میں تقطیع کرکے لکھا جاتا ہے

بحر مدید مثمن سالم ارکان فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن
تقطیع جان تری غم فاعلاتن مین سے دی فاعلن اب تو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فاعلن

بحر مدید مثمن مخبون • ارکان فاعلاتن فَعِلُن فاعلاتن فَعِلُن
تقطیع شوخی یہ ہم فاعلاتن نے بھی کی فَعِلُن اب تو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فَعِلُن

بحر بسیط مثمن سالم ارکان مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن
تقطیع غیروں سے کر مستفعلن تا ہے کیا فاعلن کوچے مین اوس مستفعلن کی تو جا فاعلن

بحر بسیط مثمن مخبون ارکان مستفعلن فَعِلُن مستفعلن فَعِلُن
تقطیع کہتا ہے مجھ مستفعلن سے یہ جی فَعِلُن اب تو جو کچھ مستفعلن ہو سو ہو فَعِلُن

بحر بسیط مثمن مطوی • ارکان مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن
تقطیع روٹھے گا ہم مفتعلن سے وگر فاعلن تیشے سے ہو مفتعلن توڑینگے سر فاعلن

بحر کامل مسدس مضمر مقطوع مرفل یا مذال ارکان مستفعلن فعِلاتن متفاعلاتن تقطیع
شکوہ ہے لب مستفعلن یہ ترے رو فعِلاتن زو شب اسے مرے دل متفاعلاتن
بحر مضارع مثمن اخرب ارکان مفعولُ فاعلاتن مفعولُ فاعلاتن تقطیع ہونٹھون کو مفعولُ
اپنے تو سی فاعلاتن اب توجو مفعول کچہ ہو سو ہو فاعلاتن
بحر رجز مثمن مقطوع مخبون ارکان مستفعلن فعولن مستفعلن فعولن تقطیع وہان ہے
تو خوش مستفعلن مری جان فعولن دم میرے لب مستفعلن یہ ہے بیان فعولن
بحر رمل مثمن مخبون مقطوع ارکان فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن تقطیع کہدے یہ اوس
فاعلاتن سے کوئی اب فعِلاتن توجو کچہ ہو فعلاتن سو ہو فعلن
بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکشوف ارکان مفتعلن فاعلن یا فاعلات مفتعلن
فاعلن یا فاعلات تقطیع ساقی ہے مے مفتعلن نا ہے اور فاعلات گل کی بھی
مفتعلن ئی ہے فصل فاعلات
بحر متقارب اثرم ابتر شانزدہ رکنی ارکان فعلن فعلن فعلن فعلن فع فعلن فعلن فعلن
فع تقطیع بادہ فعلن بھی تھو فعلن ڑا سا فعلن پی فع اب تو فعلن جو کچہ فعلن ہو سو
فعلن ہو فع
بحر مشاکل مثمن مجبوب ارکان فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن فعَل تقطیع غیرون سے
مل فاعلاتن تا ہے توکو مفاعیلن ئی بت اے مری فاعلاتن رہی جان فعَل
بحر مقتضب مطوی مکشوف ارکان فاعلن مفتعلن فاعلن مفتعلن تقطیع لائینگے فاعلن
ضد سے ترے مفتعلن اب توجو فاعلن کچہ ہو سو ہو مفتعلن
بحر وافر مثمن اعصب معصوب ارکان مفتعلن مفعولن مفتعلن مفعولن تقطیع جیسے یہ جا
مفتعلن مہ ہے شق مفعولن ویسے ہے دل مفتعلن ہے میرا مفعولن
بحر مجتث مثمن مقطوع ارکان مفعولن فاعلاتن مفعولن فاعلاتن تقطیع چیرینگے مفعولن سینے
کو بھی فاعلاتن اب توجو مفعولن کچہ ہو سو ہو فاعلاتن
بحر منسرح مثمن مطوی مخبون مکشوف ارکان مفتعلن فعولن مفتعلن فعولن

تقطیع ملنے مین غم مفتعلن بو نکے جنی فعولن غم کو ئی ج مفتعلن ناسہے جی فعولن

بحر مقتضب مثمن مکشوف ارکان مفعولن مستفعلن مفعولن مستفعلن تقطیع سر یہ مفعولن جو کہون سنے لی مستفعلن اب تو جو مفعولن کچہ ہوسو ہو مستفعلن

بحر خفیف مثمن مجنون مقصور ارکان فاعلاتن فعولن فاعلاتن فعولن تقطیع جان ترے غم فاعلاتن مین ہے دی فعولن ابتو جو کچہ فاعلاتن ہوسو ہو فعولن

بحر عمیق مثمن سالم یا مسبّغ ارکان فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن یا فاعلیان تقطیع جان ترے فاعلن غم مین ہے دی فاعلاتن ابتو جو فاعلن کچہ ہوسو ہو فاعلان

اس غزل کے شعر سوا ے بحور مذکورۂ بالا کے اور اور بحر مین بھی موزون ہوتے ہین عروض دانون پر چھپا نرہے گا

ہمنے کب ہونچا کر ہاتہ اوس لٹ کی لٹ چھوڑ دی	ہان جو دیکھی آگ ہے کالی ناگنی جھٹ چھوڑ دی
تو جو مژگان کو جھپک لیتا ہے عیاری سے	چیرتا دل کو ہی اسے جان کوی آرہی سے
اسقدر بوسے لیئے ہم نے ہجوم شوق مین	کھنچتے کھنچتے یار کی تصویر آدھی رہ گئی
ہو ند خاک ہو کے بھی جنبش بدن مین ہے	کیا رشتۂ حیات ہماری کفن مین ہے
جتنے جوانی گھٹا جھوم پڑی اور بھی	بھیک کے اونکی مسین ہونگی کوی اور بھی
ساقی شفق کو دیکھ کے کہتا ہے ناز سے	صہباے سرخ شیشۂ چرخ کہن مین ہے
سیاہا ہٹنے تو گرمی داغ جگر دکھاؤن	اے مہربان ابھی تو یہ سورج گہن مین ہے

صیغم تخلص نواب حیدر حسین خان عرف اچھے صاحب خلف نواب امداد حسین خان

اوس جوان کی کبھی الفت کو نہ مین چھوڑونگا	مجھ یہ کرتا ہے ستم ای فلک پیر عبث

صیغم تخلص مولوی محمد غضنفر مرحوم شاگرد محمد رضا برق

جب سے پیش نظر وہ صورت ہے	آئینہ کو کمال حیرت ہے
جسکے رخ پر پڑی ہے اوسکی نگاہ	جو سفید آینہ کی رنگت ہے

حرف طاے مہملہ

طالب تخلص طالب حسین بن محمد عسکری نالان شاگرد انشا وطن انکا کشمیر مولد دہلی

دشت مین آہ شرربار جو طالب نے بھری	ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپٹ
مجھ سے جب آنکھ وہ ملاتا ہے	دل ہی سینے مین لوٹ جاتا ہے
مژدہ اے قیس میری وادی مین	ناقۂ لیلے کا آج آتا ہے

طالب تخلص میر طالب علی خلف سید الشعرا میر غالب علیخان سید تخلص

مضطر ہو کب مین شب اوٹھ ای ماہرو نہ آیا	گھر سے تری گلی مین تا بام تو نہ آیا

طالب تخلص عاشور بیگ خلف دولت بیگ خان شاگرد میر تقی وثنار اللہ خان فراق وطن انکا توران مولد ہندوستان

رقص بسمل سے ہے تپشہائے دل	تو بھی آ دیکھ تماشائے دل

طالب تخلص امام الدین دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی مرید شاہ مولانا عبد الغنی قدس سرہ انکا بسال تقویت الشعرا انکے سے گذرا

نہ کہا تھا تجھے اے دل نہ لگانا دل کو	اپنی چھاتی پہ نہ رکھ لینا کبھی اس سل کو

طالب تخلص طالب علی خان نقشہ نویس عدالت فرخ آباد ولد دلاور علی خان باشندۂ آنولہ ضلع بانس بریلی صاحب دیوان ہین

بوسہ لیا جو رخ کا وہ طالب خفا ہوئے	مصحف کو چوم کر مین گنہگار ہو گیا
میرے اوسکے نہ ہوا وصل مین بھی رفع حجاب	دل مین تھا شوق ملاقات حیا آنکھون مین
ملاے وصل سے یا ہجر سے کرے مجھے قتل	حیات و موت مری اوسکے اختیار مین ہے

طالب تخلص محمد عباس ولد داروغہ عدالت نظام احمد خان لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

رونے نے مری مجھکو کیا عشق مین بدنام	او دشمنی ہے مرے آنسوون کے جوش پر انگشت

طالب تخلص حافظ شیراز ثانی نابینا رامپوری شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق علوم عربی و فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے علم معانی مین لاثانی تھے صاحب دیوان گزرے ، صاحب تذکرہ گلشن بیخار و گلستان سخن نے جو انکا نام حافظ طالب لکھا ہے غلطی کی ہے

گریہ میں چشم تر سے دن رات چاہتا ہوں
بویا ہے تخم الفت برسات چاہتا ہوں

جی سینے نکلنے کو شق کیجے دل دلگیر کو
میں بھی رو جاے اور کیا کھا گیا میں تیر کو

کبھی آنسو سے کبھی لخت جگر سے برسے
میری آنکھوں سے تو کچھ لعل و گہر سے برسے

رات بھر نالے کیے ہم نے تو دن بھر روے
جسقدر شام سے گرجے تھے سحر سے برسے

اشک انڈا ہے مرا ابر سے کہہ دو جا کر
آبرو چاہے تو ہٹ کر مرے گھر سے برسے

طالب تخلص شیر محمد خان دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان

مجھ سے تمھارے بزم میں جایا نہ جائیگا
جب تک رقیب واں سے اوٹھایا نہ جائیگا

پھر عیادت آئیں تو اوسوقت آئینگے
جسوقت مجھسے لب بھی ہلایا نہ جاے گا

طالب تخلص الایچی رام باشندۂ جلال آباد ضلع امرتسر ولد سوبی رام برہمن سارسوت کچھ دنوں سنہ ۱۸۶۱ اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی میں باقر گنج عرف بریسال میں وارد ہوکر راقم سے اصلاح لی تھی طبع سلیم رکھتے ہیں

مجھ پر وہ ظلم یار نہ اغیار نے کیا
جو کچھ کہ بخت و چرخ ستمگار نے کیا

آیا نہ رحم یار دل صیاد دام میں
نالہ ہزار مرغ گرفتار نے کیا

ذرا ادھر کو بھی تشریف لاؤگے کہ نہیں
مرا بھی خانۂ ویران بساؤگے کہ نہیں

سنی سے سوم بھلا ہے کہ دی جواب شتاب
اجی تم آنا تو فرماؤ آؤگے کہ نہیں

بیگناہوں کو قتل کرتا ہے
روز محشر کا تجھکو ڈر ہی نہیں

ہم تو مرتے ہیں ایک مدت سے
واہ جی تم کو کچھ خبر ہی نہیں

طالب تخلص مرزا اسعد الدین خان دہلوی برادر خورد نواب شہاب الدین احمد خان ثاقب شاگرد مرزا غالب راقم کے دوستوں میں ہیں یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

طالب کی خبر لو کہ وہ بیمار ناتوان
دنیا میں کوئی دم کے لیے مہمان ہے اب

قفس صیاد نے گلشن میں رکھا ہے زہے قسمت
اگرچہ ہم ہیں زنداں میں پہ رہتے ہیں گلستاں میں

رسا وے نکلتے میں اب آنسو کیا سبب انکا
مگر اٹکے ہیں لخت دل ہماری چشم گریاں میں

وہ جب کرتے ہیں طالب وعدہ رہتا ہون میان تجکو
ہمیشہ آس مین اور یاس مین اور شوق وحرمان مین

ورسے اوسکے اوٹھو اوٹھاسئے ہوسئے
ناتوانی ذرا سنبھال ہمین

طالب تخلص پنڈت کشن لال کشمیری باشندۂ دہلی اکونٹنٹ محکمۂ نہر جمن دہلی شاگرد مولوی محمد حسین آزاد و نواب مرزا ظہیر انسے دہلی مین ملاقات ہولی تھی۔

محفل سے گر عدو کو اوٹھایا نہ جاسے گا
تو ہم سے گھر مین دوست کے جایا نجا ئیگا

مین جاؤن اس جہان سے دیا جان آپکے جاسے
پر ہاسے کوسے یار سے جایا نہ جاسے گا

طالب تخلص قاضی محمد یعقوب خلف قاضی فیض اللہ مقیم دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

گھبرا کے مرے گھر وہ گل اندام نہ آیا
یہ جذبۂ الفت بھی کسی کام نہ آیا

دل لیتے ہی وہ بات رہی اوسکی نہ طالب
ہے اور مزاج اوس بت عیار کا اب تو

طالع تخلص شمس الدین لکھنوی معاصر سودا

ناز وکرشمہ غمزہ و اعشوہ و خرام
یہ سب ہے ان بتون مین پہ اک دلبری نہین

زبس معمور ہے سینہ مرا الفت سے گیسو کی
شگاف سینہ کو اپنے در گلزار کہتے ہین

طاہر تخلص مرزا بندہ حسین باشندۂ فتحپور ہنسوا شاگرد نواب عاشور علیخان

سالہا سال سے ہے بادیہ پیما طاہر
ایک مدت سے نہین دیکھی ہے گھر کی صورت

نہ دیکھا اوسکو تو رو یا مثال ابر بہار
کھلین جو عالم رویا مین ایک بار آنکھین

طاہر تخلص طاہر علی خلف سید طاہر علی فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

دل آپ کے مانند مکدر نہین مینا
اس آئینہ مین دیکھیے زنگار کہان ہے

طاہر تخلص محمد طاہر قندہاری مقیم دہلی ہندیون کی صحبت مین زبان اردو کو اچھی طرح سے سیکھا تھا

نازکرتی ہے نئی ہم پہ جو صبا آتی ہے
بوسۂ زلف سے اس شوخ کی آتی ہے

طائر تخلص شیخ اکبر آبادی شاگرد نظیر

اسطرح باتے ہین پیارے ترے ابرو مین بل
جیسے رہتا ہے عیان کاکل بلدا مین پیچ

طبیب تخلص حکیم محمد حسن خان ولد فتح خان فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

بیدلی کا درد جانے وہ صنم
اے خدا اوسکا کسی پر آئے دل

روز تیر دن کا نشانہ کیون نہ بنے
اسقدر چھاتی لساں سے لاہو دل

فتنۂ حشر بھی جھک جھک کے قدم لیتا ہے
تم تو دو ہاتھ قیامت سے بھی بڑھکر نکلے

طپان تخلص مرزا احمد بیگ خان مرحوم ولد نواب عطاء اللہ خان باشندۂ دہلی مقیم تھا کلکتہ مختار صدر دیوانی کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش اولاد مین تمغش خان والی ہدشت نیچا بلی کے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۸۳۶ اٹھارہ سو چھتیس عیسوی مین فوت کی مرزا احمد بیگ اپنا تخلص حرف طاء حطی سے لکھتے تھے

رات کو چرخ سے ٹوٹا نہ ستارا ہوگا
آہ سوزاں کا مرے کوئی شرارا ہوگا

کیون نہ جھولوگے ہنڈولے مین تم پیار کے تھا
میری قسمت کا جو گردش مین ستارا ہوگا

پابند نہین اپنے وہ رتبۂ عالی کا
پڑ جائے جسے چسکا اوس پیار کی گالی کا

طرفین کی الفت سے تکمیل محبت ہو
امکان نہین بجنا اک ہاتھ سے تالی کا

پڑ گئے داغون سے کیا کیا نہ جگر مین سوراخ
پھول جڑ جڑ کے گئے ہم نے سپر مین سوراخ

وہ بولے دیکھ کے اس دل کے داغ تازہ و خشک
کہ اس فضا پہ نہین کوئی باغ تازہ و خشک

کیجو دل شوریدہ کو ہرگز نہ میرے ساتھ دفن
کھوئیگا زیر خاک بھی ورنہ مرے آرام کو

کون آئینہ رو آج گیا ہے مرے گھر سے
پیدا ہے جو حیرت مرے ہر حلقۂ در سے

دریا سے نکلتے نہین جو مردم آب سے
پنہان ہین مری آہ شرربار کے ڈر سے

تغیر وعدۂ جانان مین سو سو بار ہوتا ہے
کبھی اقرار ہوتا ہے کبھی انکار ہوتا ہے

طپان تخلص سید قدرت علی دہلوی خلف میر سوز

داغ الفت سے جو مانوس نظر آتا ہے
مرغ دل سینے مین طاوس نظر آتا ہے

جان کھوئی ہوکے عاشق ابروی خمدار کی
کشتی عمر آکے ڈوبی گھاٹ پر تلوار کے

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان ولد مرزا یوسف بیگ سید جلال الدین بخاری کی اولادون مین تھے مولد و مسکن انکا دہلی وہان سے آکر لکھنؤ مین مرزا جہاندار شاہ بہادر کی رفاقت مین تھے بعد ازان بنگالہ مین آکر مدت تک شہر ڈھاکہ مین نواب

شمس الدولہ بہادر کی رفاقت مین رہے سنسکرت مین اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن حضرت خواجہ میر درد سے کیا تھا شعر اچھا کہتے تھے خصوصاً مقطعات انکے بہت خوب ہوتے ہین کلیات انکا نظر سے گزرا مرزا جان طپش کے ہاتھ کی لکھی ہوئی غزلون مین تخلص اونکا طا رحطی سے لکھا تھا اسلیئے مین نے بھی تاے فوقانی سے نہین لکھا

کیون وصل کی دل سے جاے امید
آخر دنیا ہے جاے امید

ایسی کیا کی ہے دلا ہم نے بتونکی چوری
دیکھکر ہم کو جو یہ آنکھ چرا لیتے ہین

جب کہین غنچۂ پژمردہ نظر آتا ہے
دل سمجھکر اوسے چھاتی سے لگا لیتے ہین

نہین ممکن رہائی قید سے اوس زلف مشکین کے
قلندر ہو کے مین بھی اوسکے پیچھے سر منڈاتا ہون

ق
کہا جو دل سے چل تجھکو تماشا اک دکھلاؤن
تہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھلکتی ہے

لگا کہنے طپش مین گھر سے باہر کسطرح نکلون
اندھیری رات ہے برسات ہے بجلی چمکتی ہے

ق
طپش اب بیچتا ہے دل کو اپنے
بہا اس جنس کی کئی بوسے پر ٹھہرے

ہوے ہین خوبرو کتنے خریدار
تماشائی ہین جن جن کو نظر ہے

کوئی دو بوسے دیتے ہین کوئی چار
دلے اوسکا ارادہ بیشتر ہے

سو یہ ہے عرض خدمت مین تمہاری
کہ لینا آپ کو منظور گر ہے

تو اب اس سے بھی کچھ ٹھہرے زیادہ
یہ چرخ نیلگون نیلام گھر ہے

کسکی طرف سے آج طپش تجھکو یاس ہے
سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اوداس ہے

ناز سے وہ منہ پھراکر اسطرف سونے لگے
چپکے چپکے لیکے کروٹ ہم ادھر رونے لگے

نے پیروی قیس نہ فرہاد کرینگے
ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے

ہم خوش ہوئے سوراخ کئے تیر نے جگر مین
اب نے کی طرح شوق سے فریاد کرینگے

کبھی تو پانو کے ٹھوکر سے تیرے آشنا ہوتے
اگر خوابیدہ کوچے مین ترے جون نقش پا ہوتے

سرخ اپنے لہو سے ترے دستار کرینگے
آخر کو ہم اک دن ترے سر خون ہو مرینگے

دیکھینگے جنازے کو روکے گا کوئی کیونکر
اب باندھکے ہم بھی تو یہان سر پہ کفن نکلے

طرب تخلص ولایت حسین خان قوم کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین طور

آبرو والے ہون نہ ترا من — دیکھو روشن ہے حال گوہر کا

طرب تخلص منشی گوپال سہاے بن پنڈت سبع لال باشندۂ مین پوری مقیم مچھلی‌گڈھ

سو کے نصیب کو نہ جگایا حضور نے — آئے نہ ایک رات مری خوابگاہ مین

طرب تخلص موتی لال کھتری شاگرد شاہ نصیر دہلوی

نہین گوندہی ہی چوٹی دست مشاطہ نے جانان کی — یہ مشکلین باندھلی ہین لوٹنے ذرد دین ایما کی

طرب تخلص دھومی لال برادر زادۂ راجہ کنول نین قوم کایتھ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر صاحب دیوان گزرے

مین ہی کیا تنہا ترے کوچے سے سر دیکر اوٹھا — جو بشکل نقش پا بیٹھا ہو وہ مشکل اوٹھا

ابر و مینا ہے دم ساقی و مطرب ہی طرب — کیا فزا تھا جو مرے پاس وہ دلبر ہوتا

تیرے مجنون کے گلے مین نالۂ آہن گداز — آن کر اٹکا تو یانی طوق گردن ہو گیا

طرب تخلص مولوی رحیم بخش نواسۂ شیخ نور محمد قادری تھانیسری مقیم دہلی شاگرد عبد الکریم سوز

آتش مزاجون کا نتیجہ ہے مفلسی — خالی رہے ہے بخچہ ہمیشہ چنار کا

قتل تو کرتا ہے مجھکو پر مین ہون برگشتہ بخت — خوف یہ ہے منہ نہ پھر جاے تری تلوار کا

بہت ہی ملتی ہے اوسکی طرب سے کچھ صورت — سوا پڑا ہے ترے در پہ اک جوان کیسا

ہوا ہے شوق سے اوڑ کر چمن مین ہو نچینگے — نہین نہی ہم اگر بال و پر نہین رکھتے

طرز تخلص گردہاری لال باشندۂ امروہہ شاگرد قایم صاحب سراپا سخن نے جو انکا تخلص طرار لکہا ہے غلطی کی ہے

نہ سلجھا شانے کے ہاتھون بہی زلف سی تیری — نپٹ کو پیچ پڑا ہے معاملہ دل کا

آہ اوس شوخ نے احوال نہ پوچھا ہرگز — اوٹھکا روٹھکر چکا بیٹھ رہا مل دیکھا

طرز تخلص احمد حسین باشندۂ دہلی شاگرد مرزا خدا بخش قیصر

دل کو ترے ستانا چاہا تہا ہم نے ورنہ — نے گریہ بے اثر تھا نہ نالہ نارسا تھا

اتنا تو صبر دے ہمین یارب کہ ہجر وصل — جلدی کرین نہ اوس بت دیر آشنا سے ہم

اب کی ملجاوے وہ تو کام نہیں / اگلی پچھلی حکایتوں سے ہمیں

طرز تخلص میر علی حسین لکھنوی شاگرد مرزا وزیر علی صبا۔ راقم کے ملاقاتیوں میں ہیں

ہم سے چشمک زنی نہ کر سے غضب / یار تم نے ضرور ماری آنکھ

ہو چکی فرقت جدائی ہو چکی / آؤ مل جاؤ لڑائی ہو چکی

طرہ تخلص طرہ باز خان بنارسی

مصور کھینچیے گر اوس شوخ کی تصویر کاغذ پر / مری صورت بھی ہو زیر قدم تحریر کاغذ پر

طفل تخلص مرزا عبد الغفور بہادر عرف مرزا اطفل خلف مرزا بابر مرحوم ذوی حقوق شاہ عالم بادشاہ زہد و ورع میں اوقات گزارتے تھے صاحب دیوان گزرے

رات دن مونس جان وحشت تنہائی ہے / دل ہے میرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہے

طوبی تخلص راجہ نہال سنگہ راجہ کپورتھلہ شاگرد غلام محی الدین غلامی

میں صدقے اس نزاکت کے کمر لچکا نہ کھا جائے / چھری باندھی تو باندھی تم نے کیوں تلوار باندھی

طوبی تخلص سید علی حسین ولد امان علی لکھنوی مقیم حیدرآباد دکن

چہرہ یار پہ بکھری ہوئی کیا خوب ہے زلف / دستہ سنبل گلشن سے ہے منسوب ہے زلف

طور تخلص محمد رضا عرف مرزا اعظم بیگ قوم افشار باشندہ لکھنو شاگرد برق صاحب دیوان گزر گئے

جب تلک ہشیار تھا وہ پاس میں بیخود رہا / طور کو یار کی دیکھی تھی صورت خواب میں

میں جی جاؤں اجل سے آپ آ جائیں اگر پہلے / یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے

عوض بوسے کے ہم نے گالیاں لیں یا کہ صاحب / ذرا انصاف تو کیجیے نکالا کس نے شہر پہلے

ہم کے جنت میں کبھی نہ جائیں گے / رہنے والے ہیں کوئے دلبر کے

آسیا کہتی ہے ہر صبح با آواز بلند / رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے

ہر انگوٹھی پہ عقیق شجری کی ہے بہار / تم نے ہاتھوں پہ دکھائے ہیں چمن شجر کے

چراغ طور مرے گھر میں طور جلتا ہے / خیال عارض روشن ہے روشنی گل کا

طوفان تخلص میر نوازش علی خلف میر نظر علی باشندہ قصبہ اسیون توابع لکھنؤ شاگرد رشک

ابر برسات مین ایسا نہ برستا ہوگا | ایسی روتی مین بہا دیتی ہین دریا آنکھین

طوفان تخلص میر حسین ولد میر عبد اللہ عرف میر عبو لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہین

دیکھکر چاند کو حیران سا رہجاتا ہے | شیفتہ ہے یہ ترے چاند سی رخسار کا دل

طوماس تخلص ایک فرنگی زادہ مشہور بجانصاحب باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی کا ہے

سودا ہے زلف یوسف ثانی کا اسقدر | رہ سکتے ہین ہم کٹھر لے سر بازار دار

طیش تخلص رحمن بخش خلف منشی سبحان علی باشندہ بانکشا گنواحمد جان طیش آٹھ نو برس ہوے کلکتے مین گرما فظ اکرام احمد ضیغم کے شاگرد ہوے تھے راقم سے ملاقات نہین ہین

آنکھین غماز ہو گئین ہین طیش | راز افشا ہوا ہے محرم سے

حرف ظا معجمہ

ظالم تخلص ظالم سنگھ برہمن باشندہ دہلی فارسی بھی کہتے تھے معلی کرتے تھے

دن کو را و بیٹھ کے گئے لیکن | ہجر کی شب بہا لو آتی ہے

ظاہر تخلص رام پرشاد کھتری شاگرد مرزا رحیم الدین ایجاد باشندہ دہلی

مین خاک ہون یہ لئی شاید مجھے کو راہ دہان | یہ لوگ کہتے ہین دل مین ترے غبار آیا
بیچے دل وس بت بیداد گر سے کیا ظاہر | کہ سادگی یہ وہ عیار ہے زمانے کا
صیاد تیرے ڈر سے ہون خاموش ورنہ یہان | ہین اور چین دو سے گھڑی بھر فغان مجھے

ظاہر تخلص حکیم میر محمدی دہلوی مقیم اکبرآباد

یہ تو سب جور و جفا ہو سنے خوگر ہم کو | چاہیئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظاہر تخلص خواجہ محمد جان دہلوی شاگرد مرزا مظہر محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین قضا کی

اے آہ اس قدر تو کرے اثر نہ ہوئی | ممکن نہ تھا کہ اوسکے دل کو خبر ہوتی

ظریف تخلص لالہ بینی پرشاد ولد روشن لال برادر خورد بینی لال حریف باشندہ

ہاتھ اوٹھانے کو نہین زلف دوتا سے کچھ ہو
خط اوسے جلدی مین لکھتا ہون قلم بر داشتہ
ہمکو کیا کام ہے ہم کون شکایت والے
تہمت عشق دل اپنی مین کہون کیا تم سے
تجھے تو ہم صوفیو نکے بارے اب مین مشہور
اشک کے قطرے لیے جاتے ہین بھر بھر کے سبو
وہ کھا گئے سو بار مرے آگے قسم جھوٹ
ہون جو تیر سے ترچھے دکھلا اوکو دنیا بانکین
محفل سے اوٹھا غیر کو اور اوسکے عوض تو
سب اونکے نا پسند مضامین دوستی
نہ کیونکر ہمکو ہو خوبان پر جفا کا خوف
دل و جان بوسہ بغیر ابھی جب بیا کند دونان
بل بلے نفرت کہ ہین دیکھ کے خوبان فرنگ
ناصح مجھے کیون عشق سے مانع ہے اوسی کیا
نہ آیا خواب رہا رات بھر یہی کھٹکا
زبان شمع کو کاٹا جو تونے خوب کیا
گالیان دے چکے اب نالہ و زاری کو سنو
لے دوگا اپنی جان تلک بیچ کے تمھین
ہو گیا اور زیادہ وہ کشیدہ ہم سے
ساغر مین حباب مے گلرنگ ہے ساقی
نہ پوچھ کو آج کر سبھی کچھ ارادہ ہاتھا پائی کا
کیا دل مین جھک کے جو اوسنے بنایا ہے
کعبہ کی سمت تمنے کیا منہ سپاہ نماز

ہو چکے ہم تو سیہ بخت بلا سے کچھ ہو
جائیو اسے نامہ بر تو بھی قدم بر داشتہ
کچھ کہین یا نہ کہین آپ کی صحبت والے
ہم پوچھ کیا دیتے ہین بازار محبت والے
اے شرابی تری صحبت مین شرابی ہوئے
جوش گریہ نے مرے آنکھونکو سنکھٹ کر دیا
اور پھر ہے یہ دعوی کہ نہین نچتے ہم جھوٹ
ہم مین سید سبے سادے ہمسے بات کرے بھی کچھ
رکھدے مری چھاتی پہ کوئی سنگ گران اور
اور اوس مین دشمنونکی شکایت علی الخصوص
یہ کافر ایسے ہین انکو نہین خدا کا خوف
دون ملا خاک مین لیکن تجھے مین خاک نہ دون
جلد جلد اور بھی تجھکو سوا بانکتے ہین
ہوان رنج و مصیبت مین گرفتار تو مین ان
کر در یہ یار کے زنجیر ہل گئی تھی کیون
یہ شکوہ بزم مین گلگیر بل گئی تھی کیون
اپنی سب کہہ چکے تھوڑی سی ہماری تو سنو
اے نالو ہاتھ آتے بعیت اثر تو لو
دوستو کیا کشش دل کا اثر پوچھتے ہو
دختر رز سے کے بھی یہ محرم کا نمونہ
کہ اوسنے دست دعا مین سے انکو مہندی لگائی ہے
معلوم کیا ہمنے کہہ ڈال مین کالا ہے
برگشتہ نیت اپنی سو سیر ہو گئی

خدا بچاے طرز دوستی سے اس دل کی
واہ تم صبح کو ہیلے آئے
پاس اونکے رقیب آ پہنچا
دل ہوا ناوک مژگان کا نشانہ بیچ
تیرا مریض ہے بچ گیا تین دن کے بعد
جب جب آپس مین کیون ہو نامہ بر دونو طرف
اب تو خط مین نے لکھا تمکو ہوئی مجھسے خطا
سکھائی کسنے چوری چشم تر اشکو نگہ اونکو نے
مرے مژگان ہی آنسو اسطرح برسون برستے ہین
قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو
تیری چشم مست کو جو دیکھے ہو جاے خراب
نہ یہان تک آپ آتے ہو نہ تم ہمکو بلاتے ہو
جیون پیہا ہو وگر ہم فدا ہونگے تو ہونے دو
مین کر دن توبہ کے سے جھوٹ نہ بول
نہ چھپا بوسہ نہ منہ تم نے لگایا منہ سے
ہاتھون سے ترے نرگس جیا سکے نالان
خدا کے واسطے زاہد اوٹھا پردہ نہ کعبہ کا
نمودا بیٹھے ہین گھر مین جھوٹ موٹ بیٹھے
سوئین تجھ بن مین سے کیا زہر ہم رکھکو ہاتھ
ناز و غمزہ جو ہے اوسکا قرا ادا کا چور ہے
معشوق کے ترا سب جبر و مقبول کھینچا ہے
کبھی نکلے وہ جو یہان سینے پہر نے
اوسکو وحشت ہے سمجھتے ہین وہ جو کہ ہم نہ کہے

جو ہو یہ دوست تو حاجت نہین ہو کسی کی مجھے
دین چڑھے کہہ کے دن ڈھلے آئے
ہاے دشمن قریب آ پہونچا
آگیا تم کو تو ہان تیر لگانا صحیح
اچھا اثر دوا نے کیا تین دن کے بعد
لوگ کہتے کہتے ہین لگاتے آن کر دونو طرف
پھر نہین لکھنے کا کہیے تو مجکا لکھ دون
ہوئے یہ جو اسیلئے آنکھ کا جل چراتے ہین
کرجون برسات کی موسم مین منہ چھپا جون برستے ہین
اسے بت تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو
خواہ صوفی خواہ ہو پنجوا اسا ہین کوئی ہو
کہینگے سب بے مروت ہم بھلا مانو برا مانو
تمھین پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہو لینگے
توبہ کر زاہد اسا ذ اللہ
آپ کہتے رہے یون ہی ہین کیا کیا منہ
مین آنگے مسیحا کے بیمار آپ کے
کہین ایسا نہ ہو یہان بھی وہی کافر صنم نکلے
الہی جان پہ جھولون کے کدھر لوٹ پڑے
تار بخیہ آستین مین آستین کا سانپ ہے
دل چرا لینے کو یہ اک اک بلا کا چور ہے
مگر اک زلف ہی کے کھینچنے مین کہ طول کھینچا ہے
قد سے کر ہونے لگا یہان چلتے پھرتے
کر سے جا اوسکے جواب و سوال دشمن سمجھے

بوسہ لیا جو منہ سے بھڑا منہ مذاق سے	تھے حبیب حیا سے بول اوٹھے وہ پیار سے
اوس مصحف رخ کا تو ہم دھیان نہ چھوڑینگے	ایمان ہے وہ اپنا ایمان نہ چھوڑینگے
مین جو کہتا ہون یہ وفا ہے رقیب	وہ مجھے کہتے ہین کہ تو کیا ہے
دین کے ستون ہین پنجتن و چار یار پاک	قربان ہین ہم تو دل سے ظفر چار پانچ کے

ظہور تخلص مولوی ظہور علی خلف مولوی فتح علی باشندۂ ہریانہ مقیم دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و شاہ نصیر و مومن خان اولاد مین محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے تھے

قصد ستم سے پہلے ہی بسمل دم نکل گیا	نکلی نہ ہاے اوس ستم ایجاد کی ہوس
گردش ہے مجھے چشم کے مانند ہمیشہ	آوارہ مین گھر مین ہون مسافر ہون وطن مین
سامنے اوسکے نکلنے کی نہین بات ظہور	گھر مین تم بیٹھ کے باتین ہی بنا جانتے ہو

ظہور تخلص محمد جان باشندۂ مرشد آباد دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

ہم خاک ہوکے اوسکی گلی مین رہے تو کیا	باد صبا کو ضد ہے ہمارے غبار سے

ظہور تخلص لالہ شیو سنگھ دہلوی شاگرد انعام اللہ خان یقین

بہا اس بے بہا کا کیا بھلا ہو	سر قاتل پہ جسکا خون بہا ہو
چشم گریان جنون سے معمور ہے	چاندنی برسات کی مشہور ہے

ظہور تخلص حافظ ظہور اللہ بیگ وطن انکا توران مولد و مسکن دہلی

باتون پہ تیری بھولے ہوئے تھے پر اب یہ لوگ	حالت کو میری دیکھ کے ہشیار ہوگئے
ایسا نہ ہو قاصد کہ مرا کام نہ ہووے	گم نامۂ حال دل گم نام نہ ہووے

ظہور تخلص حافظ امداد حسین نبیرۂ غلام محی الدین متخلص بہ عشق و مبتلا شاگرد مرزا رحیم بیگ رحیم باشندۂ میرٹھ

جبہ سا غیر ہون تیرے در پر	سب ہے یہ کھا مرے مقدر کا
سر آرزو نہ تنگ دہانون سے بات کی	سب جانتے ہین غنچہ کے منہ مین زبان نہین

ظہور تخلص منشی شیخ ظہور محمد ولد منشی اسمعیل عرف منشی مثال بن حافظ محمد صالح

شاگرد مصحفی تاریخ تولد انکے نام سے نکلتی ہے ایسے دیوان اور مثنوی ظہور عشق یادگار ہے

ملا ایسا مزا بوسے کا مجھکو ✣ رہا مین مرنے دم تک چاٹتا لب

ظہیر تخلص سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا ہی دہلوی خلف میر جلال الدین خوشنویس استاد محمد بہادر شاہ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

مانا کہ تم سے دل نہین ملتا نہین ملے ✣ کیا مجھ سے خاک مین بھی ملایا نہ جائے گا
یہان یہ نیاز ہے کہ سراپا نیاز ہون ✣ وہان ناز وہ کہ ناز اوٹھایا نہ جائے گا
ہے میری خستگی مری صورت سے آشکار ✣ کچھ داغ دل نہین کہ دکھایا نہ جائے گا
جانے کو خیر جائیے اوس بزم مین ظہیر ✣ حضرت سلامت آپ سے آیا نہ جائیگا
کوچے دشمن سے گزرنا کیا تمکت ✣ اے وہ رفتار قیامت ہی سہی

ظہیر تخلص سید محمد جان خلف و شاگرد میر یحییٰ ناظم باشندۂ دہلی

بیان حرف موفاؤن کا تمہار سبیل و کر ✣ ہمنے خدا نخواستہ تم کو کہا نہین
اک دلربا کے کہنے یہ اتنا خفا ہوئے ✣ کچھ جنگجو کہا نہین بدخو کہا نہین
وہ بھی کیا ملک عدم ہے اے ظہیر ✣ اوس گلی مین جو گیا آیا نہین

ظہیر تخلص منشی ظہیر الدین بلگرامی خلف محمد مسعود صاحب دیوان و اسطرح کرمنا ہین

عادت یہی ہے تیری کیا کرنین نہین ✣ رکھتے ہین یار لوگ تری اِن نہین سے کیا

ظہیر تخلص شیخ علی بخش خلف شیخ عباد اللہ بلگرامی

بوسہ لیا ہے ورد گیسو لگا سے ✣ ہون جرم کا مقر نہین حاجت گلو کی

ظہیر تخلص حافظ معلی بخش نابینا باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

کیا گلہ چرخ سفلہ پرور کا ✣ سخت وازون ہے اہل جوہر کا

حرف عین مہملہ

عابد تخلص میر عابد علی کمیدان پلٹن ذوالفقار حیدری ولد میر مہدی باشندۂ

لکھنؤ شیخ امان علی سحر اور میر انیس مرثیہ گو دونوں انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہیں

معلوم تم کو بھی ہو کسی پر جو آوے دل — ناحق ستایا کرتے ہو صاحب پرائے دل
مٹی ہوا ہوا پامال ہو گیا — کیا پوچھتے ہو خاک کہوں ماجرائے دل

عابد تخلص مرزا زین العابدین ولد مرزا غلام علی بیگ اکبرآبادی

اے صبح شب وصل یہ اندھیر کیا کیا — تو آئی اور اوس مہ سے جدا کر دیا ہمکو

عاجز تخلص سید کاظم علی شاگرد شوق

جان لیکر غم و اندوہ والم نے چھوڑا — مر کے عاجز نظر آئی ہے مفر کی صورت

عاجز تخلص سید اکرام علی تحصیلدار فیروزآباد بن سبحان علی باشندۂ فتحپور ہنسوا

لخت دل سینے سے آنکھوں تک ہو کے رہ گیا — نخل مژگاں کے تلے ٹھہرا مسافر دور کا

عاجز تخلص پیرجی شرف الحق کوتوال دہلی

ترے ہجر کا اب علاج اے مسیحا — اگر دیکھتے ہیں تو سم دیکھتے ہیں
مدت سے چھوڑ بیٹھا اس جسم ناتوان کو — دم تیرے دیکھنے کو آنکھوں میں آرہا ہے

عاجز تخلص مرزا عبد اللہ بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ شاگرد قادر بخش صابر

اللہ اللہ رے نزاکت تری رخ کی ظالم — کسنے دیکھا کہ نشان اوس پہ نظر کا نہ ہوا
روتا ہوں تو ہنستے ہیں وہ کم ظرف سمجھکر — کرتے ہیں خجل مجھکو مرے دیدۂ تر اور
لخت دل صد پارہ ہے ہر نوک مژہ پر — ہے آج تو کچھ رنگ ہے اے دیدۂ تر اور

عاجز تخلص لالہ موہن رام دہلوی

عاجز کچھ احتیاج نہیں ہے شراب کی — پر ہے ہمارا خون جگر سے ایاغ دل

عاجز تخلص عارف علی خان اکبرآبادی صاحب دیوان گزرے

ترے برگشتہ مژگان کا خیال آتا ہے یوں کہ پھر — کہ دشمن کی فوج جوں بھالے لیے میدان میں آئے

عاجز تخلص الف خان افغان باشندۂ خورجہ

کیا ہوا اگر چشم تر سے خون ٹپک کر رہ گیا — بادۂ گلگون کا ساغر تھا چھلک کر رہ گیا

عاجز تخلص میر غلام حیدر دہلوی شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم عظیم آباد

سوزش داغ کی سیرے جو جگر گرم ہوئی — مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا

عاجز زور آور سنگہ کہتری باشندہ دہلی نبیرۂ نند رام مخلص شاگرد نصیر الدین غریب

عاشقوں کو ترے اک جا نہین آرام کہین — دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین
غضب مہتاب سے لم بخت کو ہجران کی بہاتی ہے — گر اس سے گرمی روز قیامت یاد آتی ہے

عادل تخلص میر عنایت حسین ولد میر نور علی لکھنوی مقیم کلکتہ برادر جمشید محل زوجۂ واجد علی بادشاہ شاگرد مرزا محب علی لکھنوی یہ شعر اسکے تذکرہ کے لیے بہیجے تہے

زہے شوقِ شہادت قلب مشتاق اسقدر ہے — کمان کو تیر کو سوفار کو ملنے کو پیکان کو
الٰہی شکر آنی تو ہوئی تاثیر آہون مین — کلیجہ تہام لیتے ہین وہ شکر شور و افغان کو
ہمارا آفتاب داغ سوزش پر جو آجائے — بنا دے رشک تابستان ابہی فصل زمستان کو

عارف تخلص محمد عارف رفوگر کشمیری دہلوی شاگرد نجم الدین ابرو صاحب دیوان گذرا

اس ابر مین بے ساقی ومی جی یہ بنی ہے — ہر بوند کا کہانا مجھے ہیرے کی کنی ہے
وخت رز سے کہو کہ جا کے سے ملے — ورنہ عارف افیم کہاتا ہے
ہمیشہ دل یہ خیال نگار گزرے ہے — اسی خیال مین لیل و نہار گزرے ہے

عارف تخلص محمد عارف لکھنوی

ادسکے نور کی جہلک کو جستجو سی ہے — جسکا جلوہ یہ جا بجا سو ہے

عارف تخلص میر عارف علی باشندہ امروہہ شاگرد مصحفی عروض و قوافی مین اچہا دخل رکہتے تہے آخر ایام مین مراد آباد مین سکونت اختیار کی تہی اور شعر گوئی ترک کرکے وعظ و نصایح سے خلق اللہ کو ہدایت کرتے تہے

رات ساری مجھے دونون کی تسلی مین کٹی — ہاتھ دل پر سے اوٹہایا تو جگر پر رکہا
وہ ہوا گرد سے جب وقت شکار آلودہ — تیر خاکی نے مژگان غبار آلودہ

عارف تخلص نواب زین العابدین خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان متخلص بہ مسرور شاگرد شاہ نصیر و اسد اللہ خان غالب ۱۲۶۸ بارہ سو اڑسٹھ ہجری مین انتقال کیا شعر انکے اچہے ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

کیون نہ غیرت سے مرون مین کہ مجھے پہ نہین
نہ خداوند کو کر پاک منزہ سمجھون

ہماری خاک سے اوسکو کدورت کب کی ہی اب
کہان سے آگئی امین تیری رفتار کی تیزی

رسوا ہوا تو اہل وفا مین ہوا عزیز
شوخی وہ بھری ہے کہ ذرا جا نہین باقی

جھکڑ کس نگر مین تم نے مروڑا دیر تک
سخت شرمائے مین آتا نہ سمجھتا تھا انہین

دیوانگی مین غیر کو دون خاک گالیان
مفلسون کو تو ہے مرنا بھی جدائی مین محال

ابھی انداز پہ ٹھہری جو قیامت آنی
اے پری تیری زبان کی نہین فہمید ہمین

امتحاناً وہ مرض کا مرے کرتے ہین علاج
دے چکا ہے ترے بیمار کو عیسیٰ تو جواب

غصے مین اونکو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
مجھکو اور آپ کو عالم مین نہ رسوا کیجے

اے غم عشق وہ دل جسکو بغل مین پالا
ہم تو دیوانے ہین مجنونکے کہے جائینگے

نہ تو دزدن کوئی سینے مین نہ پہلو مین شگاف
آج کچھ شکل ہے کل اور ہے صورت اپنی

جمع جب تک نہ کیے حرف مقطع ہم نے
بیکسی مین مجھے ہوتی ہے غنیمت وہ بھی

کس تعجب سے اوسے غور سے ہم سنتے ہین

عالم الغیب سے ممکن نہین پنہان کرنا
کب گوارا ہو مجھے تجھ پہ نگہبان کرنا

سکھایا ہے اوسے چلنا اوٹھا کر جسنے دامن کا
کہ چلنا قتل کرتا ہے ہمین شمشیر بران کا

اچھا ہوا وہ حق مین مرے جو برا ہوا
دشوار ہے آنا تری آنکھون مین حیا کا

جا بجا جو آپ کے بند قبا مین بل پڑا
چھیڑنا تھا تو کوئی شکوہ بجا کرنا

اب مانتا ہے کون بڑا میری بات کا
کھائینگے کیا نہ اگر زہر میسر ہو گا

ہے خدا کو بھی کہین کیا تری رفتار پسند
اس سبب اوٹھتی ذرا لذت دشنام نہین

یہ بھی ہے فضل خدا جو مجھے آرام نہین
لب جان بخش ترے دیکھیے کیا کہتے ہین

کیا لطف ہمنے شب کو اوٹھائے ہین
آپ ہو رہیئے مرے یا مجھے اپنا کیجے

چوٹین اوسکا یہ لہو کیونکہ گوارا کیجے
ہین حسین آپ طرفداری لیلی کیجے

دل سے ارمان مرے نکلے تو کیونکر نکلے
عاجز آجاے نہ کیونکر ترا دربان ہم سے

خط مین لکھا نہ گیا حال پریشان ہم سے
کوئی جس وقت مرے سر پہ بلا آتی ہے

کہین آپس مین اگر ذکر وفا آتا ہے

عارف تخلص سید محمد علی ولد سید محمد مجتہد لکھنوی مقیم کلکتہ شاگرد میر نواب مونس یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

شوخی دیدۂ محبوب پہ مین مرتا ہون … سبز گور حیراگاہ غزالان ہو گا
عرق ٹپکا جو وقت قتل اونکے روی روشن سے … ہوا دشے لگا ہر زخم تن قاتل کو دامن سے
کبھی اک دم نہ اسنے روشنی تربت پہ پہنچائی … ہوا کو کس قدر رہے لاگ میری شمع مدفن سے

عارف تخلص میر جلال الدین خلف میر بدر الدین نواسہ خواجہ باسط شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

بہار آئی گلستان مین ہوا پیدا جنون سر مین … چلو صحرا کو دیوانو دم اکتاتا ہے اب گھر مین
مری وحشت کا باعث ان حسینون کی ہے زنجیر … وہان زلفین سنورتی ہین جنون بڑھتا ہے یہان سر مین

عاشق تخلص مولوی جلال الدین شعرائے قدیم سے ہین

یہ کس کے نوک مژگان سے پڑا ناسور سینے مین … کہ بند ہونے بھی نہ پایا زخم کا انگور سینے مین

عاشق تخلص سید محمود حیدر آبادی

مردمک کھائے ہے نت خون جگر مین غوطہ … آہ مارے نہ کبھی بحر اثر مین غوطہ
اوسکے دانتون کی صفا سے نہ مقابل ہووے … مارے الماس اگر آب گہر مین غوطہ

عاشق تخلص مرزا محمد رضا خان عرف مرزا بچو خلف نوازش علی خان باشندہ لکھنؤ شاگرد مہدی علی خان کوثر

وصل کی شب ہے مہیا ہین سبھی سامان عیش … آج ساقی بادۂ گلگون بھی ہونا چاہیے
نرگسی آنکھین ہین معشوقون کی اور جادو نگاہ … جنبش لب مین مگر افسون بھی ہونا چاہیے
تا بمعشوقانہ سے ہنستا ہے گرای شوخ تو … غمزدون کے حال پر محزون بھی ہونا چاہیے

عاشق تخلص عاشق بہار ساکن سیالکوٹ

کچھ یاد ہے تمھین کہ وہ سب بھول ہی گئے … جو جو ہوئے تھے میرے تمھارے کلام شب
محفل مین آپ ہنستے رہے دشمنون کے ساتھ … گریان برنگ شمع رہے ہم تمام شب

عاشق تخلص بخشی بھولاناتھ پنڈت فرزند راجہ گوپی ناتھ دیوان سرکار مجد الدولہ

قیس ناداں سراسر نظر آیا مجھکو ٭ جا بیٹھے دشت مین کیون کوچۂ دلدار کو چھوڑ
غیرون کی بغل مین تو مری جان رہا گرم ٭ اس رشک سے آنکھون سے مری خون بہا گرم

عاشق تخلص ام سکھ کھتری شاگرد غلام حسن تجلی و نصیر دہلوی باشندۂ دہلی

حیرت زدہ مین دیکھوں ہوں یوں وصل کو تیرا ٭ تصویر جیسے دیکھے ہے تصویر کی طرف

عاشق تخلص مہدی علی خان دہلوی نبیرۂ نواب علی مردان خان مرحوم اسنے تین دیوان ریختہ مین اور دو دیوان فارسی مین اور چند مثنویان یادگار ہین اشعار اونکے قریب دو لکھ کے ہونگے

ابر آتا ہے آفتاب چھپا ٭ ساقیا مت شراب ناب چھپا
گو آہ مین اپنی نہین تاثیر سر دست ٭ پر ہے یہ بساط اپنی مین اک تیر سرِ دست
دن تو جون تون کے گذارات پیر آئی سیر پر ٭ آفتِ تازہ خدا ئی تری لائی سر پر

عاشق تخلص شیخ نبی بخش ولد محمد صالح اکبرآبادی شاگرد نظیر

دام مین لاکر ہمین صیاد پچھتایا بہت ٭ استخوان آیا نظر جب بال او پر کے گئے
اب یاد کیئے سے چھپتے ہین سو خار ندامت سینے مین ٭ اوس گل کو جو وقت رخصت چھاتی سے لگانا بھول گئے

عاشق تخلص منشی عجائب رائے

جسکی غیرون سے لڑ رہی ہے لگا ٭ ہین اوسکی کٹار نے مارا

عاشق تخلص علی اعظم خان خلف خواجۂ محمدی خان مرید شاہ گھسیٹا عشق آخر ایام مین ترک دنیا کرکے فقیر ہو گئے تھے

روز و شب یار سے ملا کیجے ٭ چین اسیر نہ ہو تو کیا کیجے

عاشق تخلص میر یحیی عرف عاشق علی خان دکھنی

اکھ کیون تونے بھلا ہمسے لڑائی پیارے ٭ بجھ گئی تھی سو پھر اب آگ لگائی پیارے

عاشق تخلص میر برہان الدین شاگرد حسن

ہو سکے نہ پاس ہم کبھو اوس گلعذار کے ٭ دام و قفس مین جاتے رہے دن بہار کے

عاشق تخلص مشیر الدولہ محمد علی خان ولد رحمت اللہ خان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنو

شاگرد میر حیدری مرثیہ گو صاحب دیوان ہین

سر کے ڈھونڈھون یہ تیرے مین کہون سینی نہ گیا	خوشئہ پروین ہے یہ اے مہربان بالای سر

عاشق تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی احمد شاہ درانی کے سبب جب دہلی مین انقلاب ہوا یہ مرشد آباد مین مقیم ہوئے تھے صاحب دیوان ریختہ و فارسی گزرے

بے دیکھے ترے ایسی ہین متصل آنکھین	بے نور ہو ئین نور نظر تجھسے مل آنکھین

عاشق تخلص سدا سکھ

شام سے تا صبح عاشق بس بقول میر آہ	مجھکو بالین پر نہ دیکھا کھولی سو سو بار چشم

عاشق تخلص سید عاشق علی ولد بخشش علی باشندۂ اٹاوہ

کون سلجھائیگا وہ زلف دوتا میرے بعد	کسکو الجھائیگی یہ کالی بلا میرے بعد

عاشق تخلص محمد عاشق حسین خان بن محمد مشتاق حسین خان باشندۂ اگرہ شاگرد غالب

شور سنکر وہ دریچی سے نظر کرتے ہین	آج نالے مرے ممنون اثر کرتے ہین

عاشق تخلص پنڈت دیارام سابق صدر الصدور بنارس خلف پنڈت ژوگچند متوطن دہلی

عاشق اگرچہ یار نہین تجھسے بولتا	بول اوس سے جسطرح سے بنے چھیڑ چھاڑ کر

عاشق تخلص پنڈت شام نراین بن پنڈت رام نراین متوطن دہلی

جو بات بات پہ روٹھے ملاپ کیا اوسکا	کہان تلک اوسے ہر روز ہم منائینگے

عاشق تخلص منشی بانکے سنگہ مقیم فرخ آباد شاگرد مولوی غیاث الدین رامپوری

لگی ہے جب سے کہ تاک اپنی دختر رز پر	مدام میکدہ کا ہم خیال کرتے ہین

عاشق تخلص عاشق علی

آتے ہین تو کچھ باتین کیا کیا وہ بناتے ہین	پر غور سے جب دیکھو اویرہی کی باتین ہین

عاشق تخلص مرزا نظام الدین بن مرزا ولی الدین نبیرۂ شاہ عالم پادشاہ شاگرد مرزا عالی بخت عالی شاہزادہ بجالی تھے

روز فراق و جور بتان نالہائے شب	کن کن مصیبتون مین خدایا نہین ہون مین

اوس گل کے گھر باغ مین آنے کی خبر ہے
ہر غنچہ لیے ہاتھ مین اک مشت جو زر ہے

عاشق تخلص شیخ محمد جان شاگرد احمد علی کامل وطن انکا فیض آباد مسکن دیومی پرگنہ کوڑا ضلع فتح پور ہنسوا

ہر عضو بدن یار کا ہے کان ملاحت
ہیرے کی کلائی ہے تو بلور کی گردن

عاشق تخلص مرزا رحمت بخش عرف منجھلے مرزا نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

یگھلے نہ دل بتون کا نہ دل غیر کا جلے
نالون کی اب اثر وہ خدا جانے کیا ہوئے

عاشق تخلص اقبال حسین خلف منشی نور الدین باشندۂ دہلی شاگرد مرزا غالب

مرکے پردہ رہگیا عاشق کا یہ اچھا ہوا
دربدر کوچہ بکوچہ مدتون سے خوار تھا

توبہ تو کر چکا ہون مگر کچھ کچھ اندنون
دیتی ہے دم بہار کی آب و ہوا مجھے

گر ہماری بندگی ہے ناقبول
تو بتون کی بھی خدائی ہو چکی

عاشق تخلص راجہ کلیان سنگھ ولد راجہ شتاب راے ناظم عظیم آباد صاحب دیوان گزرے

مچا یا ہے جگر نے حشر کا سا شور پہلو مین
نگر دیکھا ہے یہ حال دل رنجور پہلو مین

عاشق تخلص نواب والا جاہ عرف چھوٹے صاحب خلف دلیر الدولہ مرزا محمد علیخان عرف آغا حیدر نیشاپوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد سرفراز علی قادر

گل مراد کھلا ہے خزان کے جانے سے
چمن چمن ہے شگفتہ مری بہار مین روح

جلد آئیو جواب کا یہان انتظار ہے
اگر یہین یہ کھو لیو اے نامہ بر کمر

بلا چاہ ذقن مین زہر خط مین سحر باتون مین
صفا رخسار مین اعجاز لب مین ناز آنکھون مین

یار در خانہ و ما گرد جہان مے گردیم
عرش و کرسی مین نہ پایا اوسے پایا دل مین

گرم رو ایسا ہون مین دیوانۂ آتش قدم
بنگیا ہر دانہ زنجیر آبلہ پاؤن مین

عاشق تخلص آغا حسین قلی خان خلف آغا علی خان مقیم لکھنؤ وطن انکا خراسان مولد عظیم آباد سکندر آباد مین تحصیلدار تھے

جس سے کہ مین پوچھون ہون ذرا عشق کا لیکھا
رو رو کے یہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

عاشور علی خان بہادر لکھنوی بن نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ بہادر انکا کوئی شعر سوا ایک غزل کے جو سراپا سخن مین مندرج ہے سنا نہین گیا اور لکھنؤ کے بہت سے معتبر شاعرون سے سنا کہ یہ خود شعر کہتے نہ تھے صرف اپنے شاگردون سے غزلین بنا دیتے تھے

کعبۂ صدق و صفا مشرق انوار دل
عالم علم خفی مخزن اسرار دل

خضر طریق وفا عیسی معجز نما
برق تجلی طور طالب دیدار دل

خاکی و قدسی سرشت نوگل باغ بہشت
آئینۂ حق نما شمع شب تار دل

نالۂ قلب سقیم گوہر اشک یتیم
کشتۂ گلگون قبا بزم عزا دار دل

عاصم تخلص صمصام الدولہ خان دوران خان خواجۂ عاصم خلف خواجۂ قاسم ساکن اکبرآباد امرائے فرخ سیر بادشاہ مین تھے سنہ گیارہ سو اکاسی ہجری مین انتقال کیا

نزدیک ہے خزان کا ہووے گزر چمن مین
تو شور کرلے بلبل آوے جو تیرے مین مین

عاصمی تخلص خواجۂ برہان الدین دہلوی خواجۂ عبید اللہ احرار کی اولاد مین تھے

چمن کی تخت پر جسدم شہ گل کا تجمل تھا
ہزارون بلبلون کا شور تھا فریاد قلقل تھا

خزان کے دن گئے تو کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین
بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

صاف دل ہونا بہت دشوار ہے
آئنہ بھی عکس سے خالی نہین

عاصی تخلص منشی امداد حسین خلف سبحان علی خان شاگرد ناسخ

اے عاصی کوچہ گرد تو ہے
دیوانون مین انتخاب نکلا

مین کس کس شعلہ رو کو سینہ صد چاک دکھلاؤن
رہا تھا ایک دل سو جلگیا کیا خاک دکھلاؤن

عاصی تخلص ایک شخص رامپوری کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کمھلائے ہے گرمی سے نگہ کی وہ گلبدن
اللہ یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہے

عاصی تخلص شیخ بنگالی باشندۂ ڈھاکہ

بھلا مین تو برا ہون پر تجھے کچھ پاس ہے ظالم
قسم کا قول کا اقرار کا وعدہ کا پیمان کا

عاصی تخلص نور محمد باشندهٔ برہان پور دکھن

سمجھے ہیں ہم کہ اب کہیں تم نے بھی دل دیا ۔ سمجھے کہیں ہو بات کہیں اور نظر کہیں

عاصی تخلص منشی صدر الدین اکبر آبادی

میں ترک عشق کروں دے کے جان کو کیونکر ۔ نہ بس میں دل ہے مرا اور نہ اختیار میں ہے
جہان میں یہ ملی کیمیا ہمیں عاصی ۔ کہ خاک بن کے رہی اپنی کوے یار میں روح

عاصی تخلص لاله سالگرام ناظر عدالت فوجداری لکھنؤ

ہنسا کیے وہ رقیبوں سے اور میں شب بھر ۔ بسان شمع رہا اشکبار صحبت میں

عاصی تخلص منشی جمعیت راے نائب سررشته دار عدالت فوجداری فرخ آباد خلف لاله کیسری داس باشندهٔ اوگر پور

پابند رنج رشک نہ کیونکر ہو دل مرا ۔ کھلوائے بند غیر سے تم نے نقاب کے

عاصی تخلص گنشام راے کایتھ مقیم دلی شاگرد نصیر صاحب دیوان گزرے

آپ ہی تک اپنے ابروے پرخم کو دیکھ کر ۔ تیغ دو دم کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے
فوارہ کا سا حوصلہ اپنا نہ کیجیے تنگ ۔ چلو بھرے ہی پانی میں گر پھر اچھل پڑے

عاقل تخلص لاله لچھمن لال عمله عدالت کلکٹری ضلع اله آباد

بے نشانی اس چمن میں ہے نشان عندلیب ۔ شہپر عنقا ہے چوب آستان عندلیب
ہے گلستان جہان میں عاقل شیرین سخن ۔ ہم صفیر و ہمنوا ہم داستان عندلیب

عاقل تخلص عاقل شاه دہلوی آزادانه وضع رکھتے تھے

قید بھی یہاں کچھ نہیں اور چھوٹ بھی سکتی نہیں ۔ واہ واہ اس دام کو اور آفرین صیاد کو

عالم تخلص صاحبزاده محمد شاه عالم خلف شاہزادهٔ غلام محمد ابن ٹیپو سلطان باشندهٔ ٹالی گنج متعلق کلکته شاگرد مولوی نجم الدین حسین نادر

یار کے گویا دہان تنگ میں دندان ہیں یہ ۔ غنچهٔ گل میں مسلسل دانهٔ شبنم نہیں
کیا عجب گر زیر آتش بار شاخ گل کی طرح ۔ ہاتھ میں تیرے ہوا ے رشک بہاران ہیں

عالی تخلص خواجه عبدالله عرف بھوجی خلف عبدالشکور شاگرد خواجه آتش وطن لکھ

کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ

واہ رے پاس ادب کوسون پھرا ہون مدتون
تا نہ آئے سایۂ دیوار دلبر زیر پا

رزق اپنا آسیا سا نحر گردش مین ہے
ہے لکھا شاید مرا خط مقدر زیر پا

عالی تخلص مرزا عالی بخت بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا اعز الدین ثابت و عبد الرحمن خان احسان

حاضر ہوا جو یار تو قسمت کا پھیر دیکھ
صد دم وہ کر ہوئی غائب رہن ہوا

آب دم شمشیر کا کسکے ہے بیان ذکر
پانی جو بھر آیا ہے لب زخم جگر مین

عالی تخلص شاہ ابو المعالی مغفور خلف حضرت شاہ اجمل اجمل صاحب دائرہ الٰہ آباد ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے تھے

نور تجلی یہ نہین موسی طور پہ ایسا جلوہ کہان ہے
آکے ہمارے نور نظر نے برسے مین کھولا مین آنکھیں

خانہ خراب ہوا سحا پہت کا دن گذرے ہین خواب ہی سی
آنکھ لگی اک پل نہ ہماری جب سے تنے لگائین آنکھیں

عالی جاہ خلف ارشد نظام الملک کا تخلص ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

رات دن اشک سے آنکھون مین تری رہتی ہے
شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے

عبادت تخلص مرزا عابد علی بیگ ولد مرزا بخش اللہ بیگ لکھنوی شاگرد امانت

کرتے ہین خون مرا وہ حنائی دکھا کے ہاتھ
ہین قہر کے ستم کے غضب کے بلا کے ہاتھ

مشک ختن کہا تری زلفون کو کر معاف
پڑتا ہون پانون باندھ نہ مجھ بیچارے کے ہاتھ

عباس تخلص میر عباس تھانہ دار لکھنؤ ولد میر امام الدین لکھنوی شاگرد وزیر صاحب دیوان گزرے

اوتارے قبر مین مجھکو اگر وہ رشک چمن
خوشی سے پھولی سمائی نہ پھر مزار مین روح

محتاج ہین غنی بھی فقیر دن کی طرح سے
پھیلے ہین تیرے سامنے شاہ و گدا کے ہاتھ

تصویر نے جو میری کیا چاک پیرہن
بہزاد شرمسار ہوا کیا بنا کے ہاتھ

عبید تخلص عبید اللہ دکھنی مصنف مثنوی درد المجالس معاصر میر و مرزا

کہون مین کس سے یہ دکھ یار کی جدائی کا
دوا پذیر نہین درد آشنائی کا

عبد تخلص غلام ربانی ہوگلوی اندنون کلکتے مین سکونت اختیار کی ہے راقم کے ملاقاتی ہین

شوخی رنگ حنا مین یہ اثر ہوتا نہین
خون عاشق سے وہ پنجۂ رنگین حنا ہوگیا
خنجرِ خونخوار قاتل سے ہم آغوشی ہوئی
کیا مبارک ہمکو ماہ عید قربان ہوگیا

عبرت تخلص میر ضیاء الدین باشندۂ دہلی مقیم رام پور شاگرد نواب محبت خان پٹھان کی مثنوی قریب نصف کے انکی تالیف سے نظر آئی صاحب دیوان گزرے

بیتاب کوئی تھے نہین سیماب کے مانند
پر وہ بھی نہین اس دل بیتاب کے مانند
مین مثل کتان چاک کرون جامۂ تن کو
آئے جو سرِبام تو مہتاب کے مانند

عبرت تخلص نواب حسن علی خان لکھنوی عرف بڑے مرزا خلف نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

تکیے مین جو فن مین ہون وہ ہے کوچۂ یار مین
سیر الگ مزار ہوا ہے مزار دل
گرد کدورت آئینہ رو کی مٹی نہ ہاے
ہر چند آب گریہ سے دھویا غبار دل

عبرت تخلص دولت رام خلف راے ہیرا لال کایتھ باشندۂ دہلی شاگرد تیم ابراہیم ذوق

رو سیاہی گو اُٹھائی عشق مین ہم نے بہت
لیک مانندِ نگین نام اپنا روشن ہوگیا
ہر دم صبا سے ہے طلب بوئ زلف یار
لڑتے ہین بات بات مین اُلجھ ہوا سے ہم

عبری تخلص اسحاق یہودی کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین

اشک نے شیشۂ جگر چشم ہے پیمانہ بنے
دیکھیے اب ہمہ تن غیرت میخانہ ہوا

عرش تخلص میر حسن عسکری عرف میر کلو ولد میر محمد تقی میر باشندۂ لکھنؤ پہلے زار تخلص کرتے تھے مشہور ہے کہ انہون نے سرقہ کے بہت سے مضامین ناسخ کے دیوان سے نکالے ہین صاحب دیوان ہین صاحب سراپا سخن محسن علی محسن شاگرد خواجہ وزیر شاگرد ناسخ نے انکو ناسخ کا شاگرد لکھا ہے حالانکہ انکو ناسخ کی شاگردی سے انکار ہے

ٹکڑے ہوتا ہے سرِ شوریدہ اپنا سنگ سے
بند ھتی ہین دستار کی جا پٹیان بالاے سر
حیران ہے چشم جوہرِ شمشیر دوش پر
تلوار ہے کھنچی ہوئی تصویر دوش پر

کیا وصف فقرہ کرتے ہین تاثیر گلے مین — اڑ جاتے ہین کانٹے دم تقریر گلے مین

گلگیر نے کاٹ کر سر شمع — پروانے سے شب چلی کٹی کی

دنیا مین فکر نان ہے عدم مین عذاب ہے — ہر طرح سے غریب کی مٹی خراب ہے

عرشی تخلص منشی عبد الحی ولد منشی رسول بخش مرحوم باشندۂ کاکوری اشعار اردو فارسی انکے نہایت مرغوب و مطبوع ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے واسطے دیے تھے

عذر قتل بیگنہ فرمائین کیا — شرم آتی ہے اونھین شرمائین کیا

زخم خندان کا تو رونا ہی ہے ہا — چارہ گر ہم کو ہم ہنسوائین کیا

ایک عکس روے رنگین سو بہار — پھول تیرے ہاتھ مین کملائین کیا

قبر عاشق محفل دشمن نہین — بیحجابانہ لحد پر آئین کیا

شکایت یون تو لاکھون ہین جفا کی — دوا کیا ہے ستمگر تیری کیا کی

مجھے یاد آگئی صبح شب وصل — بہت کچھ دھوم سنی روز جزا کی

مرے ناخن کو زخم دل سے ہے ربط — عدو کھولین گرہ بند قبا کی

نگاہ ناز و دشمن واے قسمت — غضب ڈھائی چھری ہم پر بلا کی

تبسم سے تمھارے بلبلون مین — ہنسی ہونے لگی آخر چمن کی

فراست طبعی ہے سودائیون کی — مجھے کیسی وحشت رہی عاقلون سے

عرفان تخلص مولوی سید عرفان علی خلف سید قربان علی متوطن بریلی مقیم شمس آباد

نہ کیون سرسبز ہو دل مین ہماری تخم الفت کا — نہال شوق سینچا ہے آب چشم گریان سے

عرفان تخلص میر عباس دہلوی بڑے تواریخ دان تھے

تیر برسائے جو وہ ابرو کمان بالای سر — ہو سپر داغ جنون شاید میان بالای سر

یہ خال نہین ابروے خمدار کے نیچے — زنگی کو قضا لائی ہے تلوار کے نیچے

لب جانان کی جنبش صاف اعجاز مسیحا ہے — دہان تنگ اوسکا غنچۂ تصویر گویا ہے

صفائے تن سے یہ عالم ہے شبخوابی ڈوپٹہ کا — کہ جسکے رنگ سے یہ چادر مہتاب میلی ہے

عروج تخلص احمد حسن خان خلف منشی محمد حسن خان شاگرد رشک وطن انکا قصبہ اسیون مسکن کانپور

لپٹا جو شب وصل مین سینے سے تمھارے — کیا پھوٹ کے رویا یہ پھپھولا مرے دل کا
کیون توڑتے ہو تم خلش داغ محبت — اتنا بھی تو چھوڑا نہین کانٹا مرے دل کا
لو نام خدا شعر بھی کرنے لگے موزون — اب اور بھی پہلو نہ بچے گا مرے دل کا
راز اشارون مین ہی سمجھاتی ہین کیا کیا آنکھین — لب تقریر مین اوس شوخ کی گویا آنکھین

عزت تخلص نواب نیاز علی خان باشندۂ دکھن شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

حسن دو روزہ یہ نازان ہو عبث اے گل رو — ایک دن ہوگی خزان تیری بہار آتے ہی

عزلت تخلص سید عبد الولی خلف شاہ سعد اللہ سورتی بڑے فاضل تھے دہلی ولکھنؤ کی سیر کی تھی عالمگیر بادشاہ انسے بہت اعتقاد رکھتا تھا اور علی وردی خان مہابت جنگ کے مرنے کے بعد یہ حیدر آباد کو گئے تھے صاحب دیوان گزرے

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا — سوائے بیکسی کوئی بھی اب مرا نہ رہا
بہار آئی چمن مین غل ہے بلبل کے صفیر کا — صدا ہے ہر گلی مین شور زنجیر اب اسیر کا
پھر آئی فصل گل اے یار دیکھیے کیا ہو — جنون کا دل مین چھپا خار دیکھیے کیا ہو
شانہ اوس لٹ مین پھرتے یہ جب کہتا تھا — بات کہتے ہی شب وصل چلی جاتی ہے
تجھ پر فدا ہین سارے حسن و جمال والے — کیا خط و خال والے کیا صاف گال والے
تنہا جو مین چلا طرف وادی جنون — زنجیر پاؤن پڑ کے مرے ساتھ ہو گئی

عزیز تخلص بھکاری لال دہلوی شاگرد خواجہ میر درد سنہ گیارہ سو چھیاسی ہجری مین الہ آباد مین تھے

ایسا ہے لعل لب کا ترے یار رنگ سرخ — یاقوت جسکے آگے لگے ایک سنگ سرخ
کرے نہ یار اگر دل کو صاف کینے سے — عزیز موت بھلی پھر تو ایسے جینے سے
ملین کیونکر بھلا اوس شوخ طفل لاابالی سے — کہ سوتے سوتے جو چونکے ہے تصویر نہالی سے

جو دیکھا وہ لٹتا ہے دہ ہے تیر ہوائی — جو سانس کہ چلتے ہے سو برچھی کی انی ہے

عزیز تخلص عزیز اللہ دکھنی شعرائے قدیم سے ہین

ایسے بد رو سے کیون دل کو لگایا ہمنے — عشق مین جسکے کبھو چین نہ پایا ہمنے

عزیز تخلص شیونا تھہ مہاجن دہلوی

لیا دل اک نگہ مین دلربائی اسکو کہتے ہین — کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہین

عزیز تخلص نواب عبد العزیز خان خلف نواب محمد سعادت یار خان نبیرہ حافظ الملک حافظ رحمت خان بہادر والی روہیلکھنڈ عدالت دیوانی فرخ آباد مین وکالت کرتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

نظارۂ جمال سے سرشار ہو گیا — مجھکو شراب شربت دیدار ہو گیا

فرقت مین جان بھی نہ بدن سے نکل سکی — یہ سہل کام ضعف سے دشوار ہو گیا

نام رکھینگے وہ ہم لینگے اگر نام جفا — بات شکوہ کی کہینگے تو شکایت ہو گی

آمد یار سے خوش ہے دل ناتجربہ کار — نہین واقف کہ قیامت دم رخصت ہو گی

کرین سوال نکیرین کسی سے بعد فنا — بدن مزار مین ہے روح کوے یار مین ہے

عجب مزے سے گذرتی ہے میکشون کی عزیز — پیالہ ہاتھ مین دنیا سے کنار مین ہے

عزیز تخلص لالہ دیبی پرشاد بن لالہ لچھمن لال باشندۂ شاہجہانپور مقیم فتحگڈھ

آتا ہے یہی شام جدائی مین اپنے کام — ہر داغ دل چراغ ہے شبہائے تار کا

عزیز تخلص راجہ یوسف علی خان رسالہ دار مخاطب بہ اعتماد الدولہ ولد غلام رضا خان ہمشیرہ زادہ سعید الدولہ علی محمد خان شاہزادہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے وطن انکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ صاحب سراپا سخن نے انکو مولوی محمد بخش شہید کا شاگرد لکھا ہے لیکن انھون نے راقم سے آتش کا شاگرد رہنا بیان کیا تھا واللہ اعلم بالصدق والصواب

بعد رسوائیون کے بارے پوچھا تو کیا — ساری دنیا سے بڑا ہو کے مین اچھا ٹھہرا

تکمیلی وضمون کا پھر دم بھرے گر سے چلے
کرے ہمارا سا پیدا دل وجگر رگ سنگ

جو الی سخت دلونکے منہ سے خالی ہنسے
بہار مین بھی نہ ہو زیر نیشتر رگ سنگ

نشتر کا نوک پر بن جاتے ہین گل لخت دل اگر
پلکون کو بنا دیتی ہے پھولون کی چھڑی آنکھ

باغ مین فصل بہار آئی خوشی ہے تو یہ سب ہے
عاشق گل ہون تمنا جو مری ہے تو یہ ہے

دن مین سو مرتبہ بے وجہ رولا دیتے ہین
اور تو کچہ نہین بس انکو ہنسی ہے تو یہ ہے

سیر گردون مجھے دکھلائے وہ ملکی ہستی
آرزو لائے فلک پیر مری ہے تو یہ سب ہے

مرتے ہین تنگ دہان پہ کسی کم دہن کے
کیا بتائین سبب کم سخنی ہے تو یہ سب ہے

کاندھا دینا ہے بڑا لاشہ عاشق کو ضرور
پہلی آفت مرے نادان پہ پڑی ہو تو یہ ہے

حشر ہو جائے لپٹ جائے بلا سے دنیا
تم کسی طرح سے آمادہ اجی ہو تو یہ ہے

عزیز تخلص منشی عبد العزیز رائیلر بلدہ نفیس شہر کلکتہ ولد منشی کرامت اللہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ وطن انکا جسر مولد و مسکن و جائے تربیت کلکتہ طبیعت انکی شعرگوئی سے بنایت مناسب ہے شعر اچھا کہتے ہین عرصہ قلیل سے شعرگوئی شروع کی ہے صاحب دیوان ہین

پیا ہے جسنے پانی یار کے چاہ زنخدان کا
خضر ہوئے وہ کب محتاج تیرے آب حیوان کا

نہین ہے خط مہ آرا تشین رشمس رویون کی
سمندر اب ہے پروانہ چراغ مہر تابان کا

گمان شمع میرے خون کے فوارے پہ ہوتا ہے
بنے پروانہ ہر جوہر تری شمشیر عریان کا

دل مقید ہو گیا زنجیر زلف یار کا
طوق گردن مین پڑا ہے ابروے خمدار کا

دونون رخسارون کا تیرے نور جیسے ماہ وش
ماہ کامل ایک ہے مہر منور دوسرا

اوس شوخ پر جفا کسی کا جو آئے دل
صدمے ہزار اوٹھا کر ہمائین اوٹھائے دل

چاہ غم مین دل ڈوبتے ہین ہم
زندگی سے ہاتھ دہو بیٹھے ہین ہم

یارب کھلی ہے کمر کی ساتین یہ کس طرح
پہلو مین جلوہ گر ہو وہ رشک قمر نہین

ذرہ افشان نہین ہین زلف عنبر فام مین
تارے چمکے ہین مقرر یہ سواد شام مین

وہ شوخ فتنہ خواہ اٹھے چہرے سے نقاب اجی
ستم ہو قہر ہو محشر بپا ہو اور قیامت ہو

رہون مین سایۂ داماں پاک لطف احمد مین
سوا نیزے پہ جس دن یا خدا مہر قیامت ہو

زلف سیہ نے روے مصفا پہ چھوڑ کے
شام خزان نے گھیرے صبح بہار کو

کرتے ہین یون مریض محبت کا وہ علاج
دیتے ہین زہر گھول کے مجھکو دوا کے ساتھ

شمع پروانہ نہ کیونکر رشک سے ہم جل بجھین
حیف وہ مہر چراغ خانۂ بیگانہ ہے

خواب مین ہمکنار دلبر تھا
مجھکو بے بخت نے جگا دیا کس نے

تعجب سب کو ہے اس فکر مین سارا زمانا ہے
یہ خواب مین ہے یا کہ ان زلفون مین شانا ہے

وہ گنج حسن آیا ہے عزیز اب اپنے قبضے مین
مرے پیش نظر کیا مال قارون کا خزانا ہے

آج سر خنجر براں سے جدا ہوتا ہے
مجھپہ قاتل کا جو حق تھا وہ ادا ہوتا ہے

عزیز تخلص مولوی محمد عبد العزیز خلف مولوی امام بخش صہبائی مرحوم مقیم دہلی

نہین ہے رحم و مروت جو تجھ مین خیر نہ ہو
ذرا خدا ہی کا کچھ تیرے دل مین ڈر ہوتا

خدا نخواستہ کیا اوس سے ہمکو تھا انکار
عزیز کعبہ اگر کوچۂ بتان ہوتا

یک قلم کیونکہ تماشا کو مٹا دون ظالم
اک خدا ٹھہر گیا مین کوئی بندا نہ ہوا

کچھ مضمون سے خلق کے دیکھا کہ کیا ہوا
منصور کو حریف نہ ہونا تھا راز کا

ہم عاصیون کا بار گنہ سے جھکا ہے سر
اور خلق کو گمان ہے ہم پر نماز کا

وہ نہین لطف وہ وفا ہی نہین
تو تو گویا کہ آشنا ہی نہین

تیری اس شوخی رفتار سے نکلی باری
خاک ہو کر جو تھی اک دل مین تمنا باقی

عزیز تخلص مرزا عزیز الدین شاگرد عبد الرحمن خان احسان شاہ عالم بادشاہ کی اولاد مین تھے

تو جو تیغہ کو ادھر قاتل اوٹھا کر رہ گیا
مین ادھر حسرت سے سر اپنا جھکا کر رہ گیا

مین یہ حیران ہون عزیز آہ یہ کیا ہو گیا
بیٹھے بیٹھے عشق کا آزار کیسا ہو گیا

عزیز تخلص مولوی عزیز الدین باشندۂ فرید آباد دہلی مین نشو نما پائی تھی

باجتے تھے کبھی گھر کو ترے گھر اپنا
یا گزار نہین ہوتا ترے در پر اپنا

عالم مین اسے عزیز نسیم و صبا کے ہاتھ
کیا کیا اوڑی نہ خاک ہمارے غبار کی

عزیز تخلص نواب یوسف علی خان

اب خاک گل ز خون سے کرون ربط او عشق — وہ دل نہین دماغ نہین وہ جگر نہین
سنے تو رفو کی جا ہے نہ مرہم کا ہے مقام — کوئی علاج زخم دل اسے بخیہ گر نہین

عزیز تخلص مہاراج سنگھ قوم کاتیہ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی انھون نے دیوان نصیر دہلوی کو جمع کیا ہے

جام مے گلرنگ سے واقف نہین ساقی — غنچہ کی طرح پیتے ہین خون جگر اپنا
پہلے ہی کشتہ تھے ہم اوس نرگس مخمور کے — بس یہ کافر ادا ریہ سرمہ کا دنبالہ بنا
لیتے نقد دل کبھی جو ایک بوسے بھی نہ دے — اے عزیز اوس مفت بر سے کسطرح سودا بنے

عزیز تخلص مرزا یوسف علی خان باشندۂ بنارس شاگرد مرزا نوشہ غالب دہلی کے اسکول مین معلم ہین اِنسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی انیس و دبیر کے مرثیون مین بہت سی غلطیان نکالی ہین اور اونکے بہت سے مرثیون کا جواب لکھا ہے

بدطالعی سے نیک نہوگا مآل کار — بگڑے مین کوئی کام بنایا نہ جائے گا
ناصح کی ناتوانی مین ہم سے کیا کرین — سر اونکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا
ہم یہ کہ اپنی مرگ کو تم بن طلب کرین — تم وہ کہ ہمکو تم سے بلایا نہ جائے گا

عزیز تخلص شیخ محمد علی ولد شیخ عاشور علی حضرت سلیم چشتی کی اولاد مین تھے

گردش نے جام چشم کے بدمست کر دیا — ساقی ہمارے پاس سے مینا اوٹھائیو

عسس تخلص بدر الدین دہلوی انکا سارا کلام اسی انداز کا ہے

کیون سپے اوٹھ کے چلا تھا کیا چھکڑا رات کو — کسلیے آیا تھا تیرے گھر وہ مکڑ رات کو

عسکر تخلص عسکر علی خان بنگالی

رو دئے روتے نہ رہا نام کو نم چشمون مین — آبرو کیونکہ رہے گی مری ہم چشمون مین

عسکری محمد حسن کہین برادر و شاگرد نادر حسین ہاشمی مقیم کالپی

چھوٹا نہ عسکری کبھی دل اوسکے دام سے — زلف اوسکی اک نمونہ ہے قید فرنگ کا
بیٹھے ہین چپ کچھ آپ کا ہمین ضرر نہین — نالہ نہین فغان نہین کچھ شور و شر نہین

عسکری نے لی جنون مین جا نہ دبر کی راہ
ایسے مطلب کی نہ سوجھے گی کسی ہشیار کو

آمد گل ہے طرب ساز صبا پھرتی ہے
بلبلو مژدہ کہ گلشن کی ہوا پھرتی ہے

عشاق تخلص ایک ہندو شاعر قدیم کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

سبز خط سے اور ہوا حسن یار کا
آخر خزاں نے کچھ نہ او کھاڑا بہار کا

عشرت تخلص میر غلام علی باشندۂ بریلی شاگرد مرزا علی لطف انھون نے پدماوت کی مثنوی کو جو عبرت سے رہگئی تھی سنہ ۱۲۱۱ بارہ سو گیارہ ہجری مین باتمام پہونچایا صاحب دیوان گزرے

بسان جام خالی پھوڑ ڈالون چشم پرخون کو
نہ دیکھون گر صراحی دار اوس مخمور کی گردن

غیرون سے ہنسا وہ جو مرے سامنے عشرت
کچھ بس نہ چلا دیدہ سے آنسو نکل آئے

شب وصال مین دل پر قلق ابھی سے ہے
سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے

ہنوز دفن ہوا بھی نہین ترا بسمل
کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

عشرت تخلص مرزا اکبر علی لکھنوی صاحب دیوان ہین

لخت دل کو ملکے تلوون سے کہا قاتل نے یون
لعل کا پیدا ہوا ہے اپنے معدن زیر پا

عشرت تخلص مرزا کلن دہلوی خلف مرزا حیدر شکوہ داماد و شاگرد مرزا پیارے رفعت

خاک ہونا بھی ہوا حق مین ہمارے کیمیا
ورنہ دامن تک پہونچنا اوسکے دشوار تھا

کر دیا آسان بس تیری نگاہ قہر نے
ورنہ مرنا سخت جانی سے بہت دشوار تھا

تن سے بھی اوتر کر نہ گرا پاؤن پر اوسکے
کیا کیجئے قسمت ہی بری ہے مرے سر کی

عشق تخلص حضرت شاہ رکن الدین دہلوی عرف شاہ گھسیٹا نبیرۂ شاہ فرہاد معاصر سودا عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تھی صاحب کمال تھے صاحب دیوان گزرے

تیر کے نام پر تڑپتا ہے
اسطرح کا کہین جگر دیکھا

دیدہ و دل جو کرکے وا دیکھا
حرم و دیر مین خدا دیکھا

اوسکے دامن تک نہ پہونچے ہم
خاک مین آپ کو ملا دیکھا

دشت تجھکو قسم ہے مجنون کی
عشق سا بھی برہنہ پا دیکھا

خانمان کر چکا ہون مین برباد — تو بھی وہ بیر سے گھر نہین آیا
مہربانی کرو تو عیب نہین — کام تو اب پیام سے گزرا
ہنسنے تو خاک بھی دیکھا نہ اثر رونے مین — عمر کیون کھوتے ہو اے دیدۂ تر رو رو کر
کیا کیا حیف تجہہ ظالم ہم نے تری سعی مین — لیکن شکایتون سے لب آشنا نہین ہے

عشق تخلص شاہ غلام علی خلف شاد لی خان متوطن و مقیم فرخ آباد

عشق تم نے تو بات عشق مین غوطہ کہا سے — کہین ڈوبے کہین اوچھلے کہین جا کر نکلے

عشق تخلص میر محمد علی حیدرآبادی

بسان مردمک چشم جو ہین اہل نظر — قدم کو رکھتے ہین کب اپنے گھر سے باہر
جو صاف طبع ہین وہ ہرزہ گرد کب ہوتے ہین — کہین جگہ سے بھی جنبش کرے ہے آب گہر

عشق تخلص حکیم عزت اللہ خان دہلوی خلف حکیم میر قدرت اللہ خان قاسم شاگرد حکیم ثناء اللہ خان فراق صاحب دیوان گزرے

نہ پوچھو ضعف سے تار نگہ مین اے مردم — ہر ایک اشک کا منکا ہے ہم کو سو من کا
ترا اے صانع تقدیر ہم نے کیا بگاڑا تھا — کہ اوس نازک بدن کا دل بنایا سنگ خارا سا
لیا جو ایک مین بوسہ تو کیا اے یار ہوا — خفا نہ ہو ترے صدقے گیا نثار ہوا
زنجیر پا دست سبو داغ بدل ہاے — اے شوخ یہ ہے تیرے گنہگار کی صورت
کیونکر آوے نہ مجھے اب کمر یار پسند — فکر باریک ہے اور معنی دشوار پسند
چشم پرخون مین ہے لخت دل بیتاب ہنوز — ایک جا جمع ہین یہان آتش و سیماب ہنوز
دل ہشیار تو نے چرائے ہین زلف یار — لیونگے بال بال کا تجھسے حساب ہم
سبزہ خط کی دل سے لعنت ہم اوٹھا سکتے نہین — جو خدا نے لکھدیا اوسکو مٹا سکتے نہین
تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کروگے — ہم کون ہین صاحب کہ ہمین یاد کروگے

عشق تخلص شیخ غلام محی الدین ساکن میرٹھ مبتلا بھی تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

چھپا گئین ہمین اپنی تو آئینہ دار چشم — قسمت مین کسکی ہے ترا دیدار دیکھنا
وان بر سر فساد ہین رندان بادہ نوش — اے محتسب نہ جائیو میخانہ کی طرف

تجھے اے کافر بدکیش ظالم کچھ نہ رحم آیا
ستمگر نامسلمان سنگدل سب کچھ کہا ہمنے

دل کا تختہ ہے مرا جون گل کاغذ کا چمن
یہان بہار ایک ہی چھینٹے مین خزان ہوتی ہے

عشق تخلص سید حسین مرزا مرثیہ گو عرف آغا سید خلف وشاگرد محمد مرزا انس باشندہ لکھنو صاحب دیوان ہین

آرزو ہے کہ ترے تیغ کا چلنا دیکھین
داغ سودا ہوئے ہین چشم تمنا سر پر

تڑپ رہا ہے دل بیقرار پہلو مین
کہ برق کوندتی ہے بار بار پہلو مین

عشق تخلص آغا رضا ولد مرزا احمد علی لکھنوی شاگرد آتش

آنکھوں سے یون لگا ہوا ہوں اس گلبدن کے پاؤن
جسطرح گبر پوجتے ہین برہمن کے پاؤن

عشقی تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کوچۂ گیسو ہے گلچہرہ کوئی سرو روان ہے
دیکھا تو یہان ایک نہ ایک آفت جان ہے

عشقی تخلص شیخ الہی بخش ولد شیخ محمد بخش باشندہ کانپور شاگرد رشک

بال بھورے نہین اے جان تمہارے سر پر
آتش حسن جبین سے کے ہین شرارے سر پر

وحشی چشم سیہ جا نکلینگے صحرا کو اگر
ہرن آنکھون پہ جگہ دینگے بچارے سر پر

عشقی کی تم کمن مانیئے انمین برائی کیا
اچھا نہین داغ یہ اچھا نہین دماغ

جس نے دیکھا صورت سنبل پریشان ہوگیا
اوڑ گئی جمعیت دل واہ رے تاثیر زلف

عصمت تخلص امجد علی خان ریختی گو خلف حسین علی خان باشندہ لکھنو شاگرد محمد علیخان

لله الحمد ہوا مر کے عزیز دلہا
دوش احباب پہ جاتا ہے جنازہ میرا

عطا تخلص محمد عطا حسین صاحب شہیدی ایک مثنوی انسے یادگار ہے

لب سے نکلی نہ کیون سخن جستہ یہ ین
نشہ مین اوسکے زبان سرہا کی سب ہے

ہنس رہے ہین کہتے جو تربت پر
اونہین پر ہنسنے جان فدا کی سب ہے

عطش تخلص شیخ احمد جان ولد شیخ محمد بخش باشندہ ڈہاکہ شاگرد میر امیر علی آشنا وغلام حیدر مجیب راقم سے ملاقاتی ہین

نہ ... اوج کی گر دشمن آسمان پستی دکھائی
رہا زیر فلک جو کوئی بالائے زمین آیا

پھونک دی ہی ٹھنڈی آہون نے سراپا تن مین آگ — لگ گئی دود چراغ کشتہ سے دامن مین آگ

بڑھاتا ہے فلک ادنی کو اعلی کو گھٹاتا ہے — ترقی ہے مہ نو کو تنزل ماہ کامل کو

کہان آسودگی دل کو ہوئی دیدار قاتل سے — دہان زخم مرنے پر بھی وا ہین چشم بسمل سے

جھک گیا ہون ضعف سے آوارہ پرتا تیر سے — اہ عطش بے پر ہے جو اپنی کمان کا تیر ہے

کہتے ہے موج بحر عطش زور شور سے — پنہان ہر اک حباب کے دریا بغل مین ہے

عریان ہے تیغ دیکھیے کسکی کھلین نصیب — وہ کہنیون تک آستین اپنی چڑھا چلے

عظمت تخلص میر عظمت اللہ باشندۂ بریلی خلف میر عزت اللہ جذب شاگرد مومن خان اپنے والد ماجد کے ساتھ بہت سے ملکون کی سیاحت کرکے دہلی مین سکونت اختیار کی تھی

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوہ — کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہون

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ متوطن توران باشندۂ دہلی شاگرد حاتم وسودا سنہ ۱۲۲۱ بارہ سو اکیس ہجری مین رحلت کی صاحب دیوان گزرے

کل چشم خونفشان سے گلزار سیر ہین تھا — دامن کا تھا جو تختہ اک تختۂ چمن تھا

شب جو بزم خوبرویان مین ہوا اوس مہ کا ذکر — جون چراغ خانۂ مفلس ہر اک خاموش تھا

تقریر سرگذشت نہ پوچھو کہ خامہ وار — آتا ہے گریہ ہر سر حرف بیان پر

فوارسان بلند ہے جنکا کہ حوصلہ — دریادلون کو مارے ہین تنگی مین دھار پر

بھڑکا ہے دیا آہ نے دامان شفق کو — اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش

روشن دلون کو گو رسوا دو نہ ہووے ربط — کیا آئنہ کو دیدۂ تصویر سے غرض

حاجت شرح و بیان رکھتے نہین مرد ضمیر — واقف ہر نیک و بد ہے گو ہے خاموش آئنہ

مین کیونکہ تجھسے کہون حال دل کہ شل تفنگ — صدا نکلنے کے آگے دہن مین آگ لگی

سرخ یہ تکمہ ہے یارب یا ستارۂ آتشین — یا کسی عاشق کا خون اوسکے گریبان گیر ہے

کس نگاہ مست کا زخمی ہون یارب مین کہ اب — جاے خون ہر زخم سے جاری شراب ناب ہے

جلتی ہے شرح سوز سے میرے زبان کلک — ہر دم ملی ہے لی جو سیاہی دوات سے

عظیم تخلص مرزا علی

تجھسا کوئی دنیا مین جفا کار نہین ہے — بیرحم دجفا پیشہ وخونخوار نہین ہے

عشرت تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہوا

ہم تنگ نہین اسے بجز جلوۂ یار — جب کہ ہم دل مین عظیم اپنے نظر کرتے ہین

عظیم تخلص مرزا ولد مرزا عرف آغا مرزا ابن مرزا احمد علی بیگ باشندۂ فرخ آباد

غصہ ایسا اوسکے سنکر مرے فریاد آیا — اُٹھ چھری لیکے ہمین ذبح کو جلاد آیا

علوی تخلص مولوی محمد اللہ خان مرحوم دہلوی مصنف انشاے صغیر بلبل وصحت نامہ علوی وغیرہ کتب کثیرہ نظم ونثر شمس آباد مین ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا زبان فارسی مین کمال رکھتے تھے احیاناً کبھی اردو شعر کہتے تھے

مضمون کا فکر کیا کرین اوسکے سخن مین ہم — گم ہین خیال تنگی کنج دہن مین ہم
کیا دم تھا کل جو دے گئی یارب نسیم صبح — غنچہ کی طرح پھول گئے پیرہن مین ہم
دل غم سے تنگ سینہ سراپا الم سے خون — لائے ہین بخت غنچہ مگر اس چمن مین ہم

علی تخلص مرزا علی قلی دہلوی شاگرد سرب سنگہ دیوانہ صاحب دیوان گذرے

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین — بجائے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

علی تخلص علی محمد خان وطن انکا افغانستان مولد ومسکن مرادآباد

دہیان مین لائے ہین جب اوسکی بیکی گات ہم — مارے ہین تب وہین چھاتی پہ دونون ہات ہم

علی تخلص مرزا محمد علی خان ولد مرزا احمد بیگ معروف مرزا جان ملیان دہلوی انکا مولد وجاے تربیت کلکتہ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا تھا لیکن لکھنؤ مین جا کر خواجہ وزیر وزیر سے بھی دو چار غزلون مین اصلاح لی تھی راقم کے دوستون مین ہین ۱۲۸۶ بارہ سو چھیاسی ہجری مین مدینۂ منورہ کو ہجرت کر گئے شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ناکامی ہی باعث ہے مری ناموری کا — پیدا وہ ہنر مین نے کیا بے ہنری کا
شدت نہ ہو وحشت کی اگر دیکھ لین تجھ کو — پردہ ترا باعث ہے صنم پردہ دری کا
شیوۂ مہر کبھی عادت ایام نہین — اس سے امید وفا جز طمع خام نہین

رکھتے گر نہین اللہ کو عاشق کی پسند
جاری دیوانون پہ کیون شرع کے احکام نہ ہو

تجھے غنیمت علی آدمی موجود کو
دل سے کرے وہ کہ رفاقت کو اور بہ ہو

تو مجھ سے صاف ہے تو مرا دل ہے آئینہ
لے دیکھ آئینہ کے مقابل ہے آئینہ

کیونکر نہ اکتساب ہو قلب ماہیت
دیکھو جلا سے ہوتی ہے بیل ہے آئینہ

خاک پائے بتان سیمین تن
کم نہین ہے الوپ انجن سے

تلاطم مین ہمیشہ کشتی عمر روان دیکھی
حباب ہے قلزم طوفان کنار گور ساحل ہے

زمانہ وہ گیا گزرا نہ وہ تم ہو نہ وہ ہم ہین
نہ وہ سن ہے نہ وہ دن ہے نہ تاب طاقت دل ہے

اے علی کیون نہ ہو امید قوی بخشش کی
کرنی اپنا کریم اور خدا عادل ہے

علی تخلص حکیم حیدر علی ولد حکیم میر قربان علی باشندہ ڈھاکہ شاگرد راقم بڑے ذہین تھے افسوس ایک چھوٹا سا رسالہ مونث سماعی سکے یادگار ہے

دم توڑتے ہین اپنا شب ہجر مین ہمدم
رہ رہ کے جو دھیان آتا ہے اوس عہد شکن کا

کر لیتے ہین تکلیف بھی غربت کی گوارا
یاد آتا ہے جو ظلم ہمین اہل وطن کا

کیونکر نہ علی طفل کو ہو پیاس مین تسکین
شیرین ہے عسل سے بھی لعاب اوسکے دہن کا

علی تخلص میر ولایت علی مرثیہ گو بن میر قربان باشندۂ فرخ آباد

زلف پیچان اون کی بل کھاتی رہی
عاشقون پہ اک بلا لاتی رہی

علی تخلص مولوی امانت علی بیشتر فارسی کہتے تھے مدتون سیاحت کی تھی

یون تو سب کچھ لکھا پڑھا تھا ہم نے
ہم ترے عشق مین پڑ کر بھلا بیٹھے

علی تخلص میر قطب علی بن میر امیر علی باشندۂ دہلی شاگرد عبد الکریم سوز

آخر آخر ترے رونے سے ہوا طوفان
اسکا انجام نہین دیدۂ پرنم اچھا

کل تو علی کا حال بہت ہی تباہ تھا
کیا گذری آج دیکھیے خدا جانے کیا ہوا

دل تنگ کیے دیتی ہے اول تو اسیری
اور اوسپہ قفس تنگ ہے صیاد غضب ہے

علی تخلص حکیم محمد علی تاجر ولد حکیم غلام حیدر لکھنوی شاگرد جرأت راہ مدینہ منورہ مین راہی ملک عدم ہوئے

آمد آمد جو سنی تیرے نظربازون نے — شوق مین دید کے باہر نکل آئین انکھین

علی تخلص حافظ نواب علی بہادر رئیس باندا ولد نواب ذوالفقار الدولہ شاگرد میر انیس صاحب دیوان و مثنوی مہرو ماہ مین

خیال زلف مین ہے رنج پیچ و تاب مین روح — بلا مین ہے دل آشفتہ پیچ و تاب مین روح
ہمین سمجھتے ہین اس رنگ سنج کے ہو کو — عتاب چہرے سے ظاہر ہے پیار ہے دل مین
بغیر ابر کے برسے نہ جائیگی گرمی — رولا و شوق سے مجھکو بخار ہے دل مین

علی احمد تخلص مولوی محمد علی احمد خان خلف مولوی غوث علی خان مرحوم نامی زمیندار و تاجر فیل ضلع سلہٹ راقم کے دوستون مین ہین احیانا فکر شعر کرتے ہین اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

پھرون ہوتا نہین زانو سے جدا سر اپنا — دھیان آتا ہے جو ایجان ترے زانو کا
چین آتا نہین جو مجھکو علی احمد آج — یاد مژگان ہے کہ کانٹا ہے ترے پہلو کا
ہووے جبتک کہ نہ برباد غبار عاشق — دامن پاک صنم تک ہے رسائی مشکل

علیل تخلص شیخ نصیر الدین دہلوی

ابھی اچھے نہین ہونے کے علیل — سخت بیمار ہو ہم جانتے ہین

علیم تخلص میر فضل حسین ولد میر جعفر علی باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج شاگرد مظفر علی ہنر یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

اے مسیحا مجھے اب کون بھلا پوچھے گا — موت کو جس سے ہو پرہیز وہ بیمار ہو مین
بار عصیان سے اوٹھے گا نہ مرا سر اصلا — مجھسے تقریر بلا ہیش خدا کیا ہوگی
بیٹھے بٹھلائے لیا زلف کا سودا سر پر — اب کوئی اور بلا اسکے سوا کیا ہوگی
جان دینے کو ہون تیار تری الفت مین — اس سے ایجان جہان بڑھکے وفا کیا ہوگی

علیم تخلص شیخ علیم الدین بن امام الدین باشندۂ راجگیر ضلع فرخ آباد

عمر عصیان مین کاٹی اپنی علیم — عاقبت کی ہمین خبر نہ ہوئی

عمدہ تخلص لالہ اختیار رام کشمیری برادر راجہ دیا رام پنڈت مقیم دہلی شاگرد

انعام اللہ خان یقین

مرے تابوت پر حاجت نہین پھولونکی چادر کی ۔ کہ میری نعش پر وہ سرو گل اندام سینچے گا
خراب مجھکو نہ کر جان آشنا کہکر ۔ برا کرے ہو کسو سے کوئی بھلا کہکر

عمر تخلص معتبر خان دکھنی شاگرد ولی منصبداران شاہی مین سے تھے

قطعہ

بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو ۔ کیا اسیرون کو مار ڈالو گے
ایک رسوا بہت ہے شہرت کو ۔ جمع کر کیا اجار ڈالو گے

عمر تخلص منشی پلٹن انگریزی محمد عمر خان باشندۂ جالندھر مقیم میرٹھ بیشتر فارسی کہتے ہین

ہو رنگین دلان سے ہون مین شہید ۔ میرا مرقد ہو سنگ مرمر کا

عنایت تخلص عنایت علی خان برادر خورد عباس علی خان بیتاب تخلص اپنے فارسی شعر امام بخش صہبائی کو اور اردو اشعار میر حسین تسکین کو دکھلاتے تھے

مین اوسکے دوش سے محفل مین تک لپٹ گیا ۔ تو یہ بھی دیکھ کے اغیار بے حیا نہ اوٹھے

عندلیب تخلص لالہ گوبند سنگھ دہلوی مصنف نقد نغمۂ عندلیب شاگرد امیر حسن خان بسمل اندنون کلکتہ مین رہتے ہین نسخہ نغمہ عندلیب نظر سے گزرا

عرش سے فرش تلک فرش سے افلاک تلک ۔ جسطرف جاے نظر جلوہ ہے اوسکا پیدا

عیار تخلص سید تراب علی باشندۂ پرگنہ الہ آباد مین منصفی کرتے تھے

سر کون ہے کہ تیغ ستم سے قلم نہین ۔ وہ دل ہے کونسا کہ ترا جسمین غم نہین

عیاش تخلص میر یعقوب علی لکھنوی بیشتر مرثیہ کہتے تھے

خنجر بیداد کو سنگ فسان پر تیز کر ۔ وقت قتل اتنا ترحم مجھ پہ ای خونریز کر
پیر میخانہ یہی کہتا ہے ہر اک رند کو ۔ صحبت زاہد سے جتنا ہو سکے پرہیز کر

عیاش تخلص خیالی رام کایتھ دہلوی شاگرد نصیر

جام ہے ہاتھ مین اور شیشہ ہے زیر بغل ۔ نہین عیاش کو اب بزم خرابات سے چھوٹ

عیاش تخلص غلام جیلانی خان فرزند غازی الدین خان بہادر شاگرد جرأت

اٹھا ہے ابر زور زمین سبزہ زار ہے — ساقی جو تو ہی آئے تو کیا ہی بہار ہے
گنتا ہون دم فراق مین تیری مرو لیئے — ہر رات تیرے ہجر کی روز شمار ہے

عیاش تخلص سید محمد جعفر شاگرد جلیل

جل گئے خاک ہوئے اپنا یہ نقشا ٹھہرا — شعلۂ طور جو اون کا رخ زیبا ٹھہرا
زہر کھاؤ گے شب ہجر کہ کاٹو گے گا — ہنس کے کہدو جو ہو عیاش ارادہ ٹھہرا
کسدن ہوا نہ آگ پیام وصال پر — جیتا [illegible] ان چھٹرین نہ رخ آتشین سی کب

عیاش تخلص شیخ مدار بخش زمیندار موضع [illegible] پور ضلع الہ آباد

دن کو آتا ہے نظر وہ مہ خوبی عیاش — کہو ان کیونکر اثر نالۂ شبگیر نہین

عیاش تخلص نواب شہریار مرزا خلف نواب [illegible] مرزا عرف مرزا سنبلیتا پوری مقیم لکھنو شاگرد میر وزیر صبا

لے سے چلے ہم ہوس عشرت دنیا دل مین — رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین
کعبۂ دل کو نہ ڈھاؤ نہ یہ آفت توڑو — اے بتو کچھ تو کرو خوف خدا کا دل مین

عیاش تخلص مرزا کلب علی خان بہادر ڈپٹی کلکٹر ضلع پرتاب گڑھ بن مرزا کلب حسین خان بہادر نادر تخلص انسے لکھنو مین ملاقات ہوئی تھی

مردہ بنا گئی مجھے ناحق جلا کے آپ — کیا کر گئے یہ قبر کو ٹھوکر لگا کے آپ
دل لیگئے مرا رخ روشن دکھا کے آپ — سب ہے ظلم جوری کرتے ہین مشعل جلا کے اب

عیان تخلص غالب علی خان فارسی بیشتر کہتے تھے

چمن مین جب کبھو مین نالہ و فریاد کرتا تھا — مری کس کس طرح سے دلبری صیاد کرتا تھا

عیان تخلص مرزا ہاشم علی ولد مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

خوش ادائون کے ہمیشہ ناز اوٹھایا چاہیے — جب وہ روٹھین پاؤن پڑ پڑ کے منایا چاہیے

عیش تخلص مرزا محمد عسکری خلف مرزا علی نقی شہر امین جہانگیر نگر عرف ڈھاکہ باشندۂ دہلی مقیم مرشد آباد شاگرد قدرت اللہ قدرت جس صاحب تذکرہ نے انکا تخلص عسکری لکھا ہے غلطی کی ہے

جو خوش طالع کہ شادی مرگ تیرے وصل مین ہونگے — نہین وہ روز محشر کو بھی تا مقدور اوٹھینگے

عیش تخلص خدابخش

جب سے دیکھا ہے تمہارے چہرۂ پرنور کو | اکر مک شب تاب سمجھا ہون چراغ طور کو

عیش تخلص مرزا حسین رضا لکھنوی شاگرد میر سوز

وہ اگر آئے پشت بام کہین | مین بھی کر لون اوسے سلام کہین
کیا ہے یہ قطرہ قطرہ دے ساقی | ایک باری تو بھر کے جام کہین

عیش تخلص میر علی حسین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد و داماد خواجہ وزیر

فرہاد و قیس لیلی و شیرین کو بھول جائیو | دے دون اگر مین یار کی تصویر ہاتھ مین
تیغ نگاہ ناز سے کیجے مجھے شہید | کیون آپ لے کے آئے ہین شمشیر ہاتھ مین

عیش تخلص حکیم آغا جان باشندۂ دہلی

مانا کہ ستم کرتے ہین معشوق مگر آپ | جو مجھ پہ روا رکھتے ہین ایسا نہین ہوتا
کہتا ہے کوئی شعلۂ جوالہ کوئی برق | اس دل پہ گمان لوگو کیا کیا نہین ہوتا
اک زلف کا بل ہو تو کہون سیکڑون ہین | پیشانی سے ابرو تلک ابرو سے کمر تک
افشائے راز عشق کے باعث تمہین تو ہو | سو پیچ بیان ہین تمہارے حجاب مین

عیش تخلص راے عزت سنگھ منشی دفتر خانہ خالصہ شریفہ باشندۂ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و شاہ نصیر دہلوی

رہے جب تک کہ نیچے تھا زمین پر شور محشر کا | بنی کی کیا فلک پر اب نگاہ یار اونچی ہے
نہ ہو پست و بلند دہر سے غافل تو اے منعم | کہین نیچے کہین یہ راہ ناہموار اونچی ہے

عیش تخلص نواب محمد مرزا خلف شوکت الدولہ علی مرزا بہادر نیشاپوری باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر دوست علی خلیل

ساتھ سونے کی ہے مدت سے تمنا دل مین | کہہ دیا ہمنے مری جان جو کچھ تھا دل مین
مشک نافہ مین بھلا تل کو ترے کیا کہتا | بات پہلے ہی سمجھ لیتے ہین دانا دل مین

عیش تخلص شیخ ابو محمد فاروقی ولد شیخ نور اللہ قرابت دار قاضی امین اللہ جلجوی شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

ہرگز نہین ہے پاس سخن اوسکو آج کل
کیا فائدہ ستے دیوین جو ہم ہاتھ ہاتھ مین

ڈہالے ہین سانچے مین صانع نے تمہارے ہاتھ پاؤن
ہین خوش اسلوب اور نازک واہ وا رے ہاتھ دہان

عیش تخلص حافظ الٰہی بخش خلف شیخ اللہ دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد امداد حسین بلہور

خود بخود دل ہے چاک چاک اپنا
عشق ہے اوسکو کسکے خنجر کا

شب فرقت شب مصیبت ہے
روز ہجران ہے روز محشر کا

عیش تخلص مرزا اسیتا خلف مرزا امداد حسین باشندہ گڑہی میر نعیم خان متعلق لکہنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بہیجے تہے راقم نے انکو کلکتہ مین مشاعرہ مین دیکہا ہے شعر اچہا کہتے ہین

شمع سان رکہتے ہین ہم عشق مین ای یار قدم
سر بہی کٹجا سے تو ہٹتے نہین زنہار قدم

وہم عارض سے گلون کو ہین بچا کر چلتے
باغ مین رکہتے ہین ہم ہونک کی ہر بار قدم

یون تراز ار ہے ہر گام پہ آہن بہر تا
رکہتے ہین جیسے عصا ٹیک کے بیمار قدم

کشاکش یاد گیسو مین عیان تہی ہر رگ تن سے
بتاؤن کیا شب ہجران کٹی ہے کیسی الجہن سے

نظر آتے ہین صحرا ئے جنون کے رنگ گلشن سے
عجب وحشت نمایان ہے گلون کی چاک دامن سے

اثر سوز جنون کا کوئی مانی سے ذرا پوچھے
چراغ آسا مری تصویر جل اوٹہتی ہے روغن سے

دکہا دو تم جو حسن کعبۂ رخ دیر مین جا کر
صدا تکبیر کی پیدا ہو ناقوس برہمن سے

عیان ظلم خزان ہے بولتا ہے خون بلبل کا
صدائین ہائے گل کی آرہی ہین صحن گلشن سے

عیش تخلص ہوالا پرشاد عملۂ پولیس فرخ آباد بن لالہ کنکا پرشاد

کچہ دور نہین غیر سے چہپکر جو وہ آئین
بیباک ہین چالاک ہین کیا کر نہین آتا

کسکی قسمت کا خدا جانے ستارا چمکا
باہر و آپ کہان رات کو مہمان رہے ہے

سلسلہ گیسوے جانان کا جنون مین چہٹا
ہتکڑی ہاتہ مین ہے پاؤن مین زنجیر ہی ہے

عیشی تخلص طالب علی خان ولد علی بخش خان لکہنوی شاگرد مرزا قتیل بعضے تذکرہ والون نے انکو مصحفی کا شاگرد بہی لکہا ہے انسے دیوان فارسی و ریختہ و مجموعہ نثر و سرو چراغان یادگار ہین شعر انکے اچہے ہوتے ہین

کون پابند جنون فصل بہاران مین نہ تھا | اس برس تنگ جوانی تھا جو زندان مین نہ تھا
دل گرفتہ ہون کرو نکاہو کے مین آزاد کیا | مجھ کو یکسان ہے چمن کیا خانۂ صیاد کیا
زخم کاری جسم پر کشتون کے جان تازہ ہے | آب حیوان مین بجھا ہے خنجر جلاد کیا
کیا کہون آتش عنانی اوسکے گھوڑے کی نگہ | برق جا ہی نعل رکھتا ہے وہ توسن زیر پا
ڈبوئین اونگلیان کس بیگنہ کے خون مین تو نے | کہ جسکا رنگ ہے رشک گل شاداب ناخن پر
سخن اوسکے عجائب لطف لکنت مین کھاتے ہین | نزاکت سے زبان پر حرف کیا کیا لڑکھڑاتے ہین
تن تنہا سبادا منزل ہستی مین رہ جاؤ | اوٹھو غیشی عدم کو قافلے یارون کے جاتے ہین
مین نے غیشی سے جو پوچھا دل پر خون کا حال | اک صراحی مئے گلگون کی بھری دکھلائی

حرف غین معجمہ

غازی تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

تعین مژدہ ہے دیوانو مقرر سیر بہار آئی | کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

غافل تخلص میر سید محمد خوشنویس صاحب مفتاح اللغات و ترجمۂ لیلاوتی مدرسہ دہلی زبان اردو اور ناگری کے مدرس تھے

کھانے کو غم جہان مین باقی نہین رہا | پینے کو ایک قطرۂ خون جگر نہین

غافل تخلص میر محمد علی دکھنی شاگرد قدرت اللہ قدرت

چشم کو تجھ بن عجب کچھ برات بیخوابی رہی | اک قلق جی کو رہا اور دل کو بیتابی رہی
جبتلک جیتے رہے جاری رہے انکھو نسی اشک | بعد مرنیکے بھی مدت تک یہ سیلابی رہی

غافل تخلص مولوی عبد الرحیم ولد نور محمد باشندۂ بیرووال ضلع امرتسر

مضطر تو کوئی تشنی نہین بسمل کے برابر | پر اوسمین تڑپ کب ہے مرے دل کے برابر

غافل تخلص مرزا مغل لکھنوی

یہان مرگ ہے جینا ہے یہان ہجر دہی در ساقی | عاشق ترا سنت کش کب ہووے مسیحا کا
بلبل چمن مین کہتی ہے سر اپنا مار کے | بل مارنے مین جاتے رہے دن بہار کے

غافل تخلص راے سنگھ باشندۂ دہلی حساب مین اچھی مہارت رکھتے تھے

وصف کرتا ہے اون لبون کا جب — غافل اوسوقت لعل اوگلتا ہے

غافل تخلص بختاور سنگھ مرادآبادی

بیمار عشق کی نہ دوا ہو طبیب سے — مرجائے یا جیئے کوئی اپنے نصیب سے

غافل تخلص منور خان مرحوم باشندۂ لکھنو ولد صلابت خان رفیق فقیر محمد خان گویا شاگرد غلام ہمدانی مصحفی صاحب دیوان گزرے

کام آیا نہ برے وقت کوئی اے غافل — نہین معلوم یہ اپنے ہین کہ بیگانے ہین
نوا سنج چمن رہتے نہ تکلیف فغان مجھکو — برنگ شعلہ گر وہ جانتے آتش زبان مجھکو
یاد گیسو مین اولجھتا ہے سرشام سے دل — رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے
دیدنی کارگاہ صنعت ہے — بت ہے جو ہیان خدا کی قدرت ہے

غالب تخلص مخدوم اعظم نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ معروف بہ میرزا نوشہ خلف عبد اللہ بیگ خان اولاد مین افراسیاب کے ہین مولد انکا اکبر آباد مسکن دہلی طبیعت انکی بہت دشوار پسند ہے اشعار فارسی انکے اشعار ظہوری ترشیزی و میرزا عبد القادر بیدل کے ہم پہلو ہوتے ہین اشعار اردو مین بھی یہی انداز ہے اوائل مین اردو غزلون مین اسد تخلص کرتے تھے بڑا عرصہ گزرا کہ کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا کلیات انکا نظر سے گزرا ۱۲۸۵ بارہ سو پچاسی ہجری مین انتقال کیا

کہتے ہو نہ دینگے ہم دل اگر پڑا پایا — دل کہان کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا
شور پند ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا — آپ سے کوئی پوچھے تمنے کیا مزا پایا
بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل — جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا
مین نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹون — وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا
مرگیا صدمۂ یک جنبش لب سے غالب — ناتوانی سے حریف دم عیسی نہ ہوا
گو نہ سمجھون اوسکی باتین گو نپاؤن اوسکا بھید — پر یہ کیا کم ہے کہ مجھسے وہ پریپیکر کھلا

منہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہین
در پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا
کی مرے قتل کے بعد اوسنے جفا سے توبہ
حیف اوس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
تیرے وعدہ پہ جیئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجاہل پیشگی سے مدعا کیا
تھی خبر گرم کہ غالب کے اوڑینگے پرزے
سے تو یون سرتے مین اوسکے پاؤنکا بوسہ مگر
وائے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہ ہو
جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو
ہے خبر گرم اونکے آنے کی
مین اور بزم مے سے یون تشنہ کام آؤن
ہوا جب غم سے یون بیحس تو غم کیا سر کے کٹنے کا
ہوئی مدت کہ غالب مرگیا پر یاد آتا ہے
دل دیا جانکے کیون اوسکو وفادار اسد
ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا
پکڑے جاتے ہین فرشتونکے لکھے پر ناحق
رشک کہتا ہے کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف
ذکر اوس پریوش کا اور پھر بیان اپنا
مے وہ کیون بہت پیتے بزم غیر مین یارب
تا کرے نہ غمازی کرلیا ہے دشمن کو
ہم کہان کے دانا تھے کس ہنر مین یکتا تھے

زلف سے بڑھکر نقاب اوس شوخ کے منہ پر کھلا
جتنے عرصہ مین مرا لپٹا ہوا بستر کھلا
ہاے اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا
جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا
کہ خوشی سے مرنجاتے اگر اعتبار ہوتا
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا
کہان تک اے سراپا ناز کیا کیا
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا
ایسی باتون سے وہ کافر بدگمان ہوجائیگا
اب تلک تو یہ توقع ہے کہ وہان ہوجائیگا
اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا
آج ہی گھر مین بوریا نہ ہوا
اگر مین نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا
نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یون ہوتا تو کیا ہوتا
غلطی کی کہ جو کافر کو مسلمان سمجھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عنان گیر بھی تھا
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا
عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کسکا آشنا
بنگیا رقیب آخر تھا جو رازدان اپنا
آج ہی ہوا منظور اونکو امتحان اپنا
دوست کی شکایت مین ہمنے ہمزبان اپنا
بے سبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا

جور سے باز آئے پر باز آئین کیا
لاگ ہو تو اوسکو ہم سمجھین لگاؤ
پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے
یوہم مریض عشق کے بیمار دار ہین
غم سے مرتا ہون کہ اتنا نہین دنیا مین کوئی
وہ آرہا مرے ہمسایہ مین تو سایہ سے
یارب وہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے مری بات
مرتا ہون اس آواز پہ ہرچند سر اوڑجائے
اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے
جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملینگے
دل سے نکلا پہ نہ نکلا دل سے
مرگیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہے ہے
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
لون وام بخت خفتہ سے اک خواب خوش ولے
کی وفا ہم سے تو غیر اوسکو جفا کہتے ہین
اگلے وقتون کے ہین یہ لوگ انھین کچھ نہ کہو
مہربان ہوکے بلا لو مجھے چاہو جسوقت
ضعف مین طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے
زہر ملتا ہی نہین مجھکو ستمگر ورنہ
دھول دھپا اوس سراپا ناز کا شیوہ نہین
ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز
مت مردمک دیدہ مین سمجھو یہ نگاہین
راز معشوق نہ رسوا ہوجائے

کہتے ہین ہم تجھکو منہ دکھلائین کیا
جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائین کیا
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا
اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج
کرے تعزیت مہر و وفا میرے بعد
فدا ہوئے در و دیوار پر در و دیوار
دے اور دل اونکو جو نہ دے مجھکو زبان اور
جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور
کشتہ ناز کہ خون دو عالم میری گردن پر
کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور
ہے ترے تیر کا پیکان عزیز
بیٹھنا اوسکا وہ آکر تری دیوار کے پاس
خاک ہوجائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک
غالب یہ خوف ہے کہ کہان سے ادا کرون
ہوتی آئی ہے کہ اچھون کو برا کہتے ہین
جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہین
مین گیا وقت نہین ہون کہ پھر آبھی نہ سکون
بات کچھ سر تو نہین ہے کہ اوٹھا بھی نہ سکون
کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکون
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن
نا مہربان نہین ہے اگر مہربان نہین
ہین جمع سویدا اسے دل چشم مین آہین
ورنہ مرجانے مین کچھ بھید نہین

کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ ؛ ہمکو جینے کی بھی امید نہین

مجھ تک کب اونکی بزم مین آتا تھا دور جام ؛ ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب مین

لاکھون لگاو ایک چرانا نگاہ کا ؛ لاکھون بناو ایک بگڑنا عتاب مین

غالب چھٹی شراب پر اب بھی کبھی کبھی ؛ پیتا ہون روز ابر و شب ماہتاب مین

جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار ؛ اے کاش جانتا نہ تری رہگذر کو مین

ہے کیا جو کس کے باندھیے میری بلا ڈرے ؛ کیا جانتا نہین ہون تمہاری کمر کو مین

ذکر میرا بہ بدی بھی اوسے منظور نہین ؛ غیر کی بات بگڑ جاے تو کچھ دور نہین

مین جو کہتا ہون کہ ہم لینگے قیامت مین تمہین ؛ کس رعونت سے وہ کہتے ہین کہ ہم حور نہین

عشق و مزدوری عشرت گہ خسرو کیا خوب ؛ ہم کو تسلیم نکونامی فرہاد نہین

کیون گردش مدام سے گھبرا نہ جاے دل ؛ انسان ہون پیالہ و ساغر نہین ہون مین

یارب زمانہ مجھکو مٹاتا ہے کس لیے ؛ لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہون مین

نیند اوسکی ہے دماغ اوسکا ہے راتین اوسکی ہین ؛ تیری زلفین جسکے بازو پر پریشان ہوگئین

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج ؛ مشکلین مجھ پر پڑین اتنی کہ آسان ہوگئین

ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہے ؛ دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین

شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبال دوش ؛ صحرا مین اے خدا کوئی دیوار بھی نہین

اس سادگی پہ کون نہ مرجاے اے خدا ؛ لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین

دل ہے تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون ؛ روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستاے کیون

حسن اور اوسپہ حسن ظن رہ گئی بوالہوس کی شرم ؛ اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزماے کیون

ہان وہ نہین خدا پرست جاؤ وہ بیوفا سہی ؛ جسکو ہو دین و دل عزیز اوسکی گلی مین جاے کیون

مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی ؛ سنکے ستم ظریف نے مجھکو اوٹھا دیا کہ یون

شب کو کسیکے خواب مین آیا نہ ہو کہین ؛ دکھتے ہین آج اوس بت نازک بدن کے پاؤن

وہان اوسکو ہول دل ہے تو یہان مین ہون شرمسار ؛ یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو

جانکر کیجے تغافل کہ کچھ امید بھی ہو ؛ یہ نگاہ غلط انداز تو سم ہے ہمکو

جب سکندہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید
کہا تم نے کہ کیون ہو غیر کے ملنے مین رسوائی
غلط ہے جذب دل کا شکوہ دیکھو جرم کسکا ہے
مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
مرے دلمین ہے غالب شوق وصل و شکوۂ ہجران
غالب ترا احوال سُنا دینگے ہم اون کو
کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہین دیا
لیتا نہین میرے دل آوارہ کی خبر
قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالین گے
صحبت مین غیر کے نہ پڑی ہو کہین یہ خو
ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہین
غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے
نقش کو اوسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہے
گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے با اینہمہ
یار از ملنے نے اسد اللہ خان تمہین
ہو چکین غالب بلائین سب تمام
کعبہ کس منہ سے جاؤگے غالب
ہمکو اوس سے وفا کی ہے امید
مین نے مانا کہ کچھ نہین غالب
اپنا نہین وہ شیوہ کہ آرام سے بیٹھین
کی ہمنفسون نے اثر گریہ مین تقریر
اوس انجمن ناز کی کیا بات ہے غالب

مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو
سچ کہتے ہو سچ کہتے پھر کہیو کہ ہان کیون ہو
کھینچو گر تم اپنے کو کشاکش درمیان کیون ہو
یک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے
خدا وہ دن کرے جو اوس سے مین بھی کہون وہ بھی
وہ سنکی بلائین یہ اجارا نہین کرتے
بس چپ رہو ہمارے بھی منہ مین زبان ہے
ابتک وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے
کچھ نہین ہے تو عداوت ہی سہی
بے نیازی تری عادت ہی سہی
دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے
بھولے سے اوسنے سیکڑون وعدہ وفا کیے
گر حیا بھی اوسکو آتی ہے تو شرما جائی ہے
کھینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کھنچتا جائے ہے
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اوس محفل مین ہے
وہ ولولے کہان وہ جوانی کدھر گئی
ایک مرگِ ناگہانی اور ہے
شرم تم کو مگر نہین آتی
جو نہین جانتے وفا کیا ہے
مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے
اوس در پہ نہین بار تو کعبہ ہی کو ہو آئے
اچھے رہے آپ اوس سے مگر مجھکو ڈبو آئے
ہم بھی گئے وہان اور تری تقدیر کو رو آئے

یون ہی دکھ کسی کو دینا نہین خوب ورنہ کہتا
بوسہ دیتے نہین اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ
ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق
ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو
عشق نے غالب نکما کر دیا
کب وہ سنتا ہے کہانی میری
قدر سنگ سرِ رہ رکھتا ہون
دہن اوسکا جو نہ معلوم ہوا
کر دیا ضعف نے عاجز غالب
اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور
اوس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان
چاہیے اچھون کو جتنا چاہیے
منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید
چاہتے ہین خوبرویون کو اسد
غیر پھرتا ہے لیے یون ترے خط کو کہ اگر
اس نزاکت کا برا ہو وہ بھلے ہین تو کیا
بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اوٹھائے نہ اوٹھے
پلا دے اوک سے ساقی جو ہمسے نفرت ہے
اسد خوشی سے مرے ہاتھ پاؤن پھول گئے
درپردہ اونھین غیر سے ہے ربط نہانی

کہ مرے مدد کو یارب ملے میری زندگانی
جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے
دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی
تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے
کاشکے تم مرے لیئے ہوتے
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے
اور پھر وہ بھی زبانی میری
سخت ارزان ہے گرانی میری
کھل گئی ہیچمدانی میری
ننگ پیری ہے جوانی میری
دل مین نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کے
شوق فضول و جرأت رندانہ چاہیے
یہ اگر چاہین تو پھر کیا چاہیے
ناامیدی اوسکی دیکھا چاہیے
آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے
کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے نہ بنے
ہاتھ آوین تو اونھین ہاتھ لگائے نہ بنے
کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے
پیالہ گر نہین دیتا نہ دے شراب تو دے
کہا جو اونسے ذرا میرے پاؤن داب تو دے
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردہ نہین کرتے

دیا ہے دل اگر اوسکو بشر ہے کیا کہئے
ہوا رقیب تو ہو نامہ بر ہے کیا کہئے

یہ ضد کہ آج نہ آوے اور آئے بن نہ رہے
قضا سے شکوہ ہمین کسقدر ہے کیا کہئے

سمجھ کے کرتے ہین بازار مین وہ پرسش حال
کہ یہ کہے کہ سر رہگذر ہے کیا کہئے

خدایا جذبۂ دل کی مگر تاثیر الٹی ہے
کہ جتنا کھینچتا ہون اور کھنچتا جاوے ہے مجھسے

قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہمسفر غالب
وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جاوے ہے مجھسے

کیا تعجب ہے کہ اوسکو دیکھکر آجاوے رحم
وہان تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دے مجھے

گو ہاتھ کو جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

نہ کہو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہین
مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو بجا کہئے

رونے سے اور عشق مین بیباک ہو گئے
دھوئے گئے ہم اتنے کہ بس پاک ہو گئے

اس رنگ سے اوٹھائی کل اوسنے اسد کی نعش
دشمن بھی جسکو دیکھکے غمناک ہو گئے

بک رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

تمھاری طرز و روش جانتے ہین ہم کیا ہے
رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے

کہان میخانہ کا دروازہ غالب اور کہان واعظ
پر اتنا جانتے ہین کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

ناکردہ گناہون کی بھی حسرت کی ملے داد
یا رب اگر ان کردہ گناہون کی سزا ہے

بیگانگی خلق سے بیدل نہ ہو غالب
کوئی نہین تیرا تو مری جان خدا ہے

اک خون چکان کفن مین کروڑون بناؤ ہین
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدون پہ حور کی

واعظ نہ تم پیو نہ کسیکو پلا سکو
کیا بات ہے تمہارے شراب طہور کی

کیا فرض ہے کہ سبکو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کرین کوہ طور کی

ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہ جانے
شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے

وہ زندہ ہم ہین کہ ہین روشناس خلق اے خضر
نہ تم کہ چور بنے عمر جاودان کے لیے

گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئے
اوٹھا اور اوٹھکے قدم مین نے پاسبان کے لیے

ہے ہے خدا نخواستہ وہ اور دشمنی
اے شوق منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے

تم اپنے شکوہ کی باتین نہ کھود کھود کے پوچھو
حذر کرو مرے دل سے کہ اسمین آگ دبی ہے

رحم کر ظالم کہ کیا بود چراغ کشتہ ہے — نبض بیمار وفا دود چراغ کشتہ ہے
دی مجکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر — کچہ تجہ کو مزا بہی مرے آزار مین آوے
زندگی مین تو وہ محفل سے اوٹھا دیتے تھے — دیکھون اب مرگئے پر کون اوٹھاتا ہے مجھے

غالب تخلص نواب اسد اللہ خان دہلوی مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت کی تھی

عجب کیا ہے اگر انگر گرے اب میری آنکھون سے — کہ رونا ہے دل پر سوز آتش بار پہلو مین

غالب تخلص انور علی ملازم نواب فیض محمد خان والی ججہر

کام تو سو طرح نکل آئے — کوئی جانے جو مدعائے دل

غالب تخلص مکرم الدولہ بہادر بیگ خان خلف نیاز بیگ خان متوطن توران باشندہ دہلی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت شعر فارسی بہی کہتے تھے سنہ ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا

رہتے ہین آینہ سے ہمیشہ دوچار آپ — تنہا ہی لوٹتے ہین یہ ساری بہار آپ
اے آہ ذرا خدا سے ڈر کر — دل مین تو بتون کے ٹک اثر کر
بجلی کے چمکنے سے ہے احسان — شب چہاتی سے لگ گئے وہ ڈر کر
نیمہ کے بند وا کر ساغر کو تو پیا کر — عالم شباب کا ہے اور بے حجابیان ہین
قصۂ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے — یہان تلک روئے کہ اونکو بہی دلایا ہمنے

غالب تخلص غالب علی خان نبیرۂ دوندی خان باشندہ دہلی تبریز و رآ دہگر

جان بلب ہین تری اس تیغ تبسم کے بیمار بہت — تیر مژگان سے ہوئے ہین جگر افگار بہت

غالب تخلص مرزا امان علی خان عظیم آبادی مؤلف اردو قصۂ امیر حمزہ شاگرد قتیل مدت تک ڈپوٹی کلکٹر تھے بہت دنون سے کلکتہ مین سکونت اختیار کی ہے شعر فارسی بہی کہتے ہین پہلے قوم ہنود سے تھے پھر مشرف باسلام ہوئے انسے چندر نگر عرف فرانسڈانگا مین ملاقات ہوئی تھی انکا قصۂ امیر حمزہ نظر سے گزرا

آینہ مین آپ نے دیکھا جو روے آتشین — پڑ گئین چنگاریان گویا سراسر آب مین

بن گئے لعل و گہر اشک دل افگار و سنگے ۔۔۔ دیدۂ خونبار خزانے ہوئے فوار ون کے

خنجر مژگان کی دکھلا آج برانی مجھے ۔۔۔ آئینہ تجھکو مبارک چشم حیرانی مجھے
سلطنت سے ہے کہین غالب میسر ہو اگر ۔۔۔ آستان سرور عالم کی دربانی مجھے

غبار تخلص سید علی نقی بن سید نیاز علی ڈپوٹی کلکٹر مرادآباد شاگرد محمد عسکری انکے

وہ گر رہے تھے شکایت یہ کل رقیبون سے ۔۔۔ کیا زمانے مین رسوا غبار نے ہم کو

غبار تخلص منشی کنہیا لال ابن منشی مشتاق راے باشندۂ ضلع بلند شہر

دیکھیے کیا آفت تازہ ہمارے سر پہ آئے ۔۔۔ رات بھر عشق و جنون مین مشورہ باہم ہوا

غربت تخلص حکیم غلام نبی رامپوری شاگرد حضرت رافت صاحب دیوان گذرے

بس از پیام اجل یار کا پیام آیا ۔۔۔ سلامتی گئی اپنی تو جب سلام آیا

عکس رخ اوسکا سمجھ کر آینہ پر آینہ ۔۔۔ توڑتا ہے آینہ گر آینہ پر آینہ
عہد مین تیرے اگر ہوتا تو اسے قیم آئینہ رو ۔۔۔ بھیجتا تجھکو سکندر آینہ پر آینہ

غربت تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

گھر چھٹا شہر چھٹا لیک نہ چھوٹا غم عشق ۔۔۔ ہم تو غربت کے اسی بات سے دیوانے ہوئے

غریب تخلص شیخ نصیر الدین احمد وطن انکا کشمیر مولد دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے

حال دل شوریدہ کہون کس سے غریب ۔۔۔ وہ درد نہین جسکے طبیبو نسے دوا ہو

غریب تخلص میر محمد تقی دہلوی ملازم نواب میر محمد قاسم خان

الہی مت کسیکو پیش درد انتظار آوے ۔۔۔ ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جبتک کہ یار آوے

غریب تخلص محمد زمان

تیرے بغل مین دل یہ جو یہ داغ ہی غریب ۔۔۔ حسرت چمن کی کا ہے کو یہ باغ ہی غریب

غریب تخلص غریب اللہ باشندۂ شاہ آباد شاگرد مومن خان انگریزی پلٹن کے منشی تھے

انکو دل دیکے کوئی کیا خوش ہو ۔۔۔ دلربا دلبری نہین کرتے
خضر و عیسے و جام آب حیات ۔۔۔ لب سے کچھ ہمسری نہین کرتے

غضنفر تخلص سید ابن حیدر خلف مولوی علی حیدر باشندۂ فرخ آباد

وصل کی رات لبون تک جو مری جام آگیا
میرے دل کو بھی سرور اوس بت خونخوار سے

غضنفر تخلص غضنفر علی خان لکھنوی ولد غلام حسین خان کڑوڑا شاگرد جرات شعر انکے اچھے ہوتے ہین

کہتا تھا اس مریض کو کل وہ سُنا سُنا
کردے معاف کوئی کسی کا کہا سُنا

تھی زبان بیمار کی تیرے جو وقت نزع بند
تو دم مردن کچہ آنکھون مین اشارا کرگیا

تا دم زیست نہ اوس شوخ کا در چھوڑونگا
آخر اک روز مین اپنا اوسے کر چھوڑونگا

جھانکا کسی نے در سے جو گردن نکال کر
ششدر سا رہگیا مین کلیجا سنبھال کر

تصور مین ہو اوس سے دو بدو ہم
کیا کرتے ہین پہرون گفتگو ہم

کھینچی دیکھی جو کل تصویر مجنون
تو گویا بیٹھے ہین بس ہو بہو ہم

دن کو فرصت نہین تو آئے بیاری شب کو
ہم تو آ سکتے نہین غیر کے مارے شب کو

لایا یوسف کا مصور جو دکھانے نقشہ
لگے اوس نقشہ سے اپنا وہ ملانے نقشہ

وائے اے بلبل نالان کہ چمن چھوٹے ہے
ہائے اے مرغ گلستان کہ وطن چھوٹے ہے

جان تجھکو بھی جدائی مری آسان نہین
جی کو سختی ہے کہ جسوقت وطن چھوٹے ہے

غفلت تخلص و نام اخوند غفلت رام پوری شاگرد حافظ شیرانی طالب و خواہر زادۂ کرم خان شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گزرے انکے بیشتر اشعار مین مرنے کا مضمون ہوتا ہے

کرتا تھا ہی تیشہ فرہاد کئی دن سے
لو سور ہو جاگے ہو فرہاد کئی دن سے

سکندر آسے زمین ناپنے جو تا لب گور
صدا یہ کان مین آئی وہان تربت سے

بس اب نہ کیجے کلام درس سے پیمایش
یہان کی ہوگی مساحت جریب قامت سے

ق

غفور تخلص محمد غفور کشمیری کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہتے تھے

آجاے غفور تجہ نہ آفت
تم قبر سے جلد گھر سدہارو

غلام تخلص راجۂ گوپال ناتھ خلف مہاراجہ رام ناتھ دہلوی تخلص بہ ذرہ

شاہ عالم بادشاہ کے مقربون مین تھے

جو ہمبستر کبھو ہم ہون غلام اوس عصبورت کے | نہ لین والله تا روز قیامت دوسری کروٹ
خط دے کہ نہ دے گوش بر آوازہین ہم | مژدہ تو ہمین یار کے آنے کا سنا دے

غلامی تخلص شاہ غلام محمد معاصر حاتم باشندۂ دہلی

کل جسکی نظر تیری سی گزری مرے دل سے | پھر آج وہی در سے قاتل نظر آیا

غلامی تخلص غلام محی الدین دہلوی استاد راجہ کپورتھلہ راجہ نہال سنگھ [illegible]

گورا غلامی کھڑا نہ دیکھا جو مین نے آج | سن لیجیے گا گور مین بے اجل گیا

غلطان تخلص کریم بخش باشندۂ موضع کرانہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

جب نکلتے ہین طفل اشک تو پھر | سر پہ رو رو کے گھر اوٹھاتے ہین
آج تک مجھکو رہی آنے کی کل پر امید | اک قیامت ہے ترا وعدۂ فردا کیا

غم تخلص الف خان خلف محمد بخش خان رسالہ دار باشندۂ عرب سراے مقیم علیگڈھ کول بعض تذکرہ والے نے انکے والد کا نام اصالت خان رسالدار لکھا

زلف سے لاکھ پریشانی ہو پیدا کیا ہے | سر سلامت ہو تو اندیشۂ سودا کیا ہے
غم ترے اتنے قافل سے مرا جاتا ہے | تو اگر آئے تو اسمین ترا جاتا کیا ہے

غم تخلص میر محمد اسمعیل مرشد آبادی

مین ہون اور نالۂ شبگیر ہے الله الله | سنگدل کافر بے پیر ہے الله الله

غم تخلص علی خان ترک سوار ولد عبد الله خان باشندۂ کانپور شاگرد مولوی وحید الدین خان فرد

جوش مے گلرنگ سے مخمور ہین آنکھین | اے نرگس شہلا تری مخمور ہین آنکھین

غم تخلص مہتاب سنگھ کایتھ شاگرد شاہ نصیر باشندۂ دہلی پنجاب مین فوت کی

اک قطرۂ مے مین ہم سے ساقی ہو درگذر | ورنہ ہر اک کو تو نے سبو کے سبو دیے
صیاد بیخبر ہی رہا اور قفس مین ہاے | ٹکرا کے سر کو بلبل ناشاد مرگئی

غمخوار تخلص مرزا محمد علی بیگ لکھنوی

رسوا ہوا ہون جیسے میں اوس کجکلاہ کا — لیتا نہین ہے نام کوئی اوسکی چاہ کا
وصل کی شب گزر گئی پل مین — رنگ فق ہوگیا سحر کو دیکھہ

غمگین تخلص میر سید علی خلف سید محمد دہلوی برادر و شاگرد نظام الدین احمد قادری ناظم صوبہ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین

مضطرب تھا دل اپنا جون پارا — آخر اوس شوخ نے جلا مارا
تونے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا — بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا
مہربان کوئی مرا جز غم دلدار نہین — حسن کا شعلہ کے سوا کوئی خریدار نہین
یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے — کہین مٹا ہے کندہ حرف بھی نگینے سے
گو سیہ بخت ہون پر سرمۂ بینائی ہون — جو کہ دیکھے ہے سو آنکھون سے لگاتا ہے مجھے

غمگین تخلص مولوی عبد القادر خان بہادر متوطن رامپور صدر الصدور مراد آباد فاضل بے بدل تھے گاہ گاہ فکر شعر کرتے تھے بعض تذکرہ والون نے انکا قادر تخلص لکھا ہے

جو مے رہے تو شیشہ جھکا کے ساقی نے — کہا یہ رندون سے تبجے سلام شیشے کا
بندے کو طلب ہووے تو سرکار مین آوے — خلوت مین نہ ہو حکم تو دربار مین آوے

غمگین تخلص میر عبد اللہ دہلوی خلف میر حسین تسکین رامپور مین انتقال کیا

وہ خبر ہی جانگزا تھی جسکو سنکر مرگیا — ورنہ اک تیشے سے ہوتا کام کیا فرہاد کا
آتے ذرا نہ اور تو مر ہی چلے تھے ہم — تمنے تو کہہ دیا کہ ہمین کچھ خبر نہین
کمی کرین جگر و دل تو کیا کرون یارب — لخت اودھر سے مجھے مژگان خونفشان کے لیے

غنا تخلص غلام محمد خان ابن بہادر خان متوطن اورنگ آباد ضلع بلند شہر

مسی مالیدہ لب غنا اوس کا — برگ سوسن نہین تو پھر کیا ہے

غنی تخلص شیخ عبد الغنی سہارنپوری

پڑتی ہے نظر جس پہ دم خشم بریدہ — بیان جھٹنے پہ گاہ بھی بیکار نہ پایا

غنی تخلص عبد الغنی ولد شیخ عبد الصمد کانپوری شاگرد مولوی ہادی علی اشک

جنت مین نہین ایسے کسی حور کے توے   اللہ نے بنائے ہین ترے نور کے توے
مین ایڑیان اوسوقت رگڑتا ہون زمین پر   یاد آتے ہین جب خواب مین اک حور کے توے

غنی تخلص مرزا عباس ولد مرزا احسن لکھنوی شاگرد مرزا محمد حسن شیدا

لگیا یہ تیر بڑا عاشق شیدا دل مین   رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین
کوچۂ یار مین تاراج ہوئی دولت دل   لٹ گیا مین عمل بادشہ تھا دل مین
کشتی مے سے مرا پار لگا دے بیڑا   آ سکے یا رب دل ساقی دریا دل مین

غنی تخلص غنی احمد جاجموئی باشندۂ کانپور ولد ابو محمد عیش خویش مولوی عباس علی
عاشق شاگرد میر علی اوسط رشک و شوکت

شوکت کے فیض سے ہوئی فکر غنی رسا   موزون کیے ہین شعر بہت حسب حال اب
چھوٹے ہی گالیون یہ تری کسقدر زبان   چھوٹے سے منہ مین ہے یہ بڑی فتنہ گر زبان
پریون کو بھی ملی نہین یہ نازنین جبین   ابرو ترے ہلال ہین ماہ مبین جبین

غنی تخلص ایک شخص باشندۂ شکوہ آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اگر کچھ زندگانی مین مزا ہے   تو ایام جوانی مین مزا ہے

غواص تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

ترا منہ دیکھ بلبل پھول سے بیزار ہو جاے   اگر گل تجھ تلک ہو پہنچے گلے کا ہار ہو جاے

حرف فا

فاخر تخلص مرزا جھجگا قوم مغل باشندۂ دہلی

دشت الفت مین خضر کا کیا کام   کوئی دیوانہ رہنما ہوتا
اب شکایت سے فائدہ فاخر   دیکھکر تم نے دل دیا ہوتا
تھا دلمین بوسہ سوتے مین لیجے یہ کیا ہین   سوئے نصیب یہ کہ وہ بیدار ہوگیا
آجاؤ تم وگرنہ تھمیگا نہ مجھسے دل   جاتی رہی ہے بات مرے اختیار سے
نہ کھلا غنچۂ دل باغ جہان مین فاخر   رہ گیا ایک صبا سے بھی یہ عقدا باقی

فارغ تخلص میر احمد خان دہلوی شاگرد و خلف اعظم الدولہ میر محمد خان سرور

خط لیکے نہ اوس سے جو مرے نامہ بر آئے
یہان شرم سے آنکے نہین اور لیئے گھر آئے

کیا چین سے جا قبر مین آرام کرونگا
دم بھر بھی اگر موت سے وہ پیشتر آئے

اپنے دیوانے کا تو شوق گرفتاری تو دیکھ
پاؤن مر کر بھی نہ نکلے حلقۂ زنجیر سے

فارغ تخلص شاہ فارغ باشندۂ بریلی مقیم موزمہ صاحب کمال تھے

ممکن نہین کہ حرف قضا ہو جبین سے دور
جب نقش ہو چکا نہین ہوتا نگین سے دور

فارغ تخلص مکند لال دہلوی شاگرد شاہ حاتم دین اسلام کو قبول کیا تھا بریلی مین رہتے تھے صاحب دیوان گزرے

جلا ہے سینے مین دل شمع وار ساری رات
بہا ہے آنکھون سے اشکون کا تار ساری رات

دور سے دیکھ مجھے چین بہ جبین ہوتا ہے
تا کہ کچھ کہہ سکون چل بے رکھائی تیری

فارغ تخلص میر علی حسین ولد میر نور روز علی باشندۂ لکھنؤ مقیم موچی کھولا شاگرد محب علی طوبے برادر عینی جمشید بیگم متوفۂ واجد علی بادشاہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

بلبل نہ بھول آشنا گلہاے بوستان کی
دو دن کے بعد ہونگے نالے تری [illegible]

آزاد کر قفس سے بلبل کو فصل گل ہے
کیون ظلم کر رہا ہے صیاد بے زبان کی

لڑکپن سے ہے تجھکو عشق ای بت خوبرویون کا
مچل جاتا تھا اچھی دیکھکر تصویر مٹی کی

فارغ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

قطرۂ اشک جو نکلا سو وہ گوہر نکلا
بعد مدت کے مری چشم کا جوہر نکلا

فاطر تخلص پیر بخش لکھنوی مخاطب بہ حمید الدولہ کوکۂ محمد علی شاہ پادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد حسن مرثیہ گو مذنب تخلص

ہم سمجھے تھے محبت مین بہل جائیگا دل
یہ نہ معلوم تھا رنگ اور ہی کچھ لائیگا دل

فائز تخلص کریم بخش محرر عدالت دیوانی میرٹھ ولد شیخ فتح علی ساکن انترولی داخل علیگڈھ شاگرد ہدایت علی اسیر

دیکھے جب بہزاد نے وہ دست و پا لا شبیہ | تھرتھرا بے اوسکے جا رون ری زر کے ہاتھ پاؤن

فائز تخلص منشی بختاور سنگھ خلف [illegible] مستوطن دہلی سر رشتہ دار فوجداری فرخ آباد

کیون نہ اسے فائز ہو قسمت کا ستارا اوج پر | وصل کا اوس مہ لقا نے رات کو وعدہ دیا

ہزار قامت رعنا کی پائی نکل اوسنے | مگر یہ چال کہان سرو جویبار مین ہے

فائز تخلص محمد عابد خان باشندہ [illegible] نو مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کس غضب کی چال ہے آہ کا عالم دیکھنا | کیا قیامت ہے لیا جاتا ہے عالم دیکھنا

قاصدا نازک فراجی کار ہی اوسکی چال | دے نہ دینا خط مرا جس وقت برہم دیکھنا

فائز تخلص ایک بزرگ ساکن کول خلف نظام الدین متوطن شبروار کا ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

کیا خطر ہے تابش خورشید محشر سے مجھے | آہ سوزان کا دھوان اک سائبان ہو جائیگا

خیر ہے فائز کہو تو کیا ہوا کیا حال ہے | کو بکو کسواسطے پھرتے ہو دیوانے سے آج

فائز تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کل ملیگا وہ گلے غیرون کے یہ آیا جو دھیان | بس ہلال عید ہم کو مثل عقرب ہو گیا

فائق تخلص مرزا عبد القادر بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ قوم مغل اصفہانی ملازم نواب بہادر جنگ والی بہادر گڈھ

مینا سے مے جو محفل زندان مین تو پیے | ہم ہین اگر پیے تو ہمارا لہو پیے

فخر تخلص محمد فخر الدین باشندہ شاہجہان پور

بیخودی سے غرض کون ہے مے کا طالب | چشم ساقی تو ہے گو ساغر صہبا نہ ہوا

فخر تخلص محمد فخر الدین کہین برادر و شاگرد محمد احسان اللہ مخبر باشندہ دہلی مقیم میرٹھ

کفر و دین کو تہ و بالا رخ کاکل نے کیا | بیچ ست اونکے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

فخر تخلص میر فخر الدین ولد اشرف علیخان تذکرہ نویس شاگرد میرزا سودا [illegible] گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنو مین تھے

گذر ینگے دن جو یون ہی دو چار رو رو کے	اگر گر پڑینگے سقف و در و دیوار رونے رونے
بات کیجے غیر سے اور ہم سے منہ کو موڑئے	ایک خدا سے ڈرتے ہیں ان وضعون کی عادت چھوڑئے

فخر تخلص میر فخرالدین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد خواجہ وزیر

یہ ضعف ہے نہ سخن اتنا گوش تک پہونچے	کوئی شفیق اگر کہدے کان ہونٹھون پر
ہمارے سوز جگر کی کہی کہانی کیا	پڑے ہین چھالے جواے قصہ خوان ہونٹھون پر

فدا تخلص مرزا بلند بخت دہلوی خلف شہزادہ اکرم بخت بہادر شاگرد مولوی صہبائی

حشر مین پرسش مری پہلے ہو یارب زین	جب تلک چپکا رہونگا جی مرا گھبرائے گا
مجھسے ملجائے جو وہ غنچہ دہن آکے فدا	اپنے جامے مین وہ پھولون کہ سماہی نسکون

فدا تخلص مرزا اسکندر بخت خلف مرزا منور بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا پیارے رفعت

مجھ ناتوان کو سانس بھی لینا محال ہے	پہونچی جاک میری دعا اسمان تلک
تمھین آؤ تو آؤ ورنہ ہم تو	اوٹھا سکتے نہین بالین سے سر کو

فدا تخلص خواجہ نجم الدین لکھنوی

عقدہ کھلا نہ ہم پہ فدا زلف یار کا	کیا کیا اولجھ اولجھ کے رکا دم تمام شب

فدا تخلص سید محمد علی عرف فدا شاہ سہارنپوری آخر ایام مین طبیعت انکی ہزل کی طرف مائل ہوگئی تھی

اوس سے ہین اور مجھسے وہ باہم رہا	ایک مدت تک یہی عالم رہا

فدا تخلص میر عبدالصمد دہلوی فرید آباد مین عملی کرتے تھے صاحب دیوان گذرے فارسی بھی کہتے تھے

جو درد دل کا لکھون یار کو مین لے کاغذ	تو اشک بیان تک اوڑے کہ بہہ چلے کاغذ

فدا تخلص فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم مغل شاگرد ممنون دہلوی باشندہ لکھنؤ

غیر کی اٹھنے لی خوشی اور ہمین خفا کیا	خوب کیا بھلا کیا خیر بہت بجا کیا
تیری جو نگاہ مین سبک ہین	ہر ایک کے جی پہ بار ہین ہم

کوئی کیا سر جھکا کے ہووے ذلیل
نہیں کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی
وہان ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے
خفا ہم آپ ہیں اس سے کہ دم بہ دم ہر شب ہے

اشتر تیرا کبھی اوٹھا ہی نہیں
سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مرجانے کی
نہان کنج غم مین شکوۂ بخت سیاہ ہے
ترے فراق مین اے یار ہم رہے تر ہے

فدا تخلص فدا حسین باشندۂ مرشدآباد شاگرد فصیح العالم فصیح

چشم آہوے چین خال جبین مشک خطا
گل ایسا بدن باغ و بہار ایسی ادا

رو صبح طرف زلف سیہ شام بلا
خنجر نگہ چشم سے لب آب بقا

فدا تخلص امام الدین فریدآبادی شاگرد مرتضی قلی خان فراق علی وردی خان کے عہد مین بنگالہ مین آکر سکونت اختیار کی تھی

آپ جائین کہان تری گلی سے
تو بات بات مین ہوتا ہے مجھسے آزردہ
مین ہون قربان اوسکے کہنے کے

جون نقش قدم تھکین رہے ہم
یہی تو کچھ نہین اے دلربا تری جا بیجا
تو نہ بولا کر اسے فدا ہم سے

فدا تخلص مرزا محمد خلف مرزا اسمعیل بیگ الہ آباد مین تحصیلداری کرتے تھے

ہے رنگ نرالا گل وگلزار مین پیاسے
پھر اک نوک کف میں ہیا ہے

فدا تخلص بھمی رام دہلوی شاگرد سودا

کہا جو اوس سے کہ مین دل تو کر چکا ہون فدا
تو ہنسکے بولے ابھی تیری جان باقی ہے

فدا تخلص عاقبت محمود خان بہادر دہلوی صدر الصدور تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام محمد اسمعیل لکھا ہے

جون شمع ضبط نالہ تو مین نے کیا فدا
پر بس چلا نہ گریۂ بے اختیار سے

فدا تخلص شیخ فدا حسین خان خلف شیخ کریم اللہ باشندہ قصبہ دیبائی ضلع بلندشہر شاگرد نواب مصطفی خان شیفتہ صاحب دیوان ہین

ہے یقین ہوگا ہجوم بلبلان بالا کو
کیون نہ ہو عضو تیرا ابروئے بحر حسن

تو نہ کہنا پھول اور غنچہ دہان بالا سے
ہین اگر تجھسے صدف تو مین گھر کی لڑیان

ایڑیان ہم نے رگڑ کر زیست اپنی کی بسر ۔ جب دیکھین اے فدا اوس فتنہ گر کی ایڑیان

فدا تخلص میر فدا حسین باشندۂ میرٹھہ شاگرد امداد حسین ظہور

قتل پر مستعد ہے وہ قاتل ۔ آج جوہر کھلے گا خنجر کا

فدائی تخلص مرزا عظیم بیگ تاجر دہلوی

یار گوشے مین ہے اور عیش سے مایوسی ہے ۔ نقش پا تک بھی مرے در پہ جاسوسی ہے

فدوی تخلص ملکہ لال لاہوری مقیم دہلی ملازم نواب ضابطہ خان شاگرد صابر علی صابر اپنے مذہب کو ترک کرکے دین اسلام کو قبول کیا تھا باپ اسکا بقال تھا سودا نے اوسکی ہجو رکیک کہی ہے اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ قوم مغل سے تھا فدائی بیگ نام غرض اشعار اوسکے اچھے ہوتے ہین مراد آباد مین فوت کی

گر تیغ نگہ سے تو کرے وار فلک پر ۔ چل جائے فرشتون مین بھی تلوار فلک پر

بعد مرنے کے بھٹکتا ہون تہ خاک ہنوز ۔ ساتھ پھرتی ہے مرے گردش افلاک ہنوز

آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے ۔ سایہ کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ ادھر کے

آنسو نہین ہین دیدۂ تر مین بھرے ہوئے ۔ موتی ہین آبدار صدف مین بھرے ہوئے

ابرو کے تیغ سے ترے سورج ڈری ہوئے ۔ پھرتا ہے اپنے منہ پہ سپر کو دھرے ہوئے

چشم پر آب ہے اور اس پہ جگر جلتا ہے ۔ کیا قیامت ہے کہ برسات مین گھر جلتا ہے

یہ سرو نہین باغ مین ہے آہ کسو کے ۔ نرگس نہین تکتا ہے چمن راہ کسو کی

فدوی تخلص محمد حسن لاہوری مقیم دہلی شاگرد شاہ مبارک آبرو ستار خوب بجاتے تھے آزادانہ زندگی کرتے تھے صاحب دیوان گزرے ✤

واہ اور مجھکو یاد کرین مین نہ مانونگا ۔ اس نام کے بہت ہین کوئی اور ہووےگا

یار ہم سے جو سدا مین یہ جبین رہتا ہے ۔ نہین معاحبہا [illegible] نسبی بیش الٰہی ہے

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا منجھو مقیم عظیم آباد شاگرد شاہ کھسیٹا عشق احمد شاہ بادشاہ کے وقائع نگار تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

تجھ سے ہوتے ہین درد مند جدا | گو کرے کوئی بند بند جدا
ہر طرح ہم اوسکے ہین دل و جان سے فدوی | وہ خواہ ہمین یاد کرے خواہ فراموش
عاشق کی کچھ نہین ہے دل و جان سوا بساط | اے دوست امتحان نہ کر اسکی کیا بساط
گیا وہ زمانہ ہوا اور عالم | نہ وہ دن نہ وہ دل نہ وہ تو نہ وہ ہم
غلط ہے دیدۂ تر سے جو ہم چشمی کرے شبنم | مرا رونا اگر دیکھے ابھی پانی بھرے شبنم
چشم بد دور عجب آنکھین ہین | قتل کرتے ہین غضب آنکھین ہین
وہ دن گئے تپاک کے ہیہات اب کہان | وہ بات اب کہان وہ ملاقات اب کہان
کچھ خوش آتا نہین بغیر ترے | زندگانی عذاب ہے تجھ بن
حیران سحر سامری ہے اوسکے روبرو | جادو وہ یاد ہے تری کافر نگاہ کی
یار ہو غیر و تنگے گھر مین اپنے سیلاب ہو | تو نے بھی بدلی نظر اے ابر رحمت واہ وا
اپنے فدوی کو ستانا بسبب کچھ خوب ہے | کیا اسی کا نام ہے پیارے محبت واہ وا
تک ساتھ ہو حسرت دل مغموم سے نکلے | عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
دزدیدہ نگہ سنے تری بندہ کیا مجھ کو | اس آن کے اس لطف کو اس انداز کے صدقے
دل ہے ازل سے تختۂ مشق ستمگران | تقدیر کے لکھے کو کوئی کب مٹا سکے

فدوی تخلص لالہ سیوک رام وکیل عدالت دیوانی شہر پٹنہ

جی کو نہ چین ہووے نہ آرام یار بغیر دل | پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل
اوڑھکر دھانی ڈوپٹہ بھی اجی او کبھی | ایک دن تو کشت امید غریبان سبز ہو

فدوی تخلص میر فضل علی دہلوی مرشدآباد مین آکر انتقال کیا

ابر مین روتے رہا تنک جام کو | تم نہین آنکھون مین ساقی نام کو

فراسو تخلص فراسو صاحب قوم انگریز نشاء بیگم سمرو بیگم دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز

قمری کے مانند وہ پہنے محبت کا طوق | باغ مین گر قد ترا سرو کو دکھلائی

فراغ تخلص محمد فراغ دہلوی تعلیم کرتے تھے

آتی ہے مرے اشک سے بوے عرق گل
ہے بسکہ نظر مین گل رخسار کسی کا

رونا ہے فراغ آج ترے کوچے مین پیارے
دل توڑیے اسطرح نہ زنہار کسی کا

فراغ تخلص میر مہدی حسن ولد میر طالب علی لکھنوی استاد مرزا رفیع الدین حیدر عرف منا جان

محو نظارہ ہے اے گل کیا فقط نرگس کی آنکھ
چشم بد دور آپ پر پڑتی نہین کسکی آنکھ

فراغ تخلص یسین بیگ باشندۂ میرٹھ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق و نواب مرزا داغ و غلام مولیٰ قلق

دم مین کیون اوسکے آگیا قاصد
یہان بھروسا نہین ہے دم بھر کا

ہے سراپا کا کسکے ہمکو خیال
پاؤن کا دھیان ہے نہ کچھ سر کا

فراق تخلص کیقباد جنگ دکھنی اسیرون مین تھے

اوس شوخ رنگیلے کی کمان قوس قزح ہے
ہو بو قلمون تیر پر رنگ پر طاوس

فراق تخلص اکرام الدولہ مرزا حسین علی خان لکھنوی

آج بھی ہاے غضب تجھسے نہ ملنا ٹھہرا
عید کا چاند محرم کا مہینا ٹھہرا

فراق تخلص میر مرتضیٰ قلی خان دہلوی معاصر سودا محمد شاہ کے عہد مین توپخانہ شاہی سے تعلق رکھتے تھے علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی آخر بسبب باقی رہنے خراج سرکاری کے راجہ شتاب رائے کی قید مین انتقال کیا

گو دور سرا اے ناصح ہے گردش پیمانہ
پر ہم کو تو صندل سے ہے خاک در میخانہ

اسیرون کی قسم تجھکو صبا سچ کہہ کہ گلشن مین
کوئی اون ہمنواؤن سے مجھے بھی یاد کرتا ہے

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم دہلوی برادر زادہ ہدایت اللہ خان ہدایت کسب سخن و کسب باطن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر اچھا خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

خبر دیتا تھا کسکے وصل سے شوق ہم آغوشی
کہ میر ا ہات کو کچھ خود بخود باز و کیے جاتا تھا

جون ریگ روان خانہ نشین ہون مین ازل سے | نہ قصد وطن کا نہ ارادہ ہے سفر کا
دل تھا مینا کہ چشم پہ کرتا تری نگاہ | ساغر کو دیکھا کہ مین شیشہ سنبھالتا
صاف دل کو کیا اور داغ جگر کو دھویا | کام کیا کیا نہ مرے دیدۂ تر سے نکلا
یہ غم ہے ساغر و مینا مجھے کہ میرے بعد | ذرا ابھی تمکو کوئی نشہ نہین لگانے کا
میان تلک ہون سبک رو رہ عدم مین فراق | قدم جو رکھون تو نقش قدم نہین ہوتا
ترسین ہم اور رہا ہے آئینہ تری لوٹی بہار | حیف بخت افسوس قسمت ہے طالع یا نصیب
خوش آتی ہین پاؤن کی تری ٹھوکرین ظالم | سر کو کبھو قدمون سے اوٹھاوینگے نہین ہم
آنا یہ تجھکو ان کا مجھے بے سبب نہین | بھولے سے اوسنے یاد کیا ہو عجب نہین
تیرے گل تکیہ کے خاطر تو اب اے حسرت جان | یہ مناسب ہے کہ ہو شمس و قمر کا تکیہ
رہتا ہے عاشقون کا ازبسکہ ہجوم در پر | ہوجائیگا گھر اوسکا بازار رفتہ رفتہ
سن مرا حال یہ کہتا ہے نہ ٹک سونے دیکر | نیند تو اوڑ گئی کم بخت سرک سونے دیکر
دامن تلک گیا تھا کہین اوسکو دست ہم | اللہ ری نازکی وہین چولی مسک گئی
تم گالیان جو دو تو مین جھکی بھی کیا نہ لون | پیارے کسیکا ہاتھ کسیکی زبان چلے
آنکھون مین پھیر رہا ہے ای سرو ناز تک | دامن اوٹھا کے چلنا تیرا انزا کتون سے

فراق تخلص میر حیات اللہ باشندۂ کولا وتھی دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

جان بھی باقی نہین کیا کیجئے اب دید یار | مرنے دم آکے کیا اور پشیمان مجھکو

فراق تخلص خواجہ سجاد حسین خلف مرزا جان انکی باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

جس روز سے کہ تو ہے آغوش مین نہین | رکھتا ہون اے صنم تری تصویر دوش پر
محشر کو اس طرح سے اوٹھینگے فراق ہم | تصویر یار ہاتھ مین زنجیر دوش پر

فراقی تخلص پریم کشور نبیرۂ راجہ جگل کشور بادفروش ترک علاق کرکے سیاحت کرتے تھے

ہوئین آنکھین گلابی روتے روتے | گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس

فرحت تخلص خواجہ فیض اللہ عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ

جب کوئی منظور نظر ہو گیا ۔ دیدہ و دل اپنا ادھر ہو گیا

فرحت تخلص اسد علی دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق مقیم لکھنؤ

نہ تنہا کان کا بالا بلا ہے ۔ قیامت ہے ترے قامت سی پیاری
ملا جسکو تلوؤن سے نرگس سمجھکر ۔ سنا تم نے وہ چشم ترچھی کسو کی

فرحت تخلص لالہ نانند وکیل عدالت منصفی الہ آباد

پھولا ہے لالہ گلشن سینہ مین داغ سے ۔ افسوس اس بہار مین وہ مہ جبین نہین

فرحت تخلص شیخ فرحت اللہ رفیق بہادر علی خان داروغہ نواب ناظم بنگالہ شاگرد سراج الدین علی خان آرزو وطن انکا ماورا النہر مولد فرخ آباد سلالہ گیارہ سو اکانوے ہجری مین مرشد آباد مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

تری مژگان کو کب ہوتا ہے غم عشاق کا ۔ نہین ہے خنجر قصاب کو کچھ درد بسمل کا
جو عجب ہے گلشن مین وہ خدا جانے ۔ دہان یار کے غنچے سے کیا سوال کیا
زندگی مین تو رہے صدمے دل غمناک پر ۔ بعد میرے دیکھیے کیا ہو قیامت خاک پر
خط کے آتے ہی ہوئی گم خال کی خوبی تمام ۔ آگے طوطی کے کہان سر سبز ہو سکتا ہے زاغ
سینے پہ ترے ہر دم کسطرح سے ہوتی ہے ۔ ہو وصل ترا اب کی یہ ہار ہے اور مین ہون
رفتہ رفتہ مین ہوا عشق مین جان کا دشمن ۔ دل ہے پہلو مین مرے ہائے کہان تھا دشمن
مرنے کے بعد مجھ پر کیا کیا ستم نہ ہونگے ۔ دیکھینگے غیر مجھکو اور ہائے ہم نہ ہونگے

فرحت تخلص پنڈت کدار ناتھ عرف ناتھن پرشاد ولد بستی رام دکھنی باشندہ لکھنؤ شاگرد امانت.

لوٹے مزے وصال مین پستان یار کے ۔ پہونچا دلا کہان سے کہان مین دبا کر ہاتھ

فرحت تخلص محمود علی خان دہلوی خلف حکیم نصر اللہ خان وصال تخلص

اوسنے تو نامہ بر کو کیا قتل ورنہ مجھے ۔ ہر لحظہ انتظار ہے خط کے جواب کا
لے جلد تو خبر کہ کہیں اب شام ہی سے آج ۔ ہے حال بیطرح ترے خانہ خراب کا

عاشق تو سبھی ہوتے ہین دنیا مین عزیز
پر میری طرح سے کوئی رسوا نہین ہوتا

فرحت تخلص بشن پرشاد کایتھ خلف گوبند پرشاد نبیرہ راجہ کنول نین باشندہ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

یار جب تک جواب خط آوے
اور دو چار خط لکھو بیٹھے

فرحت تخلص شیخ حسین علی شاگرد مرزا ناز علی بیگ نکہت تخلص

جب سے دیکھا ہے قد بالاے یار
سرو کو خاطر مین کب لاتے ہین ہم

فرخ تخلص جو سبے بدری داس خلف جو سبے گنج لال شاگرد اندرمن فقیر

گوشہ گیری نے زمانہ مین مرا نام کیا
باعث شہرت عالم ہوا عنقا ہو کر

فرخ تخلص کرامت اللہ خان ولد حفیظ اللہ خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ

تا زداد او زلف و رخ و چشم ہین ستم
اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچائے دل
قتل عالم کرتے ہین بیرحم کیونکر بہر زر
ہم تو یارا بھی نہ مارین کیمیا کے واسطے

فرخ تخلص میر فرخ علی دہلوی

اس قدر مجھ سے ہو کیون اے مہوشان تم آشنا
مین بھی تو آخر کسی دن تھا تمہارا آشنا
چشم سے نور گیا تن سے توان دل سے صبر
ہجر مین تیرے جدا مجھسے ہوا کیا کیا کچھ

فرد تخلص شاہ ابوالحسن نعمتی سجادہ نشین پھلواری صاحب باطن تھے بیشتر فارسی کہتے تھے دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا

نگاہ مست تیری کسقدر خونریز عالم ہے
عبث آنکھون کو تیری نرگس بیمار کہتے ہین
عشق نے رسوا کیا یہان تک مجھے
نام سے میرے حیا کو ننگ ہے

فرد تخلص مولوی وحید الدین خان عرف خدا بخش خان ولد محسن خان قوم یوسف زئی باشندۂ ... ضلع مظفرپور مقیم کانپور شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بند انگیا کے نہ بندھوائے کبھی
عمر بھر بندہ تو نامحرم رہا
سطح سینہ پہ ترے اسے مت نو خیز کیا
ادھر ادھر نظر آتا ہے کچھ اوٹھا اوٹھا
کبھی کعبہ کبھی بتخانہ ہے مسکن اپنا
دین و مذہب کہون کیا شیخ و برہمن اپنا

دل ٹکڑے ٹکڑے یار کے رخسار نے کیا	اوس گل نے جو کیا نہ کبھی خار سے کیا
وہان چھاتی سے ہے گدرائی نہ ہو کیونکر بیان کھٹکا	درخت بار ور مین باندھتا ہے باغبان کھٹکا
کیون عشق مین ہو نام نہ موسی مرے دل کا	ہر داغ نیا ہے ید بیضا مرے دل کا
اے نوک مژہ تجھسے اخجل نشتر و سوزن	لیکن نہ نکالا کبھی کانٹا مرے دل کا
ان گل رخون سا مجھکو تو باور نہین نہین	ہان ہان بھرے ہین دلمین اور لب پر نہین نہین
بیتاب ہون مین تشنگی نزع سے قاتل	ٹپکا دے تو آب دم شمشیر گلے مین
آسیب پری ہوتا ہے جب سیمبرون کو	تعویذ پہن کرتے ترے تصویر گلے مین
ہر عاشق و معشوق اسیر آئے نظر فرد	یہان پاؤن مین بیڑی وہان زنجیر گلے مین
فیض کیا وصف لب سرخ بتان کا مین لکھون	لعل ہو جاتے ہین جو لیتا ہون پتھر ہاتھ مین

فرصت تخلص مرزا الف بیگ لکھنؤ مین وفات پائی

اک عمر خاک کوے بتان سجدہ گاہ کی	تب رفتہ رفتہ اوس بت کافر سے راہ کی
کمان سے بھی پری یہ آہ پر تاثیر پہنچی ہے	پرندہ پر نہ مارے اوس جگہ یہ تیر پہنچی ہے
اوسکو طرز جفا خوش آتی ہے	مفت مین اپنی جان جاتی ہے

فرقت تخلص عطاء اللہ خان دہلوی

شعلۂ آہ کا سکے ہے اثر پتھر مین	کہ ہے اس طرح سے پوشیدہ شرر پتھر مین
اک دل اوسکا ہے یارو کہ نہین اوسکو اثر	ورنہ آہ اپنی کا ہوتا ہے اثر پتھر مین

فرقت تخلص دیبی پرشاد ولد ٹھاکر پرشاد عرف خشادہ پرشاد پنڈت کشمیری باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

سیندی سے چھلے نقرئی سونے کے ہوگئے	اے سیمتن عجب ہین ترے کیمیا کے ہاتھ

فرقتی تخلص وزیر علی عظیم آبادی شاگرد امیر جان عبرتی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے فارسی بھی کہتے ہین

کیا پوچھتے ہو ہمنفسو ماجرائے دل	کانٹا سا کچھ کھٹکتا ہے پہلو مین جاے دل
سنکھی ہے جب سے یار نے اٹکھیلیون کی چال	آتی ہے ہر قدم پہ صدا ہاے ہاے دل

فروغ تخلص میر روشن علیخان خلف اکبر علیخان شاگرد ممنون باشندۂ دہلی

تاریک کلبہ ایسا کیا ہو فروغ روشن — اگر مین کبھی ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فروغ تخلص میر اکبر علی شاگرد شمس الدین فقیر طب اور نجوم مین اچھا دخل رکھتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

ایسا نالان ہوا شب کو دل بیمار کہ بس — سنکے ہمسائے پکارے پس دیوار کہ بس

گریہ مخمور سیہ مست ہین تیری آنکھین — لیکن ایسی ہین وہ دل لینے مین ہشیار کہ بس

فروغ تخلص خواجہ غلام مصطفے ولد خواجہ محمد یحیے باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

خیال ہے ترے آب روان کی محرم کا — نہین ہے تن مین ہمارے یہ حباب ہین دو

اوس پری کا میرے پہلو سے جو سرکا پہلو — تیغ غم سے ہوا مجروح جگر کا پہلو

تجھ پہ پڑتی ہے یار سب کی آنکھ — چشم بد دور ہے غضب کی آنکھ

لاغر ہوا ہون ہائے مین اوس درجہ ہجر مین — ہلنے کی بھی دلا مجھے طاقت نہین رہی

کیسا ملال وصل ہوا شب کو یار سے — دل صاف ہو گیا وہ کدورت نہین رہی

الفت کا حرف صفحۂ ہستی سے مٹ گیا — بھائی کو بھائی سے بھی محبت نہین رہی

فروغ تخلص محمد عمر سلطان دہلوی خلف مرزا قادر بخش صابر تخلص

دیا ہو جھوٹ ہی گو نامہ بر نے مژدۂ وصل — پر اوسکے کہنے سے دل کو تو یک قرار آیا

کیا ہو آپ نے گو سچ ہی وعدہ آنیکا — یہ سوچیئے تو کہ مجھ کو کب اعتبار آیا

لیکے آتے ہو ساتھ غیرون کو — باز آیا مین اس عنایت سے

فروغ تخلص خواجہ نور الدین خان بہادر معروف بہ سانولے صاحب برادر خورد نواب انور الدولہ شفق تخلص باشندۂ کالپی

قید ہستی مین پھنسے یاد وطن بھول گئے — دام ہمکو یہ خوش آیا کہ چمن بھول گئے

خیال غیر سے ہے ہمراہ جانان — تصور مین بھی تنہائی کہان ہے

فروغ تخلص عنایت علی خان ولد قادر علی خان عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد

احمد علی کامل تخلص

مجھ سے شب وصال بھی انکار ہے اوسے کہتا ہے میرے پاؤن سے تو لگ کنار ہو یا تم

فروغ تخلص حافظ خدا بخش ساکن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور تخلص

جز ذکر حسن و عشق دل حسن دوست کو طفلی سے دلپسند کوئی داستان نہین

فریاد تخلص میر علی فیض آبادی شاگرد میر حسن دہلوی

مرے جا ہے سے وہ بُت رام کیا ہو خدا کا گر نہو فریاد جب

فریاد تخلص شاہ الفت حسین موسوی باشندۂ عظیم آباد شاگرد راجہ پیارے لال الفتی مدتون سے کلکتہ مین رہتے ہین بیشتر فارسی کہتے ہین اپنی شاعری کا بہت غرور رکھتے ہین یہ شعر راقم کے سامنے پڑھے تھے انکی بعض بعض تصنیفات نظر سے گذری

اسے واے جذب عشق مرے دل مین کہا نالہ اولجھ کے پردۂ محمل مین رہ گیا
نفس کو نالہ دل سے اسیر درد کرتے ہین صبا کے پاؤن مین زنجیر بوے گل سے ہم کرتے ہین

فریاد تخلص مرزا اصل بیگ مرحوم ولد مرزا الفتی بیگ لکھنوی مرثیہ مین شاگرد افسردہ اور غزل مین شاگرد مصحفی و ناسخ کے آلہ آباد مین رجسٹری کے سررشتہ دار تھے صاحب دیوان گزرے

خال اوس روے کتابی پہ نمایان دیکھا بچۂ زاغ سر حافظ قرآن دیکھا
سیکشو مین رند ایسا ہون کہ میرے واسطے خم اوٹھا کر لاے خود پیر مغان بالاے سر

فریاد تخلص لالہ صاحب راے ولد لالہ سندر راے کایتھ لکھنوی شاگرد میر سوز

مین پایا وہ پس مردن دل بیتاب نے گوشہ مرقد مین آغوش مادر ہو گیا
غم جب سے ہوا ہے یار دل کا کوئی نہین غمگسار دل کا

فریاد تخلص قاضی محمد احتشام الدین ولد قاضی علیم الدین باشندۂ مراد آباد

ہے کم سنی مین مراد ون یہ یار کا جوبن قدم قدم یہ قیامت بپا ابھی سے ہے

فسون تخلص مرزا منجھلے خلف مرزا کریم بخش نواسہ ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی

رولاتے نہ تم گھر عدو کا نہ بہتا اوٹھایا ہوا ہے یہ طوفان تمہارا

کیون دوست اوٹھا لاے تجھے کوچے سے اوسکے ... کو جان پہ ستم تھا مگر آرام وہین تھا
اچھا ہوا کہ حشر کے ہنگامے سے نکلے ... ہونا جو تھا ہمین وہم رفتار ہو گیا

فصاد تخلص بوجحجام باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی

بادہ کے ہین پینے سے کیا کام ہے ساقی ... سے خون جگر آبلہ ہے جام ہمارا

فصیح تخلص پنڈت سکھن لال خلف بیچے لال فرخ آبادی شاگرد امداد حسین ظفیر تخلص

سمجھے نہ یار عاشق زلف دوتا مجھے ... دنیا مین اس بلا سے بچائے خدا مجھے

فصیح تخلص مرزا جعفر علی مرثیہ گو ولد مرزا ہادی لکھنوی شاگرد ناسخ بیت اللہ کو ہجرت کر گئے ہین

یہ تو قسمت مین کہان تھا کہ کرون کسب کمال ... بے کمالی مین بھی افسوس کہ کامل ہوا
دیکھے گا جنس کے زلف مین جب پیچ دتا دل ... پچتائیگا بہت ہی یہ خانہ خراب دل
مجھ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین ... تم مین دو وصف ہین بدخو بھی ہو مغرور بھی ہو

فصیح تخلص حکیم فصیح العالم خلف و شاگرد مولوی صبیح العالم خان دہلوی مرشدآباد مین نشو و نما پائی تھی وہین انتقال کیا

تحفۂ نسخۂ تپ ہجران کے لیے رو دہن ... قرص گل یہ ہے تو وہ شربت عناب بنا
رکھ جنتری مین چشم کی کھینچا نگہ کا تار ... اوس شوخ کا نظارہ عجب سادہ کار ہے

فضا تخلص گوبند پرشاد ولد دیبی پرشاد لکھنوی شاگرد منشی مینڈلال نار

گر یون فضا کو آپ لگانے نہ دینگے ہاتھ ... چھو لیگا ایک روز وہ دیوانہ بن کے پاون

فضا تخلص میرزا محمد جعفر عرف سچھے مرزا ولد مرزا ابندہ حسین لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

اللہ اللہ یہ دیدار کا تھا شوق مجھے ... تکتے تکتے رہ بت بن گئین تیری آنکھین

فضل تخلص فضل مولیٰ خان لکھنوی نواب مرشدآباد کی مصاحبت مین تھے جوانی مین فوت کی انہین ایک بڑا عیب تھا کہ دوسرون کے شعرون کو اپنے نام سے پڑھتے تھے دہلی کو بھی گئے تھے کلکتے مین بھی آئے تھے

دل خیال زلف سے ازبس مرا معمور ہے ... صبح محشر ہی مجھے شام شب دیجور ہے

اودی مستی وہ اوسکے کہ مینے یہ حرف ہی | لب وہ کہ لعل کے بھی نگینے یہ حرف ہے

فضل تخلص فضل الرحمن خلف شیخ حامد علی ابن قاضی احمد متوطن مین باشندۂ قصبہ مہم ضلع رہتک شاگرد محمد رفیع الدین ومحمد حیات خان حیات

حاجت دام نہین عاشق بیدل زلفو! | گیسوئے یار ہے کافی ہے سلاسل کیلیۓ

فضلی تخلص و نام شاہ فضل علی دکھنی معاصر شاہ نجم الدین آبرو

زہد کے سلسلے کے طالب کو | بیچ دیکر مرید کرتے ہین

فطرت تخلص ایک شخص کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

کیونکر نہ آسمان پہ ہو اوسکا داغ دل | روشن ہو جسکے سینے کے اندر چراغ دل

فغان تخلص اشرف علیخان دہلوی کوکۂ احمد شاہ بادشاہ غازی ابن مرزا علیخان مقیم عظیم آباد شاگرد علی قلی خان ندیم ١١٨٦ھ گیارہ سو چھیاسی ہجری مین انتقال کیا بڑے ظریف تھے بعضے صاحب تذکرہ نے جو انکو قزلباش خان امید کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

دل بستگی قفس کی یہان تک ہوئی مجھے | گویا مرا چمن مین کبھی آشیان نہ تھا
سر کو فداے خنجر بیداد کر چکا | پہونچا مین اپنی داد کو فریاد کر چکا
ابھی مٹا نہین دعوے ستم رسیدون کا | کفن ہوا نہین میلا ترے شہیدون کا
کیا تو شب فراق مین جیتا رہا فغان | یہان تک گمان نہ تھا ترے صبر و قرار کا
بے سبب شمع کب جلے ہے فغان | لطف سوز و گداز مین پایا
ممکن نہین کہ غیر نہ ہووے رکاب مین | تجھکو خدا نہ لائے ہمارے مزار پہ
پانون چلتے ہوئے دیکھے تو بیابان کیطرف | ہاتھ اوٹھتے نظر آئے تو گریبان کیطرف
کہتا ہے یہ بہشت مین مستون کی جا نہین | زاہد کا کیا خدا ہے ہمارا خدا نہین
خط دیجیو چھپا کے ملے وہ اگر کہین | لینا نہ میرے نام کو اے نامہ بر کہین
مجھ مبتلا کی چشم کہان تک پر آب ہو | اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو
بک گیا اب تو یہ دل کافر خونخوار کے ہاتھ | بند ھگئے رشتۂ الفت سے گنہگار کے ہاتھ

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے — خفت مجھے ہوئی دل امیدوار سے
ضعیف ہے دلِ بیمار اس قرینے سے — اٹک کے آہ نکلتی ہے میرے سینے سے
ذکر کیوں غیر کا کرتے ہو فغاں کے آگے — انھیں باتوں سے یہ کم بخت خفا ہوتا ہے
دیکھکر دل کو مڑ گئے مژگان — تیر خالی پڑا نشانے سے
دل میں اوس شوخ کے ہو پاس وفا سو معلوم — کہنے سننے کے لیے بات بنا رکھا ہے

فغان تخلص میر شمس الدین دہلوی

پردۂ غفلت میں میرے پاس گر آتا ہے خواب — دیکھ میری چشم تر کو رو کے پھر جاتا ہے خواب

فغان تخلص ظریف خان رامپوری شاگرد حافظ ضیغم

ہے شکن میں جبین سے ابروے خمدار میں — آگیا بل اندنون قاتل تری تلوار میں

فغان تخلص سید عباس علی خان

اگر و ہان کہے نہ سوال وصال پر — مہلت ملی زبان کو تیری نہین سے کب
نقش قدم کی شکل میہن پایمال مین — یہ ناز تیری چال کی اوٹھی زمین سے کب

فغفور تخلص منشی قادر بخش ولد منشی رحمن بخش تاجر باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت الله

ہون مین دیوانہ کسی رشک قمر کا دہر — طوق گردن چاہیے بن جائے ہالہ ماہ کا
یار ساقی ہے باغ ہے گل ہے — خم ہے شیشہ ہے جام ہے مل ہے

فقیر تخلص علاء الدولہ یمین الملک سید محی الدین خان دہلوی خلف نواب اعظم الدولہ
دیوان انکا نظر سے گزرا

ہو آج کے دن آن کے مہمان ہمارا — اتنا کہا مان لے اے جان ہمارا
ایک بوسہ فقیر کو دیجیے — رد نہ کیجے سوال سائل کا
گنج جو جانتے ہین کنج قناعت کو فقیر — سامنے اونکے ہین کیا مال یہ دولت والے

فقیر تخلص میر فقیر اللہ دہلوی شعراے پایتخت شاہ عالم بادشاہ مین تھے کبت دوہرہ سے بھی واقف تھے احیاناً شعر اردو کہتے تھے

میرے سحاب چشم کو نیسان پہ ہے شرف — ہے کونسی گھڑی کہ یہ گوہر فشان نہین

صافی دلون کی دید کو مانع نہین حجاب | عینک سے ہے دو چند ضیاء بصر مجھے

فقیر تخلص میر شمس الدین دہلوی فارسی کو عروض و قوافی و زبان دری مین خوب دخل رکھتے تھے چنانچہ چند رسالے اسی باب مین لکھے ہین سنہ گیارہ سو ستر ہجری مین بعد حصول زیارت حرم شریف وقت مراجعت انتقال کیا بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزرین

خال شیرے بیاض گردن پر | نقطۂ انتخاب ہے گویا
گم ہے آواز ترے کوچے کر باشندونکی | ناد کرنے سے گرا ونکے گلے بیٹھ گئے
بے غرض دید سے ہیان کام تکلف ہی نہین | خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ ادھر بیٹھ گئے

فقیر تخلص عنایت اللہ ولد نور اللہ ساکن کرتار پور ضلع جلندر

مہندی کے باندھنے کی کشاکش یہ کون اٹھائے | فرمایا میرے خون سے آلودہ کرکے ہاتھ

فقیر تخلص مولوی فتح علی خان خلف خیرات علی خان فرخ آبادی اولاد مین نواب بادی داد خان بہادر کی

اے عشق کس جگہ نہین وہ جان جہان نہ تھا | چشم و دل و دماغ جگر مین کہان نہ تھا
مسجد مین میکدہ مین حرم مین کنشت مین | وہ خود نما جہان مین کہیے کہان نہ تھا

فقیر تخلص حکیم علی محمد عظیم آبادی خلف حکیم احمد حسین حکیم تخلص مقیم کلکتہ راقم سے کے ملاقاتیون مین ہین

دیر و مسجد کو کرین گبر و مسلمان آباد | مین نہ کرنے کا بجز کوچۂ جانان آباد
ایسی آنکھین نہ دید ہین نہ شنید | متعجب ہین ہزار آنکھون مین

فکری تخلص مرزا محمن نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ

جون نکہت گل گردش تقدیر سے فکری | ہم خانہ بدوش اور رہے اپنے وطن مین
ہم گنہگارون کی قسمت مین کہان ہے ہرچند | کوچۂ یار مین جنت کی ہوا آتی ہے

فگار تخلص مرزا قطب علی بیگ دہلوی

مت پوچھو فگار اب تو مرا مسکن وماوا | مانند بگولے کے سدا بیوطنی ہے

فگار تخلص میر حسین دہلوی نبیرۂ میر فقیر اللہ فقیر شاگرد میر نظام الدین ممنون بعض صاحب تذکرہ نے انکو مرزا غالب کا شاگرد لکھا ہے

دیکھ آئینہ کو اوسنے کیا اسلیے ٹکڑے	یعنی مجھے کسو اسطے مجھا نظر آیا
کرتا ہے غنچہ تیرے دہن کی برابری	شاید بیچارے نے بھول گیا ہے دہن کی بو

فلک تخلص میر بہادر علی عرف میر نصاحب خلف میر اکبر علی لکھنوی شاگرد برق

صورتِ برگ خزان خشک ہوا جاتا ہون	دیکھنا جاکے زمین کا شش بہار عارض

فنا تخلص شیخ باقر باشندۂ کالپی حافظ ضیغم و مولوی عبد الکریم خان آشنا و مولوی محمد مظہر وصل وغیرہ بہت سے شاعرون سے اصلاح لی تھی کلکتہ مین تجارت کرتے ہین ریختی بھی کہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین

ریختی

بار گوہر سے لچکتی ہے کلائی بار بار	وہ درِ نایاب پہنے ہے جو سمرن آج کل
کل روپئے سونا کو منگوا کر دیئے ٹکسال سے	اشرفی خانم کو منگی جاکے کندن لال سے

فنا تخلص شیخ میر مرحوم چکیت خلف شیخ طاہر لکھنوی

ہو خجل شامِ اودھ اور بنارس کی سحر	کبھی دیکھے جو وہ گیسو وہ بہارِ عارض

فوق تخلص میر ولد حسن خلف میر مولود علی فرخ آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

سنتا نہین ہزار کی فصل بہار مین	پہونچا ہے عرش پر ترا اے باغبان دماغ
وہ صفا اب مجھے حاصل ہے کہ یہ صورت سے	دیکھ لیتا ہون رخِ یار کا جلوا دل مین
در و دیوار سے زندان کی سر اپنا ٹپکتے ہین	خیال اے فوق آتا ہے جو صحرا کا کبھی ہمکو
بے یار پلنگ سے مین نہ بستر لگا سکے	ٹھوکر سبو کو جام کو پتھر لگا سکے

فوق تخلص شیخ عبد الصمد باشندۂ میرٹھ شاگرد مظفر خان گرم تخلص

دلِ مضطر نہین ہے قابو مین	ڈھنگ سیکھا ہے اوس ستمگر کا
شور محشر سے بھی نہ اوٹھتے ہم	کام تھا یہ تمہارے ٹھوکر کا

دہوکے مین آنکے کرتا ہون ناحق تمیز	میری ہی آہ کا ہے دہوان آسمان نہین
نالے اگر یہی مین جا رہے تو دیکھنا	یا ایک روز ہم نہین یا آسمان نہین

فوق تخلص نظیر احمد مرشد آبادی شاگرد حیرت

ضبط کا ڈہنگ کچہ ایسا دل ناشاد رہے	آنکھ مین اشک نہ لب پر کبھی فریاد رہے

فوق تخلص میر بادشاہ باشندۂ دہلی شاگرد و قرابت دار مولوی سید احمد خان صدر الصدور علیگڈھ تخلص ہ آپ ہے

مین تو رہتا ہون گریزان ہی سدا اوس سے مگر	چہوڑتا کب ہے ترا طرۂ طرار مجھے

فہم تخلص وارث علیخان

دوری مین اوس مسیح کی اولٹی ہوی ہر سانس	مہلت ملی ہے ہمکو دم واپسین سے کب
اوس حور کے جو وصل سے ٹہنڈا ہوا نہ دل	خسخانہ ہو گیا ہے جہنم تمام شب

فہم تخلص پنڈت سندر لال ولد پنڈت بدری ناتھ لکھنوی مقیم کانپور شاگرد محمد اسمعیل حسین منیر تخلص

زنجیر توڑی پنجۂ قتل نے غضب کیا	شانے سے اوس پری کے ہوی تار تار زلف

فہمی تخلص شیخ دیانت حسین مدرس زبان فارسی و اردو ماڈل اسکول موضع بڑہیا ضلع مونگیر خلف شیخ ہدایت علی باشندہ بہار مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین

ستم سے کم نہین الطاف یار ای فہمی	ہے برق جان حزین طور مسکرانے کا
آئینہ کو نہ مقابل رکھین	پہر دن حیران رہا کیجیے گا
تابکے تاب ادا فغان سے	کیا کہین حشر بپا کیجیے گا
شاد مین ہون نہ وہ زمانہ رہا	دل لگانے کا اب مزا نہ رہا
مدعی سے بگڑ گئی ورنہ	دل مین کیون کچہ بہی مدعا نہ رہا
کی یہ اشک و حیا نے پردہ دری	راز میرا ترا چھپا نہ رہا

بتون سے کے جور و جفا نے کیا ہمین گمراہ
چلے ہین دیر سے گھبرا کے خانقاہ کو ہم

اودھر مو چلے کے جگر خاک اودھر نہ ہوتا تیر
ملائین خاک مین فہمی بس ایسی آہ کو ہم

کہتے ہین مجکو دیکھ کے اللہ رے فریب
گر تم نہین مسیح تو بیمار بھی نہین

چشمان نیم واتری اے مست خوب ناز
گر خواب مین نہین ہین تو ہشیار بھی نہین

تمام عمر تو کسب کمال مین کاٹی
کیا کمال جو حاصل تو دل لگانے مین

آپ کے غم مین مرگیا ہون مین
اور کسطرح سے بنا ہون مین

عشق مین عقل و فہم کو کھو کر
فہمی اب نام کو رہا ہون مین

بے فائدہ گر عرش پہ پہنچے کبھی تو حاصل
اے نالو ذرا کان تک اوس یار کی پہنچو

ہرگز نہ دم یار جفا کوش مین آؤ
اے حضرت دل خیر ہے کچھ ہوش مین آؤ

جو اوسنے پوچھئے غیرون سے کیون ہے لطف و کرم
تو ہنسکے کہتے ہین بس تیرے ہی جلانے کو

ہوش کی اپنے دوا کیجے کچھ خبر بھی ہے
آتے ہین حضرت ناصح مجھے سمجھانے کو

حورون ہی سے لگائینگے دل کو کسیطرح
کوچہ تمھارا اگر نہین خلد برین تو ہے

مجھکو سوال بوسہ سے مطلب جواب ہے
گر ہان نہین زبان پہ اونکے نہین تو ہے

وہ بگڑی ہے ہوا اے شہر الفت
جسے دیکھو وہ غم مین مبتلا ہے

وہ شکوہ اپنا میرے منہ سے سنکر
لگے کہنے کہ ہان کہیئے بجا ہے

جنازہ دیکھکر میرا کہا حیف
رہی دل ہی مین سب حسرت جفا کی

اللہ رے اپنی بیکسی ہے
رونے کو وہ سمجھے ہین ہنسی ہے

چہرے کی بلائین لے رہی ہے
کاکل تری میری مدعی ہے

سر پہ ہے کھڑی قضا بھی وہ بھی
جان ایک عذاب مین پڑی ہے

مرتا ہے دراز کاکلون پر
فہمی کی حیات بڑھ گئی ہے

فیاض تخلص حکیم سعید الدین علیخان سررشتہ دار کچہری راجہ راج ممتھر بن حکیم ابو سعید خان مقیم اٹاوہ

فتنۂ خوابیدہ چونک اوٹھینگے یار
سانحہ غیرون کو سُلانا چھوڑ دے

فیاض تخلص شیخ فیض الحسن خلف شیخ نظام الدین نظام باشندۂ قصبۂ دیبائی ضلع بلند شہر

افسون کا ہو عمل نہ عمل کا ہو کچہ اثر	سیر ارقیب یار کا ہمراہ ہو گیا

فیض تخلص حکیم منور حسین صاحب مثنوی نیرنگین و مثنوی عمدۃ الاعجاز و جواہر الحکمت وصحیفۃ الاسرار وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر خلف سید فضل حسین شاگرد مہدی علی زکی باشندۂ امروہہ کبھی حکیم بھی تخلص کرتے ہین اشعار عربی و فارسی و اردو انکے اچھے ہوتے ہین راقم کے احباب مین ہین انکی مثنوی سلسبیل و مثنوی صاعقہ و کنایات منوری نظر سے گزری

فرقت قاتل مین گو تڑپا کرون بسمل نمط	تا قیامت بھی نہ نکلے دم بآسانی مرا
بجد تک مجنون نے ڈہونڈا کوہ تک فرہاد نے	اسے جنون لیکن نہ ہاتھ آیا کوئی ثانی مرا
کیونکہ چھوڑون واعظا اوسکو کہ ہے وہ گلبدن	دل مرا دلبر مرا جانان مرا جانی مرا
دولت کی طلب زر کی تمنا نہین کرتے	دیندار کبھی خواہش دنیا نہین کرتے
سنتا ہون کہ غیر دنسے اونھین رہتی ہی صحبت	کہدو کوئی جا کر یہ اچھا نہین کرتے
کیون کہتے ہین سب لوگ تمھین رشک مسیحا	ہم مرتے ہین مدت سے تم اچھا نہین کرتے
چہرے سے ذرا برقع زرین کو اوٹھا دو	ایجان شب وصل مین پردہ نہین کرتے
جب کہتے ہین آجاتی ہین گھر فیض حزین کے	سچے ہین وہ جھوٹا کبھی وعدہ نہین کرتے

فیض تخلص مولوی فیض الحسن باشندۂ سہارنپور مقیم دہلی صاحب شواہد تفسیر وشواہد خمسہ و تذکرہ صحابہ و مثنوی روضۂ فیض و مثنوی چشمۂ فیض وغیرہ کتب کثیرہ عربی و فارسی

عجب کچہ طور تھا شب فیض کا کیا جانیے کیا تھا	کوئی وحشت سی وحشت تھی کوئی سودا سا سودا تھا
غنیمت ہے کہ بعد از مرگ عاشق اتنا کہتی ہین	برا تھا یا بھلا تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا

فیض تخلص علی بخش شاگرد وحید الدین فرد

پاس اوس گلرو کے جب جاتے ہین ہم	داغ دل پر تازہ لے آتے ہین ہم

فیض تخلص پنڈت کرپاکشن کشمیری مقیم لکھنو

لوٹے مرتے خون مین تہ خاک سے بسمل آکر — دیکھتا میرے تڑپنے کو جو قاتل آکر

فیض تخلص میر فیض علی خلف میر تقی میر مقیم لکھنؤ

کہہ دیا سب سے جو کہ تھا معلوم — دل ترا حوصلہ ہوا معلوم
شوق مین تیرے کنار و بوس کے ای نجبر حسن — موج کے مانند ہو جاتے ہین سب آغوش ہم
یہ ترک چشم تری مست ہین جو ان دونون — کہ سو رہے ہین تلے سر کے رکھ کمان دونون

فیض تخلص نواب جعفر حسن خان خلف نواب محمد علی خان رئیس عظیم آباد شاگرد مصحفی

آسمان پہ اشک کو لیجائیگی تحریک آہ — یہ ہوا اوٹھتی سے دریا موج خون ہو جائیگا
فیض اب اوسکو ندامت ہی نکماشی سے — تیرے زخمون نے عبث اوس پہ شکر خند کیا
رشتۂ تسبیح اپنا ہو گیا تار نفس — ذکر ہو موقوف تیرا اگر یہ دم بھر ٹوٹ جائے
کیسی پابندی ہمین زندان کی اور زنجیر کی — وہ جنون کا زور ہے سد سکندر ٹوٹ جائے
مے پینے کی تہمت تو دے سکتا نہین لیکن — آنکھون مین گلابی سا ڈورا نظر آتا ہے

فیض تخلص ظفر یاب الدولہ میر احسان علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ ولد سید محمد تقی خان بن میر زین العابدین خان رفیق میان الماس خواجہ سرا شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

کب اوٹھانے سے ترے خاک نشین اٹھتے مرا — درد بھی ضعف کے باعث نہ اوٹھا دل مین

حرف قاف

قابل تخلص مرزا علی بخش شاگرد محمد ابراہیم ذوق امیر تیمور کے دودمان سے ہین

سامنے میرے غیر سے تو ملے — ستم اس سے زیادہ کیا ہو گا
کیا جو قتل مجھے تو نے آپ خوب کیا — کہ مین عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا
تم جو کہتے ہو جاؤ تم یہان سے — ایسے جائینگے پھر نہ آئین گے
مر ہی جانا ہے عشق مین بہتر — نہ جئین گے نہ رنج اوٹھائین گے
لکھا تھا وہ ہی کہ جو تھا نصیب کا لکھا — بلا سے خط کا جواب اوسنے کچھ دیا تو سہی

قادر تخلص مولوی عبد القادر خلف مفتی سید کرامت علی باشندۂ الہ آباد

چشم کے چشمہ سے طوفان نوح کا ہوگا روان — ہو ویگا آخر کو یہ دریا روان بالاے سر

قادر تخلص مرزا قادر بخش بحکیت متوطن دہلی باشندۂ عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عبد الکریم خان شمار اقم کے ملاقاتی ہین

مانگ بالون مین نہین اوسکے عیان بالای سر — نہر جیسے ان کی ہے ظلمت مین روان بالاے سر

قادر تخلص مرزا اسد مرزا علی ولد مرزا اینچکا باشندۂ لکھنؤ شاگرد طالب علی خان عیشی صاحب دیوان ہین

دل چھین لو چرا لو جو عشاق یون نہ دین — وہ انتظام رخ کا ہے یہ بند و بست زلف

قادر تخلص مرزا قادر شکوہ خلف مرزا عباس شکوہ نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ شاگرد ضمیر مرثیہ گو

ایسا مین سمجھتا تو نہ ملتا کبھی ناصح — دل مفت مین لیجائیگا یہ کسکو یقین تھا
پی گیا مقتل مین وہ خون شہید نازکو — تو تو تھا ہی پر ترا خنجر غضب خونخوار تھا

قادر تخلص سید قادر بخش خلف سید عبد الحقانی متوطن سنبھل مقیم فرخ آباد

ہے وقت نزع وصل کی خاک آرزو کرین — ہم آپ گم ہین یار کی کیا جستجو کرین

قادر تخلص شیخ قادر بخش لکھنوی

اوس ماہرو کے وصل کی اللہ ری خوشی — ہم نے گنائے داغ کے درہم تمام شب

قاری تخلص قاری علی احمد باشندۂ دہلی علم قرأت سے بخوبی آگاہی حاصل کی تھی

چین ابرو نے خوب روک دیا — تھا مین کہنے کو مدعا اپنا
سچ بھی کہیئے تو جھوٹ سمجھے ہے — کہیئے کیا خاک ماجرا اپنا

قاسم تخلص آغا محمد

سیکڑون غم ایک جان زار ہے — ابر ہے شب ہے دل بیمار ہے

قاسم تخلص قاسم علی خان ولد امیر علی خان باشندۂ فرخ آباد

ہے عیان معنی والشمس رخ انور سے — جلوہ گر عالم واللیل ہے موی سر سے

قاسم تخلص میر قاسم علی خلف میر طالب علی باشندۂ بارہہ مذہب تشیع سے

دل گرفتہ ہو کر مولوی محمد اسمعیل کی خدمت مین توبہ کی اور راہ تسنن کو اختیار کر کے مولوی صاحب موصوف کے ساتھ پنجاب کے معرکہ مین شہید ہوئے

تھی بات ہنسی کی یہ نہی جان پہ قاسم — لب اوسکے تبسم زیر ہوئے زخم نہان پر

قاسم تخلص سید قاسم علی خان خلف سید حیدر علی خان لاہوری متخلص بہ حیدر باشندۂ لکھنؤ موسیقی مین اچھی مہارت رکھتے ہین بہت روز تک عہدۂ تحصیلداری پر مامور رہے

بسر کین خوبون سے زیست کر کے اوٹھ گیا قاسم — ہزار افسوس وہ بھی کیا بشر تھا کتنا بی شر تھا
ایک ہی حسن کا جلوہ ہے کہ ہر پردے مین — دل کو لیتا ہے کہین رنگ کہین بو ہو کر
ایک بوسے کے عوض دینا دو نہ لاکھون گالیان — بشتر لذت ملی تقصیر سے تعزیر مین
رنج دکھا دیجیے کوئی بات سنا دیجیے کہ ہین — کان مشتاق سخن طالب دیدار آنکھین
سیکڑون دریا بھرے ہین چشم گریان مین مری — پھر بھی یہ کم بخت ہر دم تشنۂ دیدار ہین
نہین آواز بھی منہ سے نکلتی ناتوانی کے — اسیر دل کا تمہارے نالہ بھی محبوس زندان ہے
مری صداع کو صندل سے فائدہ معلوم — علاج اسکا کسی سنگ آستان مین ہے
جو ملاقات ہوئی تو جئینگے نہین تو جان گئی — ہماری زیست و مرگ آپ کی زبان مین ہے
شمع و پروانہ سے سمجھے اتحاد حسن و عشق — ایک آتش تھی کہ جسمین دونون جلکر رہ گئی

قاسم تخلص قاسم علی لکھنوی ۱۲۵۷ھ اٹھارہ سو تریسٹھ عیسوی مین کلکتہ مین سے تھے انکی مثنوی حیرت افزا نظر سے گزری

نہین انکار دینے مین فدا ہو جان یہ تم پر — اگر اس قول پر جا ہو تو قاسم سے قسم لیلو
مدت سے انتظار رہا ہے تشریف لائیے — آنے مین اپنے ورنہ مطلق لگائیے

قاسم تخلص شہزادہ ابو القاسم اولاد مین امیر تیمور کی تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

بکھری ہوئی ہین زلفین تری اس چاند سے منہ پر — قاسم کو دکھاتی ہین سمان چاند گہن کا

قاسم تخلص شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد آتش شروع جوانی مین انتقال کیا

گردش تقدیر سے ہون سخت حیران اے فلک — رزق بے منت سے قابل سا بنی ہے ...

باز پرس حشر کا بھی خوف ہے اے دل ضرور	کون مانے گا کہ تقدیر خدا انکی مین نہ تھا
سُنکے دستک کی صدا نکلے نہ تم اچھا کیا	خیر گزری رات کچھ اسمین دغا تھی مین نہ تھا

قاسم تخلص میر قاسم علی باشندۂ بریلی

یقین ہے العطش گویان دم آخر مرونگا مین	پیاسا ہون ترے آب دم شمشیر بران کا

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہ کے مریدون مین تھے ١٢٤٦ بارہ سو چھیالیس ہجری مین انتقال کیا۔ صاحب دیوان گزرے انکا تذکرۂ شعرای ریختہ نظر سے گزرا

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھ آئینہ حیران ہوئیگا	زلف کو شانہ نکر کافر پریشان ہوئے گا
قرار و صبر اور تاب و طاقت نہوین میسر تو کیا کرین پھر	پیام آیا نہ نامہ آیا نہ قاصد آیا نہ یار آیا
خط پشت لب جانان کو تو نے دیکھا اے قاسم	سواد چشمۂ حیوان مین کیا سبزہ لگتا تھا
یہ کہئیے اب کہ بھول پڑے آپ کسطرف	اسطرف بارے آپ کا کیونکر گزر ہوا
دل کی نہ پوچھو کچھ کہ یہ ہمدم ازل سے ہے	آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب
کرین ہم تجھسے اب کچھ اور ڈھب کی بات کیا طاقت	ترے پاؤن تلک پہنچے ہمارا ہاتھ کیا طاقت
قسم ہے ہم کو سر زلف یار کی قاسم	کہ شب تھی کاکل جانان سے مو بمو گستاخ
سر بسر قول ترا اے بت خودکام غلط	دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط
کرشمہ عشوہ تغافل نگہ حیا چشمک	ہے دل کو کیا ہی یہ دو چار چشم یار سے حظ
ہین رو سیہ و خستہ جگر مثل نگین ہم	اے واے کہ تسیر بھی نہین خانہ نشین ہم
اے سادہ رو یہ صاف ستم ہے کہ آئینہ	لوٹے بہار اور رہین نامراد ہم
غم درد رنج محنت آفت ستم جفا مت	فرقت مین تیرے دیکھے بندہ نواز ساتون
کہان تک قاسم نہ روک آنسوون کو	یہ لڑکے ہین ناحق گلوگیر ہونگے
مسلمانو اوس بیپروا کو کیا اچھا ہے عاشق کے	وہ نصرانی بچہ عیسی نفس تو ہی یہ کافر ہے

قاصر تخلص مرزا ابر علی بیگ تاجر ولد مرزا رستم علی بیگ سمرقندی باشندۂ دہلی شاگرد ثناء اللہ فراق و مصحفی کلکتہ مین بھی آگئے تھے صاحب دیوان گزرے

میرے آگے نہ کسی غیر کا تو دل رکھنا | سنگ اچھا نہین شیشے کے مقابل رکھنا
تیرے ابرو سے مہ عید نے سیکھی ہے یہ طرز | نیم نظارہ یہ اک خلق کو مائل رکھنا
عالم کے مرقع مین اگر پھیر ہو وہ پیدا | یوسف کے مقابل تری تصویر کرون مین
صبا چمن مین شہیدان یار دفن مین کیا | ہر ایک غنچے سے آتی ہے مجھکو بو دل کی
برم خسرو کا نہ تقصیر اسمین کچھ شیرین کی ہے | موت لکھی تھی تری فرہاد تیرے ہاتھ سے

فاطر تخلص سید خوب اللہ باشندۂ یحیی پور متعلق الہ آباد

مین بصدق دل سے بندہ اوس صنم کا ہون مرا | یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے

قاصر تخلص شیخ مقصود علی باشندۂ غازی پور

اک ہم ہی تیری چال سے پستے نہین صنم | پامال کبک بھی تو ہوی کوہسار مین

قاضی تخلص شیخ قادر بخش ساکن کانپور شاگرد مولوی احمد علی کامل

عشق گیسو مین ہون مجبور گرانجانی سے | روز کٹتی ہے شب ہجر پریشانی سے

قاضی تخلص قاضی عبد الفتاح باشندۂ قصبۂ سنبھل

دنیا مین تو کچھ نہ ہم نے حاصل دیکھا | دیکھا جو نہ دیکھنے کے قابل دیکھا
جب چشم کھلی تو چشمۂ خضر کو بھی | مانند سراب مین ساحل دیکھا

قائل تخلص سید علی خان ولد میر فضل علی خان عرف میر بدھن عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد رشک راہ کربلا مین گوشہ نشین گو رہوئے صاحب دیوان گزرے

نالے کیے ہین دیکھ کے تل تیرے ہونٹھ کے | لکھی بنا تفنگ کی ایک ایک خال لب
دیکھتے ہی اوسے وہ شوخ مٹا دیتا ہے | کودکان مشق جو کرتے ہین مری نام کا حرف
نام گل مشق یہان تک کیے ماشاء اللہ | خط گلزار ہوئے اوس نبت گلفام کا حرف

قائل تخلص مولوی فصیح اللہ باشندۂ الہ آباد برادر مولوی امیر اللہ شاغل

خاک در اکسیر کی ہے قدر برابر مجھ کو | کر دیا فقر کی دولت نے تونگر مجھ کو

قائم تخلص مرزا قائم علی باشندہ اٹاوہ

سرو نسد نصب ہو رہتے ہین کوچہ مین ترے دلدار ہم | ہو کہین قسمت کہ دیکھین اک نظر دیدار ہم

قائم تخلص محمد قیام الدین باشندۂ چاندپور متعلقہ سنبھل مرادآباد مقیم دہلی شاگرد میر درد و سودا شعر خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۱۰ بارہ سو دس ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا ایک تذکرۂ شعرا بھی انسے یادگار ہے

جہان مین شہرہ ہین مجنون کی ذلتین قائم
کیون چھوڑتے ہو درد تہ جام میکشو
تا بفلک نالہ تو پہونچا تھا ر ا ت
پھیر سے ملنا تمھارا اسنے گو ہم جیب سے
ٹوٹا جو کعبہ کونسی یہ جاے غم ہے شیخ
لیگیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم
نہ وعدہ اوسکے ساتہ نہ پیغام کیا کہون
کچہ طرفہ مرض ہے زندگی بھی
گر زیست ہے تجہہ تلک تو پھر کیا
دو جہان جی سے ملے تو بس ہے ہمین
جب کہا عہد کیا کیا تھا ر ا ت
مے کے توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن
کہتا ہے آئنہ کر سبے تجہسا ہی ایک اور
قائم یہ جی میں ہے کہ تقید سے شیخ کے
سنگ کو آب کرین پل مین ہماری باتین
وہ بھی تو آدمی ہین کہ جنسے تمھین ہے ربط
مین جاتا ہون کعبے سے اب دیر کو
کس دل پہ داغ غم نے نہ تیر سے بہار کی
بتون کی دید مین جاتا ہون دیر مین قائم
سنے نالہ مین تاثیر ہے نے آہ مین ہے درد

سو بارے عہد مین تیرے وہ نیک نام ہوا
ذرہ ہے یہ بھی آخر اوسی آفتاب کا
مین ہی کچہ اللہ کا ڈر کر گیا
پرسا ہوگا کہ تمکو اک جہان نے کیا کہا
کچہ قصر دل نہین کہ بنا یا نہ جاے گا
شاید اس جنس کا یہان کوئی خریدار نہ تھا
پوچھے کوئی سبب جو مرے انتظار کا
اس سے جو کوئی جیا سو مر کر
صدقے ترے مر ہی جائینگے ہم
یہان کچہ اپنی تو احتیاج نہین
جنسکے کہنے لگے کہ باد نہین
بے طلب اب بھی جو ملجاے تو انکار نہین
باور نہ ہو تو لا مین ترے روبرو کرو
اب کی جو مین نماز کرون بے وضو کرون
لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان سنتے ہو
کیا شکوہ تم سے روئیے اپنے نصیب کو
بھلا یہ بھی دیکھون خدا کیا کرے
اللہ رے دھوم اب کی برس لالہ زار کی
نجے کچہ اور ارادہ نہین خدا کرے
معلوم ہو کسطرح سے تجھے چاہ کسی کی

گو نظا ہر تو گلا گلتا نہین میرے تو کیا دہن کو تیرے سے پایا بات کتنے	سے تصور سے ترے ہر دم ہم آغوشی مجھے ہماری جز رسی مین کیا سخن ہے

قبول تخلص مرزا مہدی علیخان لکھنوی مخاطب بہ مقبول الدولہ مصاحب و داروغہ توپخانہ واجد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ خلف مولوی محمد مرزا شاگرد ناسخ شاہ اودھ کے ہمراہ کلکتے مین آئے تھے شعر صاف اور عاشقانہ اچھا کہتے تھے انھون نے شمشیر خانی کو نظم اردو مین ترجمہ کیا ہے دیوان انکا نظر سے گزرا اسکا بارہ سو چھتہ ہجری مین لکھنؤ مین جاکر وفات پائی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

میرزا مہدی علیخان مر گئے افسوس حیف مصرعہ تاریخ ناسخ حزین نے یہ کہا کرتے ہین سرسبز چوب خشک کو جانباز عشق قرب بد سے پاک طینت کو نہین ہوتی گزند وفاداری مین ہم ثابت قدم ہین بد مردی مانگا جو ایک بوسہ تو دین لاکھ گالیان پرتو رخسار تابان ہے زبس کو سوتا فلک برق کیونکر نہ ہو خاموش گلون کی آگے یہ سرخ پوشی سے قتل کی خوشی ہے	دوستون کو کر گئے مغموم و محزون و ملول وائے ہے ہے مر گیا مہدی علیخان قبول کسقدر منصور سے شہرہ ہوا ہے دار کا دامن گل نے کبھی صدمہ نہ دیکھا خار کا بنے گا اسے یہ بر و تیرے کوچے مین نہ رانا میرا سوال دیکھیے اور یار کا جواب شمع روشن ہے ہر اک سنگ نشان کوہی دوست نہین زیبا ہے تہی دست کو زر دارے بحث نہ جا نیو کہ لہو سے ہے تیغ قاتل سرخ

قبول تخلص عبد الغنی بیگ کشمیری معاصر سودا بیشتر فارسی کہتے تھے

دل یون مثال زلف مین پھرتا ہے نور دزن	تاریک شب مین جیسے کوئی پاسبان پھرے

قدر تخلص محمد قدر دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ رندانہ وضع رکھتے تھے

آج آئے ہو تو بجا ؤ صنم رات کی رات	لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

قدر تخلص سید غلام حسنین خلف سید خلف علی بلگرامی شاگرد مرزا نوشہ غالب ایدالعالی بجز اگر کوئی شعر انکا رہو یون کے انداز کا نظر آیا نہین انکی مثنوی قضا و قدر نظر گزری

یہ ضبط عشق ہے کہ نہ نکلے گی منہ سے آہ
اٹھیے جلین گے ہم کہ نہوگا دہوان نمبت

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ شاگرد نثار اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

زلفون مین اگر دل یہ گرفتار نہ ہوتا
یون روز مرا آہ شب تار نہ ہوتا

قدرت تخلص شیخ قدرت اللہ شاگرد محمد عارف رفوگر

قاصد شتاب جاکے خبر لا تو یار کی
حالت بہت بری ہے دل بیقرار کی

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ رامپوری شاگرد قائم چاندپوری ریختہ گویون کا ایک تذکرہ انسے یادگار ہے

لاکھون جلائے مردۂ صد سالہ آن مین
فیض دم مسیح ہے اوسکی زبان مین
انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا
کتنونکے جی تو جاتے رہے امتحان مین

قدرت تخلص شیخ محمد قدرت اللہ سوپرنٹنڈنٹ اسٹامپ ریاست بھوپال ابن شیخ محمد رباب اللہ بنارسی دیوان انکا نظر سے گزرا کوئی غزل انکی نواب سکندر بیگم کی مدح سے خالی نہین

مین کیا مرتا ہون تجھ پر وہ لگا کہنے کہ جھوٹ
جب تو ہم جانین دکھا دو ہم کو مرکے سامنے
جب وہین مین مرگیا اوسنے کہا سچا ہے یہ
انکا اب مرقد بنادو میرے گھر کے سامنے

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ برادر عمزاد میر شمس الدین باشندۂ دہلی مقیم مرشدآباد شاگرد مرزا مظہر جانجانان و جعفر علی حسرت عزیزون مین شاہ عبد العزیز دہلوی تذکرہ کیا ہے تھے شعرگوئی مین اچھی قدرت رکھتے تھے سنہ بارہ سو پانچ ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

ہنگامۂ بہار و صدمۂ اب بسر آیا
اے یادہ کشو مژدہ کہ پھر ابر تر آیا
پیمانہ کب گرسنہ ہے دریغ خود قدرت
منہ سے لگادے اوسکے ساقی تو نہ ہوگا
ہوا ہے اوسکے گلے مین گرہ دم اوسکا
ترے لبون نے مسیحا سے کیا سوال کیا
جہان نظر پڑے پاؤن تلے ملے کاغذ
سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ مین نہ لے کاغذ
اوڑائی زمین خاک ماتم مین دل کی
کیا ہمنے آخر زمین آسمان کو

حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹا ہی
خزدہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے

نوح کشتی سے خبردار کہ بیان بیٹھے سے
مرہم تازہ ناسور کہن چھوٹے سے ہے

سینہ اوسکا ہے دل اوسکا ہے جگر اوسکا ہے
تیر بیداد جدھر رخ کرے گھر اوسکا ہے

لب جان بخش کی یاد اوسکے جو پڑی ہے اک دھوم
لب عیسی نے مگر تیری زبان چوسی ہے

کسکی نیرنگی یہ برق خاطر مانوس ہے
جو شرر دل سے اوٹھے سو جلوۂ طاؤس ہے

حسن کو اپنے ہوا دار دنیے کاوش ہے مدام
ہر طپش یہان شمع کی برق دل فانوس ہے

ایک ہی پردے کی گر سمجھو تو یہ ہین سب الاپ
گر صدائے چنگ ہے یا نغمۂ ناقوس ہے

صبر و طاقت تو کبھی کی کوچ یہانسے کر گئے
اب وداع تنگ ہے اور رخصت ناموس ہے

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی ملک روم ہے کیا سرزمین روس ہے

گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی
اسطرف آواز طبل و ادھر صدای کوس ہے

صبح سے تا شام چلتا ہوے گلگون کا دور
شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے

سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا مین تجھے
چل دکھاؤن کیا تو اپنی آز کا محبوس ہے

لیگئی اکبارگی گور غریبان کی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

مرقدین دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

پوچھ تو انسے کمال و حشمت دنیا سے آج
کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے

کل تو قدرت پاس سے خم رکھتے تھے تسبیح ریا
آج رہن جام مے یہ خرقۂ سالوس ہے

قدس تخلص سید محمد رضا ولد سید علی مرزا داماد نواب ناصر الدولہ سید اسد علیخان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

ہے حجت مسیح اگر طایر حنا
طوطی کی طرح سے کرے تقریر ہاتھ مین

قدسی تخلص سید محمد اکبر عرف محمد جان ولد شاہ علی جعفر دخترزادۂ حضرت شاہ اجمل الہ آبادی سیرا لکھنؤ مین جاکر آتش کے شاگرد ہوئے تھے صاحب دیوان گزرے

یاد آتی ہین کافر جو ملاقات کی راتین
کٹتین کسی عنوان نہین برسات کی راتین

تری بلائین نہ لین پاؤن بھی نہین دابے
یہ ہم سمجھتے ہین بیکار ہے بدن مین ہاتھ

قدسی تخلص آقا علی خلف مرزا مہدی کوفر باشندہ لکھنؤ مقیم ٹمیابرج یہ شعر اِس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کیونکر یہین نہ شل ہوا عاشقون کے دل — زانو بدل بدل کے وہ نازک کمر اوٹھا
لکھا ازل مین قلم نے جو حال زار رہا — جھکا کے سر کو تاسف کیا مقدر پر
بیچ مین آنو چکے اور بلا کیا ہوگی — اور برگشتہ تری زلف رسا کیا ہوگی
سیکڑون اِس سے بنے گا کہ بنے کی مسجد — دیکھیے خاک مری بعد فنا کیا ہو گی

قدیر تخلص احمد علی شاگرد محمد زکی

شور عاشق نہ روانی مین سنا لیلی نے — کتنا مجنون نے کہا ناقہ کو ٹھہرا ٹھہرا
اے قدیر اوس بت ترسا سے یہ کہدے کوئی — اپنے دیدار کے طالب کو نہ ترسا ہی بہت

قرار تخلص شیخ جان محمد نقیب سرکار وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر شاگرد شاہ شرف الدین تخلص بہ الہام مولوی

حمد مین ہے یہ ارادہ اس دل آگاہ کا — ہو سر دیوان یہ مصرع تو بسم اللہ کا
ترا وہ ناخن پا دیکھکر ترا شیدہ — چھپا ہے ابر کی جا اب ہلال پردے مین

قرار تخلص میر حسین علی شاگرد محمد نصیر رنج

کب سے آنکھین بچھین گلین ذوق جراحت مین اوٹھ کر — ہائے حسرت اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل رہ گیا
کسطرح قرار اوس سے کرون درد دل اظہار — سنتا ہی نہین وہ بت مغرور کسی کی

قرار تخلص میر محمد حسن ولد میر معصوم علی لکھنوی شاگرد مرزا علی بہار تخلص

سن لے اگر وہ دل سے کہین گفتگوی دل — بر آئے ایک عمر کی سب آرزوی دل
ہم پر تو کن انکھیون سے جی غصہ کی نظر سے — پڑتی ہین رقیبون کی طرف پیار کی آنکھیں

قرار تخلص بندہ علی خان ولد محمد علی خان لکھنوی برادرزادہ تفضل حسین خان و برادر نسبتی فتح الدولہ برق شاگرد میر کلو عرش

بار کفن اوتار اسکو دوش کر دیا — سر پر ہمارے قبر مین زرد کفن کے پاؤن

قربان تخلص میر محمدی دہلوی خلف میر کلو حقیر شاگرد نظام اللہ خان فراق

ٹھکے ہم کہ نہیں یون مجھے بوسہ نہ ملا لو ۔۔۔ مجھسے تو کیا آپ نے اقرار ہی کچھ اور
کیون نہ اک شکر سے یہان اٹھا صدمہ جان ودم ۔۔۔ دست بستہ سحر جیسے جہان استادہ ہو
کسکی برگشتہ نگہ کا ہون مین بیمار کہ آہ ۔۔۔ یہان مسیحا کی ہوئی جاتی ہے تدبیر اولٹی

قربان تخلص میر جیون شاگرد سودا سپاہی پیشہ تھے فوج کمپنی سے فیض آباد مین
دلاورانہ لڑکر شہید ہوئے

یون بند قبا کھل گئے جو آن مین گل کے ۔۔۔ کیا چھونک دیا تو نے صبا کان مین گل کے

قربان تخلص میر قربان علی عظیم آبادی

قالب مین دل سے کیونکر ادس کمان ابرو کی پیکان کو ۔۔۔ اکثر زردہ نہین کرتا ہو کوئی اپنے مہمان کو

قرین تخلص حسرت کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

پیارے جو وفا یا بے وفا ہو ۔۔۔ غرض مین تم دل کے لینے مین بلا ہو

قسمت تخلص نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ قلی خان دہلوی مقیم لکھنو
شاگرد جعفر علی حسرت مرزا احمد شاہ کی سرکار مین اقتدار و اعتبار رکھتے تھے

امیدوار بوسہ لب ہی کھڑا کوئی ۔۔۔ دیتا ہے تجھکو دیر سے پیارے دعا کوئی
پھر مجھکو کیا جو غیر کے تم جا کے گھر رہے ۔۔۔ میرے تو ساتھ وعدۂ شام و سحر رہے
الٰہی یا تو میرے دامن دلدار ہاتھ آ جائے ۔۔۔ نہین تو ہاتھ کی اوسکے کوئی تلوار ہاتھ آئے

قلق تخلص خواجہ اسد اللہ مخاطب بہ آفتاب الدولہ ولد خواجہ بہادر حسین فراق
باشندہ لکھنو شاگرد و ہمشیر زادہ خواجہ وزیر واجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے
صاحب دیوان ہین شعر اپنے طرز پر اچھا کہتے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی
انکی مثنوی طلسم الفت انہین کی زبانی کلکتہ مین سنی تھی

ادا سے دیکھو جاتا رہے گلہ دل کا ۔۔۔ بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
الٰہی خیر ہو کچھ آج رنگ بد ڈھب ہے ۔۔۔ تپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا
نہ ورند ہوں کہ مجھے ہتکڑی سے نسبت ہے ۔۔۔ ملا ہے گیسوے جانا سے سلسلہ دل کا
بہار آتے ہی کنج قفس نصیب ہوا ۔۔۔ ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلہ دل کا

خدا کے ہاتھ ہے اب اپنا اے قلق انصاف — بتون سے حشر مین ہوگا معاملہ دل کا

ہمنے احسان اسیری کا نہ برباد کیا — مرتے دم منہ طرف خانۂ صیاد کیا

کفر و اسلام کے جھگڑے سے چھٹے خوب ہوا — قید مذہب سے جنون نے ہمین آزاد کیا

حسرت قتل ہے نہ جان سے اپنی صد شکر — موت نے ہمکو نہ شرمندۂ جلاد کیا

ابھی چمن مین ہون آنکھین نہ بند کر صیاد — حذر کر آہ سے میری خدا سے ڈر صیاد

قلق نصیب ہو کیا سیر باغ بے کھٹکے — عدو سے جان ہے ادھر باغبان ادھر صیاد

کبھی مجھکو کبھی غیرونکو لگا لیتی ہین — خوب سیکھی ہین لگاوٹ کے اشارے آپنے

چوکتا ہی نہین ہے تیر نگاہ — قدر انداز ہے غضب کی آنکھ

ہونٹھون مین دابکر جو گلوری دی یار نے — کیا دانت پیسے غیر نے کیا کیا چبا کے ہونٹھ

دون کی لے جب کبھی گانے کی فرمایش کرون — ایک اوسکو لنترانی کا ترانہ یاد ہے

چھڑا کر یار سے کیا تفرقہ ڈالا ہے گردون نے — نہ وہ چرچے نہ وہ چھلین نہ وہ جلسے ہین صحبت کے

اپنے سوا رقیب کی کب دال گلتی ہے — باتین بنانے لگے وہ کھچڑی پکا کے

کہان تک ایڑیان رگڑین گلا کاٹو گا اسکا لو — اوٹھا لیجے نہ خنجر باز آیا اس ترحم سے

اوس پہ مرتے ہین کرے تازہ جو بیداد کوئی — ہم ستم سہتے ہین گر ہو ستم ایجاد کوئی

قلق تخلص حکیم غلام مولا عرف مولا بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مومن

دیرینہ رفیق تھا قلق ہاے — وہ کیا ہے ہوا کہ مر گئے ہم

ہے جان خراش پرسش غمخوار کسقدر — وہ مہربان نہ مجھسے ہو کہ جو مہربان نہین

قلق تخلص امجد علی ولد محمد علی متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ دراصل کالپی شاگرد فخر الملک نواب میر منجھو صاحب [illegible]

ہجوم آپ کے در پہ ہے دادخواہون کا — ستم کو دیجیے ان شرمگین نگاہون کا

کاہ کی طرح سے کاہیدہ اگرچہ ہے قلق — غم سلامت ہے تو کچھ اور بھی لاغر ہوگا

بسکہ ہیں ٹکڑے دامان و گریبان ہوئے — کرتے ہین میری جان کو تحفہ گری کا لو قبا

بیہوشی مین کیا اوسکو کہا تھا جو قلق آہ — کہتا ہے کہ بند آب دم ہوش یہین منہ کو

اسے ضعف اب تو اتنی بھی طاقت نہین رہی | مانگون خدا سے وصل صنم کو اوٹھا کی ہاتھ

قلق تخلص سلطان خان قوم افغان باشندۂ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

مرکے بھی اوسکے نظارے کی تمنا نہ گئی | اگ نسا سبزہ کہ وہ نرگس شہلا نہ ہوا

قلندر تخلص شاہ قلندر شاگرد مرزا مظہر اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف باسلام ہوئے تھے

جی کو سر زندگی نہین ہے | کیا جی کی کہون کہ جی نہین ہے
سمجھتے ہی سمجھے گا اشک ناصح | رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے

قمر تخلص مرزا غلام حسین عظیم آبادی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر

دل پس گئے ہزارون کے ای غیرت چمن | پاؤن کا تیرے مہندی لگانا غضب ہوا

قمر تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب بہ افتخار الدولہ نائب نواب غازی الدین حیدر بہادر والی لکھنو ولد منشی مرزا جعفر لکھنوی اوستاد بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنو شاگرد مرزا قتیل دیوان انکا نظر سے گزرا

جوانی مین اوسے ہم دیکھتے مین اپنی آنکھون سے | لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا
صلح کرتے ہوے آخر وہ بجنگ آہی گیا | عشق کا نام برا ہے اوسے ننگ آہی گیا
بیجا نہین ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب | دیکھا تھا اوسنے کب کسی بسمل کا اضطراب
تجھ بن جو مجھکو نیند نہ آئی تمام شب | صورت اجل نے بھی نہ دکھائی تمام شب
آئی نہ کچھ صدا قمر خستہ کی ہمین | زنجیر اوسکے در کی ہلائی تمام شب
جسنے نہ رکھا سر کو ترے بار محبت | کیا جانے وہ پھر درد گرفتار محبت
ممکن نہین تا حشر قمر ہوش مین آوے | دیکھے کوئی گر اوس بت مخمور کی تصویر
کیا قصد نکلنے کا مین نے زندان سے | قمر لپٹ گئی پاؤن سے غل مچا زنجیر
اپنے قدم سے کیون نہو دریا لہو کا دشت | ہر آبلہ ہے دیدۂ خونبار پاؤن مین
ظاہر مین جو تو چاہے سو حق مین قمر کے کہہ | خلوت مین لیکن اوس سے نکرنا نہین نہین
خال رخ یار نے ہوش مرے کھو دیے | کر دیا بیخود قمر تھوڑے سے تریاک نے

قمر تخلص حافظ قمر الدین خلف حافظ اشرف باشندۂ دہلی

خانۂ دل مین جو روشن ہو چراغ عارض	دھیان پھر خاک رہے لعل بدخشانی کا

قمر تخلص محمد قمر الدین خان اکبرآبادی قوم افغان یوسف زئی

مجھسی کو مرید کر لیا دم مین قمر	یہ خانہ خراب عشق مرشد نکلا
کیکیئے عشق سے پابند صد رنج و تعب ہین ہم	ہزار دن فتنین ہین ایک ہم ہین کہ عجب ہین ہم

قمر تخلص سید محمد ولی خان خلف نواب محمد علی خان رئیس شمس آباد

بڑھکئی ہے دل کی ایسی بیقراری اندنون	ہر گھڑی کرتا ہون غم مین آہ و زاری اندنون

قمر تخلص میر محمد اسمعیل متوطن لکھنؤ

حال فرقت جو پڑہا خط مین تو یون کہنی لگی	چار حرفون کے لیے دفتر باطل آیا

قمر تخلص مرزا قمر طالع خلف مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبدالرحمن خان جہان

نالان ہے قمر وار غم عشق سے وہ بھی	کب ہرزہ دراؤن یہ کھلا راز جرس کا
نہ آتی تاب تو بھی دل کی بیتابی کی ہاتھون سے	قمر پہلو مین وہ رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا
بعد مدت خط لکھا ہے یار نے خط نے مجھے	تو بھی اب تو اے قمر شکوے کے دفتر کہولدے

قمر تخلص مولوی نواب جان ہوگلوی شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت

چہرۂ یار نہین زلف رسا سے پیدا	آج خورشید ہوا دام بلا سے پیدا
تاب نظارہ نہین دیدۂ خورشید کو بھی	پردۂ روسے منور ہے ضیا سے پیدا

قمر تخلص مرزا باقر حسین لکھنوی

آغوش اوسکے شوق مین کب تک رہی کھلا	پھیلائے کب تلک رہون اے انتظار ہم

قمر تخلص شیخ جعفر علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شب فراق کو مینے تڑپ تڑپ کاٹا	نہ پھوٹا جس یہ بھی ظالم یہ آبلہ دل کا

قمر تخلص قمر الدین ولد روشن علی شاگرد خواجہ وزیر باشندۂ لکھنؤ

اے رشک تجلی اسے دیدار دکھا کر	موسی کی طرح رکھتی ہے غش ار نی آنکھ

قمر تخلص حکیم قمر الدین خان باشندۂ لکھنؤ مقیم بنارس

کھٹکتے ہوں غم ہجران سے جیسے خار پہلو میں	کہو کیونکر رہے اوسکا دل افگار پہلو میں

قمر تخلص رشید الدولہ محمد جعفر علی خان بہادر عرف چھوٹے آغا خلف مظفر الدولہ محمد زکی خان بہادر لکھنوی نواسہ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

مرض ہجر مرا خاک ہوا اچھا تم سے	خود مسیحا ہوا جی اور ہیں بیمار آنکھیں
حال کھلتا نہیں کچھ چین پہ جبین ہونیکا	کیوں چڑھاتے ہو مجھے دیکھ کے ہر بار بھویں

قناعت تخلص مرزا محمد بیگ لاہوری ولد مرزا حسن بیگ شاگرد حسرت [illegible] گیارہ سو چھیانوے ہجری میں لکھنؤ میں تھے

زیست اب مجھ سخت جان کی سب لگتی ہے بری	فائدہ یہ کچھ ہوا ہے دل لگانے سے بجز

قناعت تخلص مرزا غلام نصیر الدین خلف مرزا ولی الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہیں

کھویا غم فراق نے دل سے جہان کا غم	غم ہے ہمارے واسطے غمخوار ہو گیا
ہنگام طوف دھیان بتوں کا رہا مجھے	میں کعبہ جا کے اور گنہگار ہو گیا
اوسکے یہ کہتے کے میں صدقے کے گھبرا گیا	سانس الٹی ہائے یہ کیوں نوجوان لینے لگا
جلا سے آئینہ ہوتی ہے خاک سے ظالم	صفا بھی چاہیے ہو دل میں جب غبار آیا
دل کھنچے جاتے ہیں لاکھوں دیکھکر رفتار کو	نقش پاے یار گویا نقش ہے تسخیر کا
ضعف اپنا یہاں تلک پہونچا کہ ہم	آ نہیں سکتے تمہارے دھیان میں
اے تو جو چاہو اب کر لو ستم	ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے
پڑ پڑ کے پاؤں مجھکو بٹھاتے ہیں رد نشست	پھر ایسے قدردان ملیں گے کہاں مجھے
کھینچنے تھے ہم کمان آئے کہاں سے	کہ ہے مسکی ہوئی چولی قبا کی

قوت تخلص مرزا احمد علی خلف عقلمند بخش جرأت

ڈھ گیا اور مثل نقش قدم	مجھکو حیران خاک پر چھوڑ آ
قوت چھڑاؤں کیونکہ لگا اب تو میرا دل	اوس غنچہ بے نظیر سے ہر فن شعر سے

پہنا کر وہ نچوڑے بال اپنے طشت مین ۔ آنسو نے اسکے طشت تک گوہر بنا اور گوہر جا

قوس تخلص مرزا محبوب علی متوطن دہلی ولد مرزا ہمایون بخت ابن مرزا زین العابدین شاگرد راقم مولد انکا کانپور مسکن کلکتہ شعر اچھا کہتے ہین پہلے شمس تخلص کرتے تھے صاحب دیوان ہین

گر میان مجھ سے جو کھیو اوس شمع رو کے بزم مین ۔ غیر مارے رشک کے جل جل کے ٹھنڈا ہو گیا

جان کھا جاتا ہے غم آسان سمجھے تھے اسے ۔ دل لگانا قوس کیا منہ کا نوالا ہو گیا

مرنے پہ بھی جلانا ہے منظور اوسکو قوس ۔ بنوایا ہے چراغ جو میرے غبار کا

نہ سنورا ایک بھی کام اپنے دل کا تجھسے اے ظالم ۔ ترے ہاتھون سے ہر کام اپنا اے چرخ کہن بگڑا

خدا دیتا ہے بعد از رنج پھر راحت ضرور اے دل ۔ وصال اپنا ہوا صدمہ سہا جب درد ہجران کا

نقش پا ہے یار کے سودے کا یہ دیکھا اثر ۔ رات بھر ہے چاند گردش مین تو دن بھر آفتاب

جان دی ہے عشق مین اوس گل کے مین نے بے خبر ۔ پھول لا کر کیون نہ تربت پر چڑھائے عندلیب

تل نہین ہے تیغ زن پہ ابروئے خمدار پر ۔ جم گیا ہے خون کا قطرہ تیغ جوہردار پر

قہر کا آفت لگا سرمہ نگاہ یار مین ۔ اور دونی ہو گئی ہے آب اس تلوار مین

جو کبوتر اوسنے دیکھا نامہ بر سمجھا مرا ۔ مار ڈالے ہاے دھوکے مین کبوتر سیکڑون

معجزہ حضرت عیسے کا دکھا دیتے ہین ۔ بات کی بات مین مردے کو جلا دیتے ہین

جب مین کہتا ہون کہ کب وعدہ وفا کیجے گا ۔ ہنسکے شوخی سے انگوٹھا وہ دکھا دیتے ہین

کیا ادا ہے کہ مین کشتہ ہون دیکھا اے قوس ۔ لیکے خمیازہ وہ چٹکی جو بجا دیتے ہین

ان حسرتون کو لیکے سماؤنگا کسطرح ۔ ایجان کچھ ایسی وسعت کنج لحد نہین

ہوا پہلو مین مرے وہ ماہ پیکر رات کو ۔ مدتون پر ہمنشین جاگا مقدر رات کو

تمہارے حسن نے سب کو تو گمراہ کر ڈالا ۔ یہودی کو مجوسی کو نصارے کو مسلمان کو

زانوئے دلدار اور تصویر پشت آئینہ ۔ واہ واری واہ وا تقدیر پشت آئینہ

رات دن رہتا ہے ہم پہلوئے دلبر آئینہ ۔ پا گیا بخت عدو اے دل مقرر آئینہ

زانوئے خوبان پہ رہتا ہے برابر آئینہ ۔ بخت بد رکھتا ہے کیا سیدھا مقدر آئینہ

جو حسین ہے اوسکے دل مین کرتا ہی گھر آئینہ — جانتا ہے بس عمل حب کا معتبر آئینہ
بخت خفتہ مدتون مین آج جاگا صبحدم — ہم سے مانگا یار نے بیدار ہو کر آئینہ
جب طلب بوسہ کیا اوسسے تو منہکر کہا — منہ تو اپنا دیکھیے صاحب اوٹھا کر آئینہ
جو بات سچ ہے کہتے ہین منہ پر ہزار کے — گو رنگ فریفتہ ہین مرے گلعذار کے
کمر اوسکی شکل رگ کی ہے ولیکن — مثل سایۂ احمد نہان ہے
جب نزع مین نہ آے تو مرقد پہ آچکی — وہ شمع گل مزار پہ میرے چڑہا چکے
ہوئے پامال لاکھون اس ادا سے — چلے جو ناز سے دامن اوٹھا کے
ٹہیرے چیتون مین ہے گر موئے میان یار کا — شوخ چشمی کی غزالان ختن مین دہوم ہے
مے کشی کا ہے اشارہ جلد لا ساقی شراب — جانب قبلہ سے اوٹھی ہے گھٹا برسات کی
چلتا ہے رک رک کے کن انکھیون کی چال — خنجر قاتل مین بھی رفتار معشوقانہ ہے
میری صحبت مین نہ آیا کرین غیر — باتون باتون مین ستاتے ہین مجھے
لاش پر آئے منہ چھپائے ہوئے — شرم اب تک بھی مہربان نہ گئی
مجھسے وحشی کو جو سمجھاتے ہین ناصح واللہ — آپ تو مجھکو نظر آتے ہین دیوانے سے

قوس تخلص سید محمد رضا خلف سید علی مرزا ساکن لکھنو شاگرد ناسخ

پیالی پڑے جو عکس ترے چشم مست کا — جام شراب ہو قدح شیر ہاتھ مین

قلیس تخلص میر عباس حسین ابن میر نثار حسین شکوہ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

اے قیس کیا بتاؤن تجھے انتہاے عشق — ہو آخر شئ جنون یہ ہے ابتداے عشق

قیس تخلص حافظ عبد الحی برادر خورد حافظ عبد الصمد یوسفی باشندہ کاکوری

ہمرازی کیون نہ ہو ہمارے اوسکی قیس — ترجمان اپنی ہی وہ ہم ترجمان عندلیب

قیس تخلص محمد عنایت اللہ متوطن بھیکم پور باشندہ کول شاگرد منشی نبی بخش حقیر تخلص

لیلیا دل کو ساتھ پیکان کے — تیر بھی اوسکا دلربا نکلا
یہ کرتے تھے تیر کے جو دل مین اثر — آہ وہ نالے مرے کیا ہو گئے

قیس تخلص سید مرزا علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر تخلص

ہم سے تو رنج ہجر اوٹھایا نہ جائے گا
اب کیا بنے گی دم جو خدایا نہ جائے گا

قیس تخلص مرزا احمد علی بیگ عرف مدارا بیگ خلف مرزا امراؤ علی بیگ شاگرد جعفر علی حسرت وطن انکا مشہد مقدس مولد لکھنؤ

نادان ابھی ہو پیار سے جانے بلا تمھاری
کیا خبر ہے محبت اب تم سے کیا کہوں مین

رہی تن من کی سدھ ہمکو نہ جنکی یادگاری تہین
بھلا دین وہ ہمین تھوڑی ہی بس ایسی پیاری تہین

جب سے سمند ناز پہ وہ شہسوار ہے
آوارہ و خراب یہ مشت غبار ہے

پھرتا ہون ہر کسی سے مین القاب پوچھتا
خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے

آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ
اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

قیس تخلص محمد صدیق مرحوم ہمشیرہ زادہ و شاگرد شیر محمد خان ایمان

دھیان کرتا ہون مین جب داتون کو اوسکی اے قیس
فکر کھاتی ہے مری آب گہر مین غوطے

قیس تخلص نواب ہادی علیخان خلف صمصام الدولہ مرزا محمد نیشاپوری باشندہ لکھنؤ

بعد مدت جو مجھے یاد کیا اوس بت نے
آج کیا بار خدا اوسکے یہ آیا دل مین

قیس تخلص شیخ کاظم علی قدوائی ولد شیخ وحدت اللہ باشندہ قصبہ جگور توابع لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

یہ ڈھنگ ہین برے یہ بھلا چھوڑو میری جان
نخوت غرور کبر یہ ہر بار کا دماغ

ہوتا ہے درد سر اوسے صندل کے نام سے
کتنا ضعیف ہے ترے بیمار کا دماغ

قیس تخلص حکیم باقر علی ولد شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

دم محبت کا مین بھرتا رہا مرتے مرتے
جان کی طرح غم یار کو رکھا دل مین

غیر ظاہر مین نہ پوچھا تو نہ پوچھا مجھکو
اپنا بیمار تو سمجھا وہ مسیحا دل مین

مرض عشق کی تکلیف کو کیا پوچھتے ہو
ہے کبھی درد جگر مین کبھی ایذا دل مین

قیصر تخلص مرزا علی حسین اکبرآبادی

اک جام مین طلسم جہان کھل گیا تمام
حاصل تھا ہمکو مرتبۂ جم تمام شب

یارب وہ دن دکھا کہ میسر ہو روز وصل
محرم سے اوسکے ہم بھی ہون محرم تمام شب

قیصر تخلص مرزا محمد خورشید قدر بہادر خلف مرزا آسمان قدر بہادر بن مرزا محمد خرم بخت بہادر ابن مرزا جہاندار شاہ بہادر شاگرد گوہر علی شبیر مرثیہ گو شعر بہت کم کہتے ہین

جو بلا عشق مین آئی اوسے رد کا سر پر ۔۔ تیغ قاتل کی جو اوٹھی تو اٹھایا سر پر

قیصر تخلص مرزا خدا بخش نواسۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مومن خان دہلوی

ہوس غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا ۔۔ کیا نئی طرح سے ہم دل مین گزر کرتے ہین
تو لطف کرے یا نکرے خوش ہو کہ ناخوش ۔۔ اس بات پہ مرتا ہون کہ عاشق ہوئے تم پر مین

قیصر تخلص شاہ امین الدین خلف شاہ ابو المظفر نبیرۂ شاہ علیم اللہ باشندۂ دائرۂ الہ آباد

خیال دل کو جو آیا سیاہکاری کا ۔۔ سفید ہو گئے مثل کفن مزار مین ہم

حرف کاف عربی

کاشف تخلص کاشف علی ولد شیخ محمد علی لکھنوی مقیم کانپور شاگرد چھوٹے مرزا مذنب تخلص

کاشف زیادہ قصد نہ کر موشگافی کا ۔۔ مضمون کیا بندھے کہ وہ ہی ہیچ از الف

کاشف تخلص سید محمد حسین خان عرف شاہ مرزا نبیرۂ سید مختار الدولہ عمدۃ الملک سید باقر علی خان میر بخشی متوطن مازندران باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

یونہین بسر ہوئی اوقات زاہد اپنی ۔۔ لبون پہ ذکر بتان یاد کبریا دل مین

کاظم تخلص کاظم علی شاگرد نصیر و مومن باشندۂ منڈاور

شبنم رکھ گل پر نہین کاظم یہ سحر کو ۔۔ پھوٹا ہے کوئی آبلۂ دل کا پھپھولا
اسے طفل اشک ہم تجھے آنکھون مین رکھین ۔۔ اور تو ہمارے راز کو یون برملا کرے

کاظم تخلص سید محمد کاظم خلف سید مہدی حسین بلگرامی

طوق منت کا نہ گردن سے اوترنے پایا ۔۔ بیڑیان پڑ گئی پاؤن مین شہری ہوا سودا ہمکو

کافر تخلص سید علی نقی ہمامرسود اساہی پیشہ تھے آخر ایام مین مرشد آباد مین

سکونت کی تھی

سیرت سے ان بتونکے دلمین کدورتین ہین — مٹی کی مورتین ہین کافر یہ صورتین ہین
کس کس طرح بتون کی صورت نے رنگ پکڑی — کافران انکھڑیون نے دیکھے ہین کیا جھمکڑے

کافی تخلص محمد رضا مرثیہ خوان بن محمد حسین لکھنوی

چھوڑا اگر اسکو سیلے جا بیٹھے اک دن کافی — قصر عالی امرا کرتے ہین تعمیر عبث

کافی تخلص مولوی کفایت علی مرادآبادی صاحب علم و فضل و زہد و ورع ہین بیشتر اشعار انکے حمد و نعت مین ہوتے ہین

عرش برین ایوان محمد صلے اللہ علیہ وسلم — خلد سرا بستان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
آپ کے فضل کا امت آپ شفیع روز قیامت — ہین ہمہ احسان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
مظہر رحمت مصدر رافت مخزن شفقت معدن عنایت — ذات محمد جان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
رحمت عالم اوسکا لقب ہے خلقت عالم کا وہ سبب ہے — ہے کیا عالی شان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
بہر شفائے درد معصیت اور برائے رنج و ضلالت — کافی ہے درمان محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کامل تخلص مرزا ناصر الدین معروف بہ محمد مرزا خلف مرزا ابوسعید نبیرہ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد و برادر زادہ مرزا رحیم الدین حیا

توڑ کر پر قید سے چھوڑا تو کیا چھوڑا ہمین — تو ہی کہہ اس حال مین جائین کہان صیاد ہم

کامل تخلص شیخ جمال الدین باشندہ آنولہ شاگرد مصحفی

فصل سودے کی بہار آئی ہے خدا خیر کرے — دیکھیے پڑتا ہے کس کس پہ وبال اے کامل
فوج غم و الم مین پھنسا شہریار دل — ہو کون بیکسی کے سوا غمگسار دل

کامل تخلص مولوی غلام کبیر با مقیم ڈھاکہ شاگرد مرزا جان طپش

طفل اشکون سے ملے دلکی شہادت کی خبر — خون ناحق تھا یہ قاتل سے چھپایا نگیا

کامل تخلص شیخ احمد علی لکھنوی ولد مولوی عنایت احمد شاگرد عبدالرؤف شعور اولاد مین حضرت پیر محمد علیہ الرحمۃ کی صاحب دیوان ہین

نہین ہوتا ہے جو پردے سے نمایان عارض — اوسلیے رہتی ہے مجھکو تپ ہجران عارض

نظر مہر سے تمنے جو ملائین آنکھین   ہمنے درگا ہون مین چاندی کی چڑہائی آنکھین

کامل تخلص سید احمد جان نبیرہ حضرت شاہ محمد اجمل مرحوم باشندۂ الہ آباد

ملا ہر مین پھر گیا وہ ستمگر تو غم نہین   دل سے جو انس تھا اوسے وہ بھی کم نہین

کامل تخلص مرزا باقر علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف شاگرد مرزا نوشہ راقم نے انکو دہلی مین دیکھا ہے

اوٹھانے پڑینگے نہ ساقی کے ناز   کہ پیرِ مغان آشنا ہوگیا
یاد آتا کسی کے کاکل کا   تیرہ ساز شب جدائی ہے

کامل تخلص پنڈت ٹھاکر داس کشمیری باشندۂ دہلی وکالت کرتے تھے

بیٹھ کر دیکھا سپر راہ او سنے   لگا تیر اک بازگشتی جگر پر

کامل تخلص مرزا کامل بیگ

مژگان سے گر نہچے دلِ ابرو کرے ہی ٹکڑے   یہ بات اوس سے کہکر جب داد مین چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جسوقت ہووے خالی   تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی
ق

کامل تخلص مولوی محمد مرشد حسن ولد شاہ طالب حسین عظیم آبادی شاگرد خواجہ وزیر اپنی شاعری کا نہایت غرور رکھتے ہین

چھلّی انگشت حنائی سے بجا کرتے ہین   بولتا ہے لال لو دیکھو حنا کے رنگ کا
ایک دو ہر روز بے جرم و خطا ہوتے ہین قتل   چار دن سے شوق ہے سفاک کو جو رنگ کا
نفع اپنون سے نہین ہوتا ہے بڑا تائید غیر   دیکھ سکتی ہے کبھی بے آئنہ رخسار آنکھ
بے حکم جو مجھے لی تری زلف دوتا کی   مشکین مری بند ہوا ہے ہان مین لیے خطا کی

کاوش تخلص میر محمد کتاب خان شاگرد اولاد علی کاہش

ایک شب ہاتھ آئینگے وہ گیسوئے عنبر فشار   سورۂ واللیل پڑہتا ہون پے تسخیر زلف

کاہش تخلص مولوی اولاد علی مرحوم جونپوری شاگرد مصحفی پیشکار عدالت صاحب گنج عرف گیا

بیانِ حالِ دلِ زار ہو نہین سکتا   یہ درد وہ ہے کہ اظہار ہو نہین سکتا

رشک مقتل ہے ترا کوچہ بت کافر گر
گھبر تڑپے ہین جدا اکا فر جدا اتر سا جدا

عاشقون کو گر یہی نیرنگیان دکھلاے گا
آخرش ذرہ خدا اک روز باندھا جاے گا

یون حسرت دل کہتی ہے فرہادی رو رو
تیشہ کو لگا سر پہ تو پچتاے گا آخر

بھر گئے زخم جگر جب عاشق سنی تقریر زلف
مثل مرہم ہو گئی اللہ رے تاثیر زلف

دو ہری زنجیر دون مین کس پیچ جکڑی مین دل
واہ ری تدبیر کاکل واہ ری تاثیر زلف

کاہش تخلص منشی ہدایت علی واٹونگری شاگرد ذوق اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کی پلٹن مین نوکر تھے

جس گلی مین کہ تڑپتے ہین ہزارون بسمل
پاؤن پھیلا کے وہان بیٹھ گئے حضرت دل

تیرے پاس سے جب اوٹھ آتا ہے دل
تو آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہے دل

کبیر تخلص حکیم کبیر علی باشندہ سنبھل مراد آباد دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک ہی یار سے جی ناک مین آیا ہے کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار سلے

کرامت تخلص کرامت اللہ شاہ آزادانہ زیست کرتے تھے

مقبول حق ہے جو کہ ہوا پنجتن کا دوست
ہے حب اہل بیت وسیلہ نجات کا

کرم تخلص غلام ضامن شاگرد مومن متوطن کوتانہ مدت تک حیدر آباد مین رہے
آخر الامر دہلی مین سکونت اختیار کی تھی فارسی بھی کہتے تھے

کیا ہی برہم ہوئی زلف دوتا جو پوچھا مجھے
اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا

ترا ناخوردہ ہمارے تنک سے کیا کیا اثر پایا
استخوانون مین مرے دیکھ کے پیکان تیرا

اسیری نے کی پردہ پوشی جنون کی
کیا طوق گردن نے کار گریبان

وا اے قسمت اور اخفا سے ہوا افشا نہ
روکنے سے اشک کے لخت جگر اڑنے لگے

اوسکو شہرت کی تمنا مجھے رسوائی کی
ہر کوئی آرزوے نشو و نما رکھتا ہے

مرا نشو و نما ہے اوس خرام لاابالی سے
غبار ناتوان کو سرکشی سے ایمائی ہے

کرم تخلص کرم حسین خان خلف منشی سخاوت حسین خان بلگرامی سابق سررشتہ دار
کلکٹری فرخ آباد

کوٹھے گلرو کے آنے کی خبر ہے باغ مین
جو ہے ہر سو نظرہ زن بربہاری اندنوان

کرم تخلص کرم خان رامپوری صاحب دیوان گزرے

بے بوسۂ لعل لب دلدار نہین زیست | ہم سانپ نہین ہین کہ جیئین چاٹ کر مٹی

کریم تخلص کریم اللہ خان افغان باشندۂ دہلی

نہ تھی قدرت تجھے گر دیر و جانے کی کریم | زیر دیوار ہے جانا لہ سنایا ہوتا

کشتہ تخلص شیخ نبی بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مولا بخش قلق

محشر ... دامن پکڑنے آئیگا | مرے پہلو سے تو اگر سر کا

کشش تخلص میر فدا علی شاگرد اولاد علی کاہش

پریشان تھی صبا آشفتہ سنبل غنچہ حیران تھا | تجھے وحشت سے ہے دیوانو یہ کیا رنگ گلستان تھا
نمود خط سے تیرے بلبلون کو شیون تھا | بہار ہوتی تھی رخصت اور داس گلشن تھا

کشن تخلص بابو کشن چندر گھوس نوۂ راجہ تیکشن بہادر باشندۂ کلکتہ

صدف اپنے گوہر کو بے آب سمجھے | یہ دندان تمھارے دہن مین جو دیکھے

کشور تخلص مرزا محمد جعفر شاگرد مرزا احمد تقی اختر

جان دیتا ہون ترے ابروی خمدار پہ یار | کھینچتا ہے تو مرے قتل پہ شمشیر عبث

کفایت تخلص نواب کفایت اللہ خان مرحوم رامپور کے نواب زادون سے تھا

دیوانہ کیا بزم مین شب آکے کسی نے | بیہوش کیا چہرے کو دکھلا کے کسی نے

کلیم تخلص میر محمد حسین دہلوی معاصر میر تقی صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے اکثر رسالے شیخ محی الدین ابن العربی علیہ الرحمۃ کے اردو مین ترجمہ کیے ہین

چھپا ہے آ مرے چشم تر آب مین دریا | کسی نے دیکھا ہے اب تک حباب مین دریا
ہو چکا حشر گئے جنت و دوزخ کو خلق | رہ گیا مین ترے کوچے مین گرفتار ہنوز
درازی شب ہجران و زلف یار کلیم | مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھون مین
تجھے مین آنکھون مین کیونکر رکھون کہ ہر برسات | میرا ایسا گھر کہ یہ خانہ خراب ٹپکے ہے

کلیم تخلص شیخ کلیم اللہ باشندۂ سرکوٹ متعلق ضلع مراد آباد

جلوۂ طور رخ یار سے پیدا ہووے | خجل اعجاز تکلم سے مسیحا ہووے

کمال تخلص شاہ کمال الدین حسین باشندۂ کڑہ مانکپور شاگرد جرأت و قیام الدین قائم لباس درویشی پہنکر سیاحت کرتے تھے دیوان و تذکرہ شعرا انکا نظر سے گزرا

مین بندہ کیون نہون اوسکی ادا کا
عیان اوس بت مین ہے جلوہ خدا کا

شعلے سے آہ کے یہ دل زار جل بجھا
کیا بس چلے ہے آتش سوزان سے کاہ کا

جز شکست شیشۂ دل کچھ نہ دیکھا اور کام
مرتفع جس روز سے یہ چرخ مینائی ہوا

قد کا ترے نہ آنکھون مین کیونکر سمے خیال
اکثر ہے یہ کہ سرو لب جو نظر پڑا

مین کود کے دیوار گیا یار کے گھر اور
بیچارہ گیا مفت مین دربان نکالا

دیکھ رستے مین ہمین دیتے ہو گالی کیا خوب
جمال صاحب نے نئی یہ تو نکالی کیا خوب

گر آنکھ لڑانے کا نہین شوق ہر اک سے
سوراخ ہین کیون آپ کی دیوار مین صاحب

بگڑے نہ کہین عاشق و معشوق کی صحبت
یون جھانکے نہ نکلا کرو بازار مین صاحب

کنور تخلص راجہ اپورب کشن بہادر ولد راجہ راجکشن بہادر رئیس کلکتہ دیوان انکا نظر سے گزرا

شیدا ہے عشق مین ترے دل تیغ و شتاب کا
قالب تہی ہے یاد مین تیرے حباب کا

نہ پوچھ گزری ہے جو مجھ پہ بیقراری رات
مثال شمع کٹی روتے روتے ساری رات

کنور تخلص کنور جکرو تی سنگھ باشندۂ اکبرآباد ولد راجہ بلوان سنگھ راجہ تخلص

فریاد بھی کرتے نہین ہم جور بتان سے
خاموش ہین کچھ کہہ نہین سکتے ہین زبان سے

پریون سے نہ مطلب ہے نہ کچھ حور جنان سے
شیدائی ہین دیوانے ہین افکر دل و جان سے

کوثر تخلص کیدان پلٹن شاہی لکھنو مرزا مہدی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی متوطن دہلی شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزری

جب کہ اوس رشک قمر کے ہاتھ مین تیغ ہو
ہو گیا سب کو ستارون کا گمان بالا سر

مصروف قتل عاشق جانباز ہے وہ ترک
ترکش کمر مین رکھتا ہے شمشیر دوش پر

ربط کہتے ہین اسے ضبط اسے کہتے ہین
کبھی پیکان نہ ترے تیر کا کھٹکا دل مین

دم نہ مارے جو بہے خنجر الفت سے لہو
ہے یہ ہمت بخدا عاشق دریا دل مین

خواب مین شب اوس پری تمثال کی کملائی ہمیں
جاگ او تجھے بخت خوابیدہ جو نیند آئی ہمیں

تیرا تو آسرا تھا جدائی مین یار کی
اے موت تو بھی مجھسے گریزان ہوا ندلو

دل پھٹ گیا کدورت طبع نگار سے
حیرت کی جا ہے آینہ ٹوٹا غبار سے

نامہ بر کوچۂ دلبر مین گر ایسا ہو جائے
فی المثل ہووے کبوتر تو وہ عنقا ہو جائے

کیا ہی کشش ہے کوچۂ دلبر کی خاک مین
بیدست و پا بھی ہووے تو مثل صبا چلے

بوقت صبح وہ مانند آفتاب آیا
الٰہی شکر شب ہجر کی سحر دیکھی

کوثر تخلص آغا غلام علی معروف بہ آغا بان صاحب زمیندار ڈہاکہ خلف حاجی شمس الدین ولایتی شاگرد حافظ ضیغم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے ۱۲۸۱ ہجری مین انتقال کیا-

سونے کی آرسی نہین انگشت یار مین
سورج مکھی کا پھول ہے شاخ سمن مین ہے

کیا کہون موج غم عشق مین دل کا احوال
تم نے کشتی نہین دیکھی کوئی طوفان مین بھی

کوچۂ یار جو یاد آئے گا کوثر پس مرگ
دل نہ لگے گا نہ مرا روضۂ رضوان مین بھی

کوچک تخلص شہزادہ وجیہ الدین دہلوی سفر مین عازم فردوس برین ہوئے ہمراہیون نے اونکی نعش کو لیکر دہلی مین حضرت سلطان المشائخ کے مزار کی متصل دفن کیا

یہان تلک پانون مین چھوٹے ہین
کہ قدم بھر چلا نہین جاتا

پرورد کنار محبت ہے تخت دل
یون خاک پر نہ او مژہ خون چکان گرا

اوس رشک گل کو دیکھ کے آئی نہ تاب ضبط
بلبل ادہر گری تو ادہر باغبان گرا

کوکب تخلص مرزا غلام حسین شاگرد محمد صادق خان اختر بیشتر لکھنؤ مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

صبا آنا پیام جان مخزون اوس سے کہد ینا
کر اے بے رحم کر ہو قوت اب تجھے امتحان اپنا

جدائی سے تری دم آ رہا ہے اس کا آنکھوں مین
چو آنا ہو تو آ ہوتا ہے رخصت میہمان اپنا

ق

کیفی تخلص شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا

صاحب دیوان ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین

اک آہ سے تو میری بے چین ہو گئے تم
کہئیے تو میرے دل کو کیا اضطراب ہو گا

یارب سبیل رکھکر مہمان کیا رہے
لللہ پیتے جاؤ پیا سو ثواب ہو گا

بیہوش کل اوٹھا کر لائے تھے کیف کو ہم
پھر آج میکدہ مین خانہ خراب ہو گا

یہ دور کیف ہے ای میفروش کیا ڈر ہے
جو محتسب سے بھی لوٹے تو جام بھر لینا

کیا ہوا دل جو گرا آنکھ سے آنسو ہو کر
بشیشہ جام جھلک جاتا ہے مملو ہو کر

وہ دیو کیا ہوئے وہ پریزاد کیا ہوئے
جو تخت بھی اب نہین ہے سلیمان گور پر

کسی نے باغ مین ایسا شگوفہ چھوڑا ہے
کہ آج تک گل و بلبل مین بول چال نہین

بزم مین یار کو پوچھے جو کوئی تبلا دون
شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانیوالے

ایسا نہ ہو کہ میری طرح ہو فریفتہ
آئینہ دیکھیے گا ذرا دیکھ بھال کے

کیوان تخلص شیخ بدلی بلگرامی

گو وہ منکر ہو یہ قاتل کو مین پہچانتا ہون
میری نظرون مین چڑھا جسنے اوتاری گردن

ماہ سے صاف ہے خورشید سے نورانی ہے
خوش نصیبی کی نشانی تری پیشانی ہے

کیوان تخلص مرزا علی حسین شاگرد ناسخ آغا توکل کی اولاد مین تھے صاحب دیوان گذرے

لگائیگا جو سرمہ وہ بت طناز آنکھون مین
سیہ زنبور کا ہو جائیگا انداز آنکھون مین

یہ موج زن ہے یم اشک ہجر جانان مین
کہ آسمان ہے بشکل حباب آنکھون مین

وہ مزے مین ہے تلخ یہ شیرین
برگ گل سے کہین ہے بہتر ہونٹھ

اک بوسے کو ترسا کیا تا زیست نہ پایا
حسرت کوئی بر آئی نہ جانی مری دل کی

کیوان تخلص مولوی سید فتح علی عرف وحید الدین احمد الہ آبادی الاصل ساکن بسبت وچیار پرگنہ شاگرد راقم و مولوی عصمت اللہ انسخ

کہنے لگے وہ لاشۂ کیوان کو دیکھکر
ارمان ظلم ہاے مرے دلمین رہگیا

حرف کاف فارسی

گرداب تخلص رام حیرن

بوسہ دیتا نہیں گرداب شب وصل میں وہ	گھاٹ پر آن کے کرتا ہے کنارہ عاشق

گرفتار تخلص منگلے بیگ دہلوی خلف رحیم یار خان شاگرد حاتم

درد ہووے تو کچھ دوا کیجے	دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجے

گرم تخلص نواب مظفر علی خان ولد محمد خان رامپوری شاگرد ذوق مقیم میرٹھ نواب عبد اللہ خان برادر نواب محمد سعید خان والی رامپور کی رفاقت میں تھے

ایڑیاں رگڑیں کف افسوس بھی ملتے رہے	ہے جدائی اک بلا دکھتے ہیں سارے ہاتھ پاؤں
چاہ میں اک خشت ہو جا لگے	در بدر ناصیہ فرسائی کی

گرم تخلص حیدر علی بیگ دہلوی خلف مرزا انباز علی بیگ شاگرد مصحفی شعر اچھا کہتے تھے دکھن کی طرف جاکر انتقال کیا

پھرتا تھا تو جس وقت کہ گلشن میں خراماں	کیا سرو بھی آگے ترے ناچار کھڑا تھا
شب رخصت ہی رہو تم مرے گھر آج کی رات	جان بلب چھوڑ کے جاتے ہو کدھر آج کی رات
حسرت سے دیکھتا ہوں جب یار کی طرف	لگتا ہے تب وہ دیکھنے دیوار کی طرف
لوہو میں بھر رہے ہیں ترے ہاتھ سج بنا	تربت پہ کس شہید کی تو نے چڑھائی گل
میں یہاں تک اشک آب پوچھا آستیں سے	کہ ہے اک موج دریا ہر شکن میں
تیغ نگاہ کسکی دیکھی ہے مجھنے یارب	کیوں زندگی سے اپنی بیزار اسقدر ہیں
سیل گریہ سے نہ ہم تاکمر ڈوب گئے	اسقدر روئے کہ ہمسائے بھی گھر ڈوب گئے

گریاں تخلص محمد حسین ولد سید حسین علی سوزان نبیرۂ اکبر علی بر جیت باشندہ لکھنؤ

ہم آئے تو چلمن میں لگائے گل نرگس	در پردہ دکھاتا ہے وہ رشک چمن آنکھیں

گریاں تخلص میر حسام الدین عرف بھو مرتبہ گو

کیا آنے کی کسی کے گریاں خبر سنی ہے	جو بیقرار دل ہے پھڑکے ہیں آنکھ بائیں

گریاں تخلص مرزا علی امجد لکھنوی ولد میر علی اکبر شاگرد قدرت و ضیا

مجھے جب دیکھتا تب ہاتھ سے منہ ڈھانپ لیتا	کتنا لاطور اور شوخ زور یہ صاحب ستا کا

جی لگا یا تھا سمجھ ہونگی فرحت حاصل ۔ یہ نہ جانا تھا کہ آوینگی قیامت لازم

گستاخ تخلص مرزا لطیف باشندۂ ڈاکہ شاگرد احمد جان عطش

مرجان کا تحمل ڈوب گیا بحر شرم مین ۔ مہندی کے رنگ سے جو ہوا دست لیلیٰ تر
عشق ہے دل کو لگاو دیدۂ مخمور سے ۔ سا قیا کب نشہ ہو مجھکو مئے انگور سے

گلشن تخلص راے دھراج لکھنوی نبیرۂ راجہ لالجی بخشی فوج سلطانی لکھنو

بیخودی مین یہ عجب لطف ملا ہے اونکو ۔ جو ترے مست ہین ہستی ہین وہ ہشیار ونہ

گمان تخلص نظر علیخان دہلوی شاگرد اشرف علی خان فغان مقیم فیض اباد

مدت سے ہو رہا تھا مرا داغ داغ دل ۔ اوس گل کو دیکھتے ہی ہوا باغ باغ دل
واسطے جسکے سبھی مجھکو برا کہتے ہین ۔ وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کہتے ہین

گوہر تخلص احمد علی خان ولد الف خان فیض آبادی مقیم فتح پور ہنسوا ملازم نواب باندا شاگرد اسمعیل حسین منیر

ادا و ناز و کرشمہ سے ناک مین دم ہے ۔ غضب مین جان مصیبت مین دل عذاب مین ہے

گویا تخلص شیخ حیات اللہ فرخ آبادی سرکار انگریزی مین تعلق رکھتے تھے

جس کلم سخن سے کیجئے تقریر بول اوٹھے ۔ ہے ہم مین وہ کمال کہ تصویر بول اوٹھے

گویا تخلص شیخ ولایت علی ولد شیخ امام بخش ساکن لکھنو شاگرد جرأت صاحب دیوان ہین

جاتی ہے خلق جسکو آسمان بالاے سر ۔ ہے یہ گویا میری آہون کا دھوان بالاے سر
ہو لگا کس درد سے جلتی صورت پروانہ شمع ۔ دو ستو پروانہ کی رکھتی اگر پروانہ شمع

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان ولد بلند خان قوم آفریدی ساکن لکھنو شاگرد خواجہ وزیر لکھنو کے امراے نامی مین تھے دیوان انکا نظر سے گذرا شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا ۔ درد سر کسکا یہان سر ہی گیا
وہ ایسا نہین حیف رہے بات تنک ۔ کوئی اور ہووے گا گویا نہ ہوگا

جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ دو کاہی ہوا — توسن جانان سمند عمر سے چالاک تھا

تھا جو افتادگی شعار اپنا — نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا

اوسکو غفلت پیشہ کہہ آتے ہین ہم — بھول جانا یاد دلواتے ہین ہم

ضعف سے رہتا ہے اب پاؤن پہ سر — آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم

دل نہین اوس بت کی الفت چھوڑتا — ناسمجھ کو لاکھ سمجھاتے ہین ہم

ہے جنازہ اسلیے بھاری مرا — حسرتین دل کی لیے جاتے ہین ہم

بار عصیان سر پہ ہے گویا بہت — کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم

شب وصال مین کیا یار سے دوچار نہین — رہا فراق مین جیتا تو شرمسار ہون مین

پس گیا ہے دل کسی محبوب گندم رنگ پر — گردش اپنے بخت کی کچھ آسیا سے کم نہین

درد پہلو مین رہا کرتا ہے جب سے تو نہین — ہجر مین بھی ایک دم خالی مرا پہلو نہین

وصل اگر منظور تھا پرویز کا گھر کھودتا — کوہکن دیوانہ ہے شیرین تو تیشہ مین نہین

زاہد وہ جرم کیا کرتا ہون مین پھر تو اب — دل ہے کعبہ اسے کرتا ہے سیہ پوش مجھے

حال عاشق و معشوق ہے ایک — سنا ہے شمع سوز ان کی زبانی

گہر تخلص کنز الدولہ خورشید علی خان بہادر ولد مجد الدولہ بن مظفر الدولہ کپتان فتح علی خان خزانچی بادشاہ لکھنؤ شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

وہ غمگسار میرا ہے مین غمگسار اوسکا — ہے آشنا مرا دل اور مین آشنا دل کا

طوطی کی طرح بند نہ ہو جائے یہ از خود — گر مرغ دل ان آئینون کے جال مین پھڑکا

نالون سے اپنے عرش تو جنبش مین آگیا — اوس بت کے کان تک نہ گئی پر صدائے دل

دیکھا جو روے یار کو تسکین ہوتی گہر — آنکھین نظر پڑین مجھے حاجت روائے دل

جانتے ہین ہم محبت آزمائی ہو چکی — آؤ لگجاؤ گلے بس اب لڑائی ہو چکی

حرف لام

لائق تخلص میر لائق علی لکھنوی شاگرد ناسخ

عدم سے جانب ہستی میں خستہ جان آیا
[illegible] قہر ہے قیامت کا میرے نالو میں
کہان سے تیری محبت میں کہان آیا
زمین ہل گئی چکر مین آسمان آیا

تلنت تخلص محمد شبیر خان برادر عمزاد و شاگرد مستقیم خان وحشت

[illegible] ہے یہ تاثیر زلف کی
پھرتی سے اپنی آنکھون مین تصویر [illegible]

تعلیق تخلص و نام ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

تم سامنے تمہارے ادھر سے ادھر گئے
تم نے نہ پوچھا اسے کہان اور کدھر گئے

تمیق تخلص منشی لالتا پرشاد مقیم کانپور

[illegible] پیدا جب وہ تند خو ہو جائے گا
حشر برپا دس گھڑی پھر چار سو ہو جائیگا

حرف میم

[illegible] تخلص مرزا عنایت علی بیگ مصاحب راجہ بلوان سنگھ کہین برادر مرزا
[illegible] علی مہر تخلص باشندۂ لکھنؤ مقیم اکبر آباد و شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان ہیں

[illegible] سے جو اوٹھائے یہ اختیار مین روح
[illegible] ہے حسرت بوس و کنار نے آخر
[illegible] مین کہتا ہون کہ اب جا نہ سے جانی [illegible]
[illegible] نیا وعدہ ہے ہر سفر نیا عذر
شریک جسم نہ دیکھی کبھی قرار مین روح
رہیگی تا بقیامت غم فشار مین روح
[illegible] کس ناز سے کہتا ہے وہ اچھا [illegible]
بن بن کے بگڑتا ہے مقدر کئی دن سے

[illegible] تخلص نواب [illegible] اللہ خان خلف نواب کفایت اللہ خان رامپوری حسن
[illegible] شہرۂ آفاق تھا اور بہت سے علوم عجیبہ و فنون غریبہ مین معقول دخل رکھتے تھے

[illegible] ہون بن کے جو ہے وہ بُت بیباک چھری
[illegible] سہیل آنکھین ہین زہرہ دشنہ [illegible]
گل ہی لیتا ہے مرے ہاتھ سے تو تاک چھری
قطب سپہر حسن ہے تل تیرے گال کا

[illegible] تخلص محمد امیر عرف یوسف حسین خلف آغا علی لکھنوی شاگرد آباد

[illegible] مین لا سنبلے مجھکو یہ [illegible] گیسو
اسے پری دیکھ تو چہرے سے اوٹھا کر گیسو

[illegible] تخلص فخر الدین خان دہلوی [illegible] لکھنؤ خلف اشرف علی خان فغان شاگرد سودا

مرشد آباد مین سکونت کی تھی

کیا کہون مین تجھسے دل زار کی ہوس | مشہور ہے جہان مین بیمار کی ہوس

مائل تخلص صادق علی باشندۂ لکھنؤ مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد حسن یار خان افضل یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

دیکھ لینے دو اثر بھی نالۂ و فریاد کا | حوصلہ یہ بھی نکل جائے دل ناشاد کا
ہے آہ شرربار مری اون کو تماشا | خوش ہین جو نکلتے ہین شرارے مرے دل سے
پاس سیر ابھی ہے اونکو پاس سوائی بھی ہے | تشنہ چھپا کر آئے ہین لاشہ اوٹھانیکے لیے

مائل تخلص مرزا قادر بیگ باشندۂ بریلی

داغ دو دستو جو میرے کج کلاہ کا ہے | نہ غور کا نہ پیری کا نہ بادشاہ کا ہے

مائل تخلص میر ہدایت علی عظیم آبادی سنہ بارہ سو آٹھ ہجری مین انتقال کیا دکھن کی سیر بھی کی تھی

جب تری بندگی مین آتے ہین | سب خدائی کو بھول جاتے ہین
آتا ہے دمبدم بھی رونا بیان مجھے | پھینکا فلک نے ہاے کہان سے کہان مجھے

مائل تخلص محمد یار بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

کیسے گا الحذر خورشید محشر اس سے ای یار رد | اگر چمکا بروز حشر یہ داغ کہن اپنا
پیتا ہون جام مے کے عوض کاسہ تنگ کا | مائل ہوا ہون جب سے مین اک سبز رنگ کا
یہ وضع تری سادی ای شوخ نرالی ہے | بالا ہے نہ ہیکل ہے تنبولا ہے نہ بالی ہے

مائل تخلص سید کاظم علی خیر آبادی شروع شباب مین انتقال کیا

شب ہجران کی آہ ایک طرف | لاکھ ابر سیاہ ایک طرف

مائل تخلص لالتا پرشاد ولد ایسری پرشاد لکھنوی شاگرد عبد اللہ خان مہر تخلص

رونے سے تسکین ہوتی ہے ذرا | جسم بھر مین ہے فقط غمخوار آنکھ

مبارک تخلص سید مبارک علی الہ آبادی شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

عشق سنگین دلون کا ہے ناصح | اپنا پتھر تلے دبا ہے ہاتھ

مبارک تخلص مبارک حسین خان قوم کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

دل پھرا مجھ سے میرے دلبر کا
تھا یہ لکھا مرے مقدر کا

مبتلا تخلص لالہ جیندی سہاے باشندۂ پرتاب گڈہ سررشتہ دار سررشتۂ ابکاری الہ آباد

عاشق رخ ہون سر زلف گرہگیر نہین
باے وحشت کو مرے حاجت زنجیر نہین

اوڑ گیا ہے اثر جذب محبت یا رب
یا مرے نالۂ جانکاہ مین تاثیر نہین

مبتلا تخلص مردان علیخان خلف نواب محمد علیخان رئیس قدیم غازی پور مقیم بنارس
سامع سودا نواب برہان الملک او صفدر جنگ کی سرکار مین بڑا اقتدار رکھتے تھے
صاحب دیوان و تذکرہ اردو و فارسی گزری

بسطرح جوشش یہ ہے دیدۂ گریان میرا
نوح کو آنکھین دکھاتا ہے یہ طوفان میرا

کبھی ہے جب سے کہ اوس کی تاب آنکھون مین
نہین ٹھہرتا ہے کچھ آفتاب آنکھون مین

شیشۂ دل پٹک دیا تو نے
سنگدل آہ کیا کیا تو نے

دل کی تو ترے داغون سے اب آگ لگی ہے
جی کیونکہ بچے چار دن طرف آگ لگی ہے

مبتلا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

وہ ترے سایۂ دیوار مین پائے راحت
چاندنی رات کو اے رشک قمر بھول گئے

مبتہج تخلص لالہ ملوک چند

سفر سے چلنے کا جب دل نے اضطراب کیا
نکل کے آنکھون سے آنسو نے پا تراب کیا

مبین تخلص حافظ غلام دستگیر دہلوی خلف شاگرد حافظ قطب الدین مشیر انکو دہلی
کے مشاعرہ مین دیکھا تھا اور انکے اشعار بھی بہت رنگین تھے

کیا کہتے ہو کہ کیونکر کٹیگی تمام عمر
کیا ہو گئے تم خفا تو منایا نہ جائے گا

سخت جانی کو مرے کھیل کہین سمجھے ہو
توڑنے آئے ہو کیون خنجر بران اپنا

نکلا صنم سے تو کعبہ کب
مبین مفت مین پارسا ہو گیا

وہ ادھر آتے ہین ادھر یا نون ودھر آتے
اغیر کے جذبۂ الفت کے اثر کو دیکھو

علاج زخم کیا اچھا مرے قاتل کو آتا ہے
سئیے زخمون کے روزن بند ہر ناوک کو سکھاتا ہے

متقی تخلص میر متقی خلف و شاگرد میر جواد علی خان ہادی شاوری اور تیر اندازی میں اعجاز عمل رکھتے تھے

کیون نہ اے زلف ہو حال پریشان میرا	دل ہے سودے مین ترے بے سر و سامان میرا

متین تخلص مولوی محمد حسین خلف مولوی محمد شایق ابن مولوی محمد مشائخ باشندہ فرنگی محل شہر لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر وزیر و الطاف حسین الطاف

نامۂ جانان تو لایا تیری عظمت ہے ضرور	اے کبوتر آ بنا لے سر پہ میرے آشیان
دل و جان دین و ایمان دست بنگر سے لیتے مین	غضب کی چیبیان جان تنزدیر کرتے ہین

متین تخلص حافظ بہادر علی خلف سید قطب علی فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

ترک دنیا سے دنی سے سلطنت کرتے ہین ہم	بوریا ہے فقر ہے اک مسند شاہانہ آج

متین تخلص سید ولایت علی ولد اصغر علی متوطن بریلی شاگرد مولوی غلام نجف

ناز و ادا کرشمہ تکلم ہے بات ہے	شکر خدا کہ اب لطف التفات سے ہے

مثبت تخلص خواجہ قدا علی مرشد آبادی

کاکلین آپ جو آئینہ مین سلجھاتے ہین	مو بمو پیچ مین خوبان حلب آتے ہین
صدقے ہو جاؤن مین اللہ رے یہ بھولا پن	گالیان دیتے ہین اور آپ ہی شرماتے ہین

مجبور تخلص حق رسا دہلوی شاگرد شاہ نصیر

حلقۂ زلف بتان مین دل عاشق یہ نہین	ہاتھ مین ہو لیے ہے شب دیجور چراغ
شمع شی سے پانون پھیلا گھر مین تم سو گیے	ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے

مجذوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ دہلوی شاگرد و متبنا سے سودا مقیم لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

مجذوب گل کر خون سے لگانا نہ زینہار	خار غم فراق سے ہوگا فگار دل
عداوت سے تمھارے کچھ اگر ہو دے تو مین جانون	بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہو کچھ تو مین جانون
آوے مرے بالین پہ مسیحا بھی تو کیا ہو	بیمار یہ ایسا تو نہین جسکو شفا ہو
طوبی کے نیچے بیٹھ کے رو دینگے زار زار	جنت مین تیرے سایۂ دیوار کے لیے

بس اب تیری تاثیر اے آہ دیکھی | نہ آیا وہ کافر بہت راہ دیکھی

مجذوب تخلص لالہ گوری شنکر فرخ آبادی پیشکار تحصیل ہزارہ خلف خیراتی لال

ترشش ہو کر دیا بوسہ ذقن کا | ہوئے دانت آج کھٹے اس ثمر سے

مجرد تخلص محمد پناہ دہلوی

سجدہ کو تیری شیخ ہمارا اسلام ہے | ہم نے تو آستان بتان سجدہ گاہ کی

مجرم تخلص میر فتح علی دہلوی مہوس تھے

اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہے دل | چپکے بیٹھے سامنے صورت تمہاری دیکھی

مجرم تخلص رحمت اللہ اکبر آبادی مرید محمدی بیدار اکثر اوقات دہلی مین رہتے تھے فقیرانہ زیست کرتے تھے

نہ پوچھو شور غم سے اس دل بیتاب کی حالت | کہ ہے معلوم سب کو ماہی بے آب کی حالت

کل سے بیکل ہون کسی کل نہ کل آئے مجھکو | وہ کلائی جو نظر آئے کل آئے مجھ کو

شکوہ جو کیا مین نے تو بولے وہ خفا ہو | گر ہم ہین جفا جو تو کسی اور کو چاہو

مجروح تخلص میر مہدی حسین خلف میر حسین نگار باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین

چلے آؤ جلدی سے دیکھے گا کون | مرا دن ہے بدتر شب تار سے

کچھ ان بن ہو چلی ہے باغبان سے | بس اب نکلا ہے سمجھو گلستان سے

نہ ہونے سے ترے سب کام بگڑے | تجھے اے صبر مین لاؤن کہان سے

کوئی پیش آتا ہے روز سیاہ | شب ہجر کی جو سحر ہو گئی

تڑپتی کیون مگر بجلی کے دل مین | کھٹک سی ہے میرے خار آشیان کی

مجروح تخلص مولوی حمید النبی مرحوم باشندہ رامپور برادر خورد و شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت تخلص کلکتہ مین آئے تھے دو تین برس ہوئے وطن مین جاکر انتقال کیا راقم کے دوستون مین سے تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے تھے

تلوار سے خون کا مرے وہتا نہین جاتا / یہ لال نشیمن سے اڑایا نہین جاتا

خط آنے سے بھی لعل کا سودا نہین جاتا / کالا ترا کالے سے بھی کیا نہین جاتا

سے آتش یاقوت سے جو پیاس بجھانی / یہان بوسۂ لب کا کبھی لیکا نہین جاتا

حال بجلی کی نہ گور شہدا تیرے چلیئے / کشتۂ ناز ہر اک قبر مین مضطر ہوگا

وادی شوق مین بتلا دیگا مین خضر کو راہ / دل مرا منزل مقصود کا رہبر ہوگا

چرخ چڑھنے سے نہین داغ غلامی مٹتا / ماہ کس منہ سے ترے چہرے کی ہمسر ہوگا

گردش بخت سے ہے چرخ مجھے / کیا گلا دور آسمانی کا

چشم مردم کہان کہان وہ جمال / ہے بجا شور لنترانی کا

بوسۂ لب پہ دیتے ہو دشنام / تمکو لیکا ہے بدزبانی کا

سودا اسے جعد یار کا ہے / سر پر مرے سایۂ ہما ہے

کیا فوج الم سے دغدغہ ہے / جوشن مجھے نقش بوریا ہے

دل مانگنے کے ہین یاد لٹکے / وہ کاکل مشکبو بلا ہے

باقی نہین آہ تک بھی ہمدم / بیان عالم دل مین اب خلا ہے

وابستہ ہے کاکلون کا آزاد / اس دام مین جو رہا رہا ہے

رکھا تہ تیغ ہم نے سر کو / یہ سجدۂ شکر بے ریا ہے

رہتا ہے یہ چرخ مین شب و روز / مجروح فلک کا سر پھرا ہے

منکر روز قیامت ترے کوچہ مین تو آئین / روز ہوتا ہے بپا محشر تری رفتار سے

لیکا ہو تیرے ماتھے پہ عکس مہ تابان / بے پردہ شب مہ مین اگر تو نکل آئے

ہر موج بنے مار سیہ زہر الم سے / دریا سے جو تم زلف سنوارے نکل آئے

پانی ہو نہ کیونکر کرۂ آب مین پانی / بھر آئے جو اس دیدۂ بیخواب مین پانی

دل صاف جو ہین ان مین کدورت نہین ہوتی / ممکن نہین مخلوط ہو سیماب مین پانی

مجروح تخلص منشی کشن چند کشمیری مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا مظہر جانجانان

معشوق ہین زمانے کے سارے جفا پرست / اے وائے عاشقون کہ ہین آشنا پرست

مجروح تخلص لالہ درگا پرشاد وکیل خلف چودھری نجبا ولال متوطن فرخ آباد

ملک الموت بھی کیا سمجھا ہے عاشق مجروح	جو نہیں بھیجا ہے ابتک کوئی پیغام مجھے

مجنون تخلص سید افتخار حسین اظہار نویس عدالت دیوانی لکھنو ولد سید احسن باشندۂ کلکتہ شاگرد رشک صاحب دیوان ہیں

پہلو میں اسی سبب سے نہیں بیقرار دل	صیاد صید گہ میں کرے گا شکار دل
اندوہ و یاس و حسرت و حرمان کا ہجوم	آباد ان ہی اُنھیں سے ہے دیار دل

مجنون تخلص محمد حمایت علی باشندۂ اٹاوہ مقیم مرشدآباد شاگرد قدرت

صاف انکار ہے آنے کا بہانا کیسا	رنگ لانے میں دو مہندی کا لگانا کیسا
پڑنا ہی مناسب تھا ادا کی انکھوں سے	مارا نہ مجھے آخر کس یار کی انکھوں سے

مجنون تخلص شیخ محمد حسین خلف قاضی جمال علی باشندۂ شکوہ آباد مقیم اٹاوہ

آئینہ سو مات میں اوس آئینہ رو نے دیا	جو کدورت تھی لی حاصل صفائی ہو گئی

مجنون تخلص لالہ شنکر دیال ولد دو ندی لال باشندۂ فرخ آباد

اپنے مجنون سے تو اے غیرت لیلی ہل جا	تیری فرقت میں کہاں تک وہ پریشان پھرے

مجنون تخلص ایک شخص مشہور بہ درویش بہ پنجہ کش تھے وہ اولاد میں راجہ کھیم ناتھ کے نبیرہ راجے ... ناتھ دیوان محمد شاہ بادشاہ دہلی کے تھے آبا و اجداد اونکے ایک دو واسطہ کرکے مشرف باسلام ہوئے تھے میر تقی میر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان گزرے ہیں

بیٹھا تھا مجھکو دیکھ بہانے سے اوٹھ گیا	سن کر سلوک آہ زمانے سے اوٹھ گیا
جس سے جی چاہے ہو تم کسی سے پوچھو	مجھ سے کیا پوچھتے ہو اپنے ہی جی سے پوچھو

مجنون تخلص ایک شخص عظیم آبادی شاگرد میر ضیا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دن میں سو بار ادھر سے رو برو جانا تجھے	اسمیں سودائی کہے یا کوئی دیوانا مجھے

مجیب تخلص مرزا رجب علی فرخ آبادی خلف بادل بیگ

گیسوئے مشکین لی اوڑا لانے بو	آج میں ممنون صبا ہو گیا

مجیب تخلص غلام حیدر لکھنوی اپنے کو آتش کا شاگرد بتلاتا ہے جاہل محض ہے بہت دنون تک کلکتہ مین تہا

آپ آزاد کسکو کرتے ہین ۔ بندہ بے زر مین کچہ غلام نہین
گر بعد فنا ظلم ترے یاد کرینگے ۔ ہم قبر مین بہی نالہ و فریاد کرینگے
مرغان چمن چہٹ کے بہی فریاد کرینگے ۔ جب جب اسیری قفس یاد کرینگے
ہم باغ مین خوش قامتی یار کر گئے ۔ سو راستئ سرو برباد کرین گے

محب تخلص شیخ ولی اللہ دہلوی شاگرد سودا وظیفہ خوار سرکار مرزا سلیمان شکوہ بہادر لکھنؤ مین فوت کی

تو اور تری جا و یہ پوچھنا کیا ۔ صدقے ترے واہ پوچھنا کیا
شکست دل کی ہوتی ہے درستی بات کہنی نہین ۔ اثر اوس سنگدل کی ہے زبان مین مومیائی کا
ہر غنچہ ہے گلابی ہر گل ہے ساغر مے ۔ میخانہ بن رہا ہے گلزار تیرے خاطر
خندان لب اوسکی روسی قدح اور قدح سی ہم ۔ بوسے کی مست بوسے قدح او قدح سی ہم
اور تو کیا کہون اک آن جو ہم تک آؤ ۔ نذر جی کرتے ہین لو جان جو ہم تک آؤ
بزم کنجہ تو ایک بوسے پہ ای یار او بہی ۔ ہین ورنہ جنس دل کے خریدار او بہی
جسطرف تشنۂ دیدار ترا جا نکلے ۔ اودہر آنکہون سے بہاتا ہوا دریا نکلے

محب تخلص شاہزادہ بہرام شاہ دہلوی نبیرۂ شاہزادہ حسن شاہ درانی شاگرد میان خان صغیر تخلص

دل مین ہر ایک کے ہین کہٹکتا ہون بات سے ۔ گویا مین دشمنون کے لیے غدر ہو گیا
اے محب کہسے مین اوسکو اوڑا جاتا ہون سدا ۔ پاسے شوق اپنا بہی اب بال کبوتر ہو گیا

محب تخلص میر ابو القاسم دہلوی برادر زادہ میر نظام الدین ممنون دہلی مین وقائع نگار سلطانی تھے

ہم کہتے نہ تہے خوب نہین دل کا لگانا ۔ لو دیکہ لیا اب تو کہ اچہا نہین ہوتا

محبت تخلص مرزا حسین علی دہلوی

کیا قہر ہے یہ تیرا مجھکو رُلا کے ہنسنا
پھر تسپہ اسے ستمگر یون کھلکھلا کے ہنسنا

محبت تخلص میر بہادر علی شاگرد نثار اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

نہین کیا ترے کاجل نے سرمہ سا دلکو
سیاہ چشم بنا ہمنے طوطیا باندھا

اگر حنا ترے ہاتھونسے خون بہا دل کا
تو لونگا دست نگارین سے خون بہا دلکا

یون نمایان ہے مژہ دیدار پر آنکھ کے گرد
جیسے سبزہ کہین روئیدہ ہوتا لاب کے گرد

صبح جب باغ مین وہ رشک قمر پھرتا ہے
آفتابہ لیے خورشید سحر پھرتا ہے

منفصل رہنے نہین دیتا جو ہمسایہ تجھے
کس پری پیکر کا یارب ہوگیا سایہ تجھے

محبت تخلص نواب محبت خان شہباز جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹھیر شاگرد حسرت و میر درد قدس سرہٗ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد لکھنؤ مین سکونت اختیار کی تھی ۱۲۲۳ بارہ سو بائیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جسکو تری آنکھون سے سروکار رہیگا
بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہیگا

قید ہوتے ہی ہوا دونون جہانسے آزاد
مین تو بندہ ہون محبت کی گرفتاری کا

آپ کچھ غیر کو چھپ چھپ کے رقم کرتی ہین
یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہین

گالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا
منہ کو کہان تلک ترے دیکھا کرے کوئی

محبت تخلص عنایت اللہ رنگریز دہلوی چودہ پندرہ برس ہوئے انتقال کیا

کپڑے تو ہزار طرح رنگے لیکن
افسوس کہ جامہ دل کا رنگین نہ کیا

محبت تخلص آغا سید لکھنوی شاگرد ضیا

کھینچی خود صانع قدرت نے تمہاری تصویر
ایسی ہوتی نہین دنیا مین بشر کی صورت

مجذوب تخلص محبوب خان قوال دہلوی اپنے فن مین کمال رکھتا تھا

بیان کیونکر کرون درد نہان کو
نہین پاتا ہون قابو مین زبان کو

خنجر بھی نہ سنبھلے جو دم قتل تو کیسے
تقصیر ہماری ہے کہ تقصیر تمہاری

محترم تخلص خواجہ محترم علیخان باشندۂ عظیم آباد برادر زادۂ خواجہ محمدی خان

دہلوی شاگرد شاہ گھسیٹا عشق قدس سرہٗ نواب قاسم خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے

جو دل سے گر گئے اہل نظر کے وہ کدھر کا
دنیا کا نہ دین کا نہ ادھر کا نہ اودھر کا

اے محتشم اتنی اشکباری
کھل جاے ہے ابر بھی برس کر

گل اوس گل تر پہ کھا رہا ہے
ہے ایک یہ دل ہزار دل مین

پیغام پھر جنون کے آنے لگے ہین مجھ تک
شاید بہار کے دن نزدیک آن پہونچے

محتشم تخلص سید محتشم علی خلف سید ہاشم علی نواسۂ خواجہ حسن باشندۂ لکھنؤ
شاگرد باقر علی حشم

اوس شوخ نے پیدا کی یہ تاثیر گلے مین
شمشیر ہی پان کی تحریر گلے مین

چارتلوارین جلین ہوگئے جو رنگ رقیب
میرے اوسکے جو دم بوسہ ہوئے چار ابرو

سر کو کٹوا کے وہ ہر بزم مین پاتی ہے فروغ
رشتۂ زندگی شمع ہے گلگیر کے ہاتھ

کسطرح دیکھیے اوسے چاہت کی آنکھ سے
دل کانپتا ہے اپنا شرارت کی آنکھ سے

محو تخلص خواجہ نبی بخش کشمیری کلکتہ مین بہ شغل تجارت رہتے تھے شعر اچھا کہتے تھے کلام راقم الحروف کو دکھلاتے تھے سنہ ۱۸۶۱ اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین عین جوانی مین انتقال کیا راقم نے اونکی وفات کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

نبی بخش کے مرنے کا سخت غم ہے
نہایت ہی اس قلب محزون کو صدما

جو سال مسیحی کو ہاتف سے پوچھا
تو مرگ جوان ماتم سخت بولا

سنہ ۱۸۶۱ عیسوی

اشعار

وصلت مین اضطراب جگر سے بڑھا ہوا
درمان سے اور درد چار اسو ہوا

جاں کاہی فراق مین بس ہوگیا وصال
آخر کو درد ہی مرے دل کا دوا ہوا

حیران ہون کہ آگئے حیرت مین کیلیے
آئینہ دیکھ دیکھ کے یہ ہمکو کیا ہوا

باغ فرقت مین تری ہمکو سیہ خانہ تھا
گل نظر آیا جو اوسکو گل سوسن سمجھا

پھول جائے جسم زار عندلیب
گل جو ہو شمع مزار عندلیب

اے مہر برج لطف و کرم تیری فیض سے	دیدہ و لکان حسن ہے اور دل سرای عشق
مغرور کو پہونچتے نہین قیس کوہکن	پیغمبران عشق تھے وہ یہ فدای عشق
شب وصلت مین مصری تھی زبان ہونٹون تلک شیرین	بھرا ہے شربت قند مکرر سے دہان تک
سخت آہن سے ہے تمہارا دل	موم سے نرم ہے ہمارا دل
اب تڑپتا ہے پارہ پارا دل	مثل سیماب ہے ہمارا دل
کب تک آئے گا میرا مصحف رو	حافظو فال دیکھو قرآن مین

مغرور تخلص بادی حسن ولد منشی علی حسن تحصیلدار ضلع کانپور باشندہ کاکوری
شاگرد رشک

غیرت بدر ہین یہ آپ کے سارے ناخن	برمہ تو ہین یہ ترشے ہوئے پیارے ناخن
بند انگشت کی صورت نہ کھلا عقدہ وصل	گھس گئے کوشش بیجا سے ہمارے ناخن

محروم تخلص لالہ انگدرای فرخ آبادی

سمجھ محروم اگر یہ دل مین ہوا عہد شباب اپنا	کبھی یاد آئے گا پیری مین یہ عالم جوانی کا

مخزون تخلص میر ناصر جان محمدی دہلوی خلف سید محمد نصیر سخن ریاضی مین کمال
رکھتے تھے عظیم آباد عرف پٹنہ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے

شاید اسوقت گیا آپ کا دھیان اور طرف	بات کرتے کرتے مین جو تم ربط سخن بھول گئے
نہ تو نامہ ہے نہ پیغام زبانی قاصد	حیف مخزون مجھے یاران وطن بھول گئے

مخزون تخلص مولوی ظہور النبی سرہندی پیرزادے تھے چیت پور توابع
کلکتہ مین رہتے تھے شعر صاف اچھا کہتے تھے آٹھ دس برس ہوئے کہ انتقال
کیا راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

دیکھکر آئینہ مین سمجھا کوئی بیگانہ تھا	کیا دل دیوانہ محو طلعت جانانہ تھا
صبر و شکیب و عجز و تحمل سے کام لو	مخزون جہان مین خوب ہے غم کھانا یار کا
ہمیشہ عشق یہ غش آیا ہے تمنا مین	کہ اب جھڑکئے تو ہم پر کوئی گلاب آیا
اب وصل کے مذکور پہ رہتے ہین وہ خاموش	اقرار تو کیسو سب انکار بھی چھوڑا

شکل حباب دیکھی تو محزون ہوا خیال ہا
آب رواں یہ کشتی عمر رواں ہے اب
مقابل اوسکے ہو خورشید اتنی تاب کہان
رخ نگار کہان روے آفتاب کہان
ملاف کو کرتی ہے جنت او رجفت کو کرتی ہو طاق
کھیلتی ہے کیا تمہاری موشگی کنکری

محزون تخلص مرزا انگو خلف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الغفار خان اوج

اوسکے منہ کو ن چڑھ سکے محزون
ہان مگر منہ یہ اوسکے آیا خط

محزون تخلص آغا علی دہلوی

اب سبب ہے دزدیدہ نظر کیون مری جانب ظالم
پہلے ہی دل تری زلفون مین گرفتار ہوا

محزون تخلص خدا بخش خلف شیخ باسو شاگرد صفدر باشندہ فرخ آباد

جو کچھ کہ حال دل ہے کہین کس سے جا کی ہم
بیتاب ہین فراق مین اوس بیوفا کی ہم

محزون تخلص مولوی سید محمد حسین مقیم الہ آباد شاگرد مولوی محمد برکت صاحب سوا

صنم اگرچہ مین بخت سیاہ رکھتا ہون
ہر طرح تری زلفون سے راہ رکھتا ہون

محزون تخلص حکیم ابو الحسن عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ تھوڑے روز ہوئے کہ فوت کی

آشیان اپنا اوٹھا لے بیان سے ورنہ عندلیب
خندہ گل ایک دن برق چمن ہو جائے گا
ہم جو چاہین بھی کچھ اوسے تو اونہین کچھ چاہیے
ما سوا اسے نہین کچھ کام طلبگارون کو
گرتے اشکون کی جگہ لخت جگر دیکھ چکے
ہم تماشا ترا اے دیدۂ تر دیکھ چکے

محزون تخلص عالم شاہ شہزادۂ گڑھ مکتیسر

بے محابا چاک کرتا ہے گریبان کو جواب
کسکے آنے سے چمن مین گل کو سودا ہو گیا
تم نہ فریاد کسی کی نہ فغان سنتے ہو
اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہان سنتے ہو

محسن تخلص محسن علی صاحب دیوان و تذکرہ سراپا سخن ولد سید شاہ حسین حقیقت شاگرد خواجہ وزیر ورشک متوطن جوست باشندۂ لکھنؤ تذکرہ انکا نظر سے گزرا

بنت العنب کے عشق مین مست الست ہم
ڈوبی ہوئی ہے کیف شراب کہن مین ہم
نہ کھلا نافۂ مشکین ہے و یا چشم غزال
بنگیا عقدۂ لا حل ترا جوڑا سر پہ

ناز سے کہتی ہین وہ اکثر دکھا کر چھاتیان ۔ سنگدل جیسے ہین ہم ویسی ہین تیری چھاتیان
تم نے رکھے پھول انگیا مین ہوئی طرفہ بہار ۔ گل کھلاتے عاشقون کے بھی جلا کر چھاتیان
یاد انکی رہتی ہے ہر وقت چھاتی پر سوار ۔ یہ تمہین ہو جب مجھے بھولے دکھا کر چھاتیان
وہی سہے دماغ وہی جوش جنون کا عالم ہے ۔ شبیہ سے گل لالہ مین ہو بہو دل کی

محسن تخلص محسن علی ولد ڈاکٹر احسان علی کانپوری شاگرد مولوی عصمت اللہ انیع باشندۂ مونگیر

ہوئی جو محبت نہ کسی پردہ نشین سے ۔ جی جاے مرا ہرگز سر بازار نہو تا +
دل کی دیتا ہے خبر آٹھ پہر فرقت مین ۔ کام ہرکارہ کا کرتا ہے مرا ہر آنسو

محسن تخلص میر محمد محسن اکبر آبادی مقیم دہلی برادر زادۂ میر تقی میر شاگرد خان آرزو و میر تقی میر ملازم نواب سالار جنگ صاحب دیوان گزری

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ ۔ زندہ کرتا ہے نام عیسے کا
بتخانہ کی شکست و درستی کعبہ کے ۔ یہ سب کیا پر شیخ نے دل مین نہ گھر کیا
ٹک آکے دیکھ نہین کچھ یہی حال آنکھون مین ۔ پھرے ہے اس پہ بھی تیرا خیال آنکھون مین

محسن تخلص حافظ محسن باشندۂ دہلی

شروع عشق مین ہم سے وہ بت نہین جرا ۔ ابھی تو دیکھیے آگے خدا کیا کیا دکھاتا ہے

محسن تخلص مولوی محمد محسن بن مولوی حسن بخش علوی باشندۂ کاکوری مقیم مین پوری

زلف پر ٹھہری نظر مائل ابرو ہوکر ۔ ہم پھرے کعبہ سے ای قبلہ تو منہ دہو کر

محسن تخلص خواجہ محمد محسن خلف خواجۂ آفتاب احراری نقشبندی رئیس عظیم آباد شاگرد غلام علی راسخ

ناوک مژگان سے تیری منہ نہ موڑو کبھی ۔ صورت غربال گر چھن کر یہ تن ہو جائیگا
بس وہ اب دور سے بھی ایک نظر دیکھ چکی ۔ پاس اغیار ہی ہے تو ادھر دیکھیے

محشر تخلص عبد اللہ خان باشندۂ رامپور ریختی پڑھنے مین کمال رکھتے ہین ۔ جی ریختی پڑھنے مین اسطرح پر بتلاتے ہین کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتا ہے بیان سے

باہر ہے دہلی سے ڈھاکہ تک بیشتر شہرون مین رہے ہین اور ہر جگہ کے لوگ انکو پہچانتے ہین ان مین ایک بڑا عیب ہے کہ اور ون کے شعر اپنے نام سے پڑہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین ریختی مین خانمجان تخلص کرتے ہین

ہجر مین تسکین دیتا مین کہ سرکو پیٹتا — ایک دل پر ہاتھ تھا میرا مگر پر دوسرا

محتشم تخلص اکرام اللہ خان باشندۂ بداؤن

اچھا شور قیامت ترے دامان کے تلے — فتنہ سوتا ہے ترے سایۂ مژگان کے تلے
تھمی ہے نالے سے گرمئ نفس زبان میری — بہی ہے پھوٹ کے چشم خونفشان میری

محتشم تخلص مرزا علی تقی کشمیری لکھنوی شاگرد و مرید حضرت میر درد مرزا علی نقی کو قتل کرکے دہلی مین گئے تھے جب پھر لکھنو کو گئے قصاص کو پہونچے

دریا مین لے کے نعش کو میری بہا دیا — قاتل نے میرے قتل کا یہ خون بہا دیا
دور مین اوس چشم کے گردون کو آسایش نہین — کس گھڑی کس دن نئی فتنہ کی فرمایش نہین
جان منتظر ہے آنکھون مین وقت رحیل ہے — جلدی پہنچ کہ تیرے ہی آنے کی ڈھیل ہے

محمود تخلص مرزا محمود شاہ داماد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق

غیر کو ساغر شراب ملا — اور ہمین دیدۂ پر آب ملا

محمود تخلص مرزا جان شاگرد میر وزیر علی صبا

مانگتا ہون یہ دعا مین شب وصل اے محمود — نہ دکھائے مجھے اللہ سحر کی صورت

محمود تخلص حافظ محمود علی خان دہلوی برادرزادۂ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور صاحب دیوان گزرے

افسوس ہوا حشر مین کیا بیکسی کا — قاتل جو ہمین سر بگریبان نظر آیا
مجھکو خبر مرگ عدو سے بھی ہوا رنج — وہ شوخ جو انگشت بدندان نظر آیا
گھر سے بے پردہ وہ رشک مہ روشن نکلا — نالۂ دل بھی مری جان کا دشمن نکلا
دشمن کو مرے گور پہ لانا نہین اچھا — مردے کو مسلمان کے جلانا نہین اچھا
بیداد گذشتہ کی کرین کیونکہ شکایت — اوسکو وہ مزا یاد دلانا نہین اچھا

نہ ڈرانا جہنم سے عبث اے واعظ — ہے بحر ذکر عدو ہمکو جلانا مشکل

جو پاسے دہر مین یہ گران جانیون مین ہم — اعدا کے گھر گئے تری مہمانیون مین ہم

اوس وعدہ فراموش نے آنے کو کہا تھا — دروازے ہی پر رہنے لگے آٹھ پہر ہم

بیان کیا کیجیے ہے پر عشق مین تاثیر تو ہو — کوئی مرجائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو

خانہ کعبہ کی تعظیم تو سبحان اللہ — لیک فرصت بھی ہو اوس در کی جبین سائی سے

مرتکب ہم سو گنہ کے ہو چکے پر ہی خموش — کیا وہ خود بھی قدردان لذت دشنام ہے

ایسا ہی تنگ زیست نے ہجران مین کیا ہے — گر جیا ہے تو اوس سے کوئی بیمار اور ادھر

محنت تخلص مرزا حسین علی بیگ دہلوی شاگرد جرأت لکھنؤ مین تربیت پائی تھی

آمد فصل گل کی نسیم سحر سنا — مرجاؤن گا قفس مین نہ ایسی خبر سنا

اوس بت نے جو غیرون پہ کیا لطف تو یارو — مجھ سے نہ کہو بہر خدا مین نہین سنتا

احوال مرا دھیان سے سنتا تھا ولیکن — کچھ بات جو سمجھا تو کہا مین نہین سنتا

رحم آئے نہ کچھ اوس بت خونخوار کے دلمین — جب تک کہ اولٹھے درونہ دہائی کے دلمین

وہ جنس زبون ہون مین کہ لیتے ہوئے جسکے — سو سوچ گزرتے ہین خریدار کے دلمین

محو تخلص شیخ فیض الدین فرخ آبادی ولد عبد الایزد وکیل شاگرد اسمعیل حسین منیر

جلوہ سے دم مین خیرہ ہوئی چشم آفتاب — کھلتے ہی زلف ناز شب دیجور ہو گیا

گویا ہوا مرغ رنگ حنا فیض نطق سے — مہندی اگر ملو دم تقریر ہاتھ مین

محو تخلص حسین علی خان اکبر آبادی سرکار انگریزی مین متعلق سے تھے

شاداب ہے مری یہ قبر پہ گل کے بدلے — آگالیان دی ہین مرگ بھی قاتل کے بدلے

محو تخلص شیخ عظیم اللہ باشندہ میرٹھ

متاع دل کہ انکا یہ ہے اپنے پاس سو ہم — یہ دولت اوسکو بخشینگے جسے ہم یار دیکھینگے

محو تخلص نواب [illegible] حسن خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان مرحوم و مسرور تخلص تماشاگرد [illegible] ابراہیم ذوق و مرزا نوشہ غالب [illegible] دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

نخوت جان صحبت سے تیرے ای ستمگر ہو گیا | بت پرستی کرتے کرتے مین بھی پتھر ہو گیا
قید ہستی سے رہائی غیر ممکن تھی ہمین | آج وہم دیگر اجل کو ہو گئے آزاد ہم
گھبرائے ہوئے پھرتے ہین اب بام پہ وہ بھی | اتنا تو ہوا ہے مرے نالون کی اثر سے
انداز جنون کونسا ہم مین نہین مجنون | پر تیری طرح عشق کو رسوا نہین کرتے
گل کھانے کو دیتے ہین تجھے غیر کا چھلا | ڈھب میرے جلانے کو وہ کیا کیا نہین کرتے

محوی تخلص میر باسط علی عطار الہ آبادی مقیم کلکتہ شاگرد مظہر شاہ کئی برس ہوئے قضا کی

وصل تیرا چاہتا ہون ہر طرح | پاس گو تجھی ہو تری تصویر بھی

محوی تخلص محمد بیگ باشندہ ریواڑی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی دہلی مین تحصیل علم کی تھی

اترے ضعف کے دامان یار تک ہم | ہزار جا سے ٹھہر کر مرا غبار آیا
عالم تھا خدائی کا ترے کوچے مین کل رات | زاہد بھی وہین سبحہ بکف گوشہ نشین تھا

مختار تخلص غلام نبی خان دہلوی استاد نواب وزیر غازی الدین خان بہادر

مین اپنے دل کے صدقے اور اپنی چاہ کے صدقے | ملا یا جسنے تجھسا یار اوس اللہ کے صدقے

مخدوم تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

دی دغا جاتا رہا دل ہائے دل افسوس دل | مجھکو تڑپاتا رہا دل ہائے دل افسوس دل

مخلص تخلص میر مہدی حسن وکیل عدالت دیوانی کانپور خلف سید دلیر علی متوطن دارالنگر جہان آباد مقیم کانپور شاگرد مرزا خاقانی نوازش صاحب دیوان ہین

منہ پہ چڑھ چڑھ کے یہ صیاد کو کہتی ہے وہ زلف | اسکو لے مرتے کوئی طرز گرفتاری دل

مخلص تخلص نند رام دہلوی وکیل عماد الدولہ شاگرد خان آرزو بیشتر فارسی کہتے تھے

آتا ہے ہر سحر اوٹھ تیری برابری کو | کیا دن لگے ہین دیکھو خورشید خاوری کو

مخلص تخلص مخلص علی خان مرشد آبادی خواہرزادہ نواب نوازش خان شہامت جنگ ناصر شاہ قدرت اللہ قدرت

مخلص نہین زمانے مین اب خوبرو کوئی ‎ ‎ عاشق کی جا وہ جسکو ہو مدنظر کہین
کوئی اپنے اسیرون سے تغافل یہ بھی کرتا ہی ‎ ‎ قفس مین مر گئے ہم یہ خبر صیاد کو پہونچی

مخلص تخلص میر باقر اکبرآبادی شاگرد مصطفے خان یکرنگ محمد شاہ کے عہد مین تھے

مین تو بندہ ہون ترے جور و جفا کا لیکن ‎ ‎ سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل شیدائی کا

مخلص تخلص بدیع الزمان خان دہلوی شاگرد شاہ واقف نواب شجاع الدولہ کی سرکار مین متعلق تھے

لیجا تو دل کو یونہین ترا اعتبار ہے ‎ ‎ پر شرط اس زمانے مین قول و قرار ہے

مخلص تخلص مرزا کلب حسن خان مہین برادر کلب حسین خان نادر تخلص خلف کلب علی خان متوطن بنارس

جب تک کہ پاس اپنے وہ شوخ حسین نہو ‎ ‎ کتنے ہی وعدے وہ کرے دلکو یقین نہو

مخلص تخلص منشی محمد حسین خان ولد امانت خان بن قطب خان باشندہ بجالیہ شاگرد راقم الحروف صاحب دیوان ہین

شرح جوش شوق پایان کو نہ پہونچا نامہ پر ‎ ‎ لکھتے لکھتے یار کو خط ایک دفتر ہو گیا
صبر کا حکم ہے مصیبت مین ‎ ‎ ہے یہ نسخہ حکیم کامل کا
قیامت کیون نہ ہو برپا جو مخلص ‎ ‎ پکڑے حشر مین دامن تمھارا
درد و غم فراق مین ہوتی ہے یہان بسر ‎ ‎ کٹتی ہے اونکی قمقمہ و چنگ و رباب مین
قتل پر عاشق سنئے اندازسے کرتا ہو وہ ‎ ‎ ایک خنجر اوسکا دکھلاتا ہے جوہر سیکڑون
ہے کس سیکش کی ہاتی آمد آمد آج محفل مین ‎ ‎ کہ شیشہ دم بخود ہے اور ہے گردش مین پیمانہ
نالے کی اجازت جو نہین ہے تو نہین ہے ‎ ‎ مرجا ئینگے پر خاطر صیاد کرینگے
آتش فرقت سے مین جل جل کے ٹھنڈا ہو گیا ‎ ‎ سرد مہری ہے غضب اوس لعبت کشمیر کی
جوش ہے اس دنیا مین وہ غرور پیراہن مین ہے ‎ ‎ جسکو دیکھو قیصر و فغفور پیراہن مین ہے
بادہ ساغر مین ہے یا اوتری ہی شیشے مین پری ‎ ‎ جسم مین ہے جان یا وہ حور پیراہن مین ہے
سن کے پیغام بوسہ اے مخلص ‎ ‎ دیکھیے اونکے منہ سے کیا نکلے

مخمور تخلص محمد جعفر ولد خواجہ محمدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

پوچھتے کیا ہو عدم مین مرے کیا ہاتھ لگا — کمر یار کا مضمون نیا ہاتھ لگا
وہ لگا دھونے جو دریا کے کنارے ہاتھ پاؤن — موج سان کیا ہم نے بیتابی سے مارے ہاتھ پاؤن
بنکڑی ہاتھون کی ٹوٹی پاؤن کی زنجیر بھی — اسقدر جوش جنون مین ہمنے مارے ہاتھ پاؤن

مخمور تخلص شیخ غلام حسنین باشندۂ فریدآباد دفترابدار مولوی ابوالحسن شیدائی

گلزار کھلائی ہے یہ داغ جگری کا — رکھتی ہے اثر آہ بھی باد سحری کا
کچھ اپنے پرائے کا خیال اب نہین اصلا — عالم ترے نظارہ سے ہے بیخبری کا

مخمور تخلص سید مظہر علی ابن سید قایم علی خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ متوطن مرادآباد

جو درازی ہے ترے ہجر کی شب مین یارب — روز محشر کی بھی ایسی نہ طوالت ہوگی

مخمور تخلص مولوی واحد علی مرحوم خلف مولوی عبد العلی نامی رئیس شہر ڈھاکہ اشعار اردو و فارسی اچھی کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے آغاز شباب مین ۱۲۷۹ بارہ سو اوناسی ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخ اونکی وفات کی کہی ہے

قطعۂ تاریخ

آج فشانخ مولوی مخمور — گلشن عدن کے مقیم ہوئے
مصرع سال نقل یہ لکھا — داخل جنت نعیم ہوئے
۱۲۷۹ ہجری

اشعار

وہ ناتوان وزار مین اکبار ہوگیا — دامن ہمارا دامن کہسار ہوگیا
تشریف لائے گھر مین مرے صاف ہوگئی — حق مین مرے خضر خط رخسار ہوگیا
چومی بغیر اذن جو زلف سیاہ یار — واللہ بال بال گنہگار ہوگیا
ناوک نالہ جو گزرا تیر سے — جا کے میزان مین ترازو ہوگیا
خواب مین پہونچا جو وان دست خیال — نیلا پیلا اوسکا زانو ہوگیا
جب کہ دلبر سے ہوا خالی کنار — کاہش جان درد پہلو ہوگیا
ہاتھ مین اوسکے کمان و تیر ہے — چرخ پر لرزان کمان و تیر ہے

سنگ مرقد لعل سے رنگین ہوا — کیا حنائی پاؤن کی تاثیر ہے
یاد چشم مست سے زندان مین آج — حلقۂ زنجیر چشم ساغر ہے
شل نظر نہ جسکی اپنی آنکھ — آج اوس مہ کی انتظاری ہے
دن بہر آہ و زاری ہے — راتون کو بیداری ہے
عشاق کو جو خون مین ہوا غرق کہی ہے — خنجر یہ ترے دشنۂ قصاب کی پھبتی

مخمور تخلص میان قبول احمد وکیل سرکار بالن پور

زبان جل جائے گر شعلہ کہون رخسار تابان کو — قلم ہو ہاتھ گر خنجر لکھون ابروے جانان کو

مخیر تخلص منشی محمد احسان اللہ باشندہ دہلی مقیم کیپ میرٹھ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

بنا کر آئینہ خود بین کیا آئینہ رویون کو — ہمین حیرت ہے تجھسے کیا کام اٹھا تھا سکندر کا
ہو عطا جسدن سے کی ہے توبہ پی جاتا ہون مین — میرے لب تک گر کبھی آتی ہے پیمانہ کی بات
ہم نہ کہتے تھے کہ کعبہ کو مخیر جا چکا — رکھیا رستے مین آخر آکے کلیسا دیکھ کر
یہ نہوگا کہ مرے قتل سے درگزرینگے — جو رقیبون نے سکھایا ہے وہ کر گزرینگے
کسلیے پہلو مین مچائی ہے دہوم — حضرت دل خیر تو ہے جان کی
ہان دل یہ ضرب ہو کوئی تیغ نگاہ کی — دیکھین تو مردمی ترے چشم سیاہ کی

مداح تخلص شیخ محمد صادق علی مقیم سکندرہ ضلع علیگڈہ مرزا نوشہ غالب کو اپنا اوستاد بتلاتے ہین اور سوزان بھی تخلص کرتے ہین

اسکو بلوایا تو ہے لطف تب ہی دل آئے — ساتھ تلوار بھی لائے جو وہ قاتل آئے
دیا نہو کر ظلم سے بھی ہاتھ اوٹھائے یار — کیون کیجئے ناز اوٹھانے کی طاقت نہین رہی

مدبر تخلص سید امیر الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

چاند سا مکھڑا وہ جب دکھا کے غش آگیا — جون کتان ٹکڑے گریبان کھینچا تانی ہوا

مدحت تخلص ایک شخص لکھنوی شاگرد جعفر علی حسرت کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

لیکیا ہجر ترا گور مین یار آخر کار — روز فرقت نے دکھائی شب تار آخرکار

مدہوش تخلص نبی خان نبیرہ خواجہ محمد باسط شاگرد میر سوز

صنم جس ناز سے تو نے لیا دل ۔ خدا جانے ہے اوسکو یا ترا دل

مذنب تخلص مرزا محمد حسن عرف چھوٹے مرزا امرتیہ لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان گذرے

کم ہوئی نہین ہے کسی عنوان طپش دل ۔ ہے دامن مژگان فروزان طپش دل

مراد تخلص مرادشاہ

ہے عشق وعقل سے ہر دم مجادلہ دل کا ۔ کشاکشی مین پڑا ہے معاملہ دل کا
نرگسی چشم نے جب مری چھپائین آنکھین ۔ روتے روتے مرے پھر لال ہوئین اپنی آنکھین

مراد تخلص مرادشاہ لاہوری شاگرد اجل

اپنے مشتاق سے جب تو نے چھپائین آنکھین ۔ تو اجل نے وہین آ اوسکو دکھائین آنکھین

مرحبا تخلص حافظ عبد الشکور خلف حافظ عبادالله واعظ باشندهٔ ٹانڈہ مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت الله انسخ تخلص

جب نہ شب دیکھو بغل مین اوسکے بیٹھے ہین رقیب ۔ غیر کی صحبت سے وہ اک دم جدا ہوتا نہین
کوچهٔ گیسوے جانان مین عبث جاتا ہے دل ۔ خود بخود کوئی گرفتار بلا ہوتا نہین

مرحوم تخلص مرزا محمد یار بیگ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر باشندهٔ دہلی

کیا ہی دل جو رو رو کے کھوے گا مرحوم ۔ ملک الموت کے اب ہاتھ ہے درمان بیلیر

مرزا تخلص حکیم میر فضل الله باشندهٔ پانی پت شعر بھی اچھا کہتے تھے طب مین اچھا دخل رکھتے تھے

خالی اوس سے نہین ہے کعبہ و دیر ۔ کون سے سنگ مین شرار نہین
سخت مشکل ہے ہجر مین جینا ۔ زندگی اپنے اختیار نہین

مرزا تخلص آغا مرزا خلف محمد اسمعیل تاجر شاگرد میر تقی وطن انکا مازندران مولد لکھنو

بالین سے جب وہ پھر گیا حسرت سے کھلی آنکھ ۔ مجھ نارسا کے طالع خوابیدہ دیکھنا

مرزا تخلص مرزا ہدایت الله دہلوی موسیقی مین کمال رکھتے تھے

دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا ہے ۔ اے وائے مصیبت کوئی کس کسکو سنبھالے

مرزا تخلص مرزا علی رضا دہلوی ثم بنارسی معاصر سودا عزیزون مین نواب حسین الدین خان نائب کماکھ نگر کے تھے

ہماری دیکھ حالت اوٹھ گئے سب جیش دیکھا ... نہ بیٹھا کوئی جز پیکان دل افگار کے پہلو
کوئی حسرت مرے جی کی نہیں بر آتی ہے ... سنت باتوں میں مری عمر چلی جاتی ہے

مرزا تخلص مرزا جہانگیر بیگ اکبر آبادی شاگرد مرزا اعظم علی بیگ اعظم

جگر کی آگ جو بھڑکی تو پھر نہ سرد ہوئے ... ہزار طرح سے کی ہم نے اشکباری رات
بجھائے تیری بھی آب حیات میں تم نے ... نکل نکل کے پھر آئی تن تنہا میں روح

مرزا تخلص نواب محمد حسن خان ولد نواب اشرف خان دہلوی مقیم بنارس معاصر سودا

سوئوں میں کس طرح ان آنکھوں میں نہ آئی ہو نیند ... دور سے صورت کو میری دیکھ اوڑ جاتی ہے نیند

مرزا تخلص مرزا حسین بخش خلف مرزا کوچک سلطان ابن شاہ عالم بادشاہ
شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

گہ داغ کو سہوں ہوں گہ زخم چھیلتا ہوں ... مرزا ستارہ یا ہے ذوق جفا یہ مجھکو

مرزا تخلص مرزا جان مرثیہ خوان خلف میر وزیر علی مرثیہ خوان باشندۂ دہلی شعر گوئی
میں اچھا دخل رکھتے تھے

ایک بوسہ پہ اسقدر رنجش ... آپ کا ہم نے حوصلہ دیکھا
اونکی ہم پر بھی آنکھ پڑتی ہے ... ہم نے جیب حبیب کے بار دیکھا

مرزا تخلص مرزا علی برادر خرد میر حسین علی شوکت باشندۂ دہلی

نہ یہ لب اور نہ یہ بات نہ غمزہ نہ نگاہ ... چاند کس منہ سے ترے منہ کے برابر ہوگا
صد شکر کہ ہے ساتھ جنازے کے وہ مہر ... آغاز سے بہتر ہے یہ انجام ہمارا

مرزا تخلص خواجہ زادہ حکیم مرزا محمد خان تلمیذ رستم بیگ شاگرد نام انکا معلوم نہ ہوا

اگر زلف دراز یار میں ہے صد گرہ مرزا ... دل صد چاک یہ ہم بھی بسان شانہ رکھتے ہیں

مرزائی تخلص محمد علی خان ولد نعیم اللہ خان ملازم شجاع الدولہ

جو کوئی کسی کو بار کل پائے گا ... یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پائیگا
اس دور مکافات میں نادان غافل ... بیداد کرے گا آج کل پائے گا

مروت تخلص میر باز خان

کی بہت تدبیر لیکن کیا کرون	دل کو مدام چین آتا ہے نہین

مروت تخلص باس کرن عرف ناشو جی پنڈت کشمیری ولد پنڈت بستی رام وفا باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

مشکل کشا نہ کیونکہ ہون مشکل کشا کے ہاتھ	مشہور ہین جہان مین حیدر خدا کے ہاتھ
اوس بت شکن کا ہون مین زمانے مین معتقد	توڑے ہین جسنے لات کو گھر مین خدا کے ہاتھ
بچیانہ ان بتون سے مروت لگا کے دل	عزت مری ہے خالق ارض وسما کے ہاتھ

مروت تخلص صغیر علی خلف حکیم کبیر علی کبیر تخلص شاگرد جرات مقیم رامپور نواب فیض اللہ خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے ایک مثنوی میر حسن کی مثنوی کے جواب مین کہی ہے

غیرون پہ دیکھ دیکھ کرم اوس نگار کا	جین پر جبین ہے نقش ہمارے مزار کا
گو مثل گرد با دہون گردش نصیب مین	پر ہے دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

مروت تخلص قاسم علی لکھنوی داماد میان جرات

ہاتھ اونکی کلائی تک جو فقیر کا آپہونچا	ہیہات کا غل اپنے افلاک پہ جا پہونچا

مرہون تخلص مرزا علی رضا شاگرد میر نظام الدین ممنون وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مدت تک حیدرآباد مین تھے

ہر آرزو سے دل کو حسرت نے خون کیا ہے	گردن پہ یاس کی ہے خون اپنی آرزو کا
پڑا ہے شور جب سے دل مین اوس کان ملاحت کا	بیان ہر زخم سمان ہے نمکدان قیامت کا
شہید لطف قاتل ہون کہ بعد از قتل کل اوسنے	کیا مجرم لب افسوس انگشت ندامت کا
خبر اک نگاہ چشم کبھی اوسکی خو نہین	قسمت تو دیکھیو یہی کبھو ہے کبھو نہین

مریخ تخلص جانکی پرشاد ولد جوگل کشور فرخ آبادی شاگرد نواب عاشور علیخان

جسکو دیکھا اوسے دیوانہ بنایا تو نے	او پریزاد نرالی ہین فسون کاریان تیری

مرید تخلص مرید حسین خان دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص

درد اور غم مین مبتلا ہین ہم	دردمندون کے پیشوا ہین ہم

مثل سیماب کیون نہ دل تڑپے	آئینہ روسے اب جدا ہین ہم
تھا وعدہ وسر شام کا پھر اب ہے سحر کا	ڈرتا ہون کہین صبح کی پھر شام نہو وے

مزمل تخلص و نام شاہ محمد مزمل معاصر ابر و دہلی مین رحلت کی

مین نہ کہتا تھا مزمل دل نہ دے	نقد ایسا رائیگان کھو تا نہ تھا

مست تخلص حکیم اشرف علی صاحب رسالہ ترکیب الصلوٰۃ و رسالہ تصویر علم و رسالہ ہیضہ و طاعون و رسالہ چیچک و رسالہ دافع السموم و رسالہ کشتی خلف الصدق احمد علی مجموعہ دار تلمیذ حافظ اکرام احمد ضیغم رئیس نامی سلمٹ اشعار انکے خوب ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین فن کشتی اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین رسالے انکے نظر سے گزرے

ہے قلم تیغ غضب سے سر جوان و پیر کا	فاقتلوا جوہر ہے القاتل تری شمشیر کا
عجز نے میرے اوڑایا آپ کے دل کا غبار	خاکساری مین اثر ہے سرمہ تسخیر کا
جادہ رہتا ہے یہ گر جو گیا آ نہ کا قدم	پھر دماغ ماہ نا بان عرش پیر ہو جائے گا
رات دن یون ہی تڑپتا ہے مثال بسمل	کہنے مانے تجھ سے مست کہان ہمارا
الہی بار عصیان سے گرانبار اسقدر ہو نہین	یقین ہے ٹوٹ جائے حشر مین پلہ ترازو کا
کیا بخت واژگون سے ہوا قلب ماہیت	دشمن ہماری جان کے ہین دوستان دست
رکھتے ہین کھولکر دہ کڑے ہاتھ پاؤن کے	رہتے ہین وصل مین سر بستر ہلال جار
کیا سچ مثل ہے داشتہ آید بکار رہی	آخر نہ کام آگئے شبہائے تار داغ
اک طوق ہے اور دوسری زنجیر گلے مین	پہناتی ہے کیا آگے کو تقدیر گلے مین
وہان پاؤن خنا چلتی ہے آتا تر اعلام	ہم جا نہین سکتے ہین کہ ہے زنجیر گلے مین
پھرتا ہے مجھے کھینچے ہوئے رشتہ الفت	ہے طوق گرانبار نہ زنجیر گلے مین
سمائے ہین اسی سادگی پر گردنین لاکھون	ہیکل ہے نہ جگنو ہے نہ زنجیر گلے مین
نا مرگ نہ ہو ر فلک پیر سے چھوٹے	ہم تیغ جو زنجیر سے چھوٹے
شاید کہ اضطراب نے میرے اثر کیا	ہین اندنون تو آپ بھی کچھ بیقرار سے

اے مست یہ کیا تو نے کیا تیرا برا ہو — دل اوس بت بیدین کو دیا جان کو ہر لے
بگڑا تو اگر ہم سے تو پھر دیکھیو اے یار — ٹھہرا اسے ہین جو دلمین سو کر جاتے ہین کیسے
وہ گھر کا نہ رقیبون کا نہ دربان کا کھٹکا — اوس کوچے مین بخوف و خطر جاتے ہین جیسے
یا مست کو بے وصل تھی یک آن قیامت — یا برسون جدائی مین گذر جاتے ہین ایسے

مست تخلص میر فضل علی شاگرد میر امانی فقیری اختیار کی تھی

خود فنا ہو کے ذات مین ملنا — یہ تماشا حباب مین دیکھا

مست تخلص عالم علیخان باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی وحید الدین فرزند آٹھ برس
ہوئے لکھنؤ مین جا کر انتقال کیا راقم کے ملاقاتیون مین تھے

بوسہ لیا ہے یار کی انگیا کے پان کا — کھایا ہے پان آج نئے خاصدان کا

مست تخلص سرست خان افغان

نہ وہ بانکو نہین گنا جاے نہ ٹیڑہ ہو نہین یہ کیونکر — خانہ جنگی تمھین رہتی ہے سدا مست کے ساتھ

مستمند تخلص یار علی خان عظیم آبادی شاگرد مرزا ہجو فدوی تخلص

نزع تک وصل کی ہے یار امید — ہے مثل ایک دم ہزار امید

مسرت تخلص شیخ رحمت علی بنارسی شاگرد ذاکر بہت روز ون تک کلکتہ مین تھے

آئینہ آئینۂ عارض سے ششدر ہو گیا — جسنے یہ آئینہ دیکھا وہ سکندر ہو گیا
تمھارے ہجر نے ایسی مری اوڑائی نیند — ہزارون کروٹین بدلین مگر نہ آئی نیند

مسرت تخلص تنگر ناتھ کایتھ شاگرد نصیر دہلوی

قرار و صبر ہین دل سے روان و رتاب جیسے ہی — کدھر یہ قافلہ جاتا ہے یارو تو خبر دیکھو

مسرت تخلص وزیر علی دہلوی مقیم حیدر آباد ملازم راجہ چندو لال شاگرد حضرت افسان تخلص

ہاتھ آجاے نصیبون سے تو پھر آٹھ پہر — رکھون چھاتی سے مین دلدار کی تصویر لگا
اگرچہ روتے روتے کھوئین آنکھین — نہ رکھا دیدۂ خونبار پر ہاتھ

مسرور تخلص نواب غلام حسین خان مرحوم خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان
رئیس دہلی ستار نوازی مین کمال رکھتے تھے

ہو پر میری سیہ بختی کا گر سایہ پڑے
چادر مہتاب ہو دامن شب دیجور کا

لکھکر زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا
اونکا تو کھیل خاک مین ہمکو ملا دیا

نادان نہین جو اپنے کو رسوا کرے کوئی
دل ہی نہ بس مین ہووے تو پھر کیا کرے کوئی

مسرور تخلص سید خورشید عالم خلف مولوی بدر عالم رضوی باشندۂ بہانی

چالین ہر وقت جو ایجاد کیا کرتے ہین
کبک و طاؤس سیکھے جاتے ہین رفتار ان کی

مسرور تخلص شیخ پیر بخش ولد حکیم حیات اللہ قلاش باشندۂ کاکوری شاگرد مصحفی دہلی کی سیر بھی کی تھی صاحب دیوان گزرے

کیا جانے کون شخص مرے دل کو لیگیا
مسرور کس طرف مین کرون جستجوے دل

ہو نہ یہ جرم کہین اونکے وبال گردن
گردن شیشہ سے جو دین ہین شال گردن

دیکھ تو آتا ہے کس انداز سے کافر مرا
شیشۂ مے ہے بغل مین اور ساغر ہاتھ مین

نگاہین دیکھنا سنگین محل کے رہنے والونکی
ہمارا شیشۂ دل کر چکے ہین چور آنکھو کنکھیو

گر بہر سیر لیلی محمل سوار جائے
مجنون بھی ساتھ جون شتر بے مہار جائے

مسرور تخلص مرزا سنگی بیگ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

سدا اوس چشم میگون سے یہ دل مستانہ رکھتی ہین
صراحی کی ہوس نہ خواہش پیمانہ رکھتی ہین

مسرور تخلص اشرف الدین احمد مولف تذکرۂ شعراے ریختہ خلف غلام محی الدین عشق باشندۂ میرٹھ

ہے غیر کے گھر وہ شمع محفل
دن رات مجھے یہی جلن ہے

مسرور تخلص سید محمد علی ولد سید علی طباطبائی نواسۂ میر شبر علی افسوس باشندۂ کلکتہ شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے اطراف ایران و پنجاب و ہندوستان و رنگون وغیرہ کو بہت سے ملک و شہر کی سیر کی تھی عین شباب مین تیسوین شہر ذی الحجہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری کو انتقال کیا

دل اور پھر گیا ہے اوس یار بدگمان کا
تاثیر آہ دیکھی دیکھا اثر فغان کا

مشکل ہماری کیسی آسان ہجر مین کی
احسان مانتے ہین ہم مرگ ناگہان کا

شکوہ اگر مجھے ہے تو بخت اور اجل سے ۔ شاکی نہین ہون ورنہ مین یار و آسمان کا

جب کہ کھولا اوس پری پیکر نے اپنی زلف کو ۔ اوسکی خوشبو سے مکان سارا عنبری ہوگیا

اندنون شکل عروسی صنم کے ہجر مین ۔ صورت عکس مثلث جسم لاغر ہوگیا

بزم مین یاد ساقی نے یہ کیفیت دکھائی ۔ دیدۂ جام سے گلگون بھی گریان ہوگیا

پھونکتی ہے گوش گل مین وہ کچھ آ کر ۔ کیون نہو صیاد پر ثابت خطائے عندلیب

عاشق اپنی جان معشوقون پہ کرتے ہین نثار ۔ کیون نہ عشق گل مین جان اپنی گنوائے عندلیب

لب رنگین کا تیرے وہ اثر پھیلا ہے عالم مین ۔ جگر خون ہوگیا ہے لعل کا کوہ بدخشان مین

کان تک اوسکے پہونچتی مری فریاد نہین ۔ بھول جانے کے سوا کچھ بھی اوسے یاد نہین

ظلم کرتا ہے جفا کرتا ہے رلواتا ہے ۔ کونسی طرز ستم ہے جو اوسے یاد نہین

کسلیے اوڑنے کو طیار رہے تو عاشق سے ۔ تو تو انسان ہے اے یار پریزاد نہین

دل کو ہے میرے یان کی تحریر کا خیال ۔ شنجرف کا ہے خط ورق آفتاب مین

مضمون میرے شعر کا کیا سمجھین کوردل ۔ ہوتا ہے نور بھی کہین چشم رکاب مین

سرور کو بچائیو دوزخ کی آگ سے ۔ یہ عرض ہے جناب رسالتمآب مین

نہ وفا گل مین ہے نہ نالۂ بلبل مین اثر ۔ باغ عالم کی ہوا اے گل رعنا بدلی

مسکین تخلص سید عبد الواحد خان خیرآبادی مصنف مثنوی چشمۂ شیرین شاگرد مومن مقیم تال بھوپال صاحب دیوان گزرے مثنوی انکی دیکھی ہے

کیون نہ اوٹھنا بیٹھنا مشکل ہوا اوس حور کا ۔ جسکو از خود رفتگی بھی اک سفر ہو دور کا

لے گئی چھین کے دل ساقی سرشار کی آنکھ ۔ آگئی دیکھ جیسے نرگس بیمار کی آنکھ

سر بسر آئی ہے میری جان پر لاکھون وبال ۔ جواب مین بھی اوسکی گر زلف پریشان دیکھے

مسلسل تخلص شیخ وزیر علی خلف شیخ زائر علی عرف رمضان علی ابن شیخ فاروق علی مرحوم وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندہ مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے طبیعت اچھی پائی ہے شعر اچھا کہتے ہین

سی پارہ دل نہین تری زلف سیاہ مین ۔ ہے رحل آبنوس پہ قرآن دھرا ہوا

لکھا ہے حضرتِ دلِ مرحوم کا جو حال | ہر لفظ میری بیت کا ماتم سرا ہوا

خوشی ہی کو سمجھو وعدۂ وصل | کہینگے وہ زبان سے اپنی ہان کب

آنکھون مین سرمہ لگائین اور گلوری کھائین آپ | عاشقون کے قتل کی تدبیر یون فرمائین آپ

بوسہ لے مانگے عدو کو دین رہی نیرنگ شوق | ایک بوسہ کی طلب پر مجھ پہ یون جھنجھلائین آپ

خیر تو ہے مجھتے سودائی کو سمجھانے لگے | حضرتِ ناصح سمجھکر بات تو فرمائین آپ

اللہ رے کوچہ گردی جانان کا حوصلہ | جب پانون تھک گئے تو پھر اسرتام رخ

لیلی کو اپنے سمجھے ہے کالی بلا کوئی | دیکھے جو قیس آپ کو میری نظر سے آج

دل اوبھتا ہے اگر رخِ اغیار کی طرح | ملتی ہے میرے دل سے رخِ یار کی طرح

دشوار ہے نظارہ اشارہ محال ہے | دشمن کھڑے ہین بیچ مین دیوار کی طرح

دیکھ لینا تو قفس کو مرے شاخِ گل پر | فصل گل رہ گئے صیاد جو پر ہونے تک

آمد و شد کی مسلسل جو کوئی راہ نہین | سر کو ٹکرائیے دیوار سے در ہونے تک

کہان حور اور کہان زاہد رہے عقل | عبث بیدار رہتا ہے سحر تک

ترے ہنگام رخصت کا کسے خوف | وہ دیکھے گا جئے گا جو سحر تک

شاید ہے یہ گمان کہ نکلے نہ کوئی عیب | آئینہ دیکھتے ہین تو میری نظر سے وہ

جب مین نے کہا وصل کا وعدہ نہین کرتے | جھنجھلا کے خفا ہوکے وہ بولا نہین کرتے

کیا جانیے کیا دل مین ہے اب فکر سمایا | وہ ناز وہ غمزہ وہ اشارہ نہین کرتے

اوسے بھی کبھی ذکر نہین آتا ہے اسکا | ہم راز شبِ وصل کو رسوا نہین کرتے

مسلم تخلص میر فرزند علی خلف میر حسین علی محرر عدالتِ دیوانی صدر کلکتہ باشندہ کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم شعر انکے اچھے ہوتے ہین اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین تھے عین شباب مین ۱۲۷۶ بارہ سو چھتر ہجری مین فوت کی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

مر گیا مسلم حیف یہ غم ہے | ہوا اوس پر اللہ کی رحمت

مین نے یہ تاریخ کہی ہے	مسلم سے ہے بدا اصل جنت

اشعار ۱۲ ہجری

عشق بتان مین عمر گئی آہ کیا کیا	کیا منہ دکھا ئینگے تجھے اللہ کیا کیا
کہتی تھی ایک خلق مری نعش دیکھکر	مسلم کو مار ا او بت گمراہ کیا کیا
جو سنگدل ہے اوسے آبرو نہین ملتی	محال ہے کہ بنے رشتہ گہر رگ سنگ
کسی نے سخت دلون سے کبھی نہ پھل پایا	خلاف عقل ہے ہو شاخ بادر رگ سنگ
رکھکے سر سوئین کبھی زانو پہ اوس دل یار کی	اپنی بھی تقدیر ہو تقدیر پشت آئینہ
رات جو غیر کو لپٹا کے دیا بوسۂ خال	اے صنم مجکو پہونچی ہے خبر تل تل کی
عہد طفلی سے مرا طفل سرشک آوارہ ہے	جسکو سب گرداب دریا کہتے ہین گہوارہ ہے

مسیح تخلص میان براتی ہمشیرہ زادۂ نواب وجیہ الدین خان وجیہ وطن انکا کشمیر مولد دہلی تجارت کرتے تھے

شاید کہ موے زلف کا شانہ تھا دست غیر	بیٹھ سب رہا تھا دل کو مرے پیچ و تاب تھا

مسیح تخلص میر ہاشم علی قاضی زادۂ قصبۂ جائس مقیم لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

پیری مین آہ لگتی ہے مرکر کے زندگی	بجھ بجھ کے پھر بھڑکتی ہے شمع سحر کی لو
سیماب بن کے مرہم کا فور اوڑ گیا	اوٹھی جو اپنی آتش زخم جگر کی لو

مسیح تخلص حکیم محمد علی ولد حکیم علی اللہ خان باشندۂ لکھنؤ

نہین اے شوخ مہندی ہی یہ آب حنا ناخن پہ	ہمارے اشک کے قطرے کا ہی خوناب ناخن پہ

مسیح تخلص مسیح اللہ خان فارسی بھی کہتے تھے

لگتے ہی ہو گیا جگر کے پار	تیر مژگان نے زور کام کیا
ترک آرام و صبر و خواب و قرار	عشق مین تیرے ہم نے کیا نہ کیا

مسیح تخلص مرزا مسیح اللہ خان عرف مرزا حاجی

ہمارے سامنے غیرون سے ملنا	ستم ہے ظلم ہے قہر و غضب ہے
بتون کے ظلم اور جور و جفا سے	مسیحا کو بھی دیکھا جان بلب ہے

مسیحا تخلص محمد علی خان اخبار نویس شاہی ولد مصطفے خان باشندۂ لکھنو شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

تیرے کاکل کا بیان کرتے سر انصاف سے | ہر بن مو مین اگر ہوتی زبان بالائے سر
آتا ہے یاد تو کف افسوس ملتے ہین | ظالم وہ کوسنا ترا ناحق اوٹھا کے ہاتھ
لے لیتے ہین بلائین یہ زلف سیاہ کی | ان روزون ہوگئے ہین ہماری بلا کے ہاتھ
راحت بھی اس جہان مین ایذا کے بعد ہے | موسی کو مل گیا ید بیضا جلا کے ہاتھ

مسیر تخلص شاہزادہ مرزا ہمایون قدر خلف مرزا محمد خورشید قدر رفیع تخلص شاگرد محسن علی محسن وطن الکا دہلی مولد و مسکن لکھنو

ثابت قدم وہ ہون کہ اگر لاکھ ہون ستم | شکوہ کبھی زبان پہ اپنی نہ لائے دل

مشتاق تخلص مشتاق حسین خلف قمر الدین حسین اکبر آبادی مرید ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی صاحب دیوان گزرے

رہی تھی یاد جو زلف سیہ تمہاری رات | تو دل پہ سانپ سا لوٹا کیا ہے ساری رات
سچ مثل ہے اوس ہو تو ہی پڑا اس دل مین کھوٹ | پیار دل مین آگیا جب چار آنکھین ہوگئین
مین لیا جسکو حسین بس وان لگاتی تاک جھانک | سچ تو یہ ہے سخت بد اطوار آنکھین ہوگئین

مشتاق تخلص میر حسن دہلوی مقیم فیض آباد معاصر میر و مرزا

اپنی ہم بندگی پہ بھولے تھے | پھر جو دیکھا تو وہان خدائی ہے

بعضے تذکرہ والون نے اس شعر کو عبد اللہ خان مشتاق کے نام سے لکھا ہے

مشتاق تخلص حافظ مختار احمد معروف بہ قاضی محمد مشتاق خلف قاضی احمد علی باشندۂ سراوہ ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

میری صورت سے ہے یہ کیون گردش مین | نیل بگڑا ہے چرخ اخضر کا

مشتاق تخلص غلام علی مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

خط تو بھیجا ہے وہان پھر اوس کبھی ہین ہوش بجا | ہو دیکھی تسکین سلامت جب کبوتر آئیگا
ہرجائی پن سے اوسکے ٹھکانا نہین ہے دل | پھرتا خراب ہوگا مرا نامہ بر کہین

مشتاق تخلص میر ابو القاسم مرشد آبادی

ہم بھی کرینگے جنون کا سر و سامان پیدا — تجھ کو وسعت کرے اسے خضر بیابان پیدا
دل آخود بین جو کرے دیدۂ پنہان پیدا — آئینہ دیکھیں تجھ ہو صورت جانان پیدا
کجروی سے نہین ساقی کے عجب ہی گردون — گر گردش جام سے ہو گردش دوران پیدا

مشتاق تخلص لالہ بہاری لال ابن لالہ دلسکھ راے شاگرد مجذوب مقیم مخلد مہ

منہ تحیر سے اپنا تکتا ہے — آئینہ کو بھی ایک سکتا ہے
جھٹکے دیکر نہ بال سلجھاؤ — زلف پیچان مین دل لٹکتا ہے
جلد آؤ کہ کلبۂ مشتاق — چشم روزن سے راہ تکتا ہے

مشتاق تخلص لالہ بہاری لال راقم اکمل الاخبار دہلی ولد لالہ من بھاون لال
باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب اسکسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

یون تیرے ساتھ بزم مین دشمن کا بیٹھنا — وہ اعتراض ہے کہ اوٹھایا نہ جاے گا
ہوگا آخر جو دل مین تو خود جان لینگے ہم — مشتاق ہم سے عشق جتایا نہ جاے گا
جہان جاگے وہین انگڑائیان لو — یہان پھیلائے ہے سستی کہان کی

مشتاق تخلص کریم خان باشندۂ دہلی رفیق نواب حسن علی خان برادر نواب
فیض محمد خان بہادر مرحوم والی جھجر شہر لندن کی بھی سیر کی تھی

بقدر سے سوز دل کہ مسیحا سا چارہ گر — رکھتے ہی ہاتھ نبض پہ بیمار ہو گیا
رخسار پر یہ خال سیہ بے سبب نہین — خط پر نہو جو مہر تو خط معتبر نہین

مشتاق تخلص محمد ذاصل باشندۂ بداون

ہمارے کام پہ ہر چند آسمان پھرے — تجھے قسم ہے جو تو اسطرف کو ان پھیرے

مشتاق تخلص حافظ تاج الدین ساکن میرٹھ بصیر تھے

کوہکن پرویز کو قصہ اپنا سنا گئے رو — یہ ہی وہ افسانۂ شیرین ایک پری دیوانے

مشتاق تخلص عبد اللہ خان مخاطب بہ مشتاق علی خان ولد نواب سیف اللہ ولد
متوطن ایران باشندۂ دہلی شاگرد میر تقی علم جفر اور رمل مین اچھا دخل رکھتے تھے

اکثر خطوط نہایت پاکیزہ لکھتے تھے لیکن اپنی اوقات عزیز کو موسیقی مین برباد کرتے تھے
شہر اسے پایۂ تخت شاہ عالم بادشاہ مین تھے

کی اک نگاہ مین نے جو مژگان یار پر
سو برچھیان لگین دل امیدوار پر

جی بند ہو نکل بھی گیا تو کھلی رہے
اے چشم آفرین ہی ترے انتظار پر

کبھی اشک بھر آئے تو پی گئے ہم
کر نذر آبرو تھی کسی کی

رنگ کیون سبز ہی پھر گیا ترے ای مشتاق
کن نے دیکھا ہے تجھے زہر بھری آنکھون سے

مشتاق تخلص میر سالار بخش ولد میر مبارک علی باشندۂ لاڈر متعلق کانپور

صراحی نے کیا تھا اوسکی گردن سے کہین دعوی
سو کل یارون نے بزم می مین اوسکی ہو رکی گردن

مشتاق تخلص محمد قلی خان خلف ہاشم علی خان موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے
۱۱۷۱ بارہ سو سترہ ہجری مین انتقال کیا

واسطے غیرون کے وہ لڑنے کو موجود ہوا
ہم نے دل اوسکو دیا اوس سے یہی سود ہوا

نہ کہا یہ کبھی تو نے یہی افسوس رہا
اپنے بیمار کو اک بار بھلا دیکھین تو

مشتہر تخلص مولوی احمد حسین فرخ آبادی شاگرد قطب الدین مشیر

جا ہو گے حشر مین تم کس سے ستم کا انصاف
ان بتون کی تو طرف ساری خدائی ہو گی

مشفق تخلص شیخ محمد خان عرف ممن ولد محمد پناہ آتشباز لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

کھو بیٹھے کوے یار مین ہم جا کے وہ تو
ناموس و ننگ و غیرت و صبر و قرار دل

مشفق تخلص مرزا احمد بیگ ولد بدھو بیگ اکبرآبادی شاگرد اعظم بیگ اعظم تخلص

اسیر کنج قفس کی نہ پوچھیے حالت
تڑپ تڑپ کے گئی موسم بہار مین روح

سیر کے آنے کا اوسکے جہان جو آجاتا ہے
اوٹھ کے دروازے مین زنجیر لگا جاتا ہے

مشفق تخلص راجہ جادب کشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مولوی ظہور النبی مخزون
تخلص دیوان الکا نظر سے گزرا

خستگان خاک مین قربان اوس رفتار پر
ہے قیامت کا گمان سب کو قد دلدار پر

نیند تو آتی نہین جو خواب مین دیکھون اوسے
حیف آتا ہے مجھے اس دیدۂ بیدار پر

مشتاق تخلص نواب محمد حسن خان لکھنوی ولد نواب محمد مرزا شاگرد مرزا باقر اور اک مرثیہ گو

بسی ہو جان جہان اب تو وصلہ دل کا | سکے گلا تو تو جا تار ہے گلہ دل کا
اسقدر روئے کہ آخر کو تری فرقت مین | او مسیحا ہوئین بیمار ہماری آنکھین

مشکل تخلص شیخ امین الدین اکبرآبادی شاگرد غافل اکبرآبادی

بجا ہے آپ کا فرمانا لیکن اے ناصح | نہ دل ہے کہتے مین اپنے نہ اختیار مین روح
پلا شراب وہ ساقی کہ جسکے پینے سے | مسرور دل ہو رہے حشر تک خمار مین روح

مشہدی تخلص مرزا احمد علی خلف مرزا محمد خراسانی باشندہ لکھنؤ

ہمارا دلربا اک نوجوان ہے | جہان جان ہے اور جان جہان ہے
برنگ بو نہان ہون اس چمن مین | دہن غنچہ کا میرا آشیان ہے

مشہور تخلص میان محمد حسین باشندہ کلکتہ کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

ہوئی ہے پرتو افکن کاکل خمدار پانی مین | تعجب کیا جو ہو ہر موج شکل مار پانی مین
اگر یونہین ہے زور رون یہ موج چشم طوفانزا | حباب آسا بہیگا گنبد دوار پانی مین

مشہور تخلص پنڈت رادھاکشن شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

گزر اپنا ہوا باغ جہان مین گرچہ ہر جانب | پنہایا تھا گل و سرو قد نسرین بدن بانکا
کسی سے ہے عیادت کی تمنا تمہین مشہور | جو جان کا ہو دشمن اوسے کیا کام ہے خبر

مشہور تخلص ایک شخص باشندہ بریلی کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

خوشی سے کیون نہ اے مشہور ابتلین بجائین ہم | ملے گا یار ہمسے آج پھر بازو پھڑکتا ہے

مشیر تخلص حافظ قطب الدین دہلوی داروغۂ سرکار مرزا دارا بخت بہادر شاگرد شاہ نصیر دہلوی

کچہ نہ ہوگا تم رقیبون کی طرف ہوگی تو کیا | اے جنو میری طرف میرا خدا ہوجائیگا
مین کیونکہ شب غم مین جیا مرنے مین کیا تھا | کس دست تمنا مین گریبان قضا تھا
وہ چلے گھر سے یہان دل نزا قابو مین | ہوگئی یار کے آنے کی خبر آپ سے آپ
اوس نیرجا کو حشر کا دھڑکا ہے کیون مشیر | بندون سے کیا کہا جو کہینگے خدا سے ہم

الہی کونسی جنت ہے بے حور | کہاں لیجاؤنگا اوس بدگمان کو
یہ غل ہے کہ وحشی نے ترے بانون کھائے | پھر دست جنون سلسلہ جنبان نہ ہوا ہو

مصاحب تخلص پنڈت مصاحب رام ابن پنڈت روپچند متوطن دہلی

رازدل صاف ہو گیا ظالم | آہ سوزان و چشم پرنم سے

مصحفی تخلص غلام ہمدانی باشندۂ قصبۂ امروہہ ضلع مرادآباد ولد ولی محمد شاگرد ... شروع جوانی مین دہلی مین گئے تھے آخرالامر لکھنؤ مین جاکر اپنی زندگی بسر کی کچھ روزدن مرزا سلیمان شکوہ بہادر کی رفاقت مین تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اور بڑے پرگو تھے آٹھ دیوان اور دو تذکرے اردو مین اور ایک دیوان بجواب نظیری نیشاپوری اور ایک تذکرہ فارسی مین انسے یادگار ہین اشعار انکے آبدار و عاشقانہ ہین کئی دیوان اور تذکرے انکے نظر سے گزرے

شب کمر کی جو پٹی کی وہ اوازہ سے نکلا | نکلا تو ولیکن عجب انداز سے نکلا
انگڑائی لیکے اپنا مجھ پر خمار ڈالا | کافر کی اس ادا نے بس مجھکو مار ڈالا
عید کی شب کی رچی مہندی تھی ورنہ دکھا آج | پنجۂ خورشید محشر سے بھی بیعت مانگتا
افتادگان وادی غربت کی سرگذشت | کرتا ہے خود بیان لب خاموش نقش پا
خیال یار جو شب میرا ہمکنار رہا | تمام شب مین اوسی کے گلے کا ہار رہا
وقت خلوت وہ یہ کہتا ہے کہ مین کہدونگا | تونے ہاتھون سے مرے منہ کو اگر ڈھنپ لیا
مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم | تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا
ز ضعف مین جو منہ مین لین تو کہا مار کھائیگا | جو مین بھوین تو بولا کہ تلوار کھائے گا
دامن ترا بنے گا گریبان عاشقان | گر یون ہی ٹھوکرین دم رفتار کھائیگا
شانہ نے زبس اونکو اجاڑی مین لیا ہے | زلفون کو ترے ہاتھ لگانے نہین دیتا
مین حسرتین لیے ازبس جہان سے جاتا ہون | جنازہ دوش پہ یارونکے ہے گران میرا
مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر کی | ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پر رکھا
چاک ہوجائینگے لاکھون کے گریبان ظالم | چاک پردہ سے نہ یون ہاتھ دکھانا اپنا

مجھکو قاصد کی تغافل نے تو مارا ہی ہے
روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤنگا

بھیجدیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام
کسقدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا

ورد غم کو بھی ہے نصیبہ شرط
یہ بھی قسمت سوا نہین ملتا

اے مصحفی بتون مین ہوتی ہے یہ کرامت
دل بھر گیا نہ تیرا آخر خدا سے دیکھا

چین سے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے
یاد آتا ہے وہ راتون کا جگانا تیرا

ترے کو مین اس بہانے مجھے دن کو رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوس سے بات کرنا

ہمارے ہاتھ مین آئی کبھو نہ یا قسمت
کہ پاؤن پر ترے مہندی کا اعتبار رہا

اتنی ہی حیا تجھکو کہ افراط حیا سے
آنکھون نے ترے روے حیا کو نہین دیکھا

مجھسے مطلب ہے تجھے اے شب تنہائی کیا
جا کہین تو ہی مرے درپے رسوائی کیا

ملنے مین کتنے گرم ہین یہ ہاے دیکھیو
کشتہ ہون مین تو شعلہ رخون کی تپاک کا

تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ
ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا

بیٹھے بیٹھے جو ہو گیا وہ کھڑا
اک ستارہ سا شب زمین سے اوٹھا

حصہ مین ہمارے ہی کبھی آؤگے صاحب
یا یونہین الگ ہم سے چلے جاؤگے صاحب

لباس پہنے ہی ہر دم وہ شوخ پر فن سرخ
کہ ہو نہ خون شہیدان سے اوسکا دامن سرخ

گلے مین جا ہے کیا تجھکو سیمبر تعویذ
لٹکتی ہین ترے ہیکل کے تا کمر تعویذ

دل لیگئے آنکھون مین یہ تدبیر کالا کر
آئے تھے جو کل سرمۂ تسخیر لگا کر

کچھ بجا ہو گیا دل کو تو بس ہو گیا بیخود
منہ اپنا مین رکھکر ترے تصویر کے منہ پر

ہم کو ترساتے ہو تم کیون یہ ادا دکھلا کر
منہ چھپایا نہ کرو بہر خدا دکھلا کر

پھر قیامت ہے جو وہ شوخ چھپالے منہ کو
اپنا دیدار رہین روز جزا دکھلا کر

جس آنکھ کو ہو رخنۂ دیوار کی تلاش
پھر کیون کرے وہ شاہد بازار کی تلاش

کل اوسنے عکس کا اپنے جو لیلیا بوسہ
تو جی ہی جی مین ہوئی کیا ہے آرسی محظوظ

لخت لخت دل میں ہے عکس فروغ داغ عشق
کیون نہ مین اسکو کہون آئینہ خانے کا چراغ

عکس کو اپنے وہ بت دیکھ کے آئینے مین
ہنسکے کہتا ہے کہ کیا تو بھی ہے مجھپر عاشق

دیکھا تھا ایک دن تری طرز خرام کو
ماتم مین کبک کے آج ہوئی ہے سیاہ پوش
مزا ہے ہووے گر چکھے ہی چکھے دعا کا اثر
سننے پائے نہ دہن سے ترے دشنام تمام
کیا جانیے آجائے دہن کیا مرے دل مین
مشتاق ہین اک تیری ملاقات کے ہم
حیرت ہے دم شب آئینہ دیکھ
پاس خاطر ہے منظور کی بھی ای دست جنون
لینا بزور بوسہ مراد لینا تھا کل
جھوٹ کیون بولتے ہو مجھسے کہ فرصت کم ہے
رہے گنتی جو ہم تا صبح اوسکے مانگ کی موتی
دلا تو سید مت ہو وصل سے اوسکی کہ عاشق کو
قابو مین تم آئے ہو مرے وصل کی شب ہے
پھٹ چلا جیب سے گریبان ترے
مین مر گیا شلے مرے چھاتی کا سل کہین
کھانے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بھی
پھر پھر کے پیچھے دیکھ مجھے اوسنے یون کہا
بیچ پیچ ہے اور بل پہ ہے بل مین پہ پیچ
بن دیکھے جسکے پل مین آنکھین بھر آئیان ہوئیان
کس پر ہے یہ تلوار کھچی پھر کے تو دیکھو
ہے ہے تنک اسطرف کو بھی پھر کے دیکھ لو
تم مصحفی کو چھوڑ کے بے سبب چلے گئے
سمجھیہ شب وصل مین تم بات چلاؤ

موج نسیم صبح سنبھلتی ہے اب تلک
ہے نیلگون جو اوس نگہ سرمہ سا کا رنگ
کسی نے کر لیا معلوم راز دل تو کیا حاصل
جنبش لب ہی نے اپنا تو کیا کام تمام
بن ٹھن کے مرے سامنے آیا نہ کرو تم
آرزومند نہین اور کسی بات سے ہم
اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہین ہم
رشتہ رکھتا ہے گریبان سے تار دامن
اور اوسکا منہ پھیر اکے یہ کہنا نہین نہین
آؤ تو کیا تمھین اک رات کا مقدور نہین
ہمین تو وصل کی شب بھی کٹی اختر شماری مین
مزے ہین سو طرح کے عالم امیدواری مین
اب پیش نہ جائینگی یہ انکار کی باتین
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین
پیوند ہو زمین کا الٰہی یہ دل کہین
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین
اتنا بھی لگ نہ چل تو مرے ساتھ رات ہین
کچھ نئی طرح کے اوس زلف کے خم نکلے ہین
کیا قہر ہے جو اوس سے برسون جدائیان ہون
کس پر ہے یہ ابرو کی کجی پھر کے تو دیکھو
اک ناتوان کا جا رہے جی پھر کے دیکھ لو
رخصت ہوا نے اتنی نہ دی پھر کے دیکھ لو
پر تم کو قسم ہے جو کہین بات چلاؤ

چشم بد دور تیری چشم سیاہ
آفت روزگار ہین دو نون

جائے غلطان یا ہوئے تجھ سے جو رات
میرے شانے لگا رہین دو نون

مرتا ہے کوئی پھر کے نظر دیکھتے جاؤ
جاتے ہو کدھر ٹک تو ادھر دیکھتے جاؤ

لیا بوسہ ترا پر یہ ہم نے کام کیا
کہ سوتے مین ترے منہ سے لگا گئے منہ کو

خدا نے ہاتھ سے اپنے ترے سنوارے پاؤن
خوش آوین کیونکہ نہ مجھکو یہ پیارے پیارے پاؤن

خاک مین ملگئے ہم ناز کا چلنا دیکھو
اوسکی ٹھوکر سے وہ دامن کا اوچھلنا دیکھو

روٹھکر بیٹھ رہون اور وہ منانے آوے
کاش اتنا مجھے مقدور شکیبائی ہو

بات کو میری الگ ہو کے نہ شرماؤ سنو
کچھ کہا چاہون ہون مین تم سے ادھر آؤ سنو

وہ پیچھے پھر گئے جو دیکھے ہی اپنی چوٹی کو
کہنے لگے ہائے یہ کیسی بلا ہے میرے ساتھ

کیا خوب بری پڑی ہے یہ طفلان اشک کی
دیکھا جب اچھی چیز کو اوسپر مچل گئے

دل کے دھڑکون کا یہ عالم ہے کہ بی نست
ٹکڑے ہو ہو کے گریبان اوڑا جاتا ہے

لاف گرمی تری عارض پہ جو گلشن مارے
آتش گل پہ صبا طیش سے دامن مارے

جاتا نہین اس ڈر سے مین شمشیر تلے بھی
احسان کیگا مری گردن پہ نہووے

مین وہ نہین ہون کہ اوس بت پہ دل مرا آ جائے
پھرون مین اوس سے تو مجھسے مرا خدا پھر جائے

ہر لحظہ اوسکی چوٹی دل مانگتی ہے مجھ سے
کالون نے کس بلا کو پیچھے لگا دیا ہے

قدم آگے اوٹھا سکتے نہین ہم اوسکو یہ ہے
کہ پاؤن پر ہمارے سر جھکائے ناتوانی ہے

ہے سیر کواکب مین تجھے دخل تو کہدے
مجھ پر یہ دن اے رشک قمر جاتے ہین کیسے

پاشانہ تک اون گیسوون کو تہی نہ رسائی
یاد و ڈرے ہوئے تا کمر جاتے ہین کیسے

ہو دامن اوٹھا کے جانے والے
ٹک ہم کو بھی خاک سے اوٹھا لے

غم کھاتا ہون جتنا مری نیت نہین بھرتی
کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی

رکھکے ہم زانو پہ جسوقت کہ سر بیٹھ گئے
یہ سمجھ لیجیے کہ ہمسایون کے گھر بیٹھ گئے

کل اوٹھ گیا وہ ہاتھ چھڑا میرے ہاتھ سے
آیا ہوا شکار گیا میرے ہاتھ سے

حیران ہے کسکا جو سمندر
مدت سے رکا ہوا کھڑا ہے

تری زلفون کی لیتا ہے بلائین
کٹے ہاتھون سے بھی شانہ غضب ہے

بت بنایا تھا خدا نے اوسکو پر اس میں بھی تا
کبریائی پر وہ آیا خدائی اوسنے کی

نالے مرے ہرچند اثر کچھ نہین رکھتے
لیکن جو سنو تم تو ضرور کچھ نہین رکھتے

وہ جی مین یہ نازان کہ مرا رعب تو دیکھو
مین خوش کہ خیال نگہ دور کسی رہے

دل نہ دیجے اوسکو اپنا جس سے یاری کیجیے
آپ اتنی تو بھلا خاطر ہماری کیجیے

مصحفی دل یہ شکست آئی مرے بر لب جو
وہ بولے کبھی باہم جو لڑے پانی سے

ہوا وہ بدگمان سنتے ہی اوسکے بل بڑھانا
کبھی انگڑائی لینے مین جو ہم اللہ بول اوٹھے

بوسہ تو ہے کیا غیر بتان چاہین تو اونمین تا
ہین اسکے سوا اور بھی مقدور بہت سے

تم وہان گئے کسیکی ملاقات کے لئے
ہم یہان تڑپ کے مرگئے اک بات کے لئے

ہر روز کا ملنا جو ہے دشوار تو پیارے
اتنا تو کرو عقد کہ اک رات کی ٹھہرے

کمر ہوئی تری یہان تک تو شہرۂ آفاق
کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے

تو دیکھے تو اک نظر بہت ہے
الفت تری اسقدر بہت ہے

اک زخم سے ہووے گی نہ بسمل کی تسلی
اتنی کوئی کر دیجیو قاتل کی تسلی

غیر سے گرم ملو ہم پہ یہ بیداد رہے
اور تو کیا کہین ہم تم سے بھلا یاد رہے

جب زہرہ کی آئی کف ہاروت مین انگلی
تب رشک نے کی دیدۂ ماروت مین انگلی

مہندی کے نہ چھلے ہین یون پور نہین اوسکے
ہے اوسکے ہر اک حلقۂ یاقوت مین انگلی

جانے کا نہ لے نام کہ مر جائے گا کوئی
بیدرد ابھی جی سے گزر جائے گا کوئی

حسرت یہ اوس مسافر بیکس کے رویئے
جو تھک گیا ہو بیٹھکے منزل کے سامنے

مصدر تخلص حکیم میر ماشاء اللہ خان دہلوی

کافر ہو سوا تیرے کرے چاہ کسو کی
صورت نہ دکھائے مجھے اللہ کسو کی

خدا کرے کہ مرا مجھسے مہربان نہ پھرے
پھرے جہان تو میرے پر وہ جانجان نہ پھرے

مصروف تخلص نواب بہادر خان ولد نواب ذو الفقار خان بن حافظ رحمت خان

عمو دار نظیر باشندۂ بریلی صاحب دیوان گزرا

تا حشر اب خیال نہ میرا کر لگا دل | تو او سکو مل گیا تو تجھے کیا کرے گا دل

مصیبت تخلص حاجی شیخ غلام قطب الدین ولد حاجی شیخ محمد فاخر بن شاہ خوب اللہ الہ آبادی مکہ معظمہ مین بعد ادائے حج ۱۱۸۶ گیارہ سو چھیاسی ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان اردو و فارسی گزرے

شب فرقت مین تیرے او ظالم | ہو گیا خواب خواب آنکھون مین

مضطر تخلص سردار مرزا دہلوی خلف مرزا ایوب بیگ

میرا ہی دل جلائیگی اے آہ پرا ثر | تجھسے کبھی عدو کو جلایا نہ جائیگا

مضطر تخلص پنڈت کنھیا لال ابن بشن نراین دہلوی

خنجر جلاد سے فولاد کا | سخت جانی وقت ہے امداد کا

مضطر تخلص مرزا خسرو شکوہ عرف مرزا آغا جان خلف مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

حال اپنا کس سے کہون اے دل نالان اپنا | تو ہی جب اپنا نہین کون مری جان اپنا
ناصحا کیونکہ او ٹھاؤن کہ مری چشم کے ساتھ | ربط رکھتا ہے سدا گوشۂ دامان اپنا

مضطر تخلص کنور سین لکھنوی تحصیلدار ڈوبائی شاگرد مصحفی

سوز جگر کو دیدۂ پر نم کو دیکھیے | ان آفتون کو دیکھیے اودہم کو دیکھیے

مضطر تخلص محمد اسد اللہ ولد شیخ محمد فیض اللہ نبیرۂ شیخ محمد جمال قدس سرہ کول مین وکالت کرتے تھے

ملے فرصت نہ جبین سائی سے | دیر چھوٹا تو حرم یاد آیا
لے اوڑی طرز فغان بلبل نالان ہم سے | گل نے سیکھی روش چاک گریبان ہمسے

مضطر تخلص ذو الفقار علی حیدر آبادی

دیر و حرم کی سیر کی ہم نے بہی خوب ہے | یہان ہی خدا خدا تو وہان رام رام ہے
ہے کاروان اشک کے آگے نشان آہ | یارو یہ فوج غم کا عجب انتظام ہے

مضطر تخلص نواب مرزا مظفر خان ولد نواب محمد رضا خان بن مہدی علیخان صوبہ دار

کنٹھر باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا

کیسا انڈھال ہے شب فرقت میں آہ دل
اب کچھ نہ کچھ ضرور ہے صاحب برا دل

مضطر منشی عبدالکریم خلف شیخ عید و متوطن کانپور

کھلا تو نے کیسی ذلتوں سے ہائے مضطر کو
کوئی بھی گھر بلا کر خواریوں کرتا ہے مہمان کو

مضطر تخلص لالہ گرتی پرشاد ابن منشی لال فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صغیر

ابھی آئے ہو ابھی کہتے ہو رخصت رخصت
اور اے جان جہان منھ لیو دم بھر جانا

مضطر تخلص پنڈت رام نراین ابن پنڈت شیو پرشاد تحصیلدار علی گڑھ متوطن دہلی

پہلو میں نہیں یار تو کب جان ہے تن میں
کیا فائدہ ہوتی ہے جو مضطر بسر ایسی

مضطر تخلص حکیم اسد علی خان دہلوی خلف حکیم ببر علی خان شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ میں دیکھا ہے

فریاد میں وہ زور نہیں ضعف سے نہو
کیا آسمان بھی سر پہ اوٹھایا نہ جاے گا
یہ بھی مرا نوشتۂ تقدیر ہے کہیں
کہتے ہو داغ ہجر مٹایا نہ جاے گا
اندیشہ ہے کہ وہ نہ ترے جلوہ گاہ ہو
دل کو رقیب کے بھی جلایا نہ جاے گا

مضطر تخلص شیخ علی بخش باشندۂ الہ آباد

قتل بے جرم عبث کرتا ہے کیوں اے قاتل
مضطر خستہ کی ثابت کوئی تقصیر نہیں

مضطر تخلص مرزا نگین دہلوی شاگرد مومن خان خاندان تیموریہ سے تھے

تھا خود وہ تڑپنے سے خجالت زدہ ہم تو
مضطر کے کبھی خون کا دعوا نہ کرینگے

مضطرب تخلص مولوی خلیل احمد خلف مولوی نظیر احمد مغفور باشندۂ رامپور بڑے فاضل اور خوشنویس تھے اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے

شب وصل ہے ہمسے حجاب نہ کر مجھے او صنم اپنے خدا کی قسم
یہ نہوگا کہ بند قبا نہ کھلے مجھے تیرے ہی بند قبا کی قسم
تیرے کوچے سے او ٹھکے بھلا مری جان دل مضطرب مرا جاے کہان
یہی خلد ہے اور یہی باغ جنان اسی کوچے کی آب و ہوا کی قسم

مضطرب تخلص میرزا علی اکبر بیگ ولد نصیر اللہ بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

دیر تک حسرت آگین دیکھا کی میری نگاہ
رو دیا جلاد نے جب چار آنکھیں ہو گئیں

مضطرب تخلص محمد ماجد ولد قاضی رحمت اللہ خان قاضی القضات دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

کٹتی کسی طرح سے نہیں شب فراق
شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہیں

مضطرب تخلص درگا پرشاد کایتھ لکھنوی شاگرد محمد عیسے تنہا

ترے وعدون پہ ہے اب دم شماری
بہت اختر شماری کر چکے ہم

مضمون تخلص شیخ شرف الدین باشندہ جاجمؤ متعلق اکبر آباد مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر و خان آرزو حضرت فرید گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق مین محبوب کیا
صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا

کرنے ہے دار بھی حق گو کو سر تاج
ہوا منصور سے عقدہ یہ حل آج

ہمارا اشک قاصد کی طرح ہرگز نہین تھمتا
دل بیتاب کا شاید لیے مکتوب جاتا ہے

مضمون تخلص ایک شخص معاصر میر و میرزا سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

نے سے اوس بن کون ہے خوش واہ یہ بیہودہ نہو
کسکو ہے خواہش معاذ اللہ یہ بیہودہ نہو

مظفر تخلص سید مظفر علی خان دہلوی فرزند قلندر علیخان بہادر شاگرد میر نظام الدین ممنون

مجھکو ہے پوچھتا تھا کل ترے مین مظفر
آیا بہت ہی رونا ہم کو جو تو نہ آیا

مظفر تخلص مظفر علیخان خلف غلام علی خان بن بھکاری خان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی صاحب دیوان گذرے

مانع نہین چلنے کا مرے سلسلۂ پا
پر رکھنے نہین دیتا قدم آبلۂ پا

مظفر تخلص مرزا مظفر خلف مرزا شاہرخ ابن ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق و مرزا آغا دیرش بہادر

نالا با تون ہی مین مین تم نے
جب کبھی وصل کا سوال کیا

کیا گذرتی ہے رفتگان پہ ہا ے
کوئی کہتا نہین عدم کی بات

مظفر تخلص شیخ مظفر علی خلف دیوان حاتم علی بلگرامی شاگرد حیدر علی آتش

آرزوے دشت پیمائی نہین ۔۔۔ عاشق کاکل ہون سودائی نہین

مظلوم تخلص غلام حسین معروف بہ مظلوم شاہ باشندۂ پنجاب شاگرد مصحفی بہت دنون لکھنؤ مین رہے آخر ایام مین آلہ آباد مین سکونت کی تھی

جلاتا ہون ازبس ہین تسب ہجر مین مظلوم ۔۔۔ دم بند کیا ہے مرے نالون نے عسس کا
نظر انگن ہے کسکے عارض پر نور پہ تجلی ۔۔۔ کرے ہے قصد گرنے کا چراغ طور پہ بجلی
سامنے آتا ہے جب موسی میان کا مضمون ۔۔۔ اگر شاہد نظارہ کچک جاتی ہے

مظہر تخلص حضرت مرزا جان جانان خلف الصدق مرزا جان جانی اکبرآبادی باشندۂ دہلی درویش کامل تھے اشعار فارسی بغایت دلچسپ فرماتے تھے شعر ریختہ بھی احیاناً کہتے تھے ماہ محرم الحرام ۱۱۹۵ھ گیارہ سو پچانوے ہجری مین روافض متعصب کے ہاتھون سے شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون راقم نے دہلی مین مکرر حضرت کے مزار مبارک کی زیارت کی ہے دیوان فارسی اور خریطۂ جواہر انکا نظر سے گزرا عاشق حمید آمات شہید حضرت کی شہادت کی تاریخ ہے

نہین کچھ غم کہ کیون ملتا نہین ہمیان کس میرا ۔۔۔ کہ مین روتا ہون دل کی بیکسی پر کہ دل میرا
اگرچہ الطاف کے قابل یہ دل زار نہ تھا ۔۔۔ لیکن اس جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا
لوگ کہتے ہین موا مظہر بیکس افسوس ۔۔۔ کیا ہوا اوسکو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا
جینے کی ہے توبہ اور دھو مین مچاتی ہر بہار ۔۔۔ اسے بس چلتا نہین اور مفت جاتی ہر بہار
توفیق دے کہ شور سے اکدم وہ چپ رہے ۔۔۔ آخر مرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہین
مظہر چھپا کے رکھ دل نازک کو اپنے تو ۔۔۔ یہ شیشہ بچتا ہے کسی میرزا کے ہاتھ
اگر ملئے تو خفت ہے نہ ملئے گر قیامت ہے ۔۔۔ غرض نازک مزاجون کو محبت سخت آفت ہے
خدا اُنکے واسطے اسکو نہ دو کسو کو ۔۔۔ یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے

مظہر تخلص مظہر حسین ملازم سرکار راجہ نہال سنگھ

دل سے دل آج ملے لب اور چشم سے چشم ۔۔۔ یون لپٹ سینے سے جانان کہ ہوا ایکجا [illegible]

جلوہ فرما ہو خدا کے لیے آ بر سر بام	تیرے نظارہ کے خاطر ہو خبر یا عید کا چاند

معجز تخلص مرزا محمد رضا ولد مرزا اکبر علی مقیم کاشی شاگرد محمد علی خان مسیحا و خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

بدنامی محبت گیسو ہے سر کے ساتھ	اُٹھتا ہے یہ کلنگ کا ٹیکا جبین سے کب
کیون نہ شیرین کلام کہلائین	ہوتے تھے کبھی تمہارے ہونٹھ
دم تقریر پھول جھڑتے ہین	شاخ گلبن ہین کیا تمہارے ہونٹھ

معروف تخلص نواب الہی بخش خان مرحوم دہلوی برادر خرد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور جھرکہ خلف مرزا عارف جان مرحوم برادر شرف الدولہ قاسم جان مرحوم شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین تعلقات دنیا کو ترک کیا تھا سنہ ۱۲۴۲ بارہ سو بیالیس ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین دیوان الکا نظر سے گذرا

کہان تک راز عشق افشا نہ کرتا	مثل یہ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا
آئینہ سان کیا غرض ہم کو بد و نیک سے	سامنے جو آگیا ایک نظر دیکھنا
غیر روتے ہین مری حالت یہ وہ تو یار تھا	دیکھکر ہنستا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا
کی وصیت یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات	سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
تھا شب وصل یہ احوال کہ ہر کہنے پر	چونک پڑتا تھا کہ ایکبار تو معشوق آیا
بڑا سنتے تھے ہم روز قیامت اور روز	قیامت سے بڑا نکلا جو دیکھا روز ہجران کا
جو بھیجا مرے خط کا وہ دلفریب جواب	تو کاہکو مجھے دیتا بھلا طبیب جواب
باغ ہستی مین کھلا گل یہ نیا میرے بعد	غیر سے وہ مرے پھولون مین ملا میرے بعد
ٹھوکر نہ مارین گر کوئی سجدہ انہین کرے	اللہ ان بتون کو بھی ہے کسقدر دماغ
وضو کو مانگ کے پانی خجل نہ کر معروف	یہ مفلسی ہے تیمم کو گھر مین خاک نہین
آپ جسوقت رقیبون کی قسم کھاتے ہین	ہم رقیبون کے نصیبون کی قسم کھاتے ہین
یہ اوج خاک نشینی مین عشق کی نے بخشا	کہ سے ہے آہ مری آسمان سے باتین
نہ تو سوجھی ہے نہ انکار کیا جاتا ہے	رگ جان ہے کہ کمر کچھ نہین معلوم ہمین

مے کے پینے سے تو ہر چند تباہی توبہ ... پر خجل وہ ہون متان سے کہ الٰہی توبہ
ساقیا دیکھا ہے کیا تار رگ ابر سیاہ ... ہر شرہ کرتی ہے جو کار رگ ابر سیاہ
دیکھی جو شب کے شدت وہان بھی مری لگالی ... کیا کیا ہنسی ہوئی ہے دیوار قہقہا کی
روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم وہانسے ولے ... مر کے تکتے تھے کہ اب کوئی منا کر لیجاے
کسکی چشم شرگین نے ہے اجل مارا مجھے ... سر پہ میرے جو قضا آئی تو شرمائی ہوئی
بعد مرنے کے ملے میری سیہ بختی کی داد ... نعش کے ہمراہ تھا وہ موی سر کھولے ہوے
اس بڑھاپے مین بھی کم ہوئینگے لمری مجھسے ... سبزہ رنگون سے جھنا کرتی ہے گہری مجھسے
شب جو پہونچا تھا تصور مین نزاکت دیکھنا ... صبح اوٹھتے ہی وہ کہتے ہین کمر مین درد ہے
کیا جٹی اوسکی تمامی کی وہ انگیا ہاتھ سے ... ہاتھ ملتا ہون گئی سونے کی چڑیا ہاتھ سے
میرے مرنے پہ موے اوسپر خلق ... مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی
کیسی بیرحمی خدا نے اوسکے جی مین ڈالدی ... بات رونے کی مری سنکر ہنسی مین ڈالدی
خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھہ ... جسطرف کو وہ چلے پتھر چلے

معز تخلص سید محمد علی ملازم راجۂ پٹیالہ باشندۂ مکن پور شاگرد انیس مرثیہ گو

محبت لکھتے اوڑکے پہونچا ہاتھ پر اوسکے ... شوق نامہ کیا مرا بال کبوتر ہو گیا
ہمنے دیکھی نہ آنکھ بھر شب وصل ... کدھر آئی گئی کدھر شب وصل

معز تخلص میر عزیز الدین باشندۂ دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

غم یہ غم صدمہ یہ اک صدمہ نیا ہوتا ہے ... سچ یہ ہے دل کا لگانا ہی برا ہوتا ہے
مت ستا حسرت دیدار کہ آیا ہون ابھی ... وہ تو ہر وقت کے جانے سے خفا ہوتا ہے

معظم تخلص معظم خان خلف وزیر عالم خان باشندۂ الہ آباد

پیچش اوسکی زلف عنبر کا ہے سارا ... ڈوبا تھا کبھی عطر مین باد سحر ایسی

معقول تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

رقیبون پر غضب ڈرہم سے گئے ہین ... ہوا زخمی کوئی مرہم سے گئے ہین

معین تخلص معین الدین دہلوی شعرا سے مزیدار ہوسے ہین

مرگیا آج خدا بخشے معینِ خستہ — ایک موزون سا جوان تھا کبھی دیکھا ہوگا

لخت دل آنکھون مین کھنچ آتے ہین کس شوق سے — میری مژگان پر گمان کرکے تمھارے تیر کا

نہ جانا حسن نے آزردہ اوس نازک کلائی کو — کیا مگر تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو

کھنچنے سے تیرے وصل کی شب بھی نہ وا ہوئی — یہ عقدۂ دل ترے بند قبا ہوئی

تمھاری بات ہے کیا بے اعتبار کیا سنیے — اور اپنی کہیے تو وہ بے اثر ہے کیا کہیے

دیکھیے کر بخیہ یہ کیجیے ناصح — بندہ پرور مرا گریبان ہے

معین تخلص معین الدین خان بداونی شاگرد سودا مقیم لکھنؤ

قمری ہے فدا باغ مین شمشاد کی دھج پر — ہم صدقے ہین اے سرو روان تیرے اکڑ پر

اے ابر بہاری شب ہجران مین خبردار — دامن ترا اس آگ کے شعلے سے نہ بھڑکے

مغل تخلص مغل علی دہلوی نبیرۂ خواجہ عسکری کشمیری

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزان ہے — کوٹھے پہ کھڑا شاید وہ ماہ لقا ہوگا

مغموم تخلص الہ رام جس لکھنوی

کب ہمین زندگی گوارا ہو — جب ترا غیر سے اشارا ہو

زیست ہو تب جب اوسکا یہان ہو گزر — یا وہان اپنا ہی گزارا ہو

جھوم کر بادل ڈراتا ہے مجھے جون فیل مست — دل کا بچنا سا تھا اسوقت تیری یاد سے

مغموم تخلص میر مشیت علی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق باشندۂ دہلی

خیال خلعم میکون مین قدم مستانہ رکھتے ہین — دوانے ہین ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہین

مفتون تخلص مرزا اکرم بخش داماد بہادر شاہ تخلص بہ ظفر

مفتون خمار بادۂ شب ہو تو پھر پیو — اک جام جاکے ساقی پیمان شکن کے پاس

کج وہ دن ہے کہ ہم بسمل ہین وہ خنجر بکف — دیکھتے ہین عشق ہو اللہ کی قدرت کو ہم

مفتون تخلص عبد الرحیم شاگرد نظام الدین ممنون وطن اقارب مولد لکھنو

ایسے درد سے آگاہ ہون سب رحمت بلبل — لیکن نہ کوئی پھول مرے خاک پہ او سے

مفتون تخلص سید محمد رضا بلگرامی شاگرد مصحفی ازوست دیوان اوہ و تذکرۂ گنجینۂ محبت

یادگار ہین تھوڑا عرصہ ہوا کہ قصبۂ آرہ مین انتقال کیا فارسی مین رضا تخلص کرتے تھے
اور قتیل کے شاگرد تھے

گر کرے زیب گلو وہ نوجوان سبز رنگ — فیض رنگ سبز سے تسبیح مرجان سبز ہو
ماہرو مین نے کہا تم کو تو عالم نے کہا — میرے ہی گہنے سے صاحب عشق کے تار ہو
ناصح نہ سنینگے تب نوشین کی قسم ہے — شیرین سخنی تیری ہمارے لیے سم ہے

مفتون تخلص پنڈت لچھمی نراین ابن پنڈت گوبردھن داس متوطن فرخ آباد
شاگرد مرزا غالب

سامری آخر اسیر دام الفت ہو گیا — چشم فتان مین ترے جادو کا شہرا دیکھکر

مفتون تخلص لالہ رگھوبر دیال ابن لالہ پربھو دیال متوطن فرخ آباد

کب سے مرگ آکے جنازہ اوٹھا ئینگے — جب زندگی مین آہ نہ پوچھی خبر کبھی

مفتون تخلص کاظم علی الہ آبادی ہمعصر سودا

شکایت کیا رقیبون کی کرون اس طرح وبا کی — سمجھتا ہے نہین کچھ نیک و بد وہ خرد سالی سے

مفتون تخلص بدر الدین بزاز دہلوی شاگرد فرزند علی موزون

شرخ جوڑا جو پہنکر تو گلستان مین گیا — شاخ گل کو بھی لگی رشک سے اک بار آتش

مفتون تخلص منشی قادر بخش باشندۂ ہوگلی بیشتر فارسی کہتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین تھے آخر عمر مین انکی بصارت جاتی رہی تھی آٹھ دس برس ہوئے انتقال کیا

جب تلک طالع مسعود کی تائید نہو — میمنت ہو نہ کبھی ظل ہما سے پیدا

قطعہ

بادمین اوس گل کے رو یا صبح جو گلشن مین ہیچ — بلبلان باغ مین اک سخت ماتم ہو گیا
غنچہ نے پھاڑا گریبان گل کا اس جا کی تھا — چشم نرگس سے بھی جاری اشک غم ہو گیا

مفتون تخلص سید ہادی علی خلف سید فضل علی ہانسی والے باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

راستہ مین سجہ ہے اور خواہش صہبا دل مین — یا مذالب یہ ہے یا دو بت ترسا دل مین

آرزو خلد کی ہمکو نہین اے غیرت حور — تیرے کوچے مین رہین یہ ہی تمنا دل میں

مفتون تخلص مسٹر آکشین ڈیلوا صاحب قوم پرتگیز باشندۂ اکبرآباد شاگرد فرحت علی

نکالون کسطرح پہلو سے ٹکڑا اوسکے پیکان کا — کہ مدت مین گزر دل مین ہوا ہے کج مہمان
لگے دماغ مین ہے گاہ دل مین گہ لب پر — بھٹکتی پھرتی ہے گھبرا کے جسم زار مین روح
عجب تیرے کشتے کا دیوانہ پن ہے — نہ تابت لحد ہے نہ تار کفن اب ہے

مفلس محب علی عطر فروش رامپوری

آؤن تو لاکہ بار یہ دربان ترے کہین — مفلس سمجھ کے مجھکو نہ بے آبرو کرین

مقبول تخلص سید مقبول عالم خلف سید بدر عالم باشندۂ بہاری شاگرد مقصود عالم مقصود

باغ سے ایک تازہ شگوفہ وکہلا جاتی ہین — غنچہ گل ہو گئے ہین گل شرم سے کہلاتی ہین

مقبول تخلص مقبول نبی دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص شاگرد نثار اللہ خان فراق

دسترس رکھتا ہے جو پائے حنائی تک نصیب — یا الٰہی ہاتھ اوسکا ہووے شانہ سے جدا
خوش خرامی کا جب خیال کیا — ایک عالم کو پایمال کیا
نکلا تو گلے سے یار افسوس — آہ افسوس صد ہزار افسوس
ہر بات مین رکاوٹ طرز ادا تو دیکھو — ہر آن مین بگڑنا مہر و وفا تو دیکھو

مقبول تخلص لالہ جیسکرائے ولد جنی لال مرادآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد منشی مینڈو لال زار کچہری سلطانی لکھنؤ کے فرمان نویس تھے

عزیز و یوسف کنعان کی چاہ مین اب تو — کنوئے جھکائے گا مجھکو ہزار دل میرا
لوگ روتے مین قضا سر پہ کھڑی ہنستی ہے — زعفرانی ہوا جب سے ترے بیمار کا رخ

مقتول تخلص مرزا ابراہیم بیگ خلف مرزا احمد علی بیگ شاگرد مصحفی وطن اکبرآباد تا اصفہان لدہیانہ

مین یہان خون روتا ہون ہاتھون اونکے — چھپاؤن مین اوسکے حنا باندھتے ہین
کل گھر سے جو وہ سادی پوشاک مین نکلے — سو طرح کے ادمین بھی بیساختہ مین نکلے

مقتول تخلص سید جان باشندۂ ڈھاکہ مقیم مرشدآباد شاگرد ابو علی برق جاہل محض کلکتہ مین بھی آیا تھا اس شخص کو ڈھاکہ اور مرشدآباد مین دیکھا تھا

احساس مجھے دل کا ہمارے وہ طلبگار نہین | جنس آتش زدہ کا کوئی خریدار نہین

معدور تخلص میر محمد ابراہیم شاگرد و مرید حضرت شاہ نعیم اللہ قادری معروف بہ برہنہ شمشیر باشندۂ مظفر نگر شاعر نامی چینا پٹن مدراس ہین وہان کے باشندے انکو ملک الشعرا جانتے ہین یہ پہلے رسالۂ انگریزی مین نوکر تھے پھر نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوئے ایک مثنوی بھوپال تال کی تعریف مین خوب کہی ہے

وقت حمام اوس پری کا دیکھ لے گر بلبلا | بلبلے آوے قرص خورشید قیامت سنگپا

معصوم تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا امام بخش خوشنویس باشندۂ الہ آباد

ہون قید وسلے لب پہ مرے آہ نہین ہے | دیوانہ ہون کوئی مری ہمراہ نہین ہے
ہے وصل کی خواہش مجھے مشتاق تمہارا | مین مرتا ہون اور اوسکو مری چاہ نہین ہے

مقصود تخلص مقصود بیگ لکھنوی

بوسہ لینے مین خفا ہوتے ہو کیون مشفق من | بوسہ وہ شے ہے کہ دونون کو مزا ملتا ہے

مقصود تخلص سید مقصود عالم رضوی باشندۂ بچانی شاگرد مرزا غالب و نواب عاشور علی خان صاحب مثنوی دو دیوان اردو و فارسی ہین

سرو و شمشاد سے ہے وہ قد آزاد الگ | جیسے مضمون کسی شاعر کا خداداد الگ
دوست وہ ہے کہ رہے دوست کا مشکل مین شریک | مجھسے فرقت مین نہ ہوا ای دل ناشاد الگ

مقیم تخلص منشی محمد مقیم منشی پلٹن انگریزی باشندۂ ہوگلی شاگرد مولوی وحید الدین فرد

فکر کرتا ہے تو سوچ مین بیٹھا ہے مقیم | ملک ہستی سے تجھے بھی ہے مقرر جانا

ملال تخلص محمد رضا خان لکھنوی شاگرد ناسخ

اوڑھنی تیری کی اوڑھی اوسنے ملال کیا کہو | سیکڑون گرنے لگین بجلیان بالا سر

ملک تخلص بابو جگنا تھ پرشاد ملک رئیس کلکتہ شاگرد میر واسط علی مجروی راقم تذکرۂ سخن شعرا ہین

دل پہ اک سانپ سا لہراتا ہے اوسوقت ملک | زلف جانان کی صبا لے کے جو بو آتی ہے

ملول تخلص محمد یار باشندۂ بھڑاؤن مقیم دہلی

ممتاز تخلص سید میان باشندۂ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

بھول کر ممتاز کس کو دل دیا
اے جان کے دشمن تجھے کیا ہو گیا

ممتاز تخلص ممتاز الدولہ مرزا محمد حسین علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ

شکوہ عبث ہے اونکی توجہ ادھر نہین
وہ دل نہین وہ آنکھ نہین وہ نظر نہین

ممتاز تخلص مرزا قاسم علی خلف مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

تمکو دیتا ہون قسم اے حاضران بزم یار
بھولے ہو کے یاد میری بھی دلایا چاہیے

ممتاز تخلص حافظ فضل دہلوی شاگرد سودا مقیم فیض آباد

ترے ہی واسطے آئے عدم سے ہم یہانتک
وگرنہ ہستی ناپائدار مین کیا تھا
ہمارے رونے سے دل کا بخار اوٹھتا ہے
کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہے

ممتاز تخلص مولوی نور احمد دہلوی

زلف مہرو مین یہ دل جب سے گرفتار ہوا
سوبسو نام خدا محرم اسرار ہوا
صاف آئینہ سے ہوا روشن
منہ ہی دیکھے کی جگ مین الفت ہے

مملو تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

سرو سا قد گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے
قمری و بلبل کو آپس مین لڑایا آپ نے

ممنون تخلص میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا استاد محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی ولد میر قمر الدین منت کہ ملقب بہ ملک الشعرا وطن انکا سونی پت مولد و جاے تربیت دہلی مدتون لکھنؤ مین رہے اجمیر مین عہدۂ صدر الصدوری پر مامور تھے شعر انکے بہت خوب ہوے ہین سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھہ ہجری مین دہلی مین انتقال کیا شاعر شیرین زبان ہند انکی وفات کی تاریخ ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

گمان نہ کیجیو یہ کردن کیونکہ دل خراے کا
جھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مسکرانے کا
کسیکے ہونٹھ کے ملتے ہی بس تمام ہوئے
مزا ملا نہ ہمین گالیان بھی کھانے کا
یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ
اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا
کیا فریفتہ کہہ کے حال دل اوسکو
اثر فسون سے نہین کچھ کم اس فسانے کا

چاند بی بار گئی اس دل زخمی کو رات
کس قدر شرح گرانباری غم لکھتے تھے
کسنے تیرے سینے سے ملے دیدۂ تر رات
بخدا بندہ کو تو ہی خط آزادی سمجھے
الٰہی جو وعدے ہین وفا کسطرح ہووینگے
بندہ ہون شان صورت عشق مجاز کا
شغل شب فراق یہی تھا کہ دھیان مین
سب تجھے کچھ یاد ہے بھلا وہ عالم عشق نہان کا
بیتابی دل تیرے شہیدون کی کہان جائے
کہے ہر دیکھ مجھے صورت آشنا سے ہو
لے لیا بوسہ تو اوسنے دین نہ کیا کیا گالیان
گلشن اقبال تک مردون کے کب پہنچی خزان
شعلہ زن رہتا ہے سوز دل سے پہلو مین مرے
ہر گھڑی رخسار کا رہتا ہے منہ اوسکی طرف
خاک پر آکر مرے کہنے لگا وہ بہ غرور
ہجوم غمزہ و خیل کرشمہ لشکر ناز
دلین جو جو ہے نکالین وہ ذرا بولکے خوب
کس بے ادب کو عرض ہوس ہرگز مین ہے
یون کرے چارۂ بیماری اغیار وہ کب
مین نثار اوس شوخ کے اپنی بلائین آپ لین
مدت سے آب ہو سکے بہا چشم تر کی راہ
بے چین شب وعدہ رکھے ہے تپش دل
یہ چھٹنے کے گر آ ہر زرد و یم ذبح

پر تو انداز یہ کسکا رخ پر نور رہا
کہ مرے نامہ نے بازوے کبوتر توڑا
پژمردہ جو پھولون کا سحر ہار نہ پایا
نامہ اغیار کو گرانی رقم ہووے گا
نہ وہان خو یاد آنے کی نہ یان شیوہ تقاضا کا
ہر آئینہ مین جلوہ ہے اوس جلوہ ساز کا
یک یک شکن گنا تری زلف دراز کا
شگاف پردہ سے کیا تھا اشارہ چشم فتان کا
کچھ کم رگ بسمل سے نہین تار کفن کا
ہزار جی سے ہون قربان اس تجاہل کا
بیان گنہ سے بھی زیادہ ہے مزا تعذیر کا
سبزہ پژمردہ کبھی دیکھا نہین شمشیر کا
جون زبان شمع ہے پیکان اوسکے تیر کا
سیکھیے آئینہ سے کوئی عمل تسخیر کا
معتقد ہون جذبۂ الفت کی مین تاثیر کا
عجب سیاہ سے ٹھہرا مقابلہ دل کا
آج اوس شوخ سے لڑ لیجیے دل کھول کے خوب
آنکھ اوسنے بزم مین نہ اٹھائی تمام شب
یہ مرے درد کی ہوتی ہے دوا یا شربت
آئینہ مین زلف چھوٹی اپنے منہ پر دیکھکر
ممنون کیا بیان کرون ماجرائے دل
لیجاتی ہے سو مرتبہ ورنگ طپش دل
جلا وہی کو تا نکلیے ہم

اوس مرگ پہ سو جان مری صدقے کہ دم نزع
گھبرا کے کہے تو کہ لب اب دیکھیے کیا ہے

آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھ کو
جسلیے تجھکو بنایا ہے دکھاؤن تجھ کو

جگر کے دو حصے رنگین نشان آہ کبھی
دل شہید کے غم مین علم سیاہ کیے

قتل کر بیتاب کو اپنے کہ یہ ہے کیمیا
یعنی گر سیماب ہو کشتہ تو پھر اکسیر ہے

طالع خفتہ نہ بیدار ہوئے اپنے کبھی
گو یہ نالے تو ہمین سوتون سے جگا نیوالے

مہربانی کے صندوق لگ کے سینے سے مرے
یون لگے کہنے کہ ممنون آرزو کچھ اور ہے

ممنون تخلص میر امانت علی عظیم آبادی شاگرد فرزند علی موزون دہلی مین واسطے تحصیل علم کے گئے تھے

اے وائے کہ تیرے لیے اس خاک نشین کو
جون باد لیے پھرتی ہے گھر گھر تپش دل

منت تخلص میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا مرید مولانا فخر الدین قدس سرہ شاگرد میر نور الدین نویہ میر شمس الدین فقیر وطن انکا مشہد مقدس مولد سونی پت دہلی مین تربیت پائی تھی لکھنؤ مین جا کر مذہب امامیہ اختیار کیا تھا وہان سے کلکتہ مین آکر سنہ بارہ سو آٹھ ہجری مین فوت کی ریختہ بہت کم کہتے تھے اشعار فارسی انکے قریب ڈیڑھ لک کے ہونگے

اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے
ہر دم جو کہو کہ جا ینگے ہم

گر اوس لب جان بخش کی کچھ بات سناؤن
عیسے بھی جو کچھ پوچھے تو صلوات سناؤن

آہ اب کثرت داغ غم خوبان سے مدام
صفحۂ سینہ پر از جلوۂ طاؤسی ہے

ہے مری طرح جگر خون ترا مدت سے
اے حنا کسکی تجھے حسرت پابوسی ہے

منتظر تخلص نور الاسلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی عزیز بدر علی شاہ شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

ہر دم خیال یار جو پیش نظر رہا
ہجران مین بھی وصال ہمین میسر رہا

ہر وقت میان آنکھ لڑانا نہین اچھا
ہر بات مین تیور کا چڑھانا نہین اچھا

کسکی تو جستجو مین تھا خورشید
شام کا جو گیا سحر آیا

وہ دل لیکر مکر جانا کسی کا — یہ جی ہی جی مین قسم کھانا کسی کا

مگر پردہ فاش نالہ نے کہ آہ نے کیا — رسوا اسے خلق ہم کو تری چاہ نے کیا

کل شب وصل جو تمھی کیسی مچائی تھی دہوم — بولا آج نہین منع سحر آخر شب

چاہت مری دل کی آزما دیکھ — ظالم کہین تو بھی دل لگا دیکھ

تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھ چاہ ہے — وہ جو بات منہ سے نکالی تھی اوسیکا مجھکو نباہ ہے

تم ہو اور حسن ہے اور ناز خود آرائی ہے — ہم ہین اور عشق ہے اور کوچہ رسوائی ہے

ایکدم مجھکو در یار سے اوٹھنے نہ دیا — ناتوانی بھی مری زور توانائی ہے

تم نے کہا زبان سے اپنی جو چل ہوے — گزرا ہمین یقین ہے ہم آج کل ہوے

جاؤن کہان مین یہ بھی کوئی غضب کا وقت — کہتے ہوا دہی رات کو گھر سے نکل ہوے

رہے منتظر منتظر یار کے — یہ دیدے نہ دیدے ہین دیدار کے

منتظر تخلص خواجہ بخش اللہ معاصر سودا باشندۂ عظیم آباد

یہی ڈھب جو تیرا مرے یار ہوگا — قسم تیغ کی ایک خونخوار ہوگا

منتظر تخلص میان جان خان باشندۂ کوٹلہ ڈھولک بجانے مین کمال تھا

منتظر مرنہ گیا اسے شب ہجر مین تو — سامنے اوسکے پڑا مجھکو پشیمان ہونا

منتظر تخلص شیخ امام الدین اکبرآبادی

جس گھڑی یار گلستان کی طرف جاتا ہے — ہاتھ ہر گل کا گریبان کی طرف جاتا ہے

منتظم تخلص امتیاز الدولہ محمد باقر علی خان بہادر لکھنوی شاگرد مہدی علی خان کوثر اندنون مٹیابرج متعلق کلکتہ مین رہتے ہین

یہی حسرت رہی اے یار پری زاد مجھے — تو نے بھولے سے بھی اک دن نہ کیا یاد مجھے

خاک ہو کر ترے دامن تلک آیا ہون نہین — اب تو برباد نہ کر اے ستم ایجاد مجھے

منتہی تخلص مرزا محمد سیتا بیگ خلف مرزا عبد القادر باشندۂ لکھنو شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

بسمل ہو کون کونسا عاشق ہو نیم جان — زلفین ہوئی ہین یار کی ابتو کمر کمر

منور تخلص منشی اسد اللہ معروف بہ علی جان ولد منشی حیدر علی مرحوم حیدر تخلص باشندہ جیچپڑہ متصل ہوگلی الکا مولد جیچپڑہ جاے تربیت دار الامارت کلکتہ فکر بلند و طبع آینہ رکھتے ہیں کلام انیار راقم الحروف کو دکھلاتے ہیں صاحب دیوان ہیں

ہیں اپنی ہی زلف و رخ پہ مائل خیال انکو ہو گیا کسی کا
بس اندنوں سر چڑھا ہے شانہ نصیب جاگا ہے آرسی کا

زبان پہ تیری ہی گفتگو ہے نظر میں ہر وقت تو ہی تو ہے
نہ حور کی دل میں آرزو ہے نہ شوق رکھتے ہیں ہم پری کا

میں بدگمان چرخ کینہ پرور وہ بیوفا تندخو ستمگر
نبھے گی منور اونسے کیونکر وصال میں بھی ہے ڈر اسی کا

غیر ممکن ہے مداوا عشق کے آزار کا
منہ تکے حیرت سے عیسے بھی ترے بیمار کا

ذکر اغیار کا سن سن کے مرا دم اولجھا
ہیں سے وصل میں بھی یار نے سونے نہ دیا

قتل ہو کر آج میں چھوٹا عذاب ہجر سے
خون ناحق کا مری گردن پہ احسان ہو گیا

دیکھا کہاں سے کوئی ستمگر کا کلیجہ
صدمہ نہ اوٹھے گا شب ہجر اتمان کا

شرما کے منہ چھپاتے ہیں کس کس ادا سے آج
کرتے ہیں ہم جو صبح کو ذکر اونسے رات کا

کیا ہوا حضرت منور کہو خیر ہے کچھ
نام سنتے ہی جو روتے ہو شکیبائی کا

بزم اغیار میں جاگے ہو مقرر شب کو
شمع رو آج نظر آتا ہے چہرہ اوترا

فسانہ اپنے رونے کا جہاں میں مشتہر ہو گا
بنے گا گوہر گوش صنم ہر قطرہ آنسو کا

آلائش جہان سے رہیں پاک سر بلند
آلودہ ہو نہ گرد سے دامن سحاب کا

کب رہتی ہے ہووے نسبت وضع آشنا
سیدھا نہ ہو سکے کبھی ساغر حباب کا

بتونسے کر نہیں سکتا کبھی گلہ دل کا
عجب طرح کا ہے نازک معاملہ دل کا

آٹھوں حاصل ہیں ہواے برشکالی میں مجھے
باغ مطرب شیشہ ساقی خم سبو ساغر شراب

جام مے پیتے ہی زاہد کیوں نہ بہکے میکشو
مست کر دیتی ہے کم ظرفوں کو ملنا ہر شراب

چشم نرگس خط ہے سبزہ غنچہ گل روے دوست
لب ہے برگ گل دہن غنچہ ہے سنبل موے دوست

وہ کھلے بالون مری نعش کے ہمراہ ہوئے
بعد مرنے کے کھلا نالۂ شبگیر کا پیچ

ہزار شوق رہائی نثار پابندی
ہزار حسرت پرواز ہے فدای قفس

دیا سمجھی مین بوسہ تو کہا
ہوش مین آؤ یہ کیسا اختلاط

کون کہتا ہے کہ غم عاشق نہین معشوق کو
مرگ پروانہ پہ سر دہنتی ہے بیتابانہ شمع

نالۂ بلبل کو شاید بے اثر سمجھے ہین آپ
دیکھیے جاکر ذرا گل کے گریبان کی طرف

حلق منحور پہ رگ رگ کی نہ چل غمزے سے
اتنی اٹکھیلیان اے خنجر تبران کب تک

خالی نہین ہے عشق سے دنیا مین کوئی
لازم ہے آدمی کو کسی سے لگاے دل

ضعف سے جوش جنون مین بھی ہین بیکار قدم
بیٹھ جاتا ہون جو چلتا ہون کبھی چار قدم

تا بکے جامہ دری دشت نوردی کب تک
تھک گئے ہاتھ بس اب ہوگئے بیکار قدم

زاہد نہین زاہد اور میخوار نہین ہون
غافلون مین غافل اور ہشیار نہین ہون

اگر یونہین رہا جوشش سرشک دیدۂ پرنم
حباب آسا بہے گا گنبد افلاک پانی مین

توبہ سے توبہ کیجئے ہین انسان اس جگہ
دیر مغان ہے شیخ یہ بیت الحرم نہین

چڑھا خنجر بکف منحور جب وہ ترک سینے پر
سراسر کھنیچ گئی تصویر اوسکی چشم حیران مین

رندون کی خوش گزرتی ہے بزم شراب مین
مرتا ہے شیخ خدشۂ روز حساب مین

طرب کے سامان بہم ہین یکسر ہے بزم بزم فلک سے بڑھکر
دماغ اپنا ہے آسمان پر وہ ماہ پیکر جو ہے بغل مین
ہوئی ہے مہر وفا سے خلقت سرشت مین اپنی ہے محبت
بھری ہے سر مین ہوا ے الفت ہے آتش عشق آب گل مین

ہے دل صافی کو اپنی اوسکے عارض کا خیال
آئینہ کا ہوگیا ہے عاشق زار آئینہ

یہ صفائی رخ سے حیران ہے تو وہ زانو سے ہے
آئینہ بھی بنگیا تصویر پشت آئینہ

ساقیا رعد کی آواز کہان آتی ہے
میکشی کے لیے کرتی ہے تقاضا بدلی

پیش حق ہو نکسی طور سے باطل کو فروغ
لاکھ پوجے کوئی پر بت بھی خدا ہوتا ہے

کرم ہے ساقی رحمت کا مستونکی بن آئی ہے
چمن مین کیا ہے متوالی گھٹا ہر سمت چھائی ہے

یاد رخ پرنور نے پھونکا مرے دل کو
کعبہ مین بھی تو آگ لگی شمع حرم سے

کیا لال لال نشہ کے ڈورے ہین ہا ہا
آنکھون مین صاف ڈھنگ ہین صبح بہار کے

باندھو عبث نہ قتل پہ منحور کے کمر
کیا ہاتھ آئے گا کہو عاشق کو مار کے

خلخال یار کہتی ہے عاشق جو ہو کوئی
پامال کیجے خاک مین اوسکو ملائیے

ابھی باندھے گا ہاتھون ہاتھ وہ شوخ
نہین یہ شوخیان اچھی حنا کی

ہوا وہ بت نہ ہرگز رام اپنا
خدا سے مین نے کیا کیا التجا کی

جنون شور افزا ہوا جاتا ہے
پھر اک حشر برپا ہوا جاتا ہے

منتظر باران رحمت کے ہر اک میخوار ہین
مانگ اے زاہد دعا پھر خدا برسات کی

فراق یار جانی مین یہ ضعف و ناتوانی ہے
لبون تک جان زار آئی تو وہ بھی اکہ رخصت ہے

ہمارے ساتھ جب اوس شمع رو کی گرمیان دیکھین
رقیب روسیہ جل جل کے نکلے شمع محفل سے

ضبط سے کچھ نہ بن پڑا صبر ذرا نہ ہو سکا
پھر مجھے جان مضطرب اوسکی گلی مین لیچلی

مجھ سے پڑھوائے وہ خط غیر کا ای وای نصیب
یہ بھی تھا اپنے مقدر کا نوشتا کوئی

ذکر کرتا ہے اگر میری وفا کا کوئی
شرم سے سر کو جھکا لیتا ہے کیسا کوئی

بیٹھو بیٹھو ابھی بس نام نہ لو جانے کا
آج سنتا ہے کہان وعدۂ فردا کوئی

بزم رندان مین عجب عیش و طرب کا جوش ہے
عرش اعلی تک زمین سے شور نوشانوش ہے

فصل گل مین بادۂ گلرنگ سے انکار کیا
زاہدا توبہ سے توبہ کر تجھے کچھ ہوش ہے

منشی تخلص سید محمد حسین خوشنویس خلف سید ابو الحسن عرف میر کلن خوشنویس وطن انکا ایران مولد دہلی مدت تک لکھنؤ مین مرزا سلیمان شکوہ کی سرکار مین متعلق تھے

نہ پوچھو اوس پری کے حسن کا عالم وہ آفت ہے
بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہے

تر کیسے دیر سے مطلب نہ اب طوف حرم کیجے
تنگ آیا ہے جی ہستی سے تک سیر عدم کیجے

منشی تخلص غلام احمد شاگرد مرزا مظہر باشندہ واوری متعلقہ نارنول بیشتر واقف تخلص کرتے تھے شعر فارسی اچھا کہتے تھے

چرا لیتا ہے نقد حسن کو آئینہ آنکھون مین
خدا کے واسطے تک کر حیا کو پاسبان اپنا

ممنشی تخلص سولچند کایتھ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی سنہ ۱۸۳۰ء اٹھارہ سو تیس عیسوی مین انتقال کیا انکا شاہنامہ اردو نظر سے گزرا

دوچار آئینہ ہردم وہ رشک ماہ ہوا — پر اک نگاہ سے شرمندہ مین نگاہ ہوا
کبھی زبیان سے ہون آزاد ابھی س مین — تمھارے پاس تو ہین گرچہ ہم قفس مین ہین
چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت — اسلیے لوگ تمھین آفت جان کہتے ہین
خواہش نہین کہ ہاتھ مرے سیم و زر لگے — یہ آرزو ہے سینے سے وہ سیمبر لگے
زخم ہنستا ہے تیرے بسمل کا — کہ تری تیغ کارگر نہ ہوئی

ممنشی تخلص عجائب رائے مقیم مرشدآباد شاگرد شاہ قدرت اللہ خان قدرت

تیرے دل سے گرہ کینہ کو وہ جب کھولے — غوطہ جب مار سکے آب گہر مین ناخن

منصف تخلص مرزا احمد بخش بہادر دہلوی خلف مرزا خجستہ بخت بہادر شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

ذکر یاد زلف سیہ فام اے دل — یہ لادینگی سر پر بلا یاد رکھنا
ہمیشہ تو باتین بناتا ہے مجھسے — یہ باتین تو اے بیوفا یاد رکھنا

منصف تخلص منصف علیخان عظیم آبادی مقیم دہلی قوم افغان شاگرد نظام خان معجز فارسی مین مہارت تام رکھتے تھے

گر عشق ترا یہ ہے تو پھر دست جنون سے — دامان رہے گا نہ گریبان رہے گا
خیال جائے ترا کیونکر میرے سینے سے — جدا ہوا ہے کہین نقش بھی نگینے سے
مکھڑا ترا خورشید ہے اور ابر سیہ زلف — ہین اختر تابندہ ترے کان کے موتی

منظور تخلص منشی آفرین الدین خان خلف منشی تحسین الدین خان مرحوم تحسین تخلص داروغہ ضلع راجشاہی باشندہ موضع جوت پرتاب متعلق ضلع مالدہ شاگرد راقم الحروف طبیعت انکی فن شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے

اوڑا اسکے خط کے بزرسے کھولکر دیکھا جو نامہ — ہزارون گالیان قاصد کو دین سنکر تمام ایا
خدا جانے کیا ہے قتل کسکو آج قاتل نے — کہ گھبرایا ہوا مقتل سے آیا غرق خون ہوکر

سکو داغ جنون سے دل تو مالا مال ہے — ورہم شمس و قمر آگے مرے کیا مال ہے
ہرن مو سانپ کی بانبی ہے یا وزلف مین — ہے نو بان مار جو تن پر ہمارے بال ہے
آہوے چشم بتان کو جو پھنسا لیتا ہے صفا — جوہر آئینہ اے منظور ظرفہ جال ہے
غم ہجر بتان کا ابتو صدمہ اوٹھ نہین سکتا — الٰہی باز آیا اسطرح کی زندگانی سے

منظور تخلص بابو خان وستار بند ولد شاکر خان صوبہ دار پلٹن انگریزی باشندۂ کانپور شاگرد مولوی فرد

مصنوع خلق اور خدا ساز اور ہے — کب آسے بوسے غنچۂ تصویر ناک مین

منظور تخلص سید وزیر علی خلف مولوی امیر علی باشندۂ پھاتی ہمشیر زادہ و شاگرد مقصود عالم مقصود

کف پا کو رہین یہ الفتین صحرا نوردی سے — نبا مژگان چشم آبلہ کا نٹا بیابان کا

منعم تخلص مکند لال قوم کایتھ شاگرد پنڈت نراین داس ضمیر باشندۂ دہلی

ہوا جسدم خرامان وہ پری پیکر گلستان مین — ہر اک گل آنکھ ہیچے کر رہا تھا جو چمن مین تھا

منعم تخلص منشی موہن لال شاگرد نصیر دہلوی بیشتر فارسی کہتے تھے

کہین ایا ہے دلا آج قد یار نظر — کچھ قیامت کے سے آثے ہین جو آثار نظر

منعم تخلص مولوی شبیر علی شاگرد حضرت مرزا مظہر جان جانان چونکہ سبحانی طوایف پر عاشق تھے بیشتر اوسکے نام کو غزل مین مندرج کرتے تھے

کیون نہ ہو عالم مین اوسکی آبرو — جا لگا موتی تمہارے کان سے

منعم تخلص قاضی نور الحق قاضی بریلی اشعار فارسی نہایت مرغوب کہتے تھے

وہ نوک مژہ عجب سے مرے دل مین کری — ایسی تو کھٹکتی ہے کہ جینے کی پڑی ہے

منور تخلص منشی منور حسین ساکن ترجھا پلی

وہ کاکل اس دل پر داغ سے ہین یون بجلی — کہ جیسے مور کو دیکھ اپنی اضطراب مین سانپ
جو بال اوسنے نہانے کو کھولے دریا مین — ہزارون لگ گئے لہرانے موج آب مین سانپ

منور تخلص میر منور علی

اب یہ عالم ہے ناتوانی کا — میں جاتا رہا جوانی کا

منیر تخلص میر نظام الدین خلف شاہ نصیر علی

یون تو خط اوسکو مین اسے یار صبا لکھونگا — لیکن احوال جدائی کا جدا لکھونگا

منیر تخلص میر آفتاب صیقل گر شاگرد حاتم

آبلے پڑتے ہین جس جا کہ گرے ہے قطرہ — ہے مرے اشک کے پانی مین اثر آتش کا

منیر تخلص خواجہ آفتاب خان شاگرد رنگین

یار کا کچہ وصف خط کر نہ سکے گا رقم — کیسا ہی گو آپ کو آپ ترا شے قلم
جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیان کرین — کنگھی کا دانت توڑ کے اپنی زبان کرین

منیر تخلص وجیہ الدین دہلوی خلف شاہ نصیر دہلوی مین جوانی مین انتقال کیا

جی جلا بوسے یہ بیان ہمسے طلبگارون کا — اوڑ گیا رنگ وہان یار کے رخسارونکا
فرہاد سے کہتی تہی تیشہ کی زبان ہر دم — مفہوم نہ ہونا دان سنگ آمد وسخت آمد
اسس باغ جہان مین کبہی پہولے نہ پہلے ہم — جون نخل چنار اپنی ہی آتش مین جلے ہم
اے عزیز و ذقن یار سے کیا چاہتے ہو — چاہ مین دیدۂ دانستہ گرا چاہتے ہو
بناسرمہ کا دنبالہ قریب چشم گلرو ہے — زبان باہر نکالے حسن کی گرمی سے آہو ہے

منیر تخلص سید اسمعیل حسین ولد منشی احمد حسین شکوہ آبادی شاگرد رشک باشندۂ لکھنؤ صاحب دو دیوان در سالہ سراج منیر ہین انسے الہ آباد مین ملاقات ہوئی تہی

ہم حسینونکی ہو ئون پر رکھتے ہین پانو نگاہ — روندتے ہین سبزۂ شمشیر ابرو پاؤن سے
ساون مین بہی وعدہ کبہی پورا نہین کرتے — باتون مین جہلاتے ہین وہ اچہا نہین کرتے
کب دل مرا تقریر سے کہٹا نہین کرتے — تم اپنی ترش روئی سے چوکا نہین کرتے
گرمی مین جلانے کے لئے دیتے ہین چہینٹے — خس خانہ مین بہی دل مرا ٹہنڈا نہین کرتے
بہاری ہے بہت اوسکی نزاکت کو نہایت — کب بوجہ سے کرتی کے وہ لچکا نہین کرتے
مین چاہتا ہون اور کسی کو خدا کی شان — چپ رہئے بس یہ آپ کی کہنے کی بات ہے

مواج تخلص منشی عبدالرحمن نائب محافظ دفتر رجسٹری و ریکارڈ ہائی کورٹ کلکتہ خلف منشی غلام حسین مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم شعر اچھا کہتے ہین

رہتا ہے تصور جو تری جلوہ گری کا
ہے موج ہوا پر بھی گمان بال پری کا

ہشیار رہو غفلت مین نہ یون عمر کو کاٹو
چارہ کرو مواج کچھ اس بیخبری کا

خاک ہو عیسی مریم سے مرے دل کا علاج
یہ مرض وہ ہے کہ جسکا نہین درمان پیدا

سونکلے اگر دل سے تو سینہ مرا ہو چاک
احوال نہ کچھ پوچھیے مجھ خستہ جگر کا

بھیجون خبر مین یار کو ٹیلیگراف مین
معلوم تا کہ ہو اوسے حال اضطراب کا

جو کہ روشن دل ہین اونکو خوف سوائی کہان
سر کھلے رہتی ہے ہر دم بر سر بازار شمع

کب بلب پہونچنے سے رندونکے ہی کیون مین پیر
دختر رز سے ہے یہ واعظ کی تو ہمشیر نہین

اپنے داغ دل سوزان سے جو دیتا تشبیہ
ماہ مین گرمی خورشید قیامت ہوتی

کیا ہوئی اوس سے خطا اور کونسی تقصیر
تم گران خاطر ہوئے ہو عاشق دلگیر سے

موج تخلص خدا بخش قوال اکبرآبادی اپنے فن مین اچھا دخل رکھتا تھا بیشتر دہلی مین رہتا تھا لکھنؤ مین جاکر فوت کی

اکھون کٹوا دیے سر آن مین ہنستے ہنستے
اے مری جان کوئی تو تو تماشا نکلا

موج تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین علی لکھنوی شاگرد رشک

شب فراق مین جب دیکھتا ہون چاند کو مین
تڑپنے لگتا ہون یاد آتے ہین تمہارے گال

ملے سے کہون آسمان حسن تجھے
چکور خط مین تو ہین چاند تیرے پیارے گال

وہ نہانے کو جو آیا لب دریا اے موج
بنگیا بحر حبابون سے سراسر آنکھین

موجد تخلص شیخ قادر علی ولد شیخ چراغ علی لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے

آگیا جو یاد کوچہ اک بت خودکام کا
نکلے ہم کعبہ سے جامہ پھاڑکر احرام کا

نوجوانی مین بھی جھک کر چلتے ہین پیر فلک
ہمکو رہتا ہے خیال آغاز مین انجام کا

نام گردون پہ جا بہ جا تکر عالی تو تھی
ڈھونڈ لاؤن عرش سے مضمون تمہارے بام کا

پرتو جو روے یار کا پڑجاے اب مینا — پتلی ہو عکس خال کا چشم حباب
مستی وہ ملتے ہین بوسہ سے بے محل ہاتھا — سیاہ کار ہوے لب کفا ہگا
رنگیجے آستین کیطرح اسپنے ہاتھ بہی — ہتے اگر چھڑ چھینگے وہ بیار ی کلا
گھل کر گیا ہون کیا فراق یار مین ناتوان — تھا گلے مین آگیا ہے اب گریبان کا
کسطرح کہیے ترا برگ گل تر لب سے — سخت باتون سے یقین ہوتا ہی پتھر کا
قطرے چھلک کے گرتے ہین جام شراب سے — ساقی ستارے ٹوٹتے ہین آفتاب

موجی تخلص موجی رام لکھنوی خلف دیوان چھتر سنگہ ملازم بہار الدولہ نواب حسین
شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

جاؤنگا تیشہ لیکے سوے بیستون اگر — ٹھہر یگے سامنے مرے کب کوہکن

موزون تخلص میر نواب لکھنوی خلف میر بندہ علی شاگرد مظفر علی اسیر
دیوان ہین

کسکی سنتا ہے وہ بت اور ہی نقشا ٹھہرا — لیک پتھر کی اوسی غیر کا کہنا ٹھہرا
پاے صنم ہے اور ہمارا سر نیاز — لکھا ہے جو سٹے گا وہ لوح جبین
نے مدد ملتے نہین بے چوب چل سکتے نہین — ڈھونڈھتے پیری مین ہین کیا کیا سہارے
جام ہے ہر گل صراحی غنچہ ساقی ہے بہار — نکہت گل ہے شراب روح پرور بزم
مجھ تیرہ روزگار سے اتنی زلف مت الجھ — دیکھین ہین ظلمتین شب فرقت کی آنکھ

موزون تخلص میر فرزند علی باشندہ ساسانہ شاگرد شمس الدین فقیر ہر دو
مین شعر کہتے تھے دہلی و لکھنو کی سیر کی تھی ۱۲۲۹ بارہ سو انتیس ہجری مین انتقا
صاحب دیوان گزرے

شمع ہم بزم نہ ہو نا ہرگز — دل جلو نکا بھی کہا کیجیے
جیب بھی رہتے آن پڑی اپنی جان — تو بہی نہ لاسے ہم ترا شکوہ زبان
اپنے کوچہ کو خار بست کیا — یہ نہ جانا برہنہ پا ہین
نرگس کا پہول بہیجا ہے نامہ مین یار کو — معلوم تا کرے وہ مرے انتظار

پھول خنجر نے ہین ترے تشنہ سی مری انگلیسی
دل ٹوٹ گیا میرا تم عہد شکن سے نکلے
وابستہ محبت تھے پیمان کی درستی پر
حسن اور عشق مین کیا خوب گل افشانی ہے

موزون تخلص مہاراجہ رام نراین عظیم آبادی نائب صوبۂ عظیم آباد شاگرد شیخ علی حزین نواب قاسم خان کے عہد مین بسبب صادر ہونے کسی تقصیر کے اپنے عہدے سے معزول ہو کر گنگا مین ڈوبائے گئے بیشتر فارسی کہتے تھے

ابر ہوگا تو خجالت سیتی پانی پانی
مت مقابل ہو مرے دیدۂ خونبار کے سامنے

موزون تخلص شاہزادہ محمد قادر بخش دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مرزا قادر بخش صابر

ہے لاغری سے صورت مو مبتلا زلف
یا رب کوئی نہووے اسیر بلا زلف
خاموش ہو گئے ہی گویا کہ ہم نہین خاموش
یہ دل بغل مین ہے موجود گفتگو کے لیے

موزون تخلص چھتر سنگھ کایتھ دہلوی نبیرہ مادھورام صاحب انشاے مادھورام

ہیت ابرو کو تری دیکھ کے ای مطلع حسن
جو ترے کوچہ سے نکلا سو غزلخوان نکلا

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم ولد حکیم غلام نبی خان مغفور دہلوی ایک یادو غزل مین نصیر دہلوی سے اصلاح لی تھی الصلاح ملکیدنہ آئی سنہ ۱۲۶۸ بارہ سو اڑسٹھ ہجری مین قضا کی ماتم مومن خان انکی وفات کی تاریخ ہے علم نجوم و طب مین خوب دخل رکھتے تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے پر مضمون و شیرین و عاشقانہ و رنگین ہوتے ہین راقم کے زعم مین اس مزے کی طبیعت کا کوئی شاعر ریختہ گویون مین گزرا نہین کلیات انکا نظر سے گزرا

غضب ہے تیرے ڈرتا ہون رضا کی تیری خواہش سے
نہ مین بیزار دوزخ سے نہ مین مشتاق جنت کا
اوس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا ذلیل
مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا
نہ جاؤنگا کبھی جنت مین مین نہ جاؤنگا
اگر نہ ہووے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا
یہ [illegible] ہون [illegible] اور نظر نہین آتا
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا
اوسے بدخو کا کرم بھی ستم جان ہوگا
مین تو مین غیر بھی دل دے کے پشیمان ہوگا

کیا سنانے ہو کہ ہے ہجر مین جینا مشکل
درد ہے جان کے عوض ہر رگ و پی مین ساری
بات کرنے مین رقیبون سے ابھی لوٹ گیا
دیدۂ حیران نے تماشا کیا
مرگئے اوسکے لب جانبخش پر
خدا کی یاد دلاتے تہنے نزع مین احباب
دیت مین روز جزا لے رہینگے قاتل کو
ذکر تھا ان سے پہلے سے نفرت نہین ہی
وصل کی شب شام سے مین سو گیا
اے صنم ہاے صنم لب یہ کیون
کچھ سکے جو کہین چپ ہون تو تم کتنے ہو بولو
تیرے پردہ نے کی یہ پردہ دری
نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا
مرے کوچے مین عدو مضطر و ناشاد رہا
عرض ایمان سے صدا وسعی غارتگرو دین کو بڑی
کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین
طواف کعبہ کا خوگر ہے دیکھو صدقے ہونے دو
کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار مین عبث
کیا مرتے دم کے لطف مین پنہان ستم نہ تھا
موت کے صدقے کہ وہ بے پردہ آئے لاش پر
واعظ بتون کو خلد مین لیجائینگے کہین
کسدن تھی اوسکے دل مین محبت جواب نہین
مرغم تو بھی مرہم زخم کہن سے چارہ گر

تم سے بیرحم پہ مرنے سے تو آ
چارہ گر ہم نہین ہونے کے جو
دل بھی شاید اوسی بدعہد کا ہو
دیر تلک وہ مجھے دیکھا
ہم نے علاج آپ ہی اپنا
ہزار شکر کہ اسدم وہ بدگما
ہمارا جان کے جانے مین بھی ز
کچھ اب تو کفر مومن دینہ
جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا
خیر ہے مومن تمھین کیا ہو
سمجھ تو یہ تھوڑا ہے کہ مین کچھ نہیں
تیرے چھپتے ہی کچھ چھپا نہ
کہ ہر ہر بات مین ناصح تمھارا نا
شب خدا جانے کہان وہ ستم
تجھ سے اے مومن خدا سمجھے یہ تو نے
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی
بتو سمجھو ذرا مومن ہی مومن یون نہ
ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب
وہ دیکھتے تھے سانس کو اور مجھ مین جی
جو نہ دیکھا تھا تماشا عمر بھر دکھلا
ہے وعدہ کا فرون سے عذاب الیم
سچ ہے کہ تو عدو سے خفا ہے سبب
نیند تیر یار سے سینہ کا روزن

راز نہان زبان اغیار تک نہ پہونچا
اقدری ناتوانی جب شدت قلق مین
مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
شوخ کہتا ہے بے حیا جانا
میر اگلا ہنسی سے یونہین گھونٹتے تھے وہ
وہ ہی قاتل تو یہ خالی وہ بھرے تو یہ بھرے
فرماتے ہین دہمال ہے انجام کار عشق
بیوفا کشتے کی حکایت ہے ✤
روز کا جھگڑا آخر جان پر بنادیگا
دیر و کعبہ یکسان ہے عاشقون کو اے مومن
ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
گھر گئے وہ خواب سے اوٹھ غیر کے گھر آخر شب
وہ دن گئے کہ لاف و گزاف جہاد تھا
تھا وصل مین بھی فکر جدائی تمام شب
مومن ہین اپنے نالون کو صدقے کر کہتے ہین
جذب دل نے غیر کے بھی کیا کہین تاثیر کی
اوڑ گیا جس پر غبار اپنا
خور رنج رشک غیر کی بھی ہم کو ہو گئی
ہم یہان سورۂ اخلاص کا پڑھتے ہین عمل
کہنا پڑا درست کہ اتنا رہے لحاظ
کرتے ہین مجھسے دعویٰ الفت وہ کیا کرین
وہم فغان غیر نے سینہ جلا دیا
وصل مین احتمال شادی مرگ

کیا ایک بھی ہمارا خط یار تک نہ پہونچا
بالین سے سر اوٹھایا دیوار تک نہ پہونچا
کیون بری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہو گیا
دیکھو دشمن نے تمکو کیا جلسہ نا
کیا سوچکر رقیب خوش آیا خفا گیا
کاسۂ عمر عدو حلقۂ آغوش ہوا
کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا
توبھی وعدہ وفا نہین ہوتا
اونکو شوق آرایش دل ہے بدگمان اپنا
ہو رہے رہین کے ہم جی لگا جان اپنا
مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا
اپنے نالے نے جگایا یہ اثر آخر شب
مومن ہلاک خنجر نار تبان ہے اب
وہ آئے توبھی نیند نہ آئی تمام شب
اونکو بھی آج نیند نہ آئی تمام شب
آج کیون آئے ہوئے ہر کام پر رکتی ہین آپ
ہو گئی خاک خاکساری آج
اب اور کچھ نکالیے آزار کی طرح
اور بڑھتا ہے وہان غیر سے اوسکا اخلاص
ہرچند وصل غیر کا انکار ہے غلط
کیونکر کہین مقولۂ اغیار ہے غلط
آتش لگی تھی کوچۂ دلدار کی طرف
چارہ گر درد سے دوا ہے عشق

مجھ پہ عاشق نہین ہے کچھ ظالم
خشم و غصہ سے ہے خلقت مری جون طفل [illegible]
لگائی آہ لے غیرون کے گھر آگ
گر ترے کوچہ کو دی کعبہ سے نسبت کیا گناہ
وصل بتان سے کے تو نہین یہ کہ ہو وبال
ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم
مجھسے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
ادھر کو مین جام سے لیگئے مدد اے ہجوم شوق
گر ہے دل غیر نقش تسخیر
کمان کھینچی ہے وہ اور ہم خجالت سخت جاتی
اب کوئی کیا کرے علاج افسوس
آب و ہواے ملک محبت راس نہین ہے ہمکو تو
کیا کسی بت کو دل مین جگہ کی کوئی ٹھکانا اور رہا
کیا پڑی رہتی ہے اسے پردہ نشین جو بن بیکار
دعوی حسن جانسوز اس قدر
مومن انکا تو نہ تھا ملنے مین آخر اختیار
کچھ نہین نظر آتا آنکھ لگتے ہی تا صبح
سے ہے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
مومن کو سچ ہے دولت دنیا و دین نصیب
تا نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین
خسرو و عیش وصل یار جانکنی اور کوہکن
منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
بے التفاتیان جو عدو سے سنی نہ تھین

صبر آخر کرے وفا کب تک
نہین کرنے کی وفا عمر جوان ہونے تک
ہوئی کیا کیا وہ اتنی بات پر آگ
مومن آخر تھے کبھی دشمن اسلام ہم
مومن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم
پر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
آج اور زور کرتے ہین بیتابی سے ہم
تو تیرے لیے جلائینگے ہم
وہ دل توڑے ہے اپنا اور اوسکو تیر [illegible]
موت نے بھی دیا جواب ہمین
ہو گئے ہین لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کھاتے ہین
حضرت مومن اب تحسین کچھ ہم سجد مین کم پاتے ہین
بد دعا مین تری چلون کو جو ہم دیتے ہین
پھر کہو گے تم مین ہرجائی نہین
یہ شکایت بھی خدا سے ہے تو بس کیا ہمین
گر نہین یقین حضرت آپ بھی لا دیکھین
جادو بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ مین
شب بتکدے مین گذرے ہے دن خانقاہ مین
ہم نہین چاہتے کمی اپنی شب [illegible] مین
اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے امتیاز مین
اتنا رہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
ہم جانتے تھے وصل مین رنج و الم نہین

عاشق کشی ہے شیوہ اگر بوالہوس سہی
دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑ تا
گر یقینی وہان دعا ہوتی ہے ای مومن قبول
آبرو رہگئی مرنے کی کہ روتے تو ہین وہ
وہ ہے بغل مین تو بہی تو یہان ہنداوٹہگئی
ان نالہاے شب کا اثر صبح دیکھیو
کشتۂ غیرت تری پانی چوانے سے ہی غیر
دکہاتے آئینہ ہو اور مجہ مین جان نہین
ہین غیر مرے نکلنے سے خوشش
اس نام کے صدقے جسکی دولت
جز تہ نیہرہین مرے دشمن تو اوربہی
کہیسے گئے رقیب کے کیا طعن اقربا
لگ جا شاید آنکہ کوئی دم شب فراق
چرخ و زمین مین تو یہ کا ملتا نہین سراغ
دونون کا ایک حال ہے یہ مدعا ہو کاش
خار بستر تہ شب ہجر بچہاؤن کیو نکر
دے دیا کیجیے بوسہ طلب اول پر
سرمہ گین آنکہ سے تم نامہ لگاتے کیون ہو
یاد دلوا دی تپش نے تیری شوخی وصل کی
مجلس مین مرے ذکر کے آتے ہی اوٹھے وہ
ہون خانمان خراب ستم سے زیادہ تر
وہ جو ہم مین تم مین قرار تہا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دمبدم

آخر کچہ اپنی جان سے کے دشمن تو ہم نہین
بیکسی نے جان تہی اپنی کفن کے فکر مین
جانشینے کعبہ بہی عقل برہمن کی فکر مین
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین
یہ سمجہ ہے گیا نہ ہوا عدا کی خواب مین
آیا خلل گر اوس ستم آرا کے خواب مین
مرتے دم پاتا ہون ذوق خون دشمن آسمان
کہوگے پہر بہی کہ مین تجہسا بدگمان نہین
گویا کہ مین انکا مدعا ہون
مومن رہون اور بتون کو چاہون
لیکن بڑے غضب یہی دو تین چار ہین
تیرا ہی جی بچا ہے تو باتین ہزار ہین
ناصح ہے کہ بے آو گرا فسانہ خوان نہین
ہنگامۂ بہار و ہجوم سحاب مین
وہ ہی خط اوسنے بہیجدیا کیون جواب مین
دل مین تو ہے وہ گل اندام اگر برمین نہین
سچ کہا تم نے مزا حرف مکرر مین نہین
خاک مین نام کو دشمن کو ملاتے کیون ہو
مرگئے ہم دیکہکر مین ناسے بستر رات کو
بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکہو
ایسا نہو کہ اب بہی تر ے دل مین گہر نہ ہو
وہ ہی یعنی وہ وعدہ نباہ کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
گلہ ملامت اقربا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
جسے آپ گنتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
ایسی ادا سے بوسہ دو لب کا کہ شادی مرگ ہون
دزدیدہ نگہ جو رہین یون رنج اٹھانا کب تلک
مومن تم اور عشق بتان اے پیر و مرشد خیر ہے
گو آپ نے جواب برا ہی دیا ولے
ہم سمجھتے ہین آزمانے کو
یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہوگیا
شب غم کا بیان کیا کیجئے
مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی
مین کینے سے بھی خوش ہون کہ سبب یہ تو کہین
اللہ ری گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر
چاہا کرے دل لاکھ نہ بولونگا جو ہمدم
مومن نہ سہی بوسہ یا سجدہ کرینگے
سمجھ کے اور ہے کچھ مرحلا مین اے ناصح
باندھوا بچارہ گر و چلے کہ وہ بھی شاید
کر علاج جوشش وحشت چارہ گر
گر دعا کرتا ہون مومن وصل کی
پونچھے آنسو دار فون کے کیا کرون اب بیکسی
خاک مین ملجائے یارب بیکسی کی آبرو
اب تو بگڑنا بھی مشکل ہے تیرے بیمار کو
تاب نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون

کبھی ہم مین تم مین بھی تھے آشنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ نہین نہین کی ہر آن ادا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
مین وہی ہون مومن مبتلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جور و ستم کا سیری جان لطف و کرم سے کام لو
مین بھی ذرا آرام لون تم بھی ذرا آرام لو
یہ ذکر اور منہ آپ کا صاحب خدا کا نام لو
مجھسے بیان نہ کیجے عدو کے پیام کو
عذر کچھ چاہیے ستانے کو
صبح شب فراق ہے تو بدگمان نہ ہو
ہے بڑی بات اور چھوٹا منہ
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ
اوس فتنہ گر کو آگ ہے اہل بلا کے ساتھ
مومن چلا ہے کعبے کو اک پارسا کے ساتھ
وہ میرے ستانے کو رقیبونسے خفا ہے
وہ بت جو ہے اور وفا تو اپنا بھی خدا ہے
کہا جو تو نے نہین جان جا کے آنے کی
وصل دشمن کے لیے ہوے مزا آجائے
اودے اک جنگل مجھے بازار سے
ہاتھ باندھے ہے وہ بت زنار سے
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جائے ہے
غیر میری نعش کے ہمراہ روتا جائے ہے
ضعف کے باعث کہان دنیا اوٹھا جائے ہے
او دبنا جائینگے تصویر حیران ہو گئے

ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
کہتا ہے مرے آگے وہ مجھ پہ عدو غش ہے
پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہے
عیش مین بھی تو نہ جاگے کبھی تم کیا جانو
ذکر کر بیٹھے برا ہی ہی ہے شاید مرا
نکرنے تجھے نصیحت او سکے بیٹھے ہین تیری گلی
خیال خواب راحت ہے علاج اس بدگمانی کا
مومن ایمان قبول دل سے مجھے
کرتا ہے قتل عام وہ اغیار کے لیئے
عدو کے وہم سے گھلتا ہون بزم غیر مین ہر
تسلی دم وا پسین ہو چکی
جان بلب ہون خبر وصل سنا دے قاصد
مر گئے پر ہی سبے خبر صبا و
کوچۂ غیر مین ملا وہ ہین
مومن آؤ تمہین بھی دکھلا دون
وہ کہان ساتھ سلاتے ہین مجھے
شعلہ رو کہتے ہین اغیار کو وہ
وہ جو کہتے ہین تجھے آگ سے لگے
غضب دل زور آزمانا چھوڑ دے
ناتوانی سے نزاکت ہے زیاد
شب ہجر مین کیا ہجوم بلا ہے

ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارما
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان
لیکے او ٹھے بھی تو اک نقش شنا کے
ہے سبب مری الفت سے ہی بخیر
او سکا نہ دیکھنا نگہ التفات سے
کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا
اب وہ اغیار کی صحبت سے حذر
عجب فتنہ ہے ناصح بھی کہ یہ فتنے او ٹھا
وہ کافر گور مین مومن مرا شانہ ہلانا
وہ بت آزردہ گر نہ ہو جا
وسل بس روز مرتے ہین دو چار
نہین ہے اور کچھ یون آپ جو چاہین گیا
ہین ہو چکی جب نہین ہو
لب ہلانے مین ترے کام مرا ہو
اب توقع نہین رہا ئی
ہرزہ بازی مے رہنمائی
سیر بتخانہ مین خدائی
خواب کیا کیا نظر آتے ہین
اپنے تئین دیکھ جلاتے ہین
مژدۂ وصل سناتے ہین
پاے نازک کا ستانا چھوڑ دے
تجھسے تو دامن چھوڑانا چھو
زبان تھک گئی مرحبا کہتے

سونس پھر آج ہجر کا دن کاٹنا پڑا — موت ایسی ہوگئی کہ نہ آئی تمام رات
حلقے پہ حلقے پیچ پہ ہین پیچ یا نصیب — کاہیکو اب چھٹینگے اسیران دام زلف
مین جان بلب ہون جلد کوئی ڈہونڈلا دل — یہ کون لے گیا مرے پہلو سے او دا
شکوۂ جور وجفاے آسمان کرتا نہین — مین زمین پر نقش حیرت ہون فغان کرتا
کیون نالے کر رہا ہے جرس ٹھہرو ہمرہان — کوئی تھکا ہوا تو پس کاروان نہیں

مہاراج تخلص راجہ سلاس راے نواب رحمت خان کے دیوان تھے

مکھڑے کو جو دیکھا ہے کبھی رات کو تیرے — رہتا ہے کھلا دیدۂ مہتاب فلک

مجبور تخلص مجبور خان خلف حکیم عسکری

اوس لب لعل سے اب لاگ لگی ہے دلکو — چشمۂ خضر سے اب آگ لگی ہے دل

مجبور تخلص محمد صدر الدین شاگرد نظام الدین ممنون وطن انکا کشمیر مولد دہلی

تو اگر اے شانہ پہنچے تو ذرا کیجو سراغ — دلربا کے کاکل پیچ پیچ مین دل رہا

مجبور تخلص پنڈت شیو پرشاد میر منشی رزیڈنسی راجپوتانہ

ٹھوکر لگی جو پاے نگارین یار کی — مثل عقیق ہوگئی لوح مزار سنگ
کب چین خاک مین ہے دل بیقرار سے — ہے برق جلوہ گر مری مشت غبار

مجبور تخلص حکیم شیخ محمد بخش شاگرد جرأت ولد حکیم خیر اللہ وطن انکا فتحپور ہنسوا
ومسکن لکھنؤ ایک دیوان اور ایک مثنوی موسی باغ کی تعریف مین اور نو
اور چار جین علم حکمت مین انسے یادگار ہین سنہ ۱۲۴۰ بارہ سو چالیس ہجری مین بیت اللہ
کو گئے وہان سے مدینہ مین جاکر قضا کی نسخۂ نورتن نظر سے گزرا

مین ہون اسلیئے بلبل صفت دن رات نالان مجبور — کہ باغ دہر مین گل کی روش کچہ دلکو
مجبور سنی تو نے بھی ہے کچہ خبر دل — یہ بیخبری کیسی ہے چل ہے سفر در

مجبور تخلص مرزا ہدایت علی مرحوم ابن مرزا احسن الدین ابن عالمگیر ثانی بادشاہ
دہلی شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

یقین میرے مرنے کا آیا نہ اون کو — کہا ہو گیا ہے کچہ آزار د

...ہور تخلص اقبال الدولہ نواب عنایت حسین خان خلف نواب نصیر الدین نصیر ابن
نواب امین الدولہ علی ابراہیم خان بنارسی صاحب دیوان گزرے

...کے دل صد امین زخمیون کے گرے
وہ بام پر کھڑے جو کبوتر اڑاتے ہین

...جو پہلو مین رہا تو نہ دکھائی مجھ کو
آج تک کل سے کسی کل نہ کل آئی مجھکو

...سو رہنے کی تھی اوس سے لیٹ کر عاشق
صبح تک ہجر کی شب نیند نہ آئی مجھکو

...مہدوی تخلص نواب مہدی علی خان رئیس عظیم آباد خلف نواب جعفر حسن خان فیض
شاگرد غلام علی راسخ افسکے پٹنہ مین ملاقات ہوئی تھی

...ہے محیط اس مرتبہ تک فیض اوسکے نور کا
ہر شرر ہے سنگ مین ہمسر چراغ طور کا

...شگفتہ لالہ خونین کفن ہو جائے گا
بے ستون پر تازہ خون کوہکن ہو جائیگا

...بیتابی عاشق نہ سمجھا تھا یہ بھید
پردۂ در غفلت کا چاک پیرہن ہو جائیگا

...مہدی تخلص نواب مہدی علی خان مرشد آبادی کلکتہ مین بھی آئی تھے

...سرو حسن باغ مین جلوہ کنان ہے اب
استادہ جسکے شوق مین سرو روان ہے اب

...ان گل خزان سے غنچۂ دل خشک ہو گیا
کسکو ہوا سے سیر گل و گلستان ہے اب

...مہدی تخلص مرزا مہدی باشندۂ الہ آباد

...سے مژگان کے مقابل ہین کوئی تیر نہین
تیز تر ابرو سے خمدار سے شمشیر نہین

...مہدی تخلص نواب جلال الدولہ مہدی علی خان خلف نواب سعادت علی خان
مسند آرا سے لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

...ستم ہونے لگے ایجاد تیرے ہاتھ سے
کرتے ہین خورد و کلان فریاد تیرے ہاتھ سے

...ترس آیا تجھے اے عشق ہے یہ کیا غضب
گھر بسے لاکھون ہوئے برباد تیری ہاتھ سے

...تخلص رجب علی بیگ

...جان بلب ہون ریختۂ دردای نکتہ مین مجھے
آیا ہے یاد خال لب نازنین مجھے

...تخلص محمد عمر باشندۂ میرٹھ

...سے اوٹھاتے ہین دشمن کو کب نصیب
اوپر ترا عتاب تو ای جان جان نہین

مہر تخلص میر مہر علی خلف میر شہاب الدین باشندۂ دہلی

خاک ہو لے پہ بھی محروم ہی قسمت نہ گئی
نہ تو سرمہ ہے ہوا اور نہ غبار دامن

مہر تخلص منشی مہر چند فرخ آبادی بیشتر لکھنؤ اور اکبر آباد مین رہتے تھے

اے کمان ابرو جہان جاتا ہون ان تیر نظر
پہونچتا ہے اکدم مین پاس میرے پر لگا

سرمگین چشم کو بیمار کسی سے جلد خبر
بولتا ہے نہین کہتے ہین بڑی دیر ہوئی

یہ تو اپنی خواب مین بھی بر نہ آئی آرزو
ہم خیال وصل جانان بیشتر باندھا کیے

مہر تخلص عبد اللہ خان ولد مصطفےٰ خان عرف حاجی مصطفائی باشندۂ لکھنؤ شاگرد تسلیم دہلوی کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے احباب مین ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین صاحب دیوان ہین انکا دیوان نظر سے گزرا

برائی ہمین سے برائی ہمین سے
بھلا بے مروت بھلا بے مروت

معنی یہی ہین حسن و لطافت کے اے پری
پوشاک مین بدن نظر آئے بدن مین روح

مرنے نہ دیگی یاد تری بال بال کی
جکڑی ہوئی ہے زلف شکن در شکن مین روح

محروم ہم رہین ترے محرم سے اے پری
یون مدعی نکالا کرین مدعا ئے دل

اونکی نظرون سے گر گیا ہون مین
کیسی افتاد مین پڑا ہون مین

نہ گیا اے فلک غبار ترا
خاک مین گو کہ مل گیا ہون مین

جو سوز دل سے دوزخ ہون تو داغ دل سے جنت ہون
قیامت سے سر پل ہوگی مالک اور رضوان مین

ترحم مین ستم مین التجا میری رہی تم سے
چھوا ہو گر کوئی دامن تو منہ ڈالون گریبان مین

مارنا کیسا کہ دھمکاتے نہین تلوار سے
تیز فقرے سے قاتلون پر کب مین ڈھال آتا ہین

بھاگے تو بست بنت عنب کو لگا کے ہاتھ
ساقی نے کاٹنے کو ہمارے ہی تاکے ہاتھ

سینہ و پشت صنم کے نور سے زائل ہوئے
قدر روئے آئینہ تو قیر پشت آئینہ

آپ آئے نہ اجل آتی ہے
آرزو دل مین رہی جاتی ہے

قتل کرنے کو وہ آئین کیونکر
مہندی پاؤن کی گھسی جاتی ہے

ستم یا ہو کرو ہمیں نوازو یا ترحم سے
قصور اب تو ہوا ہم سے محبت ہوگئی تم سے

شتاب بر کنندہ ساقی ہی کہہ کہکے جیتے ہین
نہین کم قلقل مینا ہمین عیسے کے قم قم سے

مہر تخلص نواب امین الدولہ سید آغا علی خان شاگرد ناسخ و رشک خلف معتمد الدولہ مولد انکا لکھنؤ مسکن کانپور مدفن نجف اشرف اونہون نے کربلا کی بہی زیارت کی تہی دیوان انکا نظر سے گزرا

بڑے مضمون سے یہ ہاتھ آیا ہے — رکھتا ہے ایک کمانی چھلا
فانوس ہین اوس شمع صباحت کے سب فلک — ہر کوکب سیارہ ہے پروانہ ہوا اوسکا
ہجر مین ہون جفا طلب رنج طلب بلا طلب — نوحہ طلب فغان طلب داغ طلب بکا طلب
بچتے ہین تحت و فوق مین ہر آن تیری ذوق مین — رہتے ہین تیرے شوق مین ورد طلب دعا طلب
اوسکو لذت عشق کی اصلا نہین — جو ترے خنجر تلے تڑپا نہین
دیکھ لطف عتاب یار اے دل — دل مین غصہ ہے پیار آنکھون مین
ہم وہ باہم ہین محو صحبت عشق — ایک جلوہ ہے چار آنکھون مین
تیغ باتین ہین میٹھی نظرین ہین — زہر خندہ مین نبات آنکھون مین
حسن وہ شے ہے کہ بے جا نہین بہی تاثیر سے — دیکھتا رہتا ہے تجھکو انجمن مین آئینہ
بت کہا تجھکو یا خدا سمجھے — سمجھے جو کچھ تجھے بجا سمجھے
ہے نام خدا جسم مجسم صنم اپنا — افسون کی جو باتین ہین تو جادو کی اشارے
رکھتے ہین خار دشت نوک زبان — شرح میری برہنہ پائی کی

مہر تخلص نواب منصور خان خلف نواب محبت خان محبت تخلص باشندۂ لکھنؤ شاگرد جرأت صاحب دیوان گزرے

نہ خمار مئے اندوہ سے چھوٹے وہ آنکھ — نشۂ عشق نہووے جسے بیہودہ آنکھ
مشکل ہے بہت آگ بجھانی مری دل کی — خورشید قیامت ہے نشانی مری دل کی
فسانۂ الفت کے سوا شغل نہین اور — دشمن ہے یہ شبہاے جوانی مری دل کی

مہر تخلص مرزا حاتم علی لکھنوی وکیل عدالت دیوانی اکبر آباد شاگرد ناسخ خلف مرزا فیض علی بن مرزا مراد علی خان صاحب دیوان و رسالۂ نسخۂ مہر ہین *

چلے بہی آؤ قیامت بہی ہو چکی صاحب — بڑا عذاب ہے رہتی ہے انتظار مین روح
نذر دل مانگتی ہین آپ کی سرشار آنکھین — مین مستی مین رہا کرتی ہین ہشیار آنکھین

کرتا غضب ابتک تو ہمارا دل بیتاب	رزتے ہوئے دانتون ہوئی دمکائی ہوئی ہین
کیا بات تری ای لب جان بخش ہے کیا بات	عیسے بھی ترے وقت مین دم کھائی ہوئی ہین

مہلت تخلص مرزا علی لکھنوی شاگرد جرات مرزا علی نقی محشر کے ہاتھ سے مارے گئے

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ طپش	آرام زیر خاک بھی اب خاک کیجیے

میر تخلص میر محمد تقی اکبرآبادی ولد میر عبد اللہ ہمشیرزادہ و شاگرد سراج الدین علیخان آرزو عنفوان شباب مین دہلی مین گئے تھے وہان سے لکھنؤ مین جاکر سکونت اختیار کی نواب آصف الدولہ بہادر کی سرکار سے انکا وظیفہ مقرر ہوا تھا ۱۲۲۵ بارہ سو پچیس ہجری مین فوت کی سوائے قصیدہ کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے بغایت مرتبہ رتبۂ بلند رکھتے ہین فرط اشتہار سے حاجت بیان نہین مثنوی و غزل گوئی مین اوستاد مسلم الثبوت گذرے انکی استادی سے کسی کو انکار نہین جو درد کہ انکے کلام مین ہے کسی شاعر ریختہ گو کے کلام مین نہین انکے چھ دیوان ریختہ مع قصاید و مثنوی نظر سے گزرے ایک دیوان فارسی اور ایک تذکرۂ شعرا اور ایک رسالہ میر فیض بھی انسے یادگار ہین

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا	پیدا ہر ایک نالہ سے شور نشور تھا
نکلا تھا آج صبح بہت گرم ہو وہ سرے	خورشید اوسکو دیکھتے ہی سرد ہو گیا
کشتی ہر ایک نقیر کی بھر دی شراب سے	اس دور مین کلال عجب مرد ہو گیا
دل سے شوق رخ نکو نہ گیا	جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا
سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان	لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا
بیچ گردان ہے میر ہم تو رہے	دست کوتاہ تا سبو نہ گیا
ہنسنے جانا تھا لکھے کا تو کوئی حرف آمیر	پر تیرا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا
حساب کا ہے کا روز شمار مین مجھسے	شمار ہی نہین ہے کچھ مرے گناہون کا
جیتے تو مراد نے مجھے داغ ہی رکھا	پھر گور پر چراغ جلایا تو کیا ہوا
اتنی گذرے جو مرے ہجر مین سو اوسکا سبب	صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا

اے دوست کوئی مجھسا رسوا نہ ہوا ہوگا
دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہ ہوا ہوگا

خدا کو کام تو سونپے ہین مین نے سب لیکن
رہے ہے خوف مجھے وانکی بے نیازی کا

ہم خستہ دل ہین تجھسے بھی نازک مزاج تر
تیوری چڑھائی تونے کہ یہان جی نکل گیا

دور بہت بھاگو ہو ہمسے سیکھے طریق غزالون
وحشت کرنا شیوہ ہے کچھ اچھی آنکھون والونکا

سخت کافر تھا جن نے پہلے میر
مذہب عشق اختیار کیا

دل و دماغ ہے اب کسکو زندگانی کا
جو کوئی دم ہے سو افسوس ہے جوانی کا

میر بھی دیر کے لوگون ہی کی سی کہنے لگا
کچھ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا

میر گئے ہوش کے ہین ہم عاشق
فصل گل جب تلک تھی مست رہا

بس اب نہ منہ کھلاؤ ہمارا اڑ کھی رہو
محشر کو ہم سوال کرین تو جواب کیا

ہر چند میر بستی کے لوگونسے ہے نفور
پر ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا

ہمسر تھا ایک مونس ہجران
سو وہ مدت سے اب نہین آتا

میر کے نبض پہ رکھ ہاتھ لگا کہنے طبیب
آج کی رات یہ بیمار نہین جینے کا

اب تو جاتے ہین بتکدہ سے میر
پھر ملینگے اگر خدا لایا

دلّی مین آج بھیک بھی ملتی نہین انھین
تھا کل تلک دماغ جنھین تاج و تخت کا

شاید نشہ مین اوسکی یہ سفاکیان ہو نہین
زخمی جو اوسکے ہاتھ کا نکلا سو رنجور تھا

ایسے بت بے مہر سے ملتا ہے کوئی بھی
دل میر کو بھاری تھا جو پتھر سے لگایا

تیرا رخ مخطط قرآن ہے ہمارا
بوسہ بھی لین تو کیا ہے ایمان ہے ہمارا

کھلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر
سمند ناز کو اک اور تازیانہ ہوا

دل پیر حرم گیا شیخ لیئے زیر زمین
مر گیا پہ یہ کہن گبر مسلمان نہ ہوا

ہونا نہ چار چشم دل اوس ظلم پیشہ سے
ہشیار زینہار خبردار دیکھنا

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا
اب جس جگہ کہ داغ ہے یہان آگے درد تھا

گزرے مدام اوسکی جوانان مست مین
پیر مغان بھی طرفہ کوئی پیر مرد تھا

عاشق ہین ہم تو میر کے بھی ضبط عشق کے
دل جلگیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا

ہمارے آگے جو تیرا کسی نے نام لیا
لیتے ہی نام اوسکا سوتے سے چونک اوٹھے
بخت سیہ نے دیر مین کل یاوری سی کی
سنے جاہ وہ اوسے ہے نہ مجھکو بیہودہ دماغ
کاش اوسکے روبرو نہ کرین مجھکو حشر مین
کہتے ہین آگے تھا بتون مین رحم
میر سے پوچھا جو مین عاشق ہو تم
کیا پوچھتے ہو آہ مرے جنگجو کی بات
آئے ہین میر منہ کو بنائے جفا سے آج
جی لیا بوسۂ رخسار مخطط دے کر
نظر میر نے کیسی حسرت سے کی
کس پر تھے بیدماغ کہ ابرو بہت ہے خم
دامن پہ آج میر کے داغ شراب تھی
اس طور سے تمہارے تو مرتے نہین ہین ہم
مرنے پہ جان دیتے ہین وارفتگان عشق
مرتے ہین سب یہ میر نہ اس بیکسی کے ساتھ
کرتا ہے کون منع کہ سج اپنی تو نہ دیکھ
ہرگام سدرہ تھی تنہا نہ کی بحث
مین منع میر تجھکو کرتا نہ تھا ہمیشہ
کر رحم ٹک کب تک ستم مجھپر جفاکار اس قدر
اپنی فلاح مین بھی ہے میر ضد نہایت
رنگ شکستہ اپنا بے لطف بھی نہین ہے
شکوۂ آبلہ ابھی سے میر

دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
ہے خیر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکھا
تھی دشمنون سے اوسکو لڑائی تمام شب
جانا مرا اودھر کو بشرط طلب ہو اب
کتنے مرے سوال ہین جنکا نہین جواب
ہے خدا جانیے یہ کب کی بات
ہو کے کچھ چپکے سے شرمائے بہت
گویا وفا ہے عہد مین اوسکے کبھو کی بات
شاید بگڑ گئی ہے کچھ اوس بیوفا سے آج
عاقبت اوس نے ہمین زہر دیا پان کر بیچ
بہت روئے ہم اوسکی رخصت کے بعد
کچھ زور سا پڑا ہے کہین اس کمان پہ
تھا اعتماد ہم کو بہت اس جوان پہ
اب واسطے ہمارے نکالو جفا کچھ اور
ہے میر راہ و رسم دیار وفا کچھ اور
ماتم مین تیرے کوئی کر دیا پکار کر
لیکن کبھی تو میر کے بھی حال پر نظر
کعبہ تلک تو پہونچا لیکن خدا خدا کر
کھوئی نہ جان تو نے دل کو لگا لگا کر
اک سینہ خنجر سیکڑون اک جان و آزار اس قدر
پھر مری گرد اوٹھینگے بیٹھینگے ہم جو اوٹھکر
یہان کی کبھی صبح دیکھو اک آدھ رات رہکر
ہے بیار سے ہنوز دلی دور

اسوقت سے دعا و اجابت کا وصل ہیر
ضعف سہا نتک کھنچا کر صور تگر
وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی مین کھو دیے
آزار و سیکھے کیا کیا اون پلکون سی اٹکے
منتظر قتل کے وعدے کا ہون اپنی یعنی
کیا گیے کیا رکھے ہین ہم تجھسے یار خواہش
مثل خموش لبنے دیکھو ہو آرسی مین
پان لیتا تو جا فقیر دن سے
سبسے آئینہ منظر رکھتے ہین خوبان اختلاط
غلط غلط کر رہون تم سے مین ذرا غافل
کیسکے کہنے سے مت بدگمان میرسے ہو
عشق سے عشق ہے جہان دیکھو
ہم گڑے اوسکے در ہی پر مر کر
اللہ رے عندلیب کی آواز دلخراش
جانین ہین فرش سہ ترد ست ہال ال ملا
رہتا نہین ہے کوئی گھڑی اب تو یار دل
اسیر لعین شاید اوسکی زلف سے کام
ہے ترِ دل بتون کا کیا معلوم
طرز کینہ کی کوئی چھپتی ہے
جب میسر ہو بوسہ اوس لب کا
ترشرو بہت ہے وہ زر گر پسر
نہ ملی سراب کی اسیرون سے تو
مستی مین ہمکو ہوش نہین نشا تین کا

اک نعرہ تو بھی پشاکش صبحگاہ کر
رہگئے ہاتھ مین قلم لے کر
پیدا کیے تھے چرخ نے جو خاک چھانکر
جی لیگئے یہ کانٹے دلمین کھٹک کھٹک کر
جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنہگار ہنوز
اک جان و صد تمنا اک دل ہزار خواہش
پھر پوچھتے ہو ہنسکر مجھ بینوا کی خواہش
برگ سبز ست تحفۂ درویش
ہوسکے ہین یہ لوگ بھی کتنے پریشان اختلاط
تم اور لوگ کہی میری خبر دروغ دروغ
واہ اور اوسکو کسو پر نظر دروغ دروغ
سارے عالم مین بھر رہا ہے عشق
اور کوئی کرے وفا کیا خاک
جی ہی نکل گیا جو کہا اون نے ہاے گل
اے رشک حور آدمیونکی سی چال چل
آزردہ دل ستم زدہ دل بیقرار دل
برسون سے تو کلک رہے ہین ہم
نکلے پردے سے کیا خدا معلوم
مدعی کا ہے مدعا معلوم
چپکے ہی ہو رہو نہ بولو تم
پڑے ہین کھٹائی مین مدت سی ہم
ہوئے ہین فقیر انکی دولت سے ہم
گلشن مین اینڈتے ہین تجھسے زبر تاک ہم

اے بتو اسقدر جفا ہم پر
کوئی خواہان نہین ہمارا میر
کرتے ہین گفتگو سحر اوٹھکر صبا سے ہم
کہتی ہے ہر کوئی افسانہ میرا
مستی سے درہمی ہے مری گفتگو کے بیچ
کرتا نہین قصور ہمارے ہلاک مین
میر سچ کہتا تھا جنت ہو نصیب اوسکو تئین
سیری نسے جھکتے جھکتے پہونچا ہون خاک تک میز
باغ گو سبز ہوا اب سر گلزار کہان
نہین دیر اگر میسر کعبہ تو ہے
ہر آن کیا عوض ہے دعا کا بدی ولے
میر صاحب کو دیکھیے جو بنے
اوسکے کوچہ مین نہ کر شور قیامت کا ذکر
تو پری شیشے سے نازک ہے نہ کر دعوی مہر
آتے ہین مجھے خوب یہ دو نو ہنر عشق
نامہ کو چاک کر کے کرے نامہ بر کو قتل
پاوہی جی نجات کے غم مین
آگئے تو لعل نوخط خوبان کے دم نہ مار
خال و خط ایسے فتنہ لگا ہین یہ آفتین
جب لے نقاب منہ پر تب دید کر کر کیا کیا
بوے گل اور رنگ گل فقند ہوا اللہ ای نسیم
شکوہ کرون ہون بخت کا اتنے غضب نہ بتان
تا کر کیا نہ کر سنا نوحہ یہ میرے عندلیب

عاقبت بندہ خدا ہین ہم
گویا جنس ناروا ہین ہم
لڑنے لگے ہین ہجر مین تیرے ہوا سے ہم
عجب نسبت ہے بندے مین خدا مین
جو چاہو تم بھی مجھکو کہو مین نشہ مین ہون
یا رب یہ آسمان بھی ملجاے خاک مین
حور کا چہرہ کہان اوسکا رخ نیکو کہان
وہ سرکشی کہان ہے اب تو بہت دبا ہون
دل کہان وقت کہان عمر کہان یار کہان
ہماری کوئی کیا خدا ہی نہین
تم کیا کرو بھلے کا زمانا رہا نہین
اب بہت گھر سے کم نکلتے ہین
شیخ یہان ایسے ہنگامے ہوا کرتے ہین
دل مین پتھر کے انھون سے جو وفا کرتے ہین
رونے کے تئین آندھی ہون کڑھنے کو بلا ہو
کیا یہ لکھا تھا میر مری سرنوشت مین
ایسی جنت گئی جہنم مین
گو اسے صبح اگلی وہ باتین نہین رہین
کچھ اک بلا وہ زلف پریشان ہی نہین
در پردہ شوخیان ہین اور بے حجابیان ہین
لیک بقدر اک نگاہ دیکھیے تو وفا نہین
مجملہ خدا انحراف سے تم سے تو کچھ گلا نہین
باتین بات عجب ہر مین نے بے تجھے کہا نہین

محمل نشین ہین کتنے خدام یار مین یہان
تیغ و تبر رکھا نہ کرو پاس میر کے
تفاوت کچھ نہین شیرین و شکر اور یوسف مین
عام ہے یار کی تجلی میر
تری آنکھون کو آذون دیکھنے مین تو عجب مست کر
عاشق ہے یا مریض ہے پوچھو تو میر سے
خوش نہ آئی یہ تیری چال ہمین
دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
نہ نگہ نے پیام نے وعدہ
ایک سب آگ ایک سب پانی
ہوگا کسو دیوار کے سایہ مین پڑا میر
مت تربت میر کو مٹاؤ
اب سے کہو گے کچھ تو ہم چپکے ہو رہینگے
یون رفتہ اور بیخود کب تک رہا کروگے
کب شرح شوق ہو سکے پر تو بھی میر جی
ہر چند ساتھ جان کے ہے عشق میر لیک
ظالم ہو میری جان پہ ناآشنا نہ ہو
کھینچا ہے آدمی نے بہت دور آپ کو
ملتفت ہوتا نہین ہے گاہ تو
خطرے بہت ہین میر رہ صعب عشق مین
زمانہ یار نہین اپنے بخت سے اتنا
چمکتے دانتون سے اوسکی ہوئی ہے روکش میر
یہان جرم گنتے اونگلیونکے خط بھی سب گئے

لیلی کا ایک ناقہ ہو کس قطار مین یہان
ایسا نہ ہو کہ آپ کو ضائع وہ کر رہین
سب معشوق اگر پوچھے کوئی مصری کی ہین لیکن
خاص موسی وہ کوہ طور نہین
کہ سنت ہے عیادت اور انھین بیمار عشق ہین
پاتا ہون زرد روز بروز اس جوان کو مین
یون نکرتا تھا پائمال ہمین
وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین
نام کو ہم بھی یار رکھتے ہین
دیدہ و دل عذاب ہین دونون
کیا کام محبت سے اوس آرام طلب کو
رہنے دو غریب کا نشان تو
ہر بات پر کہان تک آپس مین گفتگو ہو
تم اب بھی میر صاحب اپنے تئین سنبھالو
خط تم نے جو لکھا اوسے کیا کیا لکھا کہو
اس درد لاعلاج کی کچھ تو دوا کرو
بیرحمی اتنا عیب نہین بے وفا نہ ہو
اس پردہ مین خیال تو ٹک کر خدا نہو
کسقدر مغرور ہے اللہ تو
ایسا نہ ہو کہین کہ دل و دین کو کھو رہو
کہ مدعی سے اوسے ایک دن لڑائی ہو
عجب نہین ہے کہ بجلی کی جگ ہنسائی ہو
وہان کسطرح سے دیکھین ہمارا حساب ہو

قد کھنچے ہے جسوقت تو ہے طرفہ بلا تو
ناہموارانہ زیست کرتا تھا
ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے
گفت و شنید اکثر میرے تری رہی ہے
ہاے اوس زخمی شمشیر محبت کا جگر
صبح سے اور بھی پایا مین اوسی شام کو تنگ
یہ طشت و تیغ ہے اب یہ مین ہون اور یہ تو
میر کو کیون نہ مغتنم جانے
کس گنہ کا ہے پس مرگ یہ عذر جانسوز
ہو جاے یاس جسمین سو عاشقی ہے ورنہ
ویدنی ہے وجد کرنا میر کا بازار مین
لطف پر اوسکے ہمنشین مت جا
پیدا کہان ہین ایسے پراگندہ طبع لوگ
ادھر توبہ کرے ہے میر ادھر لگتا ہے مے پینے
جاتا نہین اگر وہ مسجد سے میکدہ تو
جو خواہش نہ ہوتی تو کاہش نہ ہوتی
دل کو تسکین نہین اشک دمادم سے بھی
رحم بھی دیتا تھا تھوڑا ہاے اس خرابی کے ساتھ
آج پھر تھا بے حمیت میر و ہان
گئے جی سے چھوٹے بتون کے جفا سے
نہ شکوہ شکایت نہ حرف و حکایت
دل کسقدر شکستہ ہوا تھا کہ رات میر
مین جو بولا کہا کہ یہ آواز

کہتا ہے ترا سایہ پری سے کہ ہر کجا تو
میر کی وضع یاد ہے ہم کو
لگاوے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو
ظالم معاف کریو میرا کہا سنا تو
درد دلکو اپنے جو ناچار چھپایا یہ کہتا ہو
کام کرتی ہے جو کچھ میری دعا مت پوچھو
ہے ساتھ میرے ظالم دعوی تجھے اگر کچھ
اگلے لوگون مین اک رہا ہے یہ
پاے ہر شمع ہے مجلس مین پر پروانہ
ہر رنج کو شفا ہے ہر درد کی دوا ہے
یہ تماشا بھی کسو دن تو مقرر دیکھیے
کبھو ہم پر بھی مہربانی تھی
افسوس تمکو میر سے صحبت نہین رہی
کہان تاب اب تو اپنا اوٹھ گیا ہے اعتقاد اوس پر
پھر میر جمعہ کی شب دو دو پہر کہان ہے
مین جی سے مار اتری آرزو نے
اس زمانے مین گئی ہے برکت غم بھی
تجھسے کیا کل گفتگو یہ دار محشر سی ہے
کل لڑائی سے لڑائی ہو چکی
یہی بات ہم چاہتے تھے خدا سے
کہو میر جی آج کیون ہو خفا سے
آئی جو بات لب پہ سو فریاد ہو گئی
اوسی خانہ خراب کی سی ہے

میر اون نیم باز آنکھون مین
اب جو اک حسرت جوانی ہے
وہ کالا جو رہے خال رخ یار
اوسکے ایفاے عہد تک نہ جئے
زور و زر کچھ نہ تھا تو بارے میر
ہمین آمد میر نکل بھاگے گئے
شرمندہ ہووین طالع خورشید و ماہ دونون
سمجھے ہے نہ پروانہ نہ تھا بے زبان شمع
غیر نے ہمکو ذبح کیا ہے طاقت ہی یار اب نہیں ہے
ہم ہوے تم ہوے کہ میر ہوئے
تا چند ترے غم مین یون زار رہا کیجے
مارا ہے کسکو ظالم اس بے سلیقگی سے
قرار دل کا یہ کاہیکو ڈھنگ تھا آگے
باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم
لیتے ہم کروٹ مل گئے جو کان کے موتی ترے
تمناے دل کے لیے جان دے
ہمت سعی کرے تو مرے ہے میر
نکلے ہی آنکھون سے تو گرد کدورت جا گی
یا قوت کوئی اونکو کہے ہے کوئی گلبرگ
اب خدا مغفرت کرے اوسکو
وہ اور ہوگی وقت سحر جو ہوی قبول
بیمار رہے ہین اوسکی آنکھین
او دو اسیان ہین مری خانقہ مین قابل سیر

ساری مستی شراب کی سی ہے
عمر رفتہ کی یہ نشانی ہے
کر سو آنکھون مین دل ہو تو جرا لی
عمر نے ہم سے بیوفائی کی
کس بھروسے پہ آشنائی کی
طرح اوس بن مجنون کی سب آگئی
خوبی نے تیرے منہ کی ظالم قرآن کیا ہے
وہ سوجھنی ہے تو یہ گردن زدنی ہے
اس کتنے نے کرکے دلیری صید حرم کو مارا
اوسکی زلفون سکے سب اسیر ہوئے
اسے عیادت پہ بیمار رہا کیجے
دامن تمام تیرا لوہو مین بھر رہا ہے
ہمارے چہرے کے اوپر ہی رنگ تھا آگے
کاہیکو میر کوئی دبے جب بگڑ گئے
شرم سے سر در گریبان صبح کی تاری ہوئے
سلیقہ ہمارا تو مشہور ہے
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے
تا کجا تیری گلی مین خاک چھانا کیجیے
ٹک ہونٹھ ہلا تو ہی کہ اک بات ٹھہر جاے
صبر مرحوم تھا عجب کوئی
شرمندہ اثر تو ہماری دعا نہ تھی
دیکھو کسو کی نظر نہ ہووے
صنمکدہ مین تو ٹک آکے دل لگا ہی ہے

رکھو آرزوئے خام کی کرو گفتگو خط جام کی
لب پر جسکے حسن سے مسجد ہے اور دیر
جی مین ہماری بھی تھا پیوین خمر اب
ناصح کو خبر کیا ہے لذت سے غم دل کی
غزت کی کوئی صورت دکھلائی نہین دیتی
از خویش رفتہ اوس بن رہتا ہے میر اکثر
حال بدگفتنی نہین میرا
پھر نہ شیطان سجود آدم سے
روز آنے پہ نہین نسبت عشقی موقوف
سیکدے سے تو ابھی آیا ہے مسجد مین میر
وم آخر ہے کیا نہ آنا تھا
طبیبون نے تجویز کی مرگ عاشق
اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ عاشق ہے تو کہین
اخیر الفت یہی نہین ہے کہ جلکر آخر ہوئے تنکے
عدم مین ہمکو یہ غم رہیگا کہ اور دن پر اب ستم رہیگا
سرہانے میر کے آہستہ بولو

کہ سیاہ کاروں سے حشر مین حساب ہے نہ کتاب ہے
ایسا بتوں کے بیچ مین اللہ کون ہے
پیر مغان تو نے کرامات کی
ہے حق بطرف اوسکے جلکے نہ مزا جانے
چپ رہیے تو چشمک ہے کچھ کہیے تو گالی ہے
کرتے ہو بات کس سے وہ آپ مین کہان ہے
تم نے پوچھا تو مہربانی کی
شاید اوس پردے مین خدا ہووے
عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے
ہو نہ لغزش کہین صحبت ہے یہ بیگانون کی
اور بھی وقت تھے بہانے کے
مناسب مرض کے دوا کیا نکالی
القصہ خوش گزرتی ہے اوس بدگمان سے
ہوا جو بیانکی یہ ہے تو یار و غبار ہوکر اوڑینگے
تمھین فرصت ہے ستانے ہی کی کسو پر آخر جفا کیجے
ابھی تو روتے روتے سو گیا ہے

میرن تخلص میر عسکری عرف میرن مقیم دہلی شاگرد ثناء اللہ خان فراق

جالی کی انگیا تری دیکھ کے رشک ہی کیا	ہاتھ سب نے بطرح محرم اسرار سے

مینوسش تخلص منشی شیو سہائے خلف منشی دیبی پرشاد عزیز باشندہ شاہجہان پور مقیم محمداباد

ہر گل گلشن کو سمجھے عارض رنگین ترا	نرگس بیمار کیا آنکھون سے اندھی ہو گئی

حرف نون

ناجی تخلص محمد شاکر دہلوی معاصر نجم الدین آبرو سنہ ۱۱ گیارہ سو اکسٹھ ہجری مین

انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

ماہرو جب سفید پوش ہوا — ہر طرف چاندنی کا جوش ہوا
تیرے رخسار کے پرتو سے اے شوخ — پریخانہ ہوا گھر آرسی کا
غم نہین گر دلبری سے دل کو لیجاتا ہے وہ — پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ
غرض غصہ مین کبھی اہل وفا کی نہ سنی — ہٹ پہ آجاے وہ کافر تو خدا کی نہ سنی
تصور مین تری رخ کے گئی ہے نیند آنکھوں سے — مقابل جسکے ہو خورشید اوسکو خواب کیا آوے

نادان تخلص مولوی محمد بخش ساکن بریلی شاگرد کرامت علی شہیدی عروض و قوافی مین دخل معقول رکھتے تھے

پھر رہی زندان مین ہوا ابد رہائی — زنجیر مین انداز ہے زلفون کی رسن کا

نادر تخلص گنگا سنگہ لکھنوی شاگرد میر حسن

قاصد تو اس بہانے سے اوس پاس جائیو — یہ کسکا خط ہے مجھکو ذرا پڑھ سنائیو

نادر تخلص ایک شخص دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ کا ہے

زلف کو کہنا پریشان عقل سے دوری ہے — ہر گرہ مین دل ہے اوسکی کا نظر کی پوری ہے

نادر تخلص سید محمد عارف کشمیری مقیم دہلی

سو طرح کی بات اگر کہیے تو کہتا ہی نہین — تجھ مین اور مجھ مین بجا نون پڑ گئی یہ کیا کرون

نادر تخلص ڈاکٹر سید آغا بنارسی شاگرد آتش مقیم کلکتہ کئی سال کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا ان مین بہت بڑا عیب تھا کہ دوسرون کے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے تھے

نگاہ جب کہ ادھر کی تو دل کے پار ہوئی — خطا کبھی نہ ترے تیر کا نشانہ ہوا
سکندر کا جو ہوا اوس بت نو خط کو خیال — خضر دریا سے لیے ہاتھ مین ساغر نکلا
تقدیر سے اولجھا نہ مین تدبیر سے اولجھا — اولجھا تو تری زلف گرہگیر سے اولجھا
دل یار کے گیسوے گرہگیر سے اولجھا — دیوانہ جو اولجھا بھی تو زنجیر سے اولجھا

نادر تخلص نواب احمد حسین خان عرف نادر آغا

دوہری کلائی ہو گئی گجری کی جھونک سے	کنگن کا بوجھ اوٹھیگا مری نازنین سے کب

نادر تخلص مولوی سید نجم الدین حسین خلف سید قمر الدین مرحوم باشندہ مینسنگھ ایک مدت دراز تک ہندوستان مین رہے اندنون ٹالیگنج مین رہتے ہین شعر فارسی بہت خوب کہتے ہین رمل اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین راقم کے دیوان اول کی تقریظ انھین کی لکھی ہوئی ہے

ضبط کر رکھتا ہون آہون کو دل غمناک مین	ورنہ اس چرخ ستمگر کو ملا دون خاک مین
محتسب کی ہرے خون پی لون اوسکی گردن توڑکر	محتسب شیشا ہوا ہین پھرتا ہے میری تاک مین
چاک ہی ہوگا گریبان ہو چلی بے چین ہم	مین بچکواتے ہو دامان قبا کے چاک مین
تمھارے نیفہ سے نکلا نہہ سانپ کا جوڑا	لٹک کے جھوم رہا ہے ازار بند نہین
عدو ہے وصل کی شب دست رشتہ دار اپنا	کہ طاقت کشش بند سینہ بند نہین
ہنسی کسی لب شیرین کی جب سے دیکھی ہے	پسند غنچہ گلشن کا زہر خند نہین
جو نیند آگئی تمکو تو ہان سمجھ لون گا	نہین نہین یہ تمھاری مجھے پسند نہین
اوڑاتے پھرتے ہین ٹھوکر سے ہم پہاڑ ونکو	تلاش تیشہ نہین خواہش کلند نہین
مرے کمال کی شہرت سے ہند مین نادر	کہان نہین ہے صفاہان کہان خجند نہین
آہ رکتی ہے ضعف سے دل کی	سانس چلتی ہے سینہ چل چل کے
چڑھ گیا ہے جنون جو زورون پر	پرزے اوڑتے ہین اب سلاسل کے

نادر تخلص مرزا کلب حسین خان بہادر ڈپوٹی کلکٹر الہ آباد وہ خلف کلب علی خان بنارسی شاگرد ناسخ و آتش تذکرہ شوکت نادری دو دیوان انکا نظر سے گزرا

عشق ذقن سے ہمکو جھکائے بہت کنوئے	جیتے رہے تو نام ہی لینگے نہ چاہ کا
چوٹی کی تیغ پیچ سے دلکو ہوئی شکست	آخر اسیر طرہ طرار ہو گیا
مڑتا نہین ہون گیسو ونکے عشق سے ذرا	دونگا حساب حشر مین بال بال کا
وہان نزاکت سے سنبھلی تک گران بالا	کوہ غم رکھتے ہین یہان ہم ناتوان بالاے سر
کمانزبردست آب و دانہ ہے گہر کا دیکھنا	نکلا دریا سے تو کیسا جلد ہو گیا کانون مین

شیخ دُور سے مین گنبد اسوالی نظر آنے لگا ۔ اوسنے انگشت حنائی کو جو دابا دانت مین

دل مین ہوس لعف جلیبا نہین رکھتے ۔ ہم سر نہین رکھے کوئی سودا نہین رکھتے

ہم خاک نشینون سے کدورت نہین لازم ۔ کیون آئینہ دل کو صفا نہین رکھتے

کہتا ہے کف دست صفا کو وہ دکھا کر ۔ موسیٰ کی طرح ہم ید بیضا نہین رکھتے

نہین ہے خال لب تر کے پاس جلوہ نما ۔ یہ شیر ہے کہ جو بیٹھا ہوا کچھار مین ہے

نادم تخلص رجب حسین خان ابن نواب مظفر حسین خان لکھنوی شاگرد مقصود عالم مقصود

اک اک گھڑی زیادہ ہے ایک ایک سال سے ۔ نادم ہے روز حشر شب ہجر یار کیا

نادم تخلص ایک شخص دہلوی شاگرد میر حسین تسکین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

آج پھر دیکھین کہ ہوتی ہے سحر کس طور سے ۔ شام ہی سے جوش پہ کچھ نالۂ شبگیر تھا

نازش تخلص مولوی الٰہی بخش ولد مولوی محمد صالح خیرآبادی شاگرد مظفر علی
اسیر عزیزون مین مولانا فضل حق مغفور کے ہین

افسانۂ دراز ہے قصہ طویل ہے ۔ نازش کہان تلک مین کہون ماجرائے دل

نازنین تخلص مرزا علی بیگ دہلوی ریختی گو برخلاف جانصاحب کے انکی ریختی
مین کچھ کچھ شاعری کا مزہ بھی ہوتا ہے

ہوئے عشاق مین مشہور یوسف سا ۔ بڑا نام عورتون مین تھا بڑا دیدہ زلیخا کا

مین اپنے سر کو دھوتی ہون بوا اور یہ تماشا ۔ موا بیٹھا ہے کیا خوش خوش کہ دن آیا تقاضا کا

کوئی بیٹھا ہو تجھے ہے کام اپنے کام سے ۔ اے نگوڑے آدمی سے تو تو حیوان ہو گیا

سونا کبھی شوہر کو میسر نہین ہوتا ۔ عورت انھین باتون سے تو گھر نہین ہوتا

کچھ مونہین سکتا ہے اور اسیر ہوا کرتا ۔ نیچا تو نگوڑے کا کبھی سر نہین ہوتا

دنیا کبھی تجھ نے لیٹا یا تھا کہ شب بھر ۔ لیٹا تو رہا پاس یہ کو سوئی ہی نہین تھا

میری نماز کھوئی اس مردوئے نے آکر ۔ اد کھتی تھی اسے دوا مین کمبخت ابھی نہا کر

اے زناخی مردوا ہے بدگمان ۔ تو نہ کر باتین ہلدے کان مین

رات بھر ہی وہی بات اور وہی چرچا جانی ۔ اسے دوا ایسے نہ دیدے سے تڑا کا مجھے

فوارہ کی طرح سے دو ابھی نہ تھم سکے — تھم ایک بوند پانی یہ کتنا اوچھل پڑے

دس گھر تو جیت چکے ہین کہانتک کرون ختم — کس جا بٹھا سے دیکھنے آپ آسمان سے مجھے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش لکھنوی صاحب تذکرہ سراپا سخن سید محسن علی محسن نے انکو ولد شیخ خدا بخش تاجر لاہوری کر کے لکھا ہے لیکن یہ تاجر مذکور کے غلام مشہور تھے چنانچہ خود شیخ ناسخ نے اس امر کے منع کرنیکو یہ رباعی مرقومہ ذیل کہی ہے واللہ اعلم بالصدق والصواب

رباعی ناسخ

کہتے ہے اعمام عداوت سے غلام — میراث پدر سے مگر پائی تمام

اس دعوی باطل سے ستمگارون کو — حاصل یہ ہوا کہ گئے مجھکو بدنام

رباعی دیگر از ناسخ

مشہور ہے گرچہ افترا سے اعمام — پر کرتے نہین غور خواص اور عوام

وارث ہونا دلیل فرزندی ہے — میراث نہ پا سکا کبھی کوئی غلام

غرض اشعار انکے بیشتر مثالیہ و پر مضمون ہوتے ہین اکثر اشعار شعراے متقدمین و متاخرین فارسی گو کو بہت اچھی طرح سے ترجمہ کیا ہے مشہور ہے کہ کچھ روز ون محمد عیسے تنہا شاگرد مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہو گئے تھے سواے غزل اور رباعی کے اور کسی صنف سخن مین دخل نہین رکھتے تھے ۱۲۵۴ بارہ سو چون ہجری مین فوت کی کلیات انکا نظر سے گزرا

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا — طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون کنج مرقد مین — تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا

مانگی باران کی جو ہم بادہ پرستون نے دعا — رعد نے سنتے ہی اک نعرہ کیا آمین کا

رشک مہتاب پر ہے کیا اوسکو — رنگ بدلا جو تیرے چنبر کا

آتا نہین ہے دن کو بجز شب وہ اندرون — بدلا ہے شپرہ سے مزاج آفتاب کا

جلا کرتا ہون مین دن رات لیکن مر نہین جاتا — اثر سوز غم فرقت مین ہے نار جہنم کا

کافر ہون اگر سیر ہم رہین محروم و اعطا — کر سکے وہ یہ حکم نہ جاری فرات کا

سرسبز سبزہ ہو جو ترا پایمال ہو
دم اخیر تو کر لون نظارہ جی بھر کر
جو ہوتا وصل قسمت مین تو پچھتا یون خدا مجھے
سیاہی بن گئی شنگرف کیا تا ثیر ہے قاتل
کرنے سے واش نشہ مین بدمست سرغضب
کرتے ہین مشہور اوس محبوب کا مجھکو عدو
تمشار سر مین یہ خورشس آوازیان کہان
معشوقون سے امید وفا رکھتے ہو ناسخ
ترا نیچی دکھانا اے معلم طفل بد خو کو
جب نہ تب نالہ سوزان سے جلا خانہ دل
تنگ آکر جب کہا مین نے کہ مرجاؤن کہین
تکلم ہے فقط سے اوس صنم کا
آتے آتے کیون نہ اوسکے پاؤن بہاگو دیکھے
ہون وہ غمگین کہ لب نہ ہنسی سے ہو آشنا
رکھ کسیطرح تو سروکار مہربان
فراق یار مین نفرت ہے مجھکو بادہ خواری سے
ہم بوسہ مانگتے ہین وہ کچھ بولتے نہین
جینا فراق کا نہین ہرگز حساب مین
رتبہ میری خانہ ویرانی کا ایسا ہے بلند
ہو گئی صبح شب وصل اوسکے جاتے ہی یار
راز کا چاہیئے عاشق کو چھپانا ایسا
مارتے ہین صاف قسمت کو ہوتا ہے جب
عاشقون کیطرح تو اوسکو مٹا دے سوختہ

شہر بے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو
الہی خنجر سفاک آبدار نہ ہو
کر طالع سب گئی ہین علوم اوس طفل برہمن کو
کہا مین نے جو تیرے عارض گلگون کے مضمون کو
اسواسطے حرام کیا ہے شراب کو
میری دشمن بھی نہان رکھتے ہین اسرار کو
طوبیٰ کہون مین قامت موزون یار کو
نادان کوئی دنیا مین نہین تم سے زیادہ
ہمارے توسن عمر روان کو تازیانہ ہے
نہ ہوا یہ کہ کسی غیر کا بھی گھر جلجاے
بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق حور ہے
خدا کی طرح گویا بے دہان ہے
صبح ڈرتی ہے بہت میری شب دیجور سے
دیوار قہقہہ بھی جو آئی نظر مجھے
کرتے رہو جفا سے وفا گر نہ ہو سکے
کہین زاہد نہ کر دی متہم پرہیزگاری سے
محروم ہے سوال ہمارا جواب سے
مدت ہوئی کہ مر چکے ہین ہم حساب سے
آسمان کہتے ہین جسکو میرے گھر کا بام ہے
آفتاب اپنی نظر مین اک چراغ شام ہے
دل مین ہو ذکر صنم ہاتھ مین قرآن ہو وے
یعنی اوسکے ہو شکل مین آنے کی یہ تحریر ہے
یہ خط رخسار ظالم نامۂ تقدیر ہے

نام خدا لیا جو نکیرین کے حضور
دو چار حزین ہو گئین اگر اور بھی ہم سے
ڈستا اثر کا اوسکو تو وہ بھی نکل گیا
اوس پری نے دی زنجیر [illegible] انگشتری
تاب شنیدن کی نہین بہر خدا خاموش ہو
مرے محمل نشین کے آگے لیلی کا جو نقصان ہے
سے بیان جلوہ خدا کا ان بتان ہند مین
وصل کو لکھا ہے ناسخ درد عاشق کی دوا
پانی بھر آیا - ہے قاتل پان دہان زخم مین
وصل کی شب چاندنی دیوار سے جانے نہ پائے
فلک پہ چاند کو مجنون نے جب دیکھا تو یہ سمجھا
دو نو کان کر چکا ہون مین اے ناسخ امتحان
مرتبہ قد حسن رفعت سے ہمارا ہو گیا
سرو عاشق ہو گیا اوس غیرت شمشاد کا
عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
جو پری پیکر نظر آیا وہ ہے زر کا طمع
جی لیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا
وہ رو سے کتابی تو ہے قرآن ہمارا
ہو گیا قرآن کا پڑھنا غضب
کیا گذرا اوسکے دہان تنگ سے ہو بات کا
انڈا کھٹک کے نکلے سے باہر تو کیا ہوا
کسقدر آشفتہ خاطر ہون خیال زلف مین
راستہ بھی دن سے ہمیشہ پر تو رخسار سے

مگر بھی اے صنم مجھے اخفائے راز سے
ہستی کیطرف منہ نکرے کوئی عدم سے
نادم ہوا ہون منہ سے مین نالہ نکال کے
ایسی آئی یاد مین گویا سلیمان ہو گئی
ٹکڑے ہوتے مین جگر ناسخ تری فریاد سے
وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے [illegible]
سوجھے کیا زاہد تجھے آنکھون کے آگے ناک ہر
دل ہمارا قابل تشخیص جالینوس ہے
سیان لے لیتا ہے جب منہ مین زبان انگلی
نتمین کرتا ہون ہر خار سر دیوار کی
کر لیلی حیا نکتی ہے منہ نکالے اپنے محمل سے
سینے مین مہر ہے نہ وفا برہمن ہے
آفتاب اونچا ہوا ایسا کہ تارا ہو گیا
غل مچایا قمریون نے بھی مبارکباد کا
دیکھو قابیل نے کیا حال کیا بھائی کا
ہر درم گویا سلیمان کا نگینا ہو گیا
بجھتا ہے چراغ آج سر شام ہمارا
کہتے ہین جسے عشق ہے ایمان ہمارا
اوسکو ورد لن ترانی ہو گیا
کھل گیا مسی سے رستہ بند ہے ظلمات کا
بلبل کو جسم بیضہ فولاد ہو گیا
جاگنا بھی انکو نون خواب پریشان ہو گیا
آ سکی تیری گلی مین کب ہے یارا شام کا

جاہر گیسو کا سبت ہے اور تھوڑا سا سانپ کا
مری آنکھون سے کیا نسبت کہ قطرہ ابر نیسان کا
ساقیا دے مجھے شتاب شراب
ناسخ یہی تجھ سے پوچھتا ہے
حسن کو چاہیے انداز و ادا و ناز و نمک
باب توبہ تو کھلا ہے تو سہی جاؤن وہین
کہتے ہین ہوتی ہے بات اولٹی پر پڑا دونگی
ہوئی ہے نہان آہ در رفت نفس بند
کان مین محبوب کی آواز بھی آتی نہین
کرتی ہے مجھے قتل مرے یار کی رفتار
کیا ہین تکیہ سے سائین کونڈی سونٹا چھوڑ کر
مردونکو جلاتی ہے ترے ناز کی آواز
ہوتی گرچہ شب وصل نے کی ہے لیکن
کب شب ہجر تھی درازی مین
کچھ تری بات کو ثبات نہین
ہاے کیا وہ بھی زمانہ تھا جو کرتے تھے بسر
اک نگہ کرتی ہے قتل ایک نگہ دیتی ہے جان
دھوم عالم مین مچی ہے تری بدنامی کی
آواز ہے مانند مزامیر گلے مین
جو روز ہے وہ طول مین گویا ہے روز حشر
مر چلا ہون امید واری مین
آنکھ کیا دل کیا حرم کیا دیر کیا بتخانہ کیا
تھا چاک جیب صبح تو مشہور اے جنون

تیری کنگھی نے صنم ہر دانت توڑا سانپ کا
ورنایاب ہو سکتا ہے آنسو ہو نہین سکتا
کب سے کرتا ہون مین شراب شراب
کیسا ہے مزاج یار تا صبح
لطف کیا گزری گورون کسطرح کہان غیب
کر لیا ہے تو نے دروازہ جو اے غدار بند
اے پری ہے ترے اقرار سے انکار پسند
قبا کے اسقدر ظالم نہ کس بند
کیا شب فرقت مین مجھکو رشک ہے خلیل
تلوار کی تلوار ہے رفتار کی رفتار
پاس ہے اکسیر کی بوٹی نہین پر دوک زر
اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز
ہو تری عمر شب ہجر سے اے یار دراز
کوتہی مین ہے جسقدر شب وصل
ایک ہان ہے تو پانچ سات نہین
وصل کی شب جاگتے ہین روز فرقت بھجان
آپ رکھتے ہین قضا اور قدر آنکھون مین
ہاے ناسخ تجھے کچھ عار نہین ننگ نہین
تحریر ہے گویا تری تقریر گلے مین
برسون سے وہ پھر نہین ڈھلتی ہے ہجر مین
ایسے ہان سے وہ کرتے کاش نہین
کوئی جا ہے وہ ہرجائی جہان ملتا نہین
مین تیرہ بخت شام گریبان دریدہ ہون

جو ہون اوس غارتگر دیر و حرم کے یار ہین
گرچہ پرواز ابھی اے طائر جان اکدم رہو
آگے ترے انکھون کے چہ کارا ہے پریرو
کوئی جانان گر نہین تو کنج زندان ہی سہی
اسقدر کہایا تری فرقت مین غم
آ گئے ہین کسقدر ہم بھی فریب عشق مین
ہجر کی شب کا جو ہے ایسا ہی طول
اسقدر بے یار ہون بزم خدا مین بیقرار
کسی نسبت سے مین واقف نہین جز بادہ تلخ
جنون پسند مجھے جیا ذن بجز بولون کی
امید وصل مین ہم جھولتے ہین برسون سے
تو وہ شیرین ہے کہ تجھہ پر ہوئی شیرین فرہاد
گزرا اوس پری کا ہے اگر چمن مین
ہوا یقین نہ روزی ہوئی مری مقبول
غم دیا رنج دیا درد دیا داغ دیا
تم ہو مری طرف سے مقرر بھرے ہوئے
ہون گاہ ادہر گاہ اودھر آٹھ پہر مین
وصل کسکا وہ تو مجھسے رات بھر
تری آرزو ہو اگر آرزو ہو
ہے الف سا قد تصور مین یہان آٹھون پہر
رنج غربت دشت وحشت کنج غم شمع مزار
اپنے اپنے بخت یوسف کو زلیخا مول لے
جبکہ تاکا رنج گیا جو کی جسے مارا اوسے

یہ سبب ہے ربط جو شیخ و برہمن مین نہین
وہ باہر آنے پہ ہین اب کہو تو بند کرو ہین
ہر چند کہ ہوتی ہے بچارے کی بُری آنکھ
کوئی اے جوش جنون پیدا ٹھکانا کیجیے
دل ہمارا زندگی سے سیر ہے
بت کو اک مدت تلک سمجھا کیئے اللہ ہے
صبح ہوتے ہوتے اپنی ہو رہے
ہے مشابہ حال میرا صوفیون کو حال سے
زاہدا جو سمجھہ تارک لذات ہے مجھے
محجب بہار ہے ان زرد زرد پھولون کی
وہان رقیب نہین تیار یان مین جھولون کی
تو وہ لیلی ہے کہ تجھپر ہوئی مجنون لیلی
درختون کو سایا ہوا چاہتا ہے
کہ عید کو نہ کیا اوسنے ہمکنار مجھے
ہو سکین مجھسے عوض کیا ترے احسانو نکے
خالی مجھے رقیب کو ساغر بھرے ہوئے
سایہ کی طرح یار کی دیوار نہ چھوٹے
شل گیسو بے سبب برہم رہے
یہی آرزو ہے اگر آرزو ہے
دل ہمارا ہے کہ پیشانی کسی آزاد کی
کسطرح ہو شادمانی خاطر ناشاد کی
جان شیرین ہفت مین جاتی رہی فرہاد کی
تمکہ تیر اندازی آ ۲ ۹ ہے نئے انداز کی

رنگ تو کیا کٹ گئے ہین دیکھنے والونکو سر ۔۔۔ تیغ سے بہے چال اوس محبوب چھٹر بازکی

یہ نزاہت یہ نزکت ہو کہان سونے مین اے ناسخ ۔۔۔ تن محبوب مین خالت ہو دست افشار سونکی

پوچھا جو رو کے یار نے ناسخ کے حال کو ۔۔۔ ہنسکر کہا رقیب شقی نے گذر گئے

دیکھنا جسے ہوگیا وہ عاشق ۔۔۔ تیری آنکھون مین موہنی سی ہے

دیتا ہے کہان ساتھ برے وقت مین کوئی ۔۔۔ پتھر کو لگی چوٹ شرارے نکل آئے

ہین حسین اور بھی پر تجھ مین ہے ہر بات نئی ۔۔۔ دھج نئی وضع نئی گات نئی بات نئی

کی جو خیاط ازل نے تری پوشاک درست ۔۔۔ بچ رہی قطع مین یہ شمس و قمر دو ٹکڑے

ناصر تخلص سید ناصر نواب دہلوی خلف خواجہ محمد ناصر اسیر نواسۂ خواجہ میر درد قدس سرہ شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک

ہے دلمین اونکے غیر کی صورت بسی ہوئی ۔۔۔ دلمین بھی اب تو اونکو بٹھایا نہ جائیگا

قسمت مین غم ازل سے ہے روز سے قائم ۔۔۔ تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ جاے گا

کیون اوسکے بزم ناز مین ناصر گئے تھے تم ۔۔۔ دیکھا وہ کچھ کہ جی سے بھلایا نہ جاے گا

ناصر تخلص مرزا محمد علی بیگ خلف مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ناصر نے اس مزے سے اوٹھائی جفا کہ اب ۔۔۔ اونکو بغیر اوسکے جفا ہے نہین پسند

ناصر تخلص سعادت خان خلف رسالت خان متوطن نگینہ مقیم لکھنو شاگرد مرزا محمد حسن مذہب مرثیہ گو ایک تذکرہ اور پانچ دیوان اونسے یادگار ہین

مین نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر ۔۔۔ ایسا نہو کہ منہ پہ کوئی بات لاے زلف

کہتے ہین قامتِ جانان کی زبانی یہ ہم ۔۔۔ چھوٹے قد پر ہین بڑی فتنۂ محشر پلکین

تیر جیسے ہین نہین ہین یہ کمانین ویسی ۔۔۔ نوک کی ابروؤن سے لیتی ہین خودسر پلکین

غصہ کی شکل یار کو کیونکر دکھائیے ۔۔۔ آئینہ دیجیے دم دشنام ہاتھ مین

زینت عارض سادہ ہین ترے بار ابرو ۔۔۔ چار چاند اوسکو لگے تو جو ہوا چار ابرو

اوتر گیا مہ نو کی طرح ہمارا منہ ۔۔۔ نہ دیکھا دیکھ کے اوسکو اگر تمہارا منہ

اے بت ترے خیال کا احسانمند ہون ۔۔۔ پتلی کی طرح اوسنے رفاقت کی آنکھ سے

ناصر تخلص نواب ناصر جنگ خلف نواب مظفر جنگ نے سنہ ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا

آگے تو تھی ہی بر سر پرخاش کمند زلف ۔۔۔ پیچھے پڑی ہے کسلیئے چوٹی بلا ہوئی

ناصر تخلص میر ناصر علی خلف مرزا احمد علی باشندۂ فتحپور ہنسوا شاگرد اکرام علی توانا

خط بیمار کو رکھتے ہین سرہانے تلوار ۔۔۔ کیا مناسب ہین میرے دیدۂ بیمار ابرو

ناصر تخلص ابو محمد ولد سید اکرام علی برادر ابو تراب نسخ باشندۂ لکھنؤ شاگرد عرش صاحب دیوان ہین

بوٹا سا قد وہ گلشن عالم کی ہے بہار ۔۔۔ گلبرگ تر کے ہاتھ ہین برگ سمن کے پاؤن

دل محو پابوسی آہوے چشم ہے ۔۔۔ کیا سحر ہے کہ شیر نے چومے ہرن کے پاؤن

ناطق تخلص شیخ احمد شاہ ولد شیخ محمد شاہ باشندۂ سکندرپور شاگرد مرزا عباس علی ماہ اکبرآباد کی عدالت دیوانی مین وکالت کرتے تھے

زلف کا مضمون کیا تحریر اپنے ہاتھ سے ۔۔۔ ہمنے ڈالے پاؤن مین زنجیر اپنے ہاتھ سے

ناطق تخلص مرزا احمد فرخ آبادی خلف مرزا محمد معلوم نہین کہ یہ اور شیخ احمد شاہ ناطق ایک ہین یا نہین اسلیے انکا شعر جداگانہ لکھا گیا

وہ نقاب اوٹھنے تو خورشید قیامت ہو عیان ۔۔۔ ہم اگر نعرہ کرین دم بند ہو وے صور کا

ناطق تخلص لالہ جگناتھ فرخ آبادی خلف لالہ لالجی

جب نمک خانۂ دل درد سے آباد نہو ۔۔۔ عمر بھر خاطر عشاق کبھی شاد نہ ہو

ناظر تخلص میر غلام شبیر ابن میر کاظم علی مرثیہ خوان متوطن اٹاوہ

اوسکا فریدون سے اگر راہ نہ ہوتی ۔۔۔ گمراہ طبیعت کبھی واللہ نہ ہوتی

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور بریلی خلف نواب محمد سعید خان بہادر شاگرد اسد اللہ خان غالب علم عربی و فارسی مین اچھی دستگاہ رکھتے ہین شعر عاشقانہ خوب کہتے ہین لیجسلیٹو کونسل ہند کی ممبر ہوکر سنہ ۱۸۶۵ اٹھارہ سو چونسٹھ عیسوی یعنی سنہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری مین اشرف البلاد کلکتہ مین رونق فرما ہوئے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

دل سے ایجان کی دشمن نہ او تارا ہوتا	جڑ گئے تھے ہم اگر زد پہ تو مارا ہوتا
بیچیے نہ سیم و زر اوسے نہ دین و دل جوئی	کچھ اور خاک نہین جانتے مگر لینا
ملے جو وحشت کو ناظم اگر ملے مجنون	ذرا ہماری طرف سے بھی پیار کر لینا
کیون آکے کھو دیہ کہ وہ گھر مین نہین ہین	کیا ہم نہین پہچانتے سرکار کی آواز
کہتے ہین کہ وہ بھی یہی کہتے ہین گردن کیا	کہتے ہو کہ دلجوئی اعدا نکرو تم
مین جاتا ہون میری فغان سے اوڑی ہے نیند	وہان جاگتے ہین غیر کے وہ انتظار مین
آدمیت نہین تجھمین یہ عدو کی ہے غرض	یون بری کہنے مین مانا تری تحقیر نہین
اور کیا نالہ و فریاد سے حاصل مجھکو	پھیر دیجیے کہین گھبرا کے مرا دل مجھکو
جنت مین شہد و شیر گل و میوہ ہو تو ہو	ناظم خوشی تو یہ ہے کہ وہان مے حلال ہے
ہے وہ تقریب فراق اور یہ تمہید وصال	وصل سے لطف سوا نامہ و پیغام مین ہے
کہیے اگر کہ طرز ستم ناپسند ہے	کہتے ہین واہ آپ کی بھی کیا پسند ہے
حشر کو کھینچون ترا دامن بھلا دیکھون تو	وہان بھی جھنجھلا کے گئے یوسف علیخان چھوڑ کر

ناظم تخلص ایک شخص لکھنوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

وصل ایسا ہو گیا اوسکے بدن سے میرا تن	رات کو مین یار سے اک جان و قالب ہو گیا

ناظم تخلص میر یحیی باشندۂ دہلی والد انکے شجاع الملک کے ساتھ ولایت سے ہند مین آئے تھے کیمیاگر مشہور تھے

دیکھہ ہمراہون کو جون نقش قدم	ہم نے اب عزم سفر چھوڑ دیا
ہزار حیف کہ راہ چمن بھی بھول گیا	قفس سے چھوٹ کے آیا جو ناظم زندہ
کب اتنی معطر تھی صبا آج تو شاید	لگ آئی ہے گیسوے سمن بوے کسی کی
نقش قدم کی طرح اوٹھاتے ہین صبا	اس راہ مین پڑے ہین ہم آرام دیکھکر

ناظم تخلص درگا پرشاد ولد چھوٹی لال باشندۂ شمس آباد

جو اوسکے کاکل و رخ کے ہین شیدا	انھین کیا کام ہے شام و سحر سے

ناظم تخلص شیخ غلام یسین خلف شیخ غلام قادر باشندۂ تاگرام ضلع فرخ آباد

نگاہ ناز نے اکدم مین کردیا بسمل | اثر کہان یہ دم تیغ آبدار مین ہے

ناظم تخلص پنڈت کامتا پرشاد منظم راج بھرت پور ابن پنڈت بدری ناتھ لکھنوی

دکھلا سکے ہر اک اشک دو سو طرح کی طوفان | باقی تجھے حسرت ہے کیا اے دیدۂ تر اور

ناظم تخلص میر ناظم علی ولد قاضی گلزار علی باشندۂ سلون توابع لکھنؤ شاگرد آباد

ہاتھون سے اپنی توڑتی ہو پھول بار بار | تھکین کہین نہ جان تمہاری کلائیان

ناظم تخلص پنڈت شیو پرشاد ولد پنڈت مانک چند باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

پانی میں ماہ آگ لگ گئی او بجھنے لگا وہان | دھوئی جو اوسنے نہر مین مہندی لگا کے ہاتھ

نافذ تخلص مرزا علی خلف مرزا مہر علی لکھنوی شاگرد مولوی شہید

ضبط گریہ کیا کرین دل ہے نہ قابو مین رہا | بحر ہستی مین بپا اشکون کا طوفان ہو

ناکام تخلص مکرم علی فتح آبادی کبھی دہلی اور کبھی آگرہ مین رہتے تھے

دراز ہو مت ہاتھ دامن گل تک | سنیگا کیا کہین بلبل سے کچھ برا گل چین

نالان تخلص منولال کھتری باشندۂ دہلی

کہتے ہین تیری گلی مین اک جوان مارا گیا | دیکھہ تو اسے بیخبر جا کر کہین نالان نہ ہو

نالان تخلص میر احمد علی دہلوی مقیم مرشد آباد شاگرد سودا

کہان مجال کہ تم سے کہین کہ یہان رہیے | مزاج خوش ہو جہان آپکا وہان رہیے

نالان تخلص میر وارث علی ولد میرزا نی باشندۂ بہار شاگرد اشرف خان فغان
صاحب دیوان گزرے

یک بیک شام کو وہ یار جو گھر سے نکلا | لوگ حیران ہوئے یہ چاند کدہر سے نکلا
مین سے بیٹھنے کہین نہ دیا | مجھکو میری ہی بدگمانی نے

نالان تخلص نور علی بیگ

ہون شہید اے دوستو اوس ابروی خمدار کا | پھول چڑھانا میرے مرقد پر تو پھل تلوار کا

نالان تخلص محمد عسکری کشمیری دہلوی شاگرد مصحفی تیس برس سے زیادہ عرصہ گزرا
کہ نوے برس کی عمر مین وفات پائی

کانون پہ جب رکہتا ہے گل ایک اسطرف ایک اسطرف | شمس و قمر رہتی ہین تل ایک اسطرف ایک اوسطرف
سحر کے ہونے کا ازبس خیال رہتا ہے | شب وصال بہی دل کو ملال رہتا ہے
وہ بدگمان ہون کہ اوس بت کے سایہ پر بہی مجہے | رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہے

نالان تخلص محمد جان ولد مرزا مہدی علی خان صوبہ دار بانس بریلی باشندہ لکہنؤ شاگرد موجی رام موجی و مصحفی

عاشق مزاج کہتے ہین غلطی سے مجہکو لوگ | آتا نہ تہا کبہی مجہے آرام دوش پر

نامی تخلص سعید الدولہ علی محمد خان بہادر خلف میر بندہ علی بن سیف الدین احمد خان دہلوی باشندہ لکہنؤ شاگرد ناسخ کربلا کی زیارت کرکے کلکتہ مین بہی آئے تہے راقم کے دوستون مین ہین

گر جانئے ہشیاری غفلت کو اطبا | رکہتے نہ رگ عاشق بیہوش پہ انگشت
یہ عکس نہین سرو کا اے بلبل نالان | ہے جوئے چمن کی لب خاموش پہ انگشت

نامی تخلص آغا حسن عرف میرن صاحب ولد میر بندہ حیدر متوطن خراسان باشندہ لکہنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

لذت نشہ سے واقف نہین زنہار آنکہین | چشم ساقی کو ہوئین دیکہکے سرشار آنکہین

نامی تخلص لالہ چمن لال کایتہ باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی

دامن سے اوٹہنے ہماری جو بیکر تراب گرد | آئی یہ بو کہ ہوگئی بوسے گلاب گرد

نامی تخلص مرزا رجب علی بیگ لکہنؤی برادر زادہ امیر الدولہ حیدر بیگ خان

بسکہ مدت سے تہی راہ انتظار یار پر | چہا گئی آخر سفیدی دیدۂ خونبار پر

نامی تخلص بادشاہزادہ نواب مرزا حسام الدین حیدر خان دہلوی قرابت دار والی لکہنؤ خلف مرزا محمد غیاث شاگرد میر مستحسن خلیق

دم شماری ہین مجہے چہوڑکے جانا کیا تہا | جان جانیکو بہی عاشق کی نہ جانا کیا تہا
ہین اوس ناز حسن کے ہمدم دل پہ یہ تازیانے | نخل امید عشق مین آیا نہ بار حیف
جنبش باد سے شاخ گل تر جہکتی ہے | یا دم باد بہاری سے کمر لچکی ہے

خوش

امید دل وہی اوس سنگدل سے سخت بیجا ہے ‌‌ — مگر ان جانے والون کا پتھر کا کلیجا ہے
تسخیر دل اونکا ہے نظر آئے ہین جب سے ‌ — تعویذ دہ ڈھلکے ہوئے بازو سے کسب کے

تامی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہے ‌ — ق — آپ ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین کوئی آ دیکھے
واہ کیا خوب مثل ٹھیک بندہی ہوا سدم ‌ — گھر کسی کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

نایاب تخلص عباس علی باشندۂ کلکتہ مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

دو پیرہ نشین ہمکو اشارے سے بتاکے ‌ — اے شوق بیان کچھ تری تاثیر ہوا ایسی

نبی تخلص میر غلام نبی بلگرامی ہمشیرزادہ میر عبد الجلیل موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے دوہرہ خوب کہتے تھے

رباعی

از بسکہ حیا دوست ہے وہ مایۂ ناز ‌ — اس طرز سے ہے اوسکے سخن کا انداز
خامہ کی زبان سے جون نکلتے ہین حرف ‌ — پر کان تلک نہین پہونچتی آواز

نثار تخلص شیخ محبوب بخش خلف شیخ محمد افضل باشندۂ بجنور اسسٹنٹ انجنیر فرخ آباد

آتی نہ طبیعت کبھی اوفتنہ گر ایسی ‌ — مین جانتا پڑ جائیگی آفت اگر ایسی

نثار تخلص منشی سداسکھ خلف منشی سیتل پرشاد باشندۂ دہلی مقیم الہ آباد شاگرد سوداصاحب دواوین اردو و فارسی دبھاکھا و مثنوی گزرسے

ہمارا ہے دل جب ہمارا نہین ہے ‌ — تو شکوہ ہمین کچھ تمہارا نہین ہے

نثار تخلص نثار علی بلگرامی

او ترے ملک فلک سیر یوسف زمین پکڑ نکلے ‌ — ممکن نہین کہ تجھ سا کوئی کہین سے نکلے
بوسے کی بدلی گالی شیرین لبون سے پائی ‌ — یہ بھی نصیب اپنے زہر انگبین سے نکلے

نثار تخلص میر عبد الرسول اکبر آبادی معاصر میر تقی میر منصبدار شاہی تھے

ہاتھ سے ان جامہ زیبون کو کل جا بینگے ہم ‌ — یہ گریبان دامن صحرا کو دکھلا بینگے ہم
او رو کی جو مہربانی ہے ‌ — یہ مدد ہم پہ آسمانی ہے

اوسکے رخسار دیکھ جیتا ہون
عارضی میری زندگانی ہے

تم انجمن مین رات عجب آن سے گئی
بسمل کئی پڑی ہین کئی جان سے گئی

نثار تخلص میر افضل علی عظیم آبادی

یہی خوف رہتا ہے بسمل کے دل مین
ترحم نہ آجاے قاتل کے دل مین

اے صبا جاکے تو اتنی تو خبر کر کہ نثار
آستانی یہ کھڑا ہے ترے سر ہاتھ مین ہے

نثار تخلص محمد امان دہلوی خلف سعادت اللہ معمار شاگرد شاہ حاتم دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکے پاؤن سے لگی رہتی ہو دن رات حنا
خوب دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا

مثال برق شیوہ ہے ہماری آفت جانکا
کہین دیکھا کہین جھانکا کہین تاکا کہین جھانکا

ہزارون جیب گل کیونکر نہ پرزے ہون اس ادا پر
قیامت جو مچ جاتا ہے ہر ایک ٹھوکر مین وا انکا

پوچھا جو اوسنے خوش ہو کہا مینے شکر ہے
بولا کہ ہے یہ شکر شکایت بھرا ہوا

اے شمع نقل تونے بیان اصل کر دکھائی
کیا خوب سانگ لائی اس بزم مین ہستی کا

گزرا ہمارے مزار سے دامن سنبھالتا
کیا خاک پھر غبار مین دل سے نکالتا

شب کو وہ کوٹھی ہی کوٹھے گھر ہمارے آرہا
غیر دروازے سے پچھوارا ہی تکتا رہا

ہمسے لڑنے وو اونہین کوئی بنو لو درمیان
ایسے ایسے آگے جھگڑے ہو چکے مین بلا

سو بات پوچھیئے تو نہ دے ایک کا جواب
کر دے تھکا تھکا کے ہمین یو نہین لاجواب

جہان ذکر اوسکا آتا ہے مزاجی لوٹ جاتا ہے
کرون کیا اختیار اپنا نہین بے اختیاری کو

ہم سے ہو زر و سیم کی تدبیر سو کیا خاک
دنیا مین بڑی چیز ہے اکسیر سو کیا خاک

برنگ لب ہے طرفہ آشنائی آہ ہم تم مین
کہ ہو جاتی ہے باتون مین جدائی آہ ہم تم مین

مین جو کہا لیگئی زلف تری دل مرا
ہنسکے کہا سب غلط اوسکی بلا لیگئی

خوبی مین ترے حسن کی کچھ حرف تو کب ہے
لیکن یہ ذرا خط ہے سو اصلاح طلب ہے

اوس آئینہ طلعت کی اب مجھسے یہ صورت ہے
ظاہر مین صفائی ہے باطن مین کدورت ہے

گردش کا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے
اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے

نجابت تخلص سید کلب علی ولد سید حسن علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

آمین رقیب کہتے ہین بے ساختہ وہین	دیتے ہین بد دعا جو وہ ہم کو اوٹھا کی ہاتھہ
بیداد سے ہترون کے ہراسان نہ ہو دلا	انصاف تیرا حشر کے دن ہے خدا کی ہاتھہ
بوسہ کے مانگنے پہ نجابت وہ ہین خفا	رکھونگا سر کو پاؤن پہ جوڑونگا جاکی ہاتھہ

نجات تخلص سید زین العابدین قصائد فارسی انکے نہایت عمدہ ہین

یہان تلک سر کو پٹک ہجر مین توڑی پتھر	کہ نہین دامن کہسار مین چھوڑے پتھر
آنکھین پتھرا گئین قیس کی ہین ٹپکتے آنسو	دل ہے ہجران تری قدرت کہ نچوڑی پتھر

نجات تخلص شیخ حسن رضا دہلوی مرثیہ گو مقیم ضلع سارن سنہ ۱۲۰۷ بارہ سو سات ہجری مین فوت کی

کوئی عنوان نہ دیکھا کفر وایمان مین جدائی کا	ہر اک بت مین نظر آیا ہمین جلوہ خدائی کا

نجات تخلص شنکر سروپ ابن رام سروپ سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد

کیا چل سکے گا جادہ الفت مین زاہدا	یہ راہ وہ ہے جسمین ہر اک کا گذر نہین

نجد تخلص مرزا احمد عباس ولد مرزا حیدر لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

دیکھا کبھی نہ چشم ترحم سے سوی دل	نکلے نہ اے نگار کبھی آرزوے دل
دیکھا نہ کبھی آنکھہ اوٹھا کر بھی ادھر کو	ہمسے نہ کبھی چار ہوئین یار کی آنکھین
جوہر ترے جانباز کی کھل جائینگے جسدم	کھل جائینگی قاتل تری تلوار کی آنکھین

نجف تخلص سید نجف علی شعراے قدیم مین ہین

کسطرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانون کو	ربط ہوتا ہے پریشان سے پریشانون کو

نجم تخلص سید اشرف علی بنارسی

سمٹی جادر مہتاب کہدو ماہ کامل سے	نکلتا ہے وہ خورشید قیامت اپنے منزل

نجم تخلص میر نجم الدین ولد میر قمر الدین دہلوی صاحب دیوان ہین

نظروں نظروں مین ہو گیا غائب	ہو گیا طرفہ ماجرا دل کا
نجم کیون اتنی بیقراری سے	تو ذرا کہہ تو ماجرا دل کا

تری چشم خمار آلودہ کے مانند اے ساقی — اگرچہ مست ہون لیکن بہت ہشیار پھرتا ہون
یہان جو آیا ہون تو شاید مری موت آئی ہے — تیرے کوچہ مین مگر مجھکو قضا لائی ہے

تجسم تخلص محمد رضا خان داروغہ خزانہ و نائب خانسامان بادشاہ لکھنؤ ولد محمد قاسم طباطبائی برادر زادہ مختار الدولہ باشندہ لکھنؤ شاگرد نظام الدین ممنون صاحب دیوان اردو فارسی ہین

اکھڑا اکھڑا رہا ہے جو مثل انار دل — دکھلا رہا ہے ہمکو خزان و بہار دل
سب یار سے امید عبث تجسم دم نزع — لیتا نہین اسوقت مین کوئی خبر دل

تجم تخلص مولوی انعام اللہ شاگرد میر وزیر صبا خلف مولوی ولی اللہ ابن مولوی حبیب اللہ باشندہ لکھنؤ محلہ فرنگی محل

غضب کی ہے بے نیازی ہو نہین کچھ بولتے ہنستے — یہ بت اللہ اکبر کسقدر مغرور ہوتے ہین

تجم تخلص میر نجم الدین علی خان داروغہ ضلع جہانسی خلف حکیم ابو سعید خان

نصیبا سے دوا عشق کی ہرگز نہین ہوتی — یہ وہ ہے مرض جب کوئی مرجا تو جاے

تجم تخلص میر نجم الدین احمد خلف میر عنایت علی متوطن بریلی تحصیلدار فرخ آباد

سنا کہ ہے اوٹھگیا دنیا سے وہ آج — گرا یا گل جیسے گئے نظر سے

تجم تخلص مولوی نجم الدین احمد خلف مولوی احمد علی باشندہ چریا کوٹ ضلع اعظم گڈھ

خجرم سے آتش دوزخ ہوئی پانی پانی — منفعل جرم سے جب تجم گنہگار آیا

تجیب تخلص میر بہادر علی شاگرد فراق

اگر جا تیرے ہاتھون سے خونبہا دل کا — تو لونگا دست نگارین سے خونبہا دل کا

تحیف تخلص حق وردی خان

فرشتہ پوچھنے مجھسے جو کچھ مزار مین آئے — تو بولون مین کبھی جب تک نہ شکل یار مین آئے

تحیف تخلص سید برکت علی مراد آبادی

ابھی مین شہر خموشان مین ڈالدون اک شور — خدا جو دے مجھے اکدم کو بھی قرار مین کہ
یہان تلک تو رکھا تیرے عشق نے مجبور — کہ اپنے قابو مین دل ہے نہ اختیار مین ہے

نحیف تخلص نواب مہدی علی خان بہادر خلف نواب حفیظ اللہ خان مرحوم و داماد نواب احمد علی خان بہادر والی رامپور لندن کی سیر بہی کی ہے انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تہی

اونکو غفلت مری جانب سے اگر کچہہ ہی سہی ‖ بے خبر کیون ہوئے ایسے کہ خبر کچہہ بہی نہین

نحیف تخلص محمد عوض علی خلف میر احمد شاہ باشندۂ فرخ آباد

خفا ہو کے محفل مین آئے ہوئے ہین ‖ غضب کے وہ تیوری چڑہائے ہوئے ہین

ندا تخلص مرزا معین الدین دہلوی خلف مرزا احمد بخش ابن شہزادۂ خجستہ بخت شاگرد مرزا کریم الدین رسا

کیا خاک ہو پہر دوستی کی اوس سے توقع ‖ جسمین نہ مروت ہو نہ ہو پاس وفا کا

ندرت تخلص شیخ عابد علی خلف شیخ امانت علی خان باشندۂ سکندرہ ضلع [illegible]

جو گیسوے پرپیچ کی بند سنگہاؤ ‖ مدت سے پریشان ہین پریشان تمہارے

ندرت تخلص مرزا اصغر مرثیہ اور سلام مین امامی تخلص کرتے تہے

غضب ہے عشق کسو سے کسو کو پیار نہ ہو ‖ کسی کے لطف کا کوئی امیدوار نہ ہو

ندیم تخلص مرزا علی مرثیہ گو باشندۂ دہلی معاصر میر تقی

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین ‖ بجاے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

ندیم تخلص سید محمد عسکری متوطن کڑا ضلع الہ آباد تہا شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

زمین قبر سے مجکو بڑی ندامت ہے ‖ کہ مشت خاک نہین ہے فشار کے قابل

ندیم تخلص شیخ علی قلی مرثیہ گوے دہلوی معاصر سودا نواب محمد جعفر خان کے عہد مین مرشدآباد مین وفات پائی

بیقرار عشق کو ہے زندگی نقص کمال ‖ مر چکے سیماب تب کشتے ہین یہ اکسیر ہے

ندیم تخلص سید پیارے صاحب لکہنوی

جلد و ایکہین کہین اوس رشک قمر کو جلد ‖ کہ دگرگون نظر آتی ہے جگر کی صورت

ندیم تخلص مرزا احمد علی بیگ خلف مرزا علی تقی بیگ صوبہ دار باشندۂ فرخ آباد

شیرین سخنی فیروزن سے دہان کرتے ہو تم
شکر تا ہے بیان شور نمکخوار تمھارا

ندیم تخلص محمد شفیع ولد میر محمد رفیع لکھنوی شاگرد مہدی علیخان قبول

گرداب بلا مین پھنسے دیکھے جو بشر تاف
دریا شکم صاف ہے دریا کا بھنور ناف
یوسف تمھارے سامنے بازار مین جو آئے
دیکھے کبھی نہ اوسکو خریدار آنکھ سے

نزار تخلص سید قاسم علی ولد میر احمد علی شاگرد مصحفی وطن انکا مشہد بزرگوار و ان کے
آبا پہلے دلی مین بعد ازان فیض آباد مین سکونت کی تھی انکا مولد و مسکن لکھنؤ ہے

دل دے تو بیٹھے اوس جب سے پیر کو نزار
پھر کیون پکارتے ہو یہ ہر دم کہ ہای دل

نزار تخلص خواجہ محمد اکرم شاگرد میر تقی میر

کیا کیجئے غرض صبر کا مقدور نہین ہے
اک زخم نہین دل یہ کہ ناسور نہین ہے

نزہت تخلص مولوی برہان الدین باشندۂ قصبہ دیوا ضلع الہ آباد

گو تم دم مردن مرے بالین پر آئے
کیا ظلم کہ اسوقت بھی منہ ڈھانپ کر آئے
اک قامتِ رعنا کا تصور تھا کہ سچ
ہنگامۂ محشر کے تماشے نظر آئے

نزہت تخلص رفیع الدرجات خلف عبرت رامپوری

لالہ داغ جگر ہے صحرا وحشت ہے
شبنم شبنم رقت ہے اور گلشن گلشن الفت ہے

نزہت تخلص مرزا ارجمند دہلوی نامہ نویس عماد الملک نواب غازی الدین خان
بہادر نظام تخلص

چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا الجھاو گیا
ایک قصہ تھا گریبان کے سلوانے کا

نزہت تخلص مرزا کرامت اللہ دہلوی برادر زن مرزا جمعیت شاہ ماہر

اوٹھاؤن سر پر اگر ہووے غم خدائی کا
مگر نہین ہے گوارا ستم جدائی کا

نزہت تخلص لالہ رام سروپ ابن لالہ شام لال متوطن کرادلی ضلع
مین پوری

مہربان مجھ پر جو وہ خورشید سیما ہو گیا
آج روشن میری قسمت کا ستارا ہو گیا

نساخ تخلص راقم الحروف ابو محمد عبد الغفور

اشعار دیوان اول

شہید ناز ہون مین دیدۂ آئینہ رویان کا
گمان کیونکر نہ ہو زخمون پہ میرے چشم حیران کا

کیا ہے نفس امارہ نے گمرہ دل کو انسان کا
ہوا ہے غول خضر راہبر اپنی بیابان کا

کسی مہرو کی فرقت مین ہوئین جو موجزن اشکبیر
بنا ہے کشتی طوفان ہلال اپنی گریبان کا

سراپا زخم ہون تیغ زبان یار سے لیکن
نہین ملتا ہے مثل ذات حق نشان زخم پنہان کا

کہین مے سے چشم مست یار مین ڈورے جو ہین
مجھکو دہوکا دے رہے ہین دام آہو گیر کا

اون نکیلی بتنیون سے ہوگیا سینہ فگار
کیا اثر ہے ڈہال کے پہولون مین نکی تیر کا

جنبش ابرو سے اوسکے ٹوٹتا ہے مرغ دل
کام وہ صیاد لیتا ہے کمان سے تیر کا

موم دل جو ہی ستاتا ہے اوسے ہر سنگدل
شمع کا سر کاٹنا اک کھیل ہے گلگیر کا

ٹوٹ جائے رشتۂ جان اوسکا آنا ہو جو بند
آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا

کام تیرے پانون کا کب دست مانی سے ہوا
تیرا ہی نقش قدم نقشہ ہے روئی حور کا

پوچھو نہ حال گرمی حسن شباب کا
ہے دوپہر کو گرم مزاج آفتاب کا

اے صنم تیرے سنہرے رنگ کی تاثیر سے
پور دن پر مہندی کا چھلا خاتم زر ہوگیا

ٹکڑے پھر جوش جنون مین اپنا دامان ہوگیا
ہتکڑی ہاتھون مین پہر تار گریبان ہوگیا

سر سجدہ گوشۂ محراب ابرو مین جو ہے
ہندوی خال صنم شاید مسلمان ہوگیا

سونے کی مول بکتی ہے زنجیر آہنی
آیا ہے اسے پری جو یہ موسم بہار کا

حاصل ہے اشارون مین مزا لطف بیان کو
لیتا ہے وہ لوک شوخ سے کام زبان کا

اوسکی انکھیا کی جو چڑیا کا مجھے رہتا ہے دہیان
ہے کف دست آشیانہ طائر فانوس کا

کم نہین ہے سان کی گردش سے دو چشم مست
تنگ سی انکھون کو ڈورون سے تیغ تیز کا

کون ماہیت کو سے بت پرفن سمجھا
شیخ سمجھا جو حرم دیر برہمن سمجھا

نغمۂ شیشے مین نکلتے ہین صدا سے رنگین
تیری سنان پہ کھٹک ہے مجھے عثمانی کا

صید لاغر کو نہین فکر پر سرمہ کا خیال
چشمۂ زمزم پہ گویا قافلہ ہے ماہ کا

اوڑ گئے اوڑ گئے جو خبر سن کے مرے نالون کی
گاہ جاڑا گاہ گرمی دن کبھی برسات کا
آنا جو اوسنے بند کیا میری جان گئی
ہر نگاہ مست ساقی مین ہے کیفیت نئی
جو ذکرِ حق مین ہے این ہی سبحہ گردان سے
منہ دہونے مین کرے جو وہ مسواک کیا عجب
مارا جو تیر اوسنے دل داغدار پر
کس بت چین کا کہلا جوڑا کہ خوشبو ہے جہان
کب گوارا کرتی ہین نازک نفس سختی کا کام
پابوس کا لبے جو وہ پامال ہوا ہے
ہے غلغلۂ حشر و یا شور قیامت
روز و شب کے حال کے پرچے لگا دیتے ہین وزر
شک نہین پھرتے ہین روز و شب تلاش یار مین
اتنے گناہ کرتے ہین جنکا نہین شمار
پر زہر آبلے کو مرے دل کے دیکھیے
پروانہ صفت شمع کی ہے گرد ہمیشہ
بے اثر وہ ہین کہ بس مجھکو ملا یا خاک مین
ہاتھ اوٹھانے مین جو ہوتا ہے فلکیر کا شک
اوڑ جائے اور چمن سبز خوبان کو بہار خط
اب عاشق و معشوق کے دیکھا اثر عشق
تیز ہے جسکی زبان خاموش ہی رہتا ہے وہ
درد عاشق کا نہ ہو صدمہ کبھی معشوق کا
جو ہین عالی منزلت ہے خود بخود انکو فروغ

دل گلشن مین ہر اک مرغ خوش آواز سا
اک روش کٹنا بہت دشوار ہے اوقات کا
ضبط نفس نے توڑا ہے رشتہ حیات کا
ایک سی تاثیر مین ہوتی نہین ہے ہر شراب
کہ آسیا سے ہے مجوف دانۂ تسبیح
عالم کو یہ کہہ بولی ہے گویا دہن کی شاخ
پیدا ہوئی ہے شیر کی سر پر ہرن کی شاخ
مثل نافہ ہو گیا ہے مشک کا بازار بند
استخوان کوئی چبا سکتا ہے دندان گہر
دیتی ہے خبر یار کے پازیب کی جھنکار
یا اوس بت عیار کی پازیب کی جھنکار
یار کی ڈیوڑہی کے ہرکارے مین یہ شمس و قمر
جب یہ ثابت ہے کہ سیارے ہین یہ شمس و قمر
تنگ آ گئی ہین کاتب اعمال دوش پر
دیکھا نہ ہو اگر گہر آبدار سبز
صورت کی طرح صاف نہین سیرت فانوس
دفن گورو نہین کئی جو لکھے کتنے بار نقش
وصل کا دیتا ہے اب فتاح کو پیغام رقص
ہو سرمہ آئینہ رویونکی آنکھون کا غبار خط
بیتابی دل ہوتی ہے بیان ضبط نہ ہین ضبط
بزم عالم مین نہ ہو وے گوش زد تقریر شمع
سر کٹے پروانہ کی کرتا نہین شیون چراغ
مقبرہ کا چرخ پر جلتا ہے بے روغن چراغ

وہ لڑائی تمھاری کسے ہو کہ ہو وے سر بکف
ہے منہ پہ تیرے مبتلا جوڑی یہ تیری ہی قضا
تیری روئے صاف سے جو میری رنگ زرد کے
نہ آتے تم تو کب کی اے مری جان کوچ کر جاتے
اوڑے ہوئے سوئے دیوانہ آتی ہیں ہم
نہیں ہے تختی تنگی دہر سے ایمن
مبتلا ہجران میں ہو کر پڑ مر گئے تمھارے دل
جس سے عشق میں تیرے نسلخ کھل گیا
دل کو تمہ غنچہ خموشی بتان یاد نہیں
دلبر چلا گیا کوئی چال پر پسا
کالی سجے جو دسے تجھے غیر رشک سے
اوس بت کے ہجر میں جو ٹپکتے ہیں اشک صاف
امید وصل ہم ہجر میں بس دن گزرتے ہیں
پھرتے جواب صاف سے ہیں کاسۂ سوال
ہے وصل میں وہ زلف گرہ گیر گلے میں
دانت پنہان ہیں لب شیرین یار میں شیرین تر
دربدر اپنی نگہ پھرتی ہے ماری ماری
بوسۂ خال پہ تو دانت نہیں اے نساخ
چشم فتان سے جو ہے دستہ نرگس حیران
سرمہ کی حاجت نہیں چشم سیاہ یار کو
بل بے صفائی ہاتھ کی اے دلبر فرنگ
کیونکر زبان سے اوسکی نزاکت کا ہو بیان
ہون میسر مجھے ساقی ازل کی باعث

چشم قاتل ہے نگاہ تیز سے خنجر بکف
اے ماہرو صبح و مسا ایک ہے طرف یک اسطر
چاندنی چاندی کا پتر دھوپ سونے کا ورق
دل و دین عقل و ہوش خواب خور تاب و توان تک
بنی ہے فصل بہاران میں مثل برگ سنگ
ہوئی ہے گوشہ گزین سنگ میں اگر ہم سنگ
حیف دل افسوس دل اے ستم دل اے دل
کوئی نہیں ہے جان کا دشمن سوا دل
اسلیئے لب پہ مری نالہ و فریاد نہیں
تعویذ حب و بغض ہے نقش قدم نہیں
اوس بت کی دشمنی بھی محبت سے کم نہیں
سنگ بکان ہے کم مری چشمان نم نہیں
عجب کہ زیست ہے اپنی نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں
اس ہند کی بخیل بھی حاتم سے کم نہیں
اب طوق گلے میں ہے نہ زنجیر گلے میں
کونسا خرما ہے جسمین استخوان ہوتا نہیں
بیٹھ رہتا کبھی سائل کے مقدر میں نہیں
چابنی دانتون سے لوہے کے چنے کھیل نہیں
مسی لب سے ترے ہو گئی مجلس حیران
کام کیا سنگ فسان سے تیغ جوہردار کو
دل ہاتھون ہاتھ سے لیا مجھسے ملا کر ہاتھ
مہندی ملنے سے لال ہون جب مدعا کر ہاتھ
جام ہے شیشہ صراحی خم صہبا ہے

وہ میری عشق صادق کے اثر سے میرا معشوق
جو مجنون تھا وہ لیلی ہے جو لیلی تھا وہ مجنون ہے

ہوئی کیفیت اشراق حاصل مے کے پینے سے
ہر اک میکش ہے دور ہو مین ای ساقی فلاطون ہے

جدا معشوق سے عاشق کو کرد ے
مگر دور فلک شور اذان ہے

لاکہ آرزو کی خون سے ہے ظالم بھرا ہوا
آب بقا کہان تری چاہ ذقن مین ہے

شمع دا تنک غرور ناز معشوقانہ ہے
رخ پہ خط سبز غزل حسن کا پروانہ ہے

خاک پاتے مری مرقد کا نشان صبر و شکیب
بعد مردن جو تری چاہ چھپائی ہوتی

سرخ پڑا ہے اے بت شمشیر زن عاشق کا خون
خلق سمجھی ہے غلط پیشانی پر سیندور ہے

کی بیان حال مین اوسکی فراموشی کی یاد
آتے آتے تا زبان تقریر آدھی رہ گئی

کعبہ سجدہ اگر ہو ترا سنگ در اے بت
بھولی سی رہی یاد کہ سجدہ نہ کرینگے

مین پہ خوف دل کو ہے جو در بدر آوارہ ہے
دختر رز کو دو رسا غر جنبش گہوارہ ہے

اوسکو بھی میری جدائی سے ہو رنج
جان مشکل سے جدا ہو تن سے

اشعار دیوان دوم

سوئے جو خود فا کوئی بدگمان نہ ہوا
ہمارے اونکے محبت کا امتحان نہ ہوا

. خال فتنہ ہے جو فتنہ ۔ ہان نہ ہوا
وبال جان ہے جو گیسو وبال جان نہ ہوا

یہ اعتماد ۔ ما اونکی ۔ جو ن ئی پر
کہ وہ عدو سے ملے اور مین بدگمان نہ ہوا

گرہ ہے حال دل زار وصل کا مضمون
کہ پیش یار کبھی شرم سے بیان نہ ہوا

منہ پہ آئینہ نے قلعی بھی چڑھائی لیکن
نہ ہوا یار ترے منہ کے برابر نہ ہوا

کٹ گیا سر تو مرے حلق سے نکلی یہ صدا
سر بھی اک بار گران تھا نہ ہوا اسنر ہوا

دیکھتا ہون نظر یاس سے تو کہتے ہین
کیا کرین پاس ہمارے کوئی خنجر نہ ہوا

غبار خاکساران اڑ کے سوئے چرخ جاتا ہے
تعجب کیا فلک پر ہوا گر کوئے زمین پیدا

پردہ سے پردہ نشین جو تجھے پردہ نہ ہوا
پردہ چشم کو رشک آیا کہ پردہ نہ ہوا

اے لب یار اسی کا ہے مسیحائی نام
دل بیمار کا تم سے جو مداوا نہ ہوا

تجھکو تکلیف عیادت بھی نہ دی رشک مسیح
مرگیا جو ترا بیمار یہ اچھا نہ ہوا

نشترانی کی بھلا تاب کہان سے لاتا
یہ ہوا خوب کہ مین حضرت موسیٰ نہ ہوا

کثرت عشاق نے پردے مین چھپایا مجھے
یہ نگاہون کا ہجوم اے جان چلمن ہوگیا

تاکتا ہے زخم دل اوسکا ادا سے دیکھنا
رشتۂ نظارہ گویا تار سوزن ہوگیا

قتل ہونے پر بھی مین ہرگز نہ نکلا قید سے
زخم شمشیر ہلالی طوق گردن ہوگیا

رشک سے کیونکر نہ مرجاؤن کہ رکھا اوسنے
میری جان کو موت رنج مرگ دشمن ہوگیا

یاد مین زلفون کے روشن داغ کیسا ہوگیا
آفتاب آسمان جوش سودا ہوگیا

وصل مین جو دست رنگین سے چھپائی چھاتیان
طائر رنگ حنا اڑگیا کی چڑیا ہوگیا

خط جو نکلا حلقۂ گیسو ہوا بے نور صاف
دیکھکر رنگ زمرد مار اندھا ہوگیا

بیٹھے تم پردے مین بےپردہ ہوا میان اشتیاق
پردۂ انشا مین نہان روے اخفا ہوگیا

ہنستے ہنستے باغ مین جو گل کے منہ پر منہ رکھا
سرخ اوس گل رو کا منہ غصہ سے کیسا ہوگیا

جھوٹ دعوے اون سی آلودہ ہونٹھون کے کیا
پھول سب ہنستے ہین منہ سوسن کا کالا ہوگیا

نعش پر بے پردہ آئے اور سب دیکھین آکے
ہاے جینے سے بھی بدتر اپنا مرنا ہوگیا

کیون جلاتا ہے عدو کو واسطے اوس شعلہ رو
دل ہمارا اگیا کوئی تعویذ حب کا ہوگیا

جسنے اوس نوخط کو دیکھا محو الفت ہوگیا
خط سبز یار کیا نقش محبت ہوگیا

بعد مردن بھی اثر اللہ رے سوز عشق کا
فاتحہ کو جو گیا وہ شمع تربت ہوگیا

لاگ پر غیرون کی مجھسے دوستی کی یار نے
بغض دشمن کا مرے حق مین محبت ہوگیا

بخت کا شاکی وہ تھا مین سنکے پیغام وصال
شکر بھی آیا جو ہونٹھون تک شکایت ہوگیا

ہوگیا دشمن جو کی اوس پر محبت کی نگاہ
دیدۂ الفت نگر چشم عداوت ہوگیا

دور فلک ستمگر جب حسب مدعا تھا
آہون مین بھی اثر تھا نالہ بھی تب رسا تھا

کسے امید الطاف ستم آمیز جورون سے
وہ عاشق ہون کہ جینا مجھکو مرنے سے سوا آیا

ستم ڈھانے کو میرے پالکی بیٹھا بانہ آذر ہی
کمند گردن خوبان سے ہر نقش قدم میرا

یار کے ساتھ ہم آتے ہین اغیار بھی
جذب دل کا زور ہم دکھلائین گیا

اک نظر دلکو لگا وہ رہے نصیب
تماشا تھا دمِ مرزن اگر وہ خندہ بہ آجاتے
آسمان خاک مین ملا سنے جسکو
آئے ہین دیکھنے کے بہانے وہ نزع مین
قسمت تو دیکھنا کہ ستانے کے واسطے
ہر ایک میری جان کو آفت ہے اے ندیم
نالون سے مرے صور کا دم بند ہو آجتے
ہووے گا پردہ فاش دلِ چاک چاک کا
ڈرتا ہون کسکے غم مین ہین کیا بدگمانیان
رحم آگیا ہے حال یہ نساخ کے ضرور
شبِ فراق سے تھی بڑہ کے بیقراری رات
سونے دو ایسا نہ ہو جونکین تجھ ہو جائین قریب
وصل مین نساخ تم کیون چھیڑتے ہو ذکرِ غیر
نساخ جذبِ شوق کر وعدہ مگر ہے آج
جانے کا اونکو قصد یہانسے مگر ہے آج
ہے معترف گناہون کا نساخ اے کریم
بیرے مرنیکا یہ غم ہے کہ مجاور بنگے
مین نے ہر طرح سے کر دیکھا ہے گنڈا تعویذ
نقش کیا کیسا فتیلا اور کہان کا تعویذ
موت اوسکے منہ مین پانی جو آتی ہو آج
منتظر مین وصل مین اسکا کہ اوٹھ جائے حجاب
تیری آتی ہے ان آنکھون مین نہ ٹھہرا انتظار
اوس بت پیمان شکن کی بات پر اے دل نہ بھول

دشمن بھی رات میری طرح بیقرار تھا
تو دستِ یار مین نساخ وا دامنِ قضا ہوتا
تیرے دل کا غبار سہے گویا
مرنا تو اور جینے سے دشوار ہو گیا
اے ہمنشین رقیب بھی ایک آسمان ہوا
ناصح ہوا رقیب ہوا آسمان ہوا
نساخ کبھی حشر بپا ہو نہین سکتا
چلمن سے شکل اپنی نہ مجھکو دکھائین آپ
ناحق کا ماجرا نہ طوفان اوٹھائین آپ
کرتے ہین اوسکے حق مین جو ہر دم دعا ہم
سحر کا خوف رہا وصل مین جو ساری رات
خفتگانِ خاک کو نالو جگاتے ہو عبث
فتنۂ خوابیدہ کو دیکھو جگاتے ہو عبث
کیون ہر گھڑی نگاہ تری سوے در ہے کج
گردش سپہرِ آسمان کے ہے رنگ دگر ہے کج
اک دن ادا ہوئی نہین مجھسے نماز صبح
گور پر بیٹھ رہے مہر و وفا میرے بعد
نقش باطل ہین یہ سب نقش فتیلا تعویذ
عشق صادق ہے جو پوچھو تو ہے سچا تعویذ
کل آپ آئے تھے جیسے بہار دیکھکر
اور اونکو لالہ مرغ سحر کا انتظار
شعلہ رو کہہ تو سہی سیماب تنا یا انتظار
جان من وعدہ کہان کا اور کیسا انتظار

ن شعلہ
بان کو ٹھہرا رکھا ہے لب پہ شوقِ وصفِ حسن
تواضع سے کیا ہے صیدان شہری غزالون کو
مجھے گمراہی ناسخ سے حیرت ہے یہ حیرت ہے
بلائے تو اشارے سے جو اے پردہ نشین مجھکو
ہوا گرم سخن بے خوف اوس سے بزم اعدا مین
نہ جائیگا مرا خون رائگان اے قاتلِ عالم
کرتی ہے جو تسکین دلِ ناساز کی آواز
کوئی پیغام زبانی یہ نگر لایا ہے
خود بخود آکے جو کٹواتی ہین عشاق گلے
ساتون یہ دلفریب ہین دل کسکو دیجیے
پتا نہ سوزش پروانہ کا کبھی پائے
یہ مردہ زندہ کرنا نہین ہے کہ سہل ہو
نہین ہے اب کوئی مونس اسی سے جی بہلے
ہے بوسۂ لب شیرین بھی کسقدر شیرین
طریق عشق مین ہین خضر راہ اے ناسخ
ہوئی ہین لاکھون ہی ایسے کرامتین ظاہر
اپنے دلمین کیا ہی چھپاتے ہین در کو کھولکر
آفت ہو تم بلا ہو ستم ہو غضب ہو تم
آتی ہے اونکی جان لبون سے جو پھر گئی
تم سے ہوا نہ دردِ دلِ زار کا علاج
کیسا فلک پہونچے کبھی اونکے کان تک
سودائے زلف سر سے نکالین یہ جی مین ہے
سامان نگار سے ہے وصل مین کیا

کر رہا ہے دیکھنے کار مسیحا اشتہار
قدِ خم گشتہ کار تیر کرتا ہے کمان ہوکر
چلا گھبنے مرید حضرت پیر مغان ہوکر
کرینگی کام تیری اونگلیان گویا زبان ہوکر
رہا محفوظ مین بتیس دانتون مین زبان ہوکر
گواہی حشر مین دیگا ترا خنجر زبان ہوکر
قانون شفا ہے یہ ترے ساز کی آواز
پائے قاصد مین ہے جبریل کی پر کی آواز
نقش تسخیر ہے قاتل تری تلوار کی پاس
ابرو مژہ نگاہ جبین زلف خال خط
چراغ لیکے اگر ڈھونڈہی کو جائے چراغ
اے حضرت مسیح ہے مشکل دوائے عشق
نکل نجائے خدایا کہین یہ حسرت دل
کہ بند ہوگئے اے جان لب شکایت دل
ہمارے قبلۂ و کعبہ جناب حضرت دل
ہین ایک مرشد کامل جناب حضرت دل
غضب کوششِ غم جیب زنجیر کھڑکاتے ہین ہم
لیکن کسیکے ہو گئے محجب ہو تم
کہنے لگے مرو ہی کہین جان بلب ہو تم
پھر کونسے مرض کی تا دردوا ہو تم
ہم جانتے ہین نالو ترے نارسا ہو تم
کب تک سنا کرین یہ بھلا کیا بلا ہو تم
مین تو بس ایک ہی نہین مین نہین

مرے لاکھ بار تو نے کہا
وہ سما جاتے ہین مانند نظر آنکھون مین
اوسکے حسن نمکین کا یہ سمایا ہے خیال
مین تو نہین ہون بوالہوس مین تو نہین ہون بیوفا
کیون نہ کرین بہانہ وہ پاس ہمارے آنے مین
شکوہ ہمارا کیون کیا نام ہمارا کیون لیا
برابر اوسکو شب و روز وصل یار مین ہے
تم سے ڈرتا ہون کہین توبہ نہ آئے نوبت
دم تزئین جو اجو شانے کو
آہ سوزان سے دل ہوا ٹھنڈا
جل اوٹھے اور آگ دل مین مرے
ہون وہ افتادہ نقش پا کی طرح
نہ بولو منہ سے مگر آنکھون سے سلام تو لو
جل بجھا خاک ہوا مٹ گیا برباد ہوا
خاک معشوق کو ہو عاشق دلسوز کا غم
اے سکندر کس سے مانگون داد ہاتھون سے تری
آئینہ کی اوٹ کر لی میری صورت دیکھکر
بزم مین اونے اوٹھا کر آئینہ دیکھا جو شب
لی نہ اوس آئینہ رو نے وصل مین کروٹ ادھر
کیا صفائے سینہ ہے جو کچھ نظر آتی ہے صاف
ہجر مین خوب وقت پر پہونچے
بیماریون سے آئی ہے صاحب صبا مجھے
وقت وہ ہے عشق کی مٹی خراب ہے

خاک اثر تیرے مرکہین مین نہین
کرتے ہین دیکھتے ہی دیکھتے گھر آنکھون مین
خواب کا بھی نہین ہوتا ہے گزر آنکھون مین
مین تو نہین ہون کچھ رقیب گھر مین مجھے بلائیے
یہ تو نہین عدو کا گھر جسکے بیان دو آہین کون
ہمسے نہین ہے لاگ اگر غیر دنسے وہ لگائیے
مگر رقیب کے سر پر یہ آسمان نہین
آپ سے آپ لگے کہنے جواب تم مجھکو
زلفین اولجھین مرے پہنانے کو
مین دم سرد جی جلانے کو
اشک دوڑے تھے جو بجھانے کو
ننگ سمجھا ہون سر اوٹھانے کو
تم اپنی چشم سخنگو سے کوئی کام تو لو
شمع نے تو بھی نہ لی کچھ خبر پروانہ
شمع ہنستی تھی کھڑی رات سر پروانہ
کیا بگاڑا ہے حسینون کو بنا کر آئینہ
وائے ناکامی بنا شد سکندر آئینہ
ہو گئے حیران جوان و پیر پشت آئینہ
شور دل ہے نالہ شبگیر پشت آئینہ
آئینہ مین ہے عیان زنجیر پشت آئینہ
اے اجل مرحبا جزاک اللہ
تم بھی خدا کی شان کہو بیوفا مجھے
اب بوالہوس بھی کہنے لگے بیوفا مجھے

ناتھیا

مرجاؤن مین تو ترک کرین وہ رقیب کو
کرتے نہین ہین بات شب وصل کیا کہین
نہین ہو پہنچتے ہین زلف دراز بھی اوسکو
برسون سے جان دیتے ہین مرنا نہین نصیب
ہے بات ایسی ہی کچھ تو کہ بزم یار مین چپ ہون
تدبیر اپنی جان کی اے قند کیا کرون
کبھی طور پہ بچاؤن اسلی کہون نہ ہر گز
زلفین سنبل نے سنواری مستی سوسن نے ملی
جمع جو عشاق مین اور پڑہتے ہین ہر دم ورد
مرے تیرے عشق کی سب مرد و زن مین دہوم ہے
گل سے بلبل کو محبت سرو کو قمری سے عشق
کرتی ہے بپا ہر دم ہر لحظہ نئے فتنے
بہار آئی ہے اے نساخ جی مین ہے نکل جاؤن
کسکو منظور ہے دشمن کی دعا کا احسان
بہرا جاتا ہے شورش شوق سے دل
جلاتی ہے مردون کو وہ چشم کا فر
پہڑکتی ہین نساخ جو اپنی آنکھین
یون محبت وہ جتاتے ہین مجھے
ہوتے ہین پردہ در پردہ راز
یہ ہوا نقش محبت کا اثر
کہتے ہین عاشق صادق مجھکو
کشمکش مین جو پہنسا زلفون کو سلجھا کے
خاک آلودہ لباس اپنا جو دیکھا کی وفا

بس چلا نکا زبان ہی مری حق مین سود ہے
عقدہ دہان یار کا دشمن کا راز ہے
شب فراق بڑی بد بلا ہے کیا کہیے
حاصل یہی ہے الفت زلف دراز سے
عدو سمجھتے ہین منہ مین مری زبان نہین ہے
آئی نہین فراق مین کیا موت مر گئی
مرے دم مین دم کہان ہے کسی تاب لن ترانی
آمد فصل بہاری کی چمن مین دہوم ہے
نقش پائے یار کیا قہر دل مرحوم ہے
لیلی و شیرین و قیس و کوہکن مین دہوم ہے
فصل گل مین رسم یاری کی چمن مین دہوم ہے
پیری یہ فلک کی ہے یا رونگی جوانی ہے
برنگ نالہ زنجیر مین بند سلاسل سے
میری مشکل نہ خدایا کہین آسان ہووے
سراپا تمنت ہوا چاہتا ہے
زنگی مسیحا ہوا چاہتا ہے
کسی سے اشارا ہوا چاہتا ہے
چشم دشمن سے چھپاتے ہین مجھے
بات پردے سے سناتے ہین مجھے
مثل تعویذ جلاتے ہین مجھے
اپنے نزدیک بناتے ہین مجھے
دل صد چاک اولجھتا ہے ترے شانے سے
گرہ ہے یا شرمندہ تسخیر پیراہن مین ہے

ہجر مین کیا کیا مجھکو جلایا سرد ہی دل باد سحری سے
دیوانہ ہون وون جو تشبیہ آگ وہ ہو گئے نام پری سے
گاہے جلایا گاہے مارا خوش نگہی سے بدنظری سے
شانے نے سلجھائین وہ زلفین اوالجھائین آشفتہ سری سے
خاک خبر لے میری وہ غافل بیخبری ہے بیخبری سے
گھڑی بھر بھی جو بیفکری مین گزرے خضر بہتری عمر جاودان سے
مدت پہ راز پند و نصیحت کا اب کھلا نساخ مجھکو رات ۔ ناصح گئے گھیر لے
تم دشمن بد مین سے جو پردا نہین کرتے اچھا نہین کرتے ۔ یہ اچھا نہین کرتے
کرتے نہین ہم گل کی روش چاک گریبان بلبل کی طرح عشق کو رسوا نہین کرتے
کیا جانیئے کیا اونکو گمان ہے کہ ہمیشہ وہ بیخبر آجاتے ہین وعدہ نہین کرتے
شرمانے لگے کیون دل صد چاک سے میرے چلمن سے کبھی آپ تو پردا نہین کرتے
کیا مین ہی گنہگار ہون آنکھین نہ لگالو اغیار تمھین بزم مین دیکھا نہین کرتے
گر کہیے کچھ بولیے کیون وصل مین چپ ہین کہتے ہین کہ ہم آپ کا کہنا نہین کرتے
بے مہر ہین بیدرد ہین بیرحم ہین نساخ اصنام ذرا خوف خدا کا نہین کرتے
مجھسے کرتا ہے جو خوش چشم اشارا کوئی بزم مین ہاے بگڑ جاتا ہے کیسا کوئی
رشک اونکو بھی ہے جو باغ مین دیکھین یہ حکم مجھسے اے گل تک نہ ہنسے بولے نہ غنچا کوئی
پردۂ دیدہ و دل مین ہو تمھین جلوہ نما کیا چھپائین کہ نہین آپ سے پردا کوئی
وصل مجھکو نہ ہوا اور نہ دشمن کو فراق ہاے نکلی نہ مرے دل کی تمنا کوئی
مشکل آسان جو ہوئی دیکھ کے اونکو دم نزع بولے وہ ہاے نہ آتی تو نہ مرتا کوئی
ایسی دیکھی ہے لگاوٹ غلط انداز بہت چھین سکتا ہے مرے دل کو بھلا کیا کوئی
ہے عجب دور کہ ہر ناکس و جاہل نساخ زعم مین اپنے کوئی میر ہے سودا کوئی

نسبت تخلص منشی رگھناتھ پرشاد متوطن شاہ آباد شاگرد منشی مود عالم مقصود

استخوان ہر ایک سوز غم سے جلکر رہگیا شمع کے مانند دل غم سے پگھل کر رہگیا

نسبت تخلص میر احمد علی مرحوم ریختی گوے لکھنوی صاحب دیوان ہین

اے دوگانا وہ اگلی آنکھہ نہین	تجھسے تیری یہ پھر گئی ہے آنکھہ
بلکہ ہراک شخص سے جو کرتی ہے	کسی بانکے سے کیا لڑی ہے آنکھہ

نسیم تخلص نسیم اللہ باشندہ میرٹھہ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

دم بدم آج دم سرد جو بھرتی ہو نسیم	یاد شاید چمن کوچۂ جانان آیا

نسیم تخلص مولوی حکیم نسیم اللہ خلف حکیم محمد علیم اللہ باشندہ کول عدالت کول مین وکالت کرتے تھے

بے سبب ہر کس و ناکس سے لڑا کرتی ہو	اپنی آنکھون کو ذرا اوبت پرفن سمجھا
نسیم اون سے کہتا ہون گر بات کوئی	تو کہتی ہین کیا کچھہ سنا چاہتے ہو
گلی مین کے روز کرتے ہین وہ عاشقونکو قتل	ہر روز اونکے کوچہ مین روز شمار ہے

نسیم تخلص نواب محمد حسین علی جاگیردار ہرلور متعلق الیسور

عاشق ہون زلف کا مین گنہ کیجیے معاف	گرکچھہ خطا کی بات زبان سے نکل گئی

نسیم تخلص گلزار علی

عزیز دن کے ساتھہ اوسکی تو سارہو تیا کیسو	اک ہم ہی ای نسیم اوڑا اسکے کو خاک ہین

نسیم تخلص دیاشنکر پنڈت کشمیری ولد گنگا پرشاد باشندہ لکھنو صاحب مثنوی گلزار نسیم شاگرد آتش اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے مثنوی انکی نظر سے گذری

ذلت سے ہے جو پھیلاے بشر پیش بشر ہاتھہ	یارب نہ کبھی ہاتھہ کا ہو دست نگر ہاتھہ
کس سوچ مین ہو نسیم بولو	آنکھین تو ملاؤ دل کہان ہے

نسیم تخلص مرزا راجہ کدار ناتھہ دہلوی پیشکار نظارت دربار شاہی نبیرہ راجہ رام ناتھہ بہادر شاگرد رنگین

قتل ہاتھون سے ترے یہ دل رنجور ہوا	درد سر روز کا تہا خوب ہوا دور ہوا
ہے جب سے جہا ہم سے دل آرام ہمارا	پاتا ہے نہین تب سے دل آرام ہمارا

مسی مالیدہ دندان یار کے یکسر چمکتے ہین
تعجب ہے کہ تارے ابر مین کیونکر چمکتے ہین

نسیم تخلص پنڈت برج ناتھ اکبرآبادی

کسی کو دیکھنے منظور ہو جو خار مین روح
تو آکے دیکھے یہان سیر سے جسم زار مین ہم

نسیم جائے اگر باغ مین وہ جان جہان
ہر ایک گل مین پڑی جان ہر ایک خار مین روح

نسیم تخلص اصغر علی خان دہلوی بن نواب آغا علی خان مقیم لکھنؤ شاگرد مومن خان اشعار انکے اچھے ہوتے ہین لکھنؤ مین انکے شاعری کا بڑا شہرہ ہے دیوان انکا نظر سے گزرا سنہ ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری مین انتقال کیا

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا
قل نالۂ زنجیر مین ہے صل علے کا

جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر
میرا سا اب تو حال ہوا روزگار کا

اونہین ہست تہی مجہکو خواہش رہا جہگڑا نہین ہان کا
وہان دہن نہین یہان صاف تہا مطلع گریبان کا

حیا بڑہنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا
اشارا ہوکے رہجاتا ہے ہم پر مہربانی کا

کبہی آغوش مین رہتا کبہی رخسارون پر
کاش اسے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا

منہ میرا نہ کہلواؤ کہ ہوجائینگے لب بند
دیکہو یہی اچہا ہے کہ مین کچہ نہین کہتا

صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر
ہاے منہ دیکھے گا اگر وہ مسلمان میرا

کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خبردار رہو
کیا جہنم بہی کوئی کوچۂ جانان ہوگا

کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین
کہ بالاے زمین کیا کیا نہ ہوگا

دیکہو رقیب آئے دیکہو رقیب آئے
کیا منہ اب آپ کا ہے جو منہ چہپائے گا

نہ گہورئیے مجہے بوسہ اگر دیا تو لیا
رقیب دل مین سمجہ لو اگر ملال ہوا

افشاے محبت کا جو تہا خوف تو ہر اشک
آنکہون مین نہان تہا کوئی دامن مین چہپا تہا

جب مین بیتاب ہی گہبرایا تشفی اسنے کی
مونس جان حزین شب بہر ترا اقرار تہا

بیکسی اپنی وہ رو رو ناتیرا
مجہکو ہنگام سفر یاد آیا

گلے مین بخت کے اونکا بہی کچہ قصہ نکل آیا
ہوئی تہی صلح کس مشکل سے پہر جہگڑا نکل آیا

یہ حسن تہا کہ آنکہ ہماری جہپک گئی
پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹہا دیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے
معاذ اللہ گر ہے نوجوانی
وائے قسمت کہ رہے ہین وہ رہی سحر دیکھیے
ایک بوسہ بھی نہین اچھی طرح لینے دیا
اللہ ری بیکسی کہ یہ نوبت ہے آج کل
دشمنی کی مجھہ سے میری ازدیادِ شوق نے
منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
آنکھون مین ہے لحاظ تبسم فزا ہین لب
ہوتی ہین جوشِ عشق مین جو جو تکاتین
کہتے ہین مجھکو دیکھ کے خاموش خیر ہے
کسقدر خاطرِ شنیدہ ہے وشوار پسند
ہاتھ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
بوسے گر چھنے لیے ہین تو دیے بھی ہم کو
کس کس مصیبتون سے ہوئی ہے نصیب مرگ
دیکھو او قاتل بسر کرتے ہین کس مشکل سے ہم
برق نے اک طرزِ بیتابی مرا سیکھا تو کیا
موت کا ہے کو قیامت تک اب آئیگی ہمین
شوقِ شراب و خواہشِ جام و سبو نہین
بوسہ ہم آج مانگتے ہین
برہم ہین وہ غیرِ بے حیا سے
اچھا اچھا عدو سے ملیے
ارمان نکل جائین کچھ عاشقِ مضطر کے
تھا یہ خطرہ کہین پسند نہ ہون

تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا
رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا
کسلیے تکلیف کی ہے آپ فرمائیے کیا
بولے جھنجھلا کر اجی بس دم مرا گھبرا گیا
ارمان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا
اضطراب ایسا بڑھا آخر کو بیدا ہو گیا
مانند قول یار مین بے اعتبار تھا
شکرِ خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہین آپ
کہتا ہے ناز سے وہ بتِ سیم تن درشت
کیون چپ کھڑے ہو سامنے دیوار کیطرح
خبر اجل کچھ نہین کرتا ترا بیمار پسند
یہ ارادہ سے ایک مشتِ خاک پر
چھٹ گئے آپ کے احسان سے برابر ہو کر
کیا کیا اوٹھائے ہین شبِ غم مین قضا کے ناز
چارہ گر سے درد ناوان درد کے دل سے ہم
سیکڑون باتین ہین ایسی خاطرِ ناشاد مین
سخت جانی حضرتِ عیسے بنائیگی ہمین
ہے سب حرام جب سے کہ پہلو مین تو نہین
کرتے ہین قسمت آزمائی
مانگین کچھ اوبھی خدا سے
جاؤ جاؤ اجی بلا سے
آنسو نہ مرے پونچھو رو لینے دو جی بھر کے
گالیان بھی مجھے سنا نہ سکے

جب اور کسی پر کوئی بیداد کروگے | یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے
کہا مین نے تنہائی ہے بات سن لو | کہا ہنسکے تمکو تو سودا ہوا ہے
سفر ہو دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے | نسیم جاگو کمر کو باندھو اوٹھاو بستر کہ رات کم ہے
ویتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بھی | خیر کسی طرح سے شرماؤ بھی
یہان تک تہی حریص نالہ بلبل | نکالی بیضے سے منقار پہلے

نسیم تخلص محمد یعقوب ولد حافظ غلام احمد نکہت تخلص خواہرزادہ عبد الحکیم بسمل شاگرد عبد الکریم سوز

نہ اوٹھاؤ نسیم کو در سے | جانیو خاکسار ہے اپنا
ہو گئے خاک ہم وے ظالم | دل مین تیرے غبار ہے ابتک
کوئی نبہتی ہے اسطرح کر سدا | اک نہ اک بات پہ لڑائی ہے

نشاط تخلص میرن شاہ درویش مقیم دلی بیس برس ہوئے کہ انتقال کیا

لگے ہو بیٹھنے اوس بیوفا کے پاس بہت | نشاط آپ کو یہ کیا خیال آیا ہے

نشاط تخلص مولوی الہی بخش باشندہ کاندہلہ قصبہ بڑے مدرس تہے دلی مین مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی خدمت مین تحصیل علم کی تہی

تیغ ابرو کا اگر کچہ بہی اشارا ہو جائے | آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہو جائے

نشاط تخلص ایسری سنگہ کایتہ عرف بسنت سنگہ ولد لالہ سندر داس شاگرد رنگین و انشاء اللہ خان

کوئی ترا ہی مارا چشم کا اور کوئی قامت کا | ترے کوچے مین ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا
پاؤن تک بسترس کہان ہے نشاط | ہاتہ سے ہاتہ تک نہین جاتا
نتہ کے حلقے کا دیکہکر عالم | ناک مین آرہا ہے میرا دم
آشنائی تجہسے کیا کی مجہسے نادانی ہوئی | دوستی میری ہی آخر دشمن جانی ہوئی
جسے چاہے ہے دل اپنا قیامت خوبصورت ہے | پری ہے حور ہے تصویر ہے محبوب صورت ہے
لے چلو ہم نہ بہرسے پاس وفا سوا اپنے | جو کیا تم نے سو تم پاؤ خدا سے اپنے

نشاط تخلص لالہ اجودھیا پرشاد فرخ آبادی خلف لالہ ایسری پرشاد

قلق و یاس و غم و رنج و الم درد و بلا
اور کیا عشق سے اے ہمدم دل ناشاد آیا

نشتر تخلص میر امداد حسین ولد میر حامد علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر انسے مرشدآباد مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

یاد آئی میکشی جو تری برشکال مین
بجلی کیطرح ہونے لگا بیقرار دل

نصرت تخلص لالہ گوبند رائے کایتھ شاگرد نصیر

کمر کا خیال اوسکے جب آ گیا
توسب نے کہا یہ عدم کو چلا

نصرت تخلص غلام نبی خان خلف حکیم مشرف علی خان باشندۂ فیروزآباد ضلع آگرہ شاگرد صمد علی حسرت

یاوری پر ہے آج کل تقدیر
ورنہ مین اور کوچہ دلبر کا

نصیر تخلص نصیر الدین غوثی جلیسری

گلبدن پھولوتمیں چھڑ کو نے کرے ہے اہتمام
عالم فصل بہار اب ہو کے آئی ہے بسنت

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو ولد شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان علیہ الرحمۃ شاگرد میر محمدی مائل آخر عمر مین حسب طلب دیوان چندو لال حیدرآباد دکھن کو گئے وہین وفات پائی مضامین عالی و تازہ خوب باندھتے تھے سنگلاخ اور مشکل زمینون مین اونسے بہتر کہنے والا پیدا ہوا نہین انکا دیوان نظر سے گزرا

پشت لب پر ہے تری یہ خط ریحان ایسا
منہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خوان ایسا

سبز بختی کہون کیا اپنی کہ جھٹ جان گئی
پڑھکر افسون جو کھلائے کوئی من لایا بیڑا

یون دل صد چاک کو منت دیدۂ تر بیچنا
یہ گل پژمردہ ہے اسکو چھڑک کر بیچنا

فلک پہ دیکھ مری دود آہ کا ٹکڑا
گھٹتا ہے شرم سے ابر بہار کا ٹکڑا

دیکھنی جب اپنی صورت وہ پری پیکر لگا
بنگیا آئینہ جوگی منہ کو خاکستر لگا

کیا کیجئے نصیر اپنی قسمت کا لکھا یہ بھی
اوس شوخ سے جو قاصد خط بھی نہ لکھا لایا

بیوجہ یہ دل زلف گرہگیر مین اولجھا
تیر خاکی سے نگاہ سرمہ آلود اوسکی دیکھہ
قیامت آپ کا قد اوسکے دلپذیر ہوا
کمان و تیر نمط مجھکو ربط تھا اوس سے
ناوکون سے زخم پہلو لگتا ہے کنکھورا
باز آکہین اب سنگ صفتی سے نفس شوم
شب دیکھہ کہکشان کو جی مین خیال آیا
جینے کے لیے جنبش لب کا ترے کشتہ
نہ سمجھو کہ آغاز خط عارضی سے ہے
ہے ذوق سا قبا بطے کے نگار کا
گرفتار تعلق نقطہ پرکار آسا ہون
یہ کیا ہی کہکشان اسکو نہین کوئی بتانے کا
آہ کچھ ہمکو نہ تہی فرصت یکدم کی خبر
یون اشک زمین پر مین کر منزل مین پہونچے
نکلی تہی وہ مِ تیشہ زنی کوہ سے آواز
سچ بتا مجھکو تو سوفار خدنگ قاتل
ہے عجب جوہر کا عالم اپنی رشک حور کا
چھوڑا نہ تجہے نے رام کیا یہ بہی نہ ہوا وہ بہی نہوا
نہ بہر طواف کعبہ گئی نہ معتکف تھا نہ ہوئے
کہینچ اوسکو نہ لایا جذبۂ دل تاثیر نہ کچھ نالی نے کی
اوس لب کا لیا بوسہ نہ کبہو ہیہات نہ لپٹایا او
مجنون تو پہرا جنگل جنگل فرہاد نے چیرا کوہ دو
دست پر نور جو تیرا یہ ارادہ کرتا

دیوانۂ شامت زدہ زنجیر مین اولجھا
مرغ دل سمی ہے کیا ہوگا نشانا تیر کا
چہڑی سے سر تین بیٹھا فقیر ہوا
جب اوسنے آپ کو کہینچا مین گوشہ گیر ہوا
مت چہیڑ میرے دل کو بیٹھا ہے کنکھورا
گھر مین مری رحمت کا فرشتا نہین آتا
کیا کاسہ فلک مین افسوس بال آیا
منت کش اعجاز مسیحا نہین ہوتا
خدا جانے کیا اسکا انجام ہوگا
پہندا بنا ذن کیونکہ نہ بارش کے تار کا
مین اپنی چار دیواری سی باہر ہو نہین سکتا
نشان سے ہے پشت شبد بز فلک پر تازیانی کا
اے حباب لب جو تو نے یہ عقدا کہولا
جون قافلۂ ریگ روان اوٹھ نہین سکتا
فرہاد یہ دشمن سے تری جان کا ہوا
لہو کس کس کا پیے گا دہن سرخ ترا
سرو مین خوشہ لگا دیکھا نہ تہا انگور کا
ہمسے توبت کا فر بخدا یہ بہی نہ ہوا وہ بہی نہو
کیا شیخ و برہمن ہم نے کیا یہ بہی نہوا وہ بہی نہوا
مین دونون کا شاکی ہو رہا یہ بہی نہ ہوا وہ بہی
دل تجہسے برنگ پان و حنا یہ بہی نہوا وہ بہی نہوا
مین آہ رہا ہی دست و پا یہ بہی نہوا وہ بہی
نتیجہ مہر کا کیا تہا کہ پنجا کرتا

افسردہ ترے مرے اوسنے نہ کی ہم چشمی
شگفتہ ناز کو کرتی ہے تری چشم احیا
رات اوس بت کا ہوا بوسہ رخسار نصیب
تشفعہ اوس بت کی جبین پیہ ہوئی لعت یار و ہمین
حسن سے آگاہ اگر مغرور خوبون کو کیا
کوہین یار و پیر ہم پر عشق سے خالی نہین
پائے بوسی پر بنجا اے شمع تو گلگیر کے
کب چشم یار سے ہو دل زار کا علاج
سرگرم نالہ کونسا گذرا ہے اے نسیم
بیٹھا ہے کیا تو منہ کو کئی غنچہ وار بند
چشم خون افشان عاشق تحفہ ہے رنگ کا
خال چشم ایک یہ تعویذ نظر ہے تیرا
اوس شعلہ خو کی بزم مین مست کہین جا بج
ٹوٹا ہے عشق یون تری اس ناتوان
اوٹھہ کہین بیدار ہو کس نیند سوتا ہے نصیر
چرائی چادر مہتاب شب سکین نے بجو نیم
نہ سمجھو دانہ تسبیح مین گولی یہ زنجیری
ہے آفتاب سے یہ خم چرخ سا قیا
کیا اسی تحفہ کے قابل یہ گنہگار رہتا آہ
دم خرانے کا گمان یہ ہے کہ کرتا ہے تیز
سبز تا ہے یار کا شہد تیرا اے فلک
او دی وسمی کی نہین ہے یہ رنائے سبز
خیال زلف بتان مین نصیر پیٹا کر
ورنہ پانی کو رگ ابر کو پتلا کرتا
یہ فرنگی تو ہے اعجاز مسیحا کرتا
جھوٹ بولون تو خدا کا نہ ہو دیدار نصیب
دیکھلو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت
کارہی دینا تھا آئینہ کو اسکندر سمیت
رکھتے ہین خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت
عاقبت تاج زر آلودہ یہ پھیا سر سمیت
بیمار سے ہوا نہین بیمار کا علاج
بہاگی جو آہ سرد پھرا وسکی گلی سے آج
اتنا ہنسی مین ہم سے نہ بولو خدا رنجید
دیکھیے کیونکر رہے گا جیب اور دامان سفید
چشم بد دور لگی کیسی تجھے یار نظر
اے شمع لا نہ حرف شرارت زبان پر
گر آتے جسطرح سے ہما استخوان پر
ہے سفر درپیش غافل فکر زاد راہ کر
کٹورا صبح دو وڑا نے لگا خورشید گردون
کمر باندھی ہے زاہد لشکر عصیان کی تسخیر
نکل سبو سے خانہ خمار سے بھر
تم مری قتل کو اوٹے جو سفر سے تلوار
میری تربت کی سدا لوح مجھ سے تلوار
نقشون سے نقل کے ہین زمین پر ہالا
یہ جبین رات یہ تارون بھری آئی سپر
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

یہ غلط ہے کہ جیسے بول کا سر نیچا ہے
ہے سر دار یہ بھی گردن منصور دراز

ہو چکی باغ میں بہار افسوس
آہ اے بلبلو ہزار افسوس

طوفان ہے اس دیدۂ پر آب کی گردش
پانی بھری ہے دیکھ کے گرداب کی گردش

دل صید ہو گیا تیری پریشان نظری سے
کرتا ہے خطا ہووے اگر تیر کو جنبش

دریا دلوں کو ہم نے نہ دیکھا کہ جوں گہر
ہوں بہر آب و دانہ کبھی آشنائے حرص

نادان تلاش دانہ نکر مثل آسیا
ایسا نہو کہ تجھکو جہان میں پھرائے حرص

نہ تو مہتاب ہے نہ مہر درخشان عارض
رحل یہ خط ہے ترا جسمیں پہ ہے قرآن عارض

جیسے قرآن پہ ہو سبز غلاف مخمل
یوں خط سبز میں ہیں تیرے یہ پنہان عارض

ان دو شعر مرقومہ بالا کو صاحب سراپا سخن نے غلطی سے مولوی کرامت علی اظہر
شاگرد شاہ نصیر کے نام سے لکھا ہے

آزاد کسطرح سے ہے تو سرو بوستان
کھینچے ہے بینوا تو سراسر جبین پہ خط

خاک اب پروانۂ دلسوز رکھی تجھسے چشم
تیری آنکھوں پر تو چربی چھا گئی اکبار شمع

آ ساقیا شتاب تری انتظار میں
پڑھتا ہے یہاں دعائے قدح جام اب تلک

سرگشتہ جو ہوں صورت پرکار پر کبھو
باہر رکھا نہ گھر سے کوئی گام اب تلک

صیاد میں وہ صید ہوں ہے جسکے حال پر
صد چشم مہر سے نگران دام اب تلک

عاشق سوا ہے کسکو ہوا سے شکست رنگ
دل کی شکستگی ہے بنائے شکست رنگ

کرسے ہے کشور دیوانگی کو سر رگ سنگ
طناب خیمۂ مجنون بنی ہے ہر رگ سنگ

روشن دو چند مہ سے ہے اپنا چراغ دل
اے شمع عکس مہر نحوست ہے داغ دل

بلبل ہزار حیف نہ ہو ہمکنار گل
اور مفت میں نسیم تو لوٹی بہار گل

کب دل ہے پھولوں سے ہمارا ہمہ تن چشم
نظارۂ ساقی کو ہے مینا ہمہ تن چشم

اے تیر فگن ہم ترے ہاتھوں کی ہیں قربان
تو دی کیطرح ہمکو بنایا ہمہ تن چشم

برقع کو اولٹ منہ سے جو کرتا ہے تو باتیں
اب میں ہمہ تن گوش ہوں یا ہمہ تن چشم

فساد خون اسی سے ہوتا بنداد سکو گلشن میں
صبا کر تو ہوا خواہی سے وہاں گل و شبنم

ابہی لڑکا ہے وہ ہے بیخبری کا عالم
ہوا سے زلف یکسو ہو تو خال رخ دیکھتے ہین
برباد رفتگان محبت کی خاک ہے
سرکشی بیوجہ کچہہ کرتی ہین زلفین آپ کی
یہ وجہ ہے کہ خط ترے منہ پہ عیان نہین
دریا مین گہر ہے خضر علیہ السلام کا
بیٹھا ہون فرش خاک پہ مانند نقش پا
پایا نصیر گلشن ہستی سے یہ ثمر
سر مژگان ہر وقت نالہ آنسو کو ترستے ہین
جنگجو رکہا نہ کر تو تیر رسید ہے اتہہ مین
کبہو نہ اوس رخ روشن پہ جہائیان دیکہین
جو وقت بوسہ کے وہ آگیا دہان منہ مین
مرے حضور یہ بولی مین تیری چہاتی پر
اوسکے تیر دن کی ہین یون شرخ لہو سی پیکان
دل اپنا کیون نہ ہو بحر جہان مین جون گہر فارغ
غنچون پہ اوس پڑ گئی یکدست صبح دم
حلقہ یہ تیری چشم پر افسون کا دشت مین
واشد نہین ہے غنچۂ تصویر کی طرح
دم غنیمت ہے کوئی دم کی یہ صحبت ہے عزیز
تو ہم کو دکہاتا ہے سہ تو کو عبث چرخ
اوسنے تو ڈبویا مجہے اور اسنے جلایا
سب سے ملا کرا بروہم سے نفاق رکہو
آہ مژگان سے نہ کاوش کرد اے طفل سرشک

دیکہنا ہوگا جوانی مین پری کا عالم
کبہو بدلی گہر آتی ہے کبہو تارے چمکتے ہین
اے قیس دشت مین یہ بگولا اوٹھا نہین
مجہکو سوجہی ہے کہین اب مار یہ کہا دین نہین
آتش جو شعلہ زن ہو تو اوٹھتا دہوان نہین
عکس خط اوسکا آئنہ کے درمیان نہین
کیونکر اوٹہون جگہہ سے کہ منزل رسیدہ ہون
بار گنہ سے صورت شاخ خمیدہ ہون
یہ سچ ہے جو گرجتے ہین وہ بادل کم برستے ہین
دست جیب مین رکہہ سپر شمشیر سید ہو بانجہ
گہٹائین چاند پہ سو بار چہائیان دیکہین
تو لوز پستہ بنی ہے سیری زبان منہ مین
جو پہنچی ہاتہہ تو بدلا گلی کے بارسی لون
جیسے خشا خون پہ نظر آئین چمن مین مرچین
تلاش آب ہے ہمکو نہ فکر دانہ رکہتے ہین
شبنم کی دیکہکر تری ارس سینہ بند کو
دام بلا ہوا ہے غزال رمیدہ کو
کیا جانے کیا ہوا دل آفت رسیدہ کو
تجہسے پہر ملنا خدا جانے ہمارا ہو نہ ہو
ناخن جو تراشیدہ ہو کب عقدہ کشا ہو
ہو خانہ خراب آنکہہ کا اور دل کا برا ہو
اسس دوستی کو اپنی بالا ئے طاق رکہو
جسکے سایہ مین رہو اوسکا برا چاہتے ہو

دیجے دل مین کیون جگہہ اس آہ بی تاثیر کو
مت ستا ای زلف اتنا عاشق دلگیر کو
آب و دانہ چاہیئے ای سہرو جو ان اشک سا
کیا بوسہ رخ لون مین کہ بالی کی تری کونج
پامال ہوکے کون سنی سخت گالیان
زندگی مشکل ہے دست اشک سی پانی مجھے
کشتیٔ دل غرق ہو جائے نہ کس صورت سی آہ
سو بازار محبت یہ نظر آیا مجھے
پروا نہین پروانہ کے جلنے کی تجھے آہ
کیونکر نہ یہ شعلہ ہو دلا افعی گردن
دل صد چاک عاشق کو بناتا ہے گل بازی
جو گرا قطرۂ خون وہ بھی انا الحق بولا
وحشت سے مجھے ہاتھ اوٹھاؤ نہین تیجے
زلف مین دل جو گرفتار نظر آتا ہے
اسے غافلو دم اللہ صفت آئی جا بجر
کشتہ ہون تیغ نگہ کا تیرے اے زہرہ جبین
کی اوسکی دل مین آہ نے تاثیر عاقبت
افشا سے راز دیدہ و دانستہ کر دیا
شرح مطول اوسکی فقط زلف ہی نہین
ہوتا ہے ترے چہرۂ روشن کے مقابل
یہ درمیان سے اوٹھا دے حجاب کا پردہ
قبا دکھی ہے سیاکاری کی شب کس ماہ کی
یہ عالم اوسکے خط سبز نے دکھایا تجھے

جسمین گمان بھی نہ ہو رکھنا ہی کیا اوس تیر کو
سرکشی کو چھوڑ کا فرمان اپنی پیر کو
کام منزل تک چلی زاد سفر اتنا تو ہو
ہے نیش زنی مین مجھے کژدم سے زیادہ
رفتار تو یہ کچھ ہے تری گفتگو سو وا
قتل یہ اکدن کرے گا طفل ورزانی مجھے
موج طوفان ہو تمہاری چین پیشانی مجھے
دل کا جب سودا ہوا تب ہو گیا سودا مجھے
اے شمع کوئی خاک لگن تجھے لگا دے
مہتاب جو ہر شب قدح شیر پلا دے
جو کھیلے جانبردہ اوس بت گلفام سی کھیلا
بعد مردن بھی نہ حق گوئی منصور چھپے
ٹوٹتی ہے مرے پاؤن سلاسل کی دق
بال بال آہ گنہگار نظر آتا ہے
جیتو کہ نخل عمر کو یہ کہاے جاے ہے
چاہیئے بہر کفن چادر مہتاب مجھے
اس نخل سوختہ نے دیا ہے ثمر مجھے
ہرگز یہ تجھہ سے چشم نہ تھی چشم تر مجھے
خط بھی لگے ہے حاشیۂ مختصر مجھے
ہم شہر بدر راہ کو اے یار کریگے
ہاے تیرے اگر ہم رہے رہے نہ رہے
فلک جو کاٹ جنے سیکھا ہے بولی چاند تارہ کی
کہ جسکو دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہے

دل کا کیا دل ہلا زلف چلیپا ٹھہرے
دریدہ وہ آنکھ یار سے لڑتی ہو رات سے
کچھ ترے گانٹھ گرہ میں ہو تو سودا ٹھہرے
تار نظر کو رشتہ ہے چاک قنات سے

نصیر تخلص میر ناصر علی ولد عبد الغنی لکھنوی شاگرد ناسخ بیشتر فارسی کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

حاشیہ ہے خطِ ریحان سے گلستان پیدا
باقی شب وصال ہے چھیڑو نہ ذکر مو
سبزۂ خط ست نہیں ہے یہ بہار عارض
ہے عرض اب بڑہاؤ نہ طول کلام زلف

چشم کسکی ہے جو محوِ عارضِ جانان نہیں
کونسا دل ہے کہ شکل آئینہ حیران نہیں
آئین نظر جو رقص میں اوس گلبدن کے پاؤن
حیرت سے شمع سان نہ اوٹھیں انجمن کے پاؤن

مردم چشم دلبران ہو سپند
چشم بد دور ہے غضب کی آنکھ
بولے بالین پہ چشم مار روشن
ہیرے کی جو جان بلبب کی آنکھ

نصیر تخلص نصیر الدین خلف بدر الدین نواسہ منشی نبی بخش حقیر باشندۂ دہلی

ڈوبی ہین میری دیدۂ پرنم کے تیر سے
انہین سے میرے در پے آزار ہے ملک
نرم ہوا فرات ہوا ابر تر ہوا
ناصح ہوا رقیب ہوا چارہ گر ہوا

نصیر تخلص ارجن سنگھ ولد بدھ سنگھ داروغہ توپخانہ راجہ مختہر شاگرد محمد شاکر ناجی اختگر مقیم فرخ آباد

یہ کالی گھٹا رات اندھیری یہ سیاہی
کیا ہجر مین تڑپاتے ہین برسات کی راتین

نصیر تخلص محمد نصیر اوستاد مرزا فریدون قدر بہادر ولد علی اصغر اوستاد مرزا نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ خلف محمد عباس اوستاد مرزا غازی الدین حیدر والی لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان صاحب دیوان گزرے

یارب سزا ہمارے جلانے کی یا ہو دل
جنت نہو نصیب جہنم مین جائے دل
یہ عشق بد بلا ہے نہ سمجھی تھی اے نصیر
اب دل گنوا کے کہتے ہو کیون ہائے ہائے دل

اللہ رے حسن دیکھکر اوس سیمبر کی لو
بجھ بجھ گئی ہے مشعل شمس و قمر کی لو

نصیر تخلص شیخ مقصود احمد خلف مولوی ولایت احمد باشندۂ کاکوری

ترے ستم سے کچھ ایسی ادا نکلتی ہے — کہ خود بخود مرے دل سے دعا نکلتی ہے

تری گلی میں ہے یہ ازدحام لالہ رخان — ہزار گلشنون سے صبا نکلتی ہے

نظام تخلص نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر اعظم عالمگیر ثانی خلف نواب قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ بادشاہ دہلی اولاد مین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ سے تھے صاحب دیوان فارسی و اردو گزرے

آیا نہ کبھی خواب مین بھی وصل میسر — کیا جانئے کس وقت مری آنکھ لگی تھی

نظام تخلص نظام شاہ رامپوری

وہ ہی سب باتین ہوتین کیون ہم نہ کہتے تھے نظام — ملکے اوس عیار سے بدنام تو ہو جائیگا

نظامی تخلص شیخ نظام الدین برادر کلان شیخ فدا حسین فدا انسے ایک دیوان یادگار

ترے نظارے کو کھولی جو خواب سے آنکھین — تو ہووے نرگس شہلا گلاب سے آنکھین

کچھ آج دل سے بہت بیقرار پہلو مین — تڑپ رہا ہے جو بے اختیار پہلو مین

ہر ایک زخم ہو مرہم لگاتے اوس پر — ہزار زخم ہین دل پر ہزار پہلو مین

نظر تخلص مرزا علی ولد مرزا محمد امان دہلوی شاگرد مصحفی اولاد مین مالک اشتر رضی اللہ عنہ کی تھی وطن اونکا عرب مولد و مسکن لکھنو

نصب آئینہ مری قبر پہ کرنا پس مرگ — جانے تا وہ بھی یہ تھا عاشق زار عارض

نظمی تخلص میر خیر الدین باشندۂ علی گنج

دل لگا وہان جہان گزر ہی نہین — کیا کرون کوئی راہبر ہی نہین

رات فرقت کی کب کٹیگی خدا — شب ہجران کی کیا سحر ہی نہین

نظیر تخلص گنپت راے دہلوی شاگرد نصیر دہلوی

کیا زرد ہوئین عشق کی آزار سے آنکھین — ہمچشم ہین اب نرگس بیمار سے آنکھین

نظیر تخلص نظیر محمد خان خلف محمد فیض خان کوتوال فرخ آباد

باتین کرنے کا وہ موقع جو نہین پاتے ہین — وعدۂ وصل اشارون ہی مین کر جاتے ہین

وہ دبھی دیگا تو انکار نہین ہے ساقی — ہم بلانوش جو پاتے ہین وہ پی جاتے ہین

نظیر تخلص ولی محمد اکبرآبادی معلمی کرتے تہے بیشتر مخمسہ و مسدس کہتے تہے کلیات انکا نظر سے گزرا

اونوشش تصور مین جب مین نے اوسکا
لبہائے نزاکت سے اک شور تہا بوسہ کا

تہا ارادہ و تیری فریاد کرین حاکم سے
وہ بہی کم بخت ترا جانے والا نکلا

تجہے کچہ بہی خدا کا ترس ہے او سنگدل ترسا
ہمارا دل بہت ترسا ارے ترسا نہ اب ترسا

سبہون کو بہی ہین خوناب دل پلاتا تہا
فلک ہمین یہ سمجہے کیا یہ زہر کہانا تہا

خرام ناز سے اوس شوخ نے دامنکو جب جہٹکا
تو میری خاک نے کیا کیا ہوا کے ساتہ سر پٹکا

عبث محنت سے کچہ حاصل نہین تیشہ تراشی سے
یہی مضمون تہا فرہاد کے تیشے کی کہٹ کہٹ کا

ویتے ہون جان جور و ملک جسکی آن پر
کیونکر دماغ اوسکا نہو آسمان پر

جب سے لے چلا وہ دل مرے پہلو سے کہینچکر
دلسے مرے صدا یہی نکلی کہ ہائے دل

سرچشمۂ بقا سے ہرگز نہ آب لاو
حضرت خضر کہین سے جاکر شراب لاو

زلف ہو بر سر احسان تو گرفتار کرے
چشم کی مین عنایت ہو تو بیمار کرے

تہر جہکی کی جہلک تس پہ غضب بالا ہے
اب کوئی آن مین سب خلق تہ و بالا ہے

نظیر تخلص ایک شخص بنارسی شاگرد سودا کا ہے اور کچہ حال معلوم نہوا

تا ایک نظر دیکہے تجہے اے مہ تابان
رہتا ہے سدا مہر درخشان ہمہ تن چشم

نعمت تخلص شیخ عبد الحق مرحوم باشندۂ سکندرہ قوم برہمن سے تہے حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کی فیض صحبت سے مشرف باسلام ہوئے

تڑپے ہے پڑا یہ دل غمگین بغل مین
اب آکہین اے باعث تسکین بغل مین

نعمت تخلص نواب نعمت اللہ خان مرحوم

جاتا ہے بس ہین یار کے ایسا شتاب دل
آخر کو کیا کرے گا یہ خانہ خراب دل

نعیم تخلص شیخ محمد نعیم سپاہی پیشہ تہے

ظالم سے ہوا غیر مین جس یار کی خاطر
اوس یار کو منظور ہے اغیار کی خاطر

نعیم تخلص منشی محمد حسین خان باشندۂ کاکوری ... ہی تخلص کرتے ہین بیشتر کا

مین رہتے تھے اندنون لکھنؤ مین وکالت کرتے ہین ایسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مستی مین بوسے اوس لب لعلین کو لیئے ... بیہوشی مین ہوش ہے مجہہ بادہ خوار کا
اوڑکر زمین سے سرمۂ چشم فلک بنا ... رتبہ ہوا بلند یہ اپنے غبار کا
اے پیر رو جو تری یاد مین ہو اپنا وصال ... خلد مین بات نہ بہولے سے کرین حور سے ہم
آنہین سکتا زبان پر آہ ہمدم نام وصل ... ہجر جانان سے بیان تکطاقت دل [illegible]

نعیم تخلص نعیم اللہ خان دہلوی شاگرد حاتم

خیال کرکے ترے مو کمر کو روتا ہون ... وہ کیون نہ روئے پڑے جسکی بال آنکھون مین

نعیم تخلص سید امجد علی لکھنوی

اپنا رہا یہ ہجر مین عالم تمام شب ... ہچکی لگی رہی ہمین پیہم تمام شب

نفیس تخلص دلاور خان خلف سوری خان فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

گہستے ہین جبین سنگ در یار سے آخر ... اک روز چمک جائیگی تقدیر ہماری

نقی تخلص تقی علی خان عرف پیاری صاحب نبیرۂ سبحان علی خان کنبوہ باشندہ
لکھنؤ مقیم کربلا شاگرد فتح الدولہ برق وعلی اوسط رشک صاحب دیوان ہین

میرے آنکھون نے نقی لڑ رہی ہین کیا کیا آہین ... مجھکو دکھلاتی ہے کیا نرگس شہلا آہین
کیون تاکتے ہو تم دل وحشی خصال کو ... اے جان کیا کریگی ہرن کا شکار آنکھہ

نقی تخلص نواب علی نقی خان خلف نواب امام علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد باقر اور
اولاد مین شجاع الدولہ کے ہین

بچائے جان ہماری خدا اسے ہے یہ دعا ... بڑا ہے عشق بتان سے معاملہ دل کا
ہوا ہی او سکے لیے نوک خار سے ہے زیاد ... حباب سے کہین نازک ہے آبلہ دل کا

نقی تخلص سید علی نقی جلالوی شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

سوم کو پہول ہون تربت پہ میری نرگس کے ... کہ نکلے آنکھون سے میری انتظار مین جی

نکہت تخلص مرزا انیاز علی بیگ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ایک دیوان اردو
و ترجمۂ سکندر نامہ و فرہنگ مصطلحات زبان اردو اُنکے یادگار ہین

خط مرا اوڑا اوڑ کے اوسکو مین کبوتر بنگیا
خط کا ہر پرزہ کبوتر کا ہر اک پر بنگیا

دل کو دو پارہ مرے کیا کر دیا
تیغ دو دم نے دو دلا کر دیا

نہ کھلتا دل گر اوس زلف سیہ سے تیرہ بختون کا
تو کیون بیٹھے بٹھائے اوسکے پیچھے بلا لگتی

نافہ مین جو ہے مشک تو ہے بہرہ ور ہی بو سے
انسان جو وطن مین ہے تو شہرت نہین ہوتی

دمبدم قاتل کا دم بھر سکتے رہے
جب تلک جیتے رہے مرتے رہے

نکہت تخلص حافظ غلام احمد دہلوی قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

بیداری اور خواب ہین یہان جمع ایک جا
رکھتی ہے تیری آنکھون مین کیا کیا اثر شراب

اچھا ہوا کہ آنکھون سے خون ہو کے بہ گیا
مدت سے ایک آفت جان تھی بلاے دل

نگین تخلص حاجی مرزا محمد جان مرثیہ خوان شاگرد علی جان درخشان ولد مرزا محمد حسین متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ مقیم مرچی کہولا متعلق کلکتہ کربلا کی زیارت بہی کی ہے یہ شعر اِس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

افسوس حوصلے دل پرفن کے رہ گئے
بیٹھے صنم کے پاس تو بت بنکے رہ گئے

اللہ رے خوف روز نقاہت کہ طفل اشک
امیدوار گوشۂ دامن کے رہ گئے

مدفنِ عشاق پر آتا ہے وہ محشر خرام
خفتگان خواب غفلت کو جگانے کے لیئے

ہزارون طرح کی کیفیتین لبریز ہین دل مین
کہین بہتر ہے یہ کاسہ ہمارا ساغر جم سے

محمود تخلص شاہزادۂ مرزا احمد آسمان قدر خلف مرزا محمد خرم بخت بن مرزا محمد جہاندار شاہ عالم بادشاہ شاگرد ناسخ انکا مولد بنارس مسکن لکھنؤ

یہ کسکی ناوکِ مژگان ہوئی ہے خار پہلو مین
کرہای دل ہین پیکان تیر کے دو چار پہلو مین

ہوئے نالون سے جب فرصت تو شغل آہ کرتا ہے
ہمارا دل نہین رہتا کبھی بیکار پہلو مین

جبھی اے ہمنشین کچھ بادہ خواری کی ہے کیفیت
کہ ساغر ہاتھ مین ہو ساقی سرشار پہلو مین

نمود تخلص میر مہدی ولد میر عباس لکھنوی شاگرد آتش

جا ہو جلاؤ جا ہوا ہی خاک مین ملا لو
اے جان میرے پاس نہین کچھ سوای دل

نمود تخلص میر محمد حسین خان عرف چھوٹے صاحب برادر خورد سید محمد علی خان

شاگردون نصیری مین گلدستہ مین سے صاحب سراپا سخن نے انکو مرزا مہدی ثاقب کا شاگرد لکھا ہے انہون نے مجھسے اپنی کو برق کا شاگرد بتلایا تھا واللہ اعلم

زلف کا سر کو مری جس روز سے سودا ہوا
پانون پڑکے لگی زنجیر زندان کی طرف

بتون جاتے ہین خدا کی یہ تیری یاد مین
آخرت کرتی ہین غارت اہل دنیا ہیچ ہے

کہہ بلا مین لیتے ہین گہہ جاتے ہین محرم تلک
اسے نوازش اب گنہ ہوتے ہین کیا کیا مجھے

نوازش تخلص نوازش حسین خان لکھنوی عرف مرزا خانی ولد حسین علی خان ابن نواب ناصر خان شاگرد میر سوز صاحب دیوان گزرے

ایک عالم کو آزما دیکھا
جسکو دیکھا تو بیوفا دیکھا

حال بد کا شریک دنیا مین
نہ برادر نہ آشنا دیکھا

کیف مین کم بہت نوازش سے
عشق خوبان مین جو نشا دیکھا

عشق مین ایک خلل سا تہہ لگا رہتا ہے
اشک بھی نکلی نوازش جو کبھی دل ٹھہرا

زبس کہ رہتا ہے آنے کا اوسکی دہیان لگا
صدا سے در پہ ہے دریدہ اپنا کان لگا

پیریل کرتا ہے تو نوک مژہ کی آبداری پر
تجھے بھی طنطنہ کتنا ہے اتنی سی کٹاری پر

وہ کبھی دن جو بسر شب ہو ہم آغوشی مین
اب تو کٹتی ہے مری چار پہر آنکھون مین

یہ سانس ہے پیکان ہے نشتر ہے کہ دل ہے
کانٹا سا کھٹکتا ہے یہ کیا دیکھو بر مین

بن ہاتھ لگے دس کی جا سی نہین اٹھتا مین
لاغر اسے کہتے ہین تیار اسے کہتے ہین

حرام نیند کی اقرار وصل جانان سے
اتنی کوئی کسیکا امیدوار نہ ہو

کسی تیغ جفا سے جنگ سے امیدنسی کی
جو ہووے ہی تو ہان شاید وہان ہم تم [illegible]

یہ جانتے تو نہ باتون کی تجھسے خو کرتے
ترے خیال مین پہرون ہی گفتگو کرتے

ایک مین کیا خوب کر دیکھے اوس حسن آفرین
اپنی ہمنامی پہ حیران خود وہ صورتگر ہے

ایام وصل مین ہم لپٹے ہین جیسے اوس سے
یون وصل کی بھی کاغذ میان ہم نہونگے

آغاز عشق ہی مین شکوہ جنون کا اے دل
تک صبر کر ابھی تو کیا کیا ستم نہ ہونگے

خدا سے لو تو ملے آشنا نہین ملتا
کوئی کسیکا نہین دوست سب کہانی ہے

نور تخلص میر وزیر علی خلف میر بادشاہ لکھنوی شاگرد فتح الدولہ برق صاحب دیوان ہین

بیکر خط مین گنہگار سرا پا ٹھہرا — سیر انامہ مرے اعمال کا پرچا ٹھہرا
عاشق سے کیا ضرور ہین یہ فقرا نیان — ہوسی نہین مین آپ نہ یہ گفتگو کرین
ناہین نہ ناہین وصل پہ راضی ہون یا نہون — تقریر جا بکر یا رسے اب دو بدو کرین
حسن و جمال یار سے دل شاد کیجئے — معشوق کیجیے تو پری زاد کیجئے

نور تخلص حکیم نادر حسین ولد میر اصغر علی بن حکیم عوض علی باشندۂ بریلی بسبب منسوب ہونے ساتھ دختر ہمشیرۂ نواب معتمد الدولہ کے لکھنؤ مین سکونت کی تھی

اللہ رے سوز عشق کہ جب کٹ گیا گلا — رگ رگ سے بدلی خون کی نکلا بخار دل
بعد مردن بھی کسی سے نہین نیکی کی امید — خاک مین مجھکو ملانے کو احبا آئے
نور آخر کو ہوا آپ کے نالون مین اثر — لو دو تھامے ہوئے ہاتھو نسے کلیجا آئے

نور تخلص ایک شخص باشندۂ پانی پت کا ہے اور کچھ معلوم نہوا

آہو یہ تری آنکھین ہین یا نرگس شہلا — یا زہر ہلاہل سے کے بھرے جام ہین دونون

نور تخلص مولوی محمد نور الحسین مصنف دربھنگا ضلع ترہت باشندۂ شہر گیا کی شاگرد مولوی اولاد علی کا مش راقم کے دوستون مین ہین شعر بہت کم کہتے ہین

جن دنون مین مشتعل داغ دل بیتاب تھا — اک چراغ روز سا خورشید عالم تاب تھا
تھا شوق شہادت مجھے وہ بر سر کین تھا — خنجر مری قسمت کی برائی سے نہین تھا
سوتے مین تری گیسوے مشکین کی سر سر — ناسور مرے دل کا صنم نافۂ چین تھا
تربت پہ مرے نور ہے چادر شب مہتاب — روشن ہے کہ قاتل مرا اک ماہ جبین تھا

نور تخلص صمصام حیدر مرحوم برادر عمزاد علیجان منور تخلص ولد منشی حسن علی شاگرد راقم الحروف باشندۂ ہوگلی متعلق کلکتہ آغاز جوانی مین انتقال کیا

جو اللہ اد کھنے مین وہ پری کو میری سیلون مین — نور کیا زمانہ سر بائی طرح ہر دم بہتے ہین
روان ہین اشک سیکھون سے فرقت [illegible] — جگر اور دل لہو ہو کر ان آنکھو نسے نکلتے ہین

نہ پہونچے ہاتھ انکے وصل مین بھی یار ناز ک تک | اسی حسرت مین مر تے ہو کہ افسوس ملتے ہین

نور حق تخلص شاہ محمد جمیل دہلوی خلف خواجہ محمد جلیل شاگرد مولوی امام بخش صہبائی کسب باطن مولوی قطب الدین مرحوم خلف مولانا فخر الدین قدس سرہٗ و شاہ آل احمد عرف اچھے میان و حضرت محمد نصیر محمدی سے کیا تھا

رباعی

دنیا مین ہوا عدم سے آنا اپنا | اور آسکے ہوا نہ یہان ٹھکانا اپنا
جانے کی راہ ہے نہ رہنے کی جگہ | دشوار ہوا ہے منہ دکھانا اپنا

نیاز تخلص میر محمد سعید اکبر آبادی معلمی کرتے تھے

کہان ہے دسترس اپنے جو پہونچے تیرے داماں تک | نہ پہونچے ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنے گریبان تک

نیاز تخلص میر محمد علی مرثیہ گو باشندۂ دہلی مقیم حیدر آباد

خواب ان خانہ خراب آنکھون مین کیونکر ہو بپا | جنکی ہے برسات بھی رہتے ہین گھر سیکڑون ہوئے

نیاز تخلص شاہ نیاز احمد سرہندی ولد حکیم شاہ رحمت اللہ باشندۂ بریلی کسب باطن مولانا فخر الدین دہلوی و شاہ عبد العزیز بغدادی سے کیا تھا دہلی مین تربیت پائی تھی ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین ماہ جمادی الثانی مین ستر برس کی عمر مین وفات پائی دیوان فارسی و اردو انکا نظر سے گزرا

سمجھے جسے خواب عدم مین تھا نہ تھا زلف یار کا کچھ خیال
یہ جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا مین پھنسا دیا

وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
سو کشش سے دامن ناز کے اوسے بھی زمین سے مٹا دیا

یا الٰہی زورق گردون سنبھال | کسطرح امڈا ہے یہ طوفان اشک
صبر و قرار و شکیب تاب و توان عقل و دین | سب نے تو لی اپنی راہ رکھی کیون جان تو
عقل گئے مدرسے سر اٹھا عشق کی میکدے مین آ | جام فنا بیخودی اٹھو پیا جو ہو سو ہو

نیاز تخلص عبد الرسول باشندۂ جہانگیر نگر عرف ڈھاکہ

سادہ لوحی دیکھئے میری کہ ڈہونڈہ ہون مین اوسکو
جسکے ہاتہون شیشۂ دل میرا چکنا چور ہے

نیاز تخلص لالہ راجہ رام ابن لالہ جگناتہ باشندۂ بہگونت نگر

بہولکر بہی نہین کرتا وہ کبہی یاد مجھے
کردیا اوسکی فراموشی نے برباد مجھے

نیاز تخلص محمد نیاز علی خلف محمد مبارک علی باشندۂ بچہراؤن ضلع مراد آباد

سرگرم فغان شب دل ناشاد وحزین تھا
شعلہ مرے آہون کا جو تھا عرش نشین تھا

برباد ہوکے یار کے دل مین جگہ ملے
آباد کر گئین مری بربادیان مجھے

نیر تخلص مرزا احسن عسکری ولد مظفر علی بیگ عرف آغا جان باشندۂ لکھنو شاگرد مرزا رضا علی نوازش

کس حسن سے کے ہین ادس نے تو میان شکن لیے ہاتھ
ہیرے کی ہے کلائی مقیش مین سے ہاتھ

نیر رخشان تخلص مخدوم مکرم جناب نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر رئیس لوہارو خلف الرشید نواب احمد بخش خان بہادر مرحوم والی فیروز پور جہرکہ شاگرد رشید مرزا اسد اللہ خان غالب دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا بیشتر فارسی کہتے ہین علم تواریخ مین بہت دخل رکھتے ہین ہر زبان مین اشعار انکے شیرین و نمکین ہوتے ہین

آنکھون مین دشمنون کی کھٹکتا ہون مثل خار
گرا نہین ستم و جور یار کو

احسان ہے یہ مجھ پہ مرے جسم زار کا
شوق زیادہ جو کو مری بہی گران نہین

بیری و مفلسی مین نہ لو نام مے کا اب
مے کے گرنے کا ہے خیال ہمین

لطف ارتکاب مین ہے نہ اجرا جتناب مین
ساقیا لیجیو سنبھال ہمین

شب نہ آئے جو اپنے وعدے پر
کیا ہو سیجے تو فرشتہ کا جسما گزر نہ ہو

گزرے کیا کیا نہ احتمال ہمین
بیت الصنم ہے شیخ خدا کا یہ گھر نہ ہو

رخشان جو آتے آتے ابہی رک گئی ہین اشک
آنکھون مین اگیا کوئی لخت جگر نہ ہو

چاک یکسر مرا گریبان ہے
بوالہوس اور بہی مرنے کی کرینگے خواہش

دل کا مظہر مرا گریبان ہے
لیکے گل قبر پہ رخشان کی نہ آیا کیجے

حرف واو

واحد تخلص واحد علیخان لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

لین ہین بلائین سر سے قدم تک جو بالما ۔ لبے ہر لکیر نور کی تحریر ہاتھ مین

واحد تخلص شیخ عبد الواحد دہلوی شاگرد آغا جان عیش

بیتاب ہو کے شوق مین سب راز کہدیا ۔ واحد ستم کیا یہ دل بیقرار سے
پوچھتے کیا ہو اسیران قفس کا احوال ۔ بال و پر نکلے نہین تھے کہ گرفتار ہوئے

وارث مرزا وارث علی بیگ فرخ آبادی خلف علی نقی بیگ صوبہ دار

آیا ادہر وہ بت خود کام ہمارا ۔ کس کام کا جذب دل ناکام ہمارا

وارث تخلص شاہ وارث الدین دہلوی اوستاد عالمگیر ثانی خوشنویسی پر مرصع خطاب پایا تھا درویشانہ اوقات بسر کرتے تھے حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

خورشید رو کا سیر کو جلوہ جہان نشان ہے ۔ ہر ذرہ مین جو دیکھو اوسکی جھلک عیان ہے

وارث تخلص حاجی شاہ محمد وارث الہ آبادی خلیفہ و شاگرد شاہ قطب الدین مصیبت صاحب دیوان گزرے

پڑا ہے سنگدلون سے مقابلہ دل کا ۔ نہ ٹوٹ جائے مین ڈرتا ہون آبلہ دل کا
ہمارے آہ اور نالے فلک پر جا کے پہونچے ۔ اگر ہوتا نہین وہ بیخبر آگاہ کیا ہے
بتا تو اے مرے ظالم مثال نقش قدم ۔ تری گلی مین کوئی گر کے پھر اوٹھا بھی ہے

وارفتہ تخلص نواب شہر علی خان ولد نواب مرزا اسکو نبیرہ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر ادراک

ہو چین لہرا لیے گیسو مار سیہ کے مانند ۔ آپ نے دہوئے جو در پا کے کنارے گیسو
سر عاشق پہ گرینگی یہ بلائین نازل ۔ پانؤن تک آئے ہین بڑھکر جو تمہارے گیسو

واصف تخلص مولوی احمد حسین ولد تاج الدین لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص صاحب دیوان ہین

اختر تابان قصب ملبد امین آ گئے ہین نظر — موتیون کے ہار یہ لیٹے نہین بالا و زلف

واصف تخلص حسن بخش خان شاگرد اعظم الدولہ صاحب تذکرہ

آتا ہے دل مین چاک گریبان کیجیے — صحرا کی طرح چلنے کا سامان کیجیے

واصف تخلص قاضی محمد یعقوب باشندہ بلیا ضلع غازی پور

گھر چھڑا خانہ ویران کو یہ گردان کر چکا — لے چلا ہے او دل جیتا سو دانا ان سے کہان

واصل تخلص درگا پرشاد خلف لالہ گنگا پرشاد متوطن کول مقیم لکھنؤ

واصل اب اوسسے کیا ہین چشم امید ہو — ہر وقت دیکھتے ہین وہ ترچھی نگاہ سے

واصل تخلص محمد واصل

سر گرم ناز کیون نہ ہو وہ رشک آفتاب — عالم مین اوسکے حسن کا بازار گرم ہے

واعظ تخلص شیخ الٰہی بخش باشندہ بہالی شاگرد مقصود عالم مقصود

کب ہیان غم سے چشم تر نہ ہوئی — کب عیان سوزش جگر نہ ہوئی

واقف تخلص واقف شاہ غازی پوری معاصر سودا مقیم دہلی کچہ روز ون مقیم لکھنؤ مین بھی رہے تھے آخر عمر مین لکھنؤ مین جاکر وفات پائی

مین تو گیا تھا سوئے کوئے دل کو تھامے ہاتھ — اسے آہ پھر کہان سے جھٹکے ہاتھ

صبح تو وصل یار کی ٹھہرے — ہاے پھر انتظار کی ٹھہرے

عشق مین کیا فضل و ہنر چاہیے — آہ مین تھوڑا سا اثر چاہیے

خوبرو ہو کے باوفا ہووے — مین نہ مانون اگر خدا ہووے

رحم ای زلف ستمگر لطف اسے بخت سیاہ — ہو کشان کھینچے پھرے کب تک پریشانی مجھے

واقف تخلص مرزا قوماش بہادر خلف بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

سوختہ جگر ساتھ ہین سو پارہ دل ہین — اشک آنکھ سے اپنے ہاتھ اے ہمدم نکلے

ہر کوچہ و بازار سے ہو سنگ فشانی — دیوانہ ترا سے نکلے تو اس دم ہو سکے نکلے

واله تخلص مرحمت خان فارسی مین نام تخلص کرتے ہین وطن انکا کشمیر مولد دہلی مسکن لکھنؤ

گئے جو بندون مین سینے تو ایکبار سجے | تو خلق مین ہو خدائی کا اعتبار سجے
ہے عیان جلوۂ ہر انسان کی تصویر سے | صورت معنی ہو ظاہر حرف کی تحریر سے

واله تخلص میر مبارک علی خلف و شاگرد شاه قدرت الله قدرت مقیم مرشد آباد علوم ظاہر سے بے بہرہ تھے

ہوئی ہے مستقل میری دل بیتاب مین آتش | نہ کبھی تھی کھینچے اب تلک سیماب مین آتش

واله تخلص محمد خان ملازم مرزا جہاندار شاه خلف شاه عالم بادشاه

دل یہ میری در امید جو مسدود ہوا | جلوہ گر سامنے آ شاہد مقصود ہوا

واله تخلص ایک ہندو باشندۂ فیض آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے واہ | مضمون کمر یار کا عنقا سے نہین کم

والی تخلص منشی محمد والی باشندۂ بندوه ضلع بردوان

کیا پوچھتے ہو یارو حال تباه میرا | بے مہر ہوگیا ہے وہ رشک ماہ میرا

وجاہت تخلص احمد علی خان خلف احمد نور خان رامپوری قوم افغان شاگرد محمد حیات خان حیات

ہے وجاہت یہ زینت نقش بر آب | کیا یقین آسکے نقش باطل کا

وجیہ تخلص میر ضامن علی ابن میر جعفر علی باشندۂ الہ آباد

شکوہ جفاؤن کے نہین ہرگز روا مجھے | ہر حال مین ضرور ہے تیری رضا مجھے

وجیہ تخلص نواب وجیہ الدین بہادر برادر نواب حسام الدولہ شاگرد مرزا فاخر مکین بیشتر فارسی کہتے تھے

خون دل بسکہ رہا ان کے جگر چشمون مین | پانی پانی ہوا خجلت سے مین چشمون مین
تسکین درد دل کو نہ آج ہو نہ کل ہو | بے یار بیکلی ہے وہ ہے ملے تو کل ہو

وحدت تخلص جمعیت رائے کایتھ باشندۂ میرٹھ

محروم ہے عندلیب کو اب عزم تا ل کی
فصل بہار آئی ہے اوسکو ہوا گلی

وحدت تخلص مولوی محمد علی سابق ڈپٹی مجسٹریٹ میدنی پور ولد قاضی عنایت علی مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت اندنون شعرگوئی ترک کی ہے راقم کے احباب مین ہین

شرح اطلس کی ازار آب روان کی ہوگیا
ضعف تن آگ مین ہے ضعف بدن ہوگیا مین

وحشت تخلص میر ابو الحسن دہلوی نبیرہ تیر انداز خان شاگرد مرزا سودا

مین نے شروع نزع مین کی تھی تجھے خبر
پہونچا تو اوس گھڑی کہ مرا کام ہوچکا

قاتل اگر کہے کر سکتا ہے چھوڑ دو
خنجر تو ایک دم کے لیے منہ نہ موڑ دو

کرونگا اِس دل دیوانہ کی تدبیر آنکھون سے
لگی ہے بہنے موج اشک کی زنجیر آنکھون سے

وحشت تخلص مرزا باقر علی خان خلف حسین علیخان نائب و مختار مہدی علی خان صوبہ دار بریلی باشندۂ فتح آباد مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی میر صاحب دیوان گزرہ

دیکھکر اوسکو ہوا ہون غش نہ آؤن ہوش مین
ہووے محشر کا اگر شور و فغان بالاے سر

وحشت تخلص میر بہادر علی لکھنؤی شاگرد جرات ملازم نواب شجاع الدولہ بہادر

کیا جانیے کدھر کو گیا ہوا وس دل
جو پھر کبھی نہ آن پھرا میرے پاس دل

مانگو بوسہ تو وہ دشنام دیوے نوشی مین
دیکھیو ہوش ہے کتنا اوسی بیہوشی مین

وحشت تخلص احمد بیگ باشندۂ میرٹھ شاگرد صمد علی حسرت

حوصلہ دیکھنا مرے سر کا
سنگ رہ بنگیا ہے دلبر کا

وحشت تخلص یوسف علی باشندۂ اولدن ضلع میرٹھ شاگرد مولی بخش قلق

تیری نگہ سے کب تہ و بالا جہان نہین
از بس مین کب زمین نہین کب آسمان نہین

وحشت تخلص مخدوم بخش کانپورتی ولد خدا بخش شاگرد احمد علی کامل

تیرے پسند ہو تو بیارے بہار ہے
کھا کھا کے گل بنالیے ہین گلدستہ جا رہا تھا

وحشت تخلص میر غلام علی خان مرادآبادی ولد میر فرحت اللہ خان داماد مولوی محمد رشید الدین خان دہلوی شاگرد مومن خان بنارس اور دہلی مین

نشو و نما پائی تھی بلند شہر مین سکونت کی تھی شعر انکے خوب ہوتے ہین •

بسکہ رنج افزائے طبع نازک جانان نہین / آسمان سہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا
آتین حسرت صہبا کی سناتا ہون آپ / ذکر سن سن کے رقیبون کی مے آشامی کا
سارے عالم سے صفائی ہوئی اپنی وحشت / کیا مکدر کہین وہ آئینہ رخسار ہوا
منفعل ضعف جنون سے ہوئی اپنی کہ ترا / طوق آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا
جو نہ جاتا ہو کہین کوچہ جانان کے سوا / ایسے دیوانے کو کچھ حاجت زنجیر نہین
اے دل آسان نہین جور اوٹھانا اوسکی / نوجوان یار ہے وہ کچھ فلک پیر نہین
او دیکھا ہے جو یہ شدت سے قلق کا بالکل / رنگ رخ مین مری اسواسطے تغیر نہین
پھری وحشت مری دن پھر کو جو دیکھا اوسنے / گردش چشم ہوئی گردش دوران مجھکو
گزرا اس اعتماد محبت سے مین خدا / مجھسے چھپا ہے کاش وہ الفت رقیب کی
گرم غمخانہ سے ہے اتنا آہ آتشبار سے / بھاگتی ہے دہوپ میری سایہ دیوار سے
بے تکلف آئے وہ پھر تماشا [illegible] / کام آسان ہوگیا یہان مردن دشوار سے
نالہ میرا روز و شب سن سنکے عادت ہوگئی / اہل عالم اب نہین مرتے بانگ صور سے
کیون نہ باطل سمجھون اقرار وفا / سمجھ لیجے ہے تری گفتار سے
خط کے آنے سے گئی شرم سخن / آئینہ طوطی ہوا زنگار سے

وحشت تخلص سید حبیب احمد خلف میر مشتاق احمد باشندہ دہلی

آخر اپنا بھٹک کے غبار / ایک دن اوسکے در پہ آ ہی رہا
خانہ خراب نالہ و زاری سے باز آ / ہر دم کے اسے ہچکیان ای دل اثر نہین

وحشت تخلص شاہزادہ کبیر الدین دہلوی شاگرد محمد ابراہیم ذوق و مرزا رحیم الدین حیا

وہ جو وفا و امید تسلی شب غم / خیال ہے دل مضطر ترا کدھر آیا
کونسے فتنون مین ہے فتنۂ محشر ظالم / سیکڑون فتنے ہین اپنا جسے تری قامت کو
نامہ کو فلک کا دشمن ہوا سے کیا حصول / ہوگی ستائی کیا کسی خانہ خراب کو

وحشت تخلص استاد راقم الحروف مولوی حافظ رشید النبی مرحوم خلف الرشید

مولوی حافظ حبیب النبی مرحوم رفت تخلص اولاد مین حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مولد انکا رامپور مسکن کلکتہ ہوگلی مین عہدہ جلیلہ افتا پر مامور تھے کچھ روز دن حافظ اکرام احمد ضیغم سے اصلاح لی تھی عربی و فارسی اور اردو اشعار نہایت خوب و بنہایت مرغوب کہتے تھے عین شباب مین ۱۲۷۴ بارہ سو چوہتر ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخین اونکے وصال کی کہی ہین

تاریخ

مر گئے حیف حضرت وحشت ۔۔۔ یا خدا ہون وہ داخل جنت
گوہر درج علم و فضل تھے وہ ۔۔۔ نیر برج علم و فضل تھے وہ
عالم باعمل تھے اور کامل ۔۔۔ علم مین بے بدل بڑے فاضل
قاضی شرع حافظ قرآن ۔۔۔ تھے وہ بے شبہ صاحب عرفان
جب کہ اوستاد کا وصال ہوا ۔۔۔ مجھکو تاریخ کا خیال ہوا
یہ ندا دی سروش نے ناگاہ ۔۔۔ مر گئے آہ ایسے فاضل آہ

۱۲۷۴ ہجری

قطعہ تاریخ کہ بدو بحر رمل و منسرح خواندہ میشود

کیا کہون کیا غم ہوا پائی یہ جبدم خبر ۔۔۔ شاعر شیرین زبان مر گئے افسوس آہ
فکر تھی تاریخ کی کلک نے مصرع لکھا ۔۔۔ وحشت جادو بیان مر گئے افسوس آہ

۱۲۷۴ ھ

قطعہ تاریخ

حیف کہ مولانا رشید النبی ۔۔۔ راہ رو کشور فانی ہوئے
مصرع تاریخ خرد نے کہا ۔۔۔ خسرو اقلیم معانی ہوئے

۱۲۷۴ ھ

اشعار

مہتابی یہ جلوہ ہے جو اوس شک پری کا ۔۔۔ عالم ہے رخ مہ پہ چراغ سحری کا
چشم آہو کے انداز قدم کبک دری کا ۔۔۔ رخ مہ کا ہے قد سرو کا نقشہ ہے پری کا
عریانی مین کیا ندر کرون دست جنون کو ۔۔۔ دامن بھی جو رکھتا ہون تو دعوے جگری کا

ب خشک ہین تر آنکھین ہین فرقت مین شب کو
لمانی کی تو مدت سے قسم کھائی ہے ہمدم
قدہ و نظر بازی خوبان جہان سے
آنکھو نسے دکھا دیتے ہین مفہوم عدم کو
اوس کمان ملاحت کی یہ الفت کا اثر ہے
پوشاک ہوا کرتی ہے کیون قطع دہان تنگ
کھینچے ہوے میان طبع رسا سے پیدا
خال اے نور نظر ہین ترے چہرہ پہ کہان
زخم دل پر نمک افشان ہے فراق احباب
چشم انسان ہے مرا گھر کہ مثال مردم
آب حیوان اپنے حق مین شربت سم ہو گیا
ابرش تیر قضا ہے اس تواضع کا اثر
یاد ابرو سے تمہارے کٹ گئے ایام غم
تنگ رکھتی ہے غضب کنج عدم کی آرزو
رونق بزم شراب آج وہ جانانہ ہوا
پرتو افگن جو کبھی ساعد جانانہ ہوا
مشتری کون ہوا اوس مہ کا جو بی بھری کا
اسی پری سے جو وہ میری طرح خفتا ہے
پانون مین سلسلۂ زلف پریشان الجھا
صاد چہرہ پہ ترے خامۂ قدرت نے لکھا
ہوکے برباد غبار تن لاغر اپنا
آب یاقوت کی ماہی اسے کہیے کہ سدا
شعلۂ عشق سے روشن دل اشتاق رہا

بیان زیر نگین ملک ہے خشکی و تری کا
یہ غم ہے کہ کھاتا ہون کسی رشک پری کا
ہر مسئلہ بیان نوک زبان ہے نظری کا
لکھتے ہین جو وصف آپ کی نازک کمری کا
ہے شور جہان مین مری شوریدہ سری کا
وحشت مین اگر خوف نہین جامہ دری کا
بال ہو چشم تصور مین بلا سے پیدا
پرتو مردم انسان مین صفا سے پیدا
شور سر مین ہے مری بانگ درا سے پیدا
روسیاہی مین ہون مین ہین ضیا سے پیدا
خنجر سفاک زخم دل کو مرہم ہو گیا
موت ہے شکل کمان دشمن اگر خم ہو گیا
ہجر مین ہر دم ہمین شمشیر کا دم ہو گیا
مجھکو وحشت مین دہان یار عالم ہو گیا
سر جو شیشے کا جھکا سجدۂ شکرانہ ہوا
ہر حباب لب جو شاہد پروانہ ہوا
نقد جان لیکے یہ کہتا ہے کہ بیعانہ ہوا
کہربا بھی تری آنکھون پہ ہے دیوانہ ہوا
اپنے ہی دام مین پابند وہ جانانہ ہوا
باعث چشم حسینون مین تو ممتاز رہا
راکب دوش صبا صورت آوازہ رہا
آشناۓ لب جانان سخن ناز رہا
سینہ تا مرگ پر از حکمت اشراق رہا

حلقۂ زلف سے ہے یہان سلسلۂ آزادی
سودی جانان کے تصور مین رہا سینہ گرم
حال بیتاب کا ہی تجھے معلوم نہین
رشتۂ مہر و وفا بالی بتاکر توڑ ہی
خون تھوکتا ہون الفت ابرو کے یار مین
گیسو مین مشک آنکھین بکاری قرہ مین تیر
جو کنج مین اونکو ثمرۂ حرمان نصیب ہے
بیٹھے جو ہاتھ رکھ کے ہکلر و تہ ذقن
پہونچی نہین ہے آہ شرربار تا فلک
مانگ مین سیندور ہے اونکے کمان بالا سر
تہا سواد موجوانی مین دہوان بالاے سر
شمع کا سر کاٹتے ہین بزم مین گلگیر سے
کیا ہی تہی چین بر جبین تعویذ لٹکانے مین شب
نہین باقی کوئی تار گریبان ہی مگر تن پر
بجہایا ہے چراغ زندگی تعویذ گیسو نے
ہہی آلودہ لعل تر کسکے گیسو اونکے آہو ہے
قدم باہر نہین رکہتے نگہ آنکھونکے پردے سے
خیال اون لف ولب کا نقش تربت کو ہوا
غضب رزد حنا کو تم نے ہاتہون ملتے باندہا
تل نہین تل ہے جو ناف بت مغرور کی پاس
باساوس بزم مین وہ پائے ہین جو مرغ تیز
کار دل بخیہ و مرہم سے تو اب ہو گزرا
آتش فندق جانان نے جلایا ہے مجھے

ہین قید مین یہان عالم اطلاق رہا
برگ گل ہی سبب شورش فراق رہا
موج زن سینہ مین یہان قلزم اشواق رہا
کب تو پابستۂ زنجیر میثاق
لکہہ اے طبیب میری دوا مین ہرن کی شاخ
دنبالہ دار سرمہ ہے گویا ہرن کی شاخ
دیکھی ہے کسنے پہولتے پہلتے ہرن کی شاخ
پیدا ہوا باغ حسن مین سیب ذقن کی شاخ
پہوٹی ہے جوش اشک سے چرخ کہن کی شاخ
سرخی رنگ کف پا ہے عیان بالا سر
اب سفیدی سے ہے خاکستر عیان بالا سر
آفتین کیا کیا نہین لاتی زبان بالا سر
اونکے بالون مین جو اولجہین چوڑیان بالا سر
کہ جا پڑتا ہے اب دست جنون زخمونکی ٹہوکر پر
بجائے شمع ہو وے مار مہرہ اپنی مدفن پر
یہ افعی چاٹتے ہین اوسکو گلبرگ سوسن پر
حجاب عشق گہونگھٹ ہے کسیکے روی روشن پر
شبیہ لیلی و شیرین منقش ہے ہر اک سل پر
زبان ہے لال کیونکر مدح خوان کے ایسے عاول پر
حب فلفل ہے عیان چشمہ کافور کی پاس
زندگی مین کوئی ممکن ہے گزر حور کی پاس
زخم ہین زخم یہ ناسور ہین ناسور کے پاس
مٹی مہندی کی ہو قبر تن محرور کے پاس

اپنے باعث ہین وہ تلخی کو گوارا کرتے
پاس ناموس نہین ہے دل وحشی کو کبھی
قاصد وہان گیا تو ہوا مرغ نامہ بر
سبزہ پیدا ہے تو اب بزم مین جا دیتے ہین
چہرہ جالی سے جو بر شمع کی دکھا دیتے ہین
پر تو حسن سے دکھاتے ہین اعجاز مسیح
ارمغانی یہ شگوفہ ہے کہ گلشن مین نسیم
ہے ہلالِ شفقی اپنے گریبان مین ہلال
سرو بالا نہین بالا یہ بتانا اچھا
باندھ لیتے ہین جو وہ وزن و خیالِ شعرون کا تمہ
دو دو باتین ہین جو تکرار کی غیرت کی سبب
کب خیال حلقۂ جعد رسا ہوتا نہین
دل سے کم سودائے چشم فتنہ زا ہوتا نہین
یار آغوش تصور سے جدا ہوتا نہین
آستین سن سے ہے چراغِ عقل پر باد بہار
سینہ سے ہے آماج گاہ ناوکِ مژگان یار
سادگی یار نے مارا ہے جیسے ہمنشین
تیوری گل کی عوض آکر چڑھا جاتے ہین وہ
کونسی شب ہے کہ خال مردمک پر مہربان
لطف و اشفاق و عنایات و کرم تو اک نظر
خط لگا ہونے ہوا رخسار پر وہان پایمال
ہو کے بر باد اب ترقی کی ہوا رکھتی ہین ہم
بیان تسلسل شک مین ثابت ہے وہان ہین پیچ

پردہ کیا اوس لب شیرین کو ہو دشنام جو کام
یہ نگین وہ ہے کہ جسکو نہین کچھ نام سے کام
بال منہ تک سے کہین خالی بدن نازنین
باغ سبزا اپنا با کر وہ دکھا دیتے ہین
ماہ کو عقد ثریا وہ بنا دیتے ہین
اپنے بالی کی وہ بجلی کو جلا دیتے ہین
ہنستے ہنستے گل و بلبل کو رلا دیتے ہین
اشک خونین بجے کس درجہ بڑھا دیتے ہین
خط سے کیا آپ گرے ہمکو سنا دیتے ہین
دل چرا لینے کی یہ اوسکو سزا دیتے ہین
کیا ثناۂ مضاعف وہ پڑھا دیتے ہین
کب دلِ دیوانہ پابند بلا ہوتا نہین
شور محشر کونسی شب یہان بپا ہوتا نہین
ایکدم یہان عالمِ دل مین خلا ہوتا نہین
ورنہ ہر پیراہن غنچہ قبا ہوتا نہین
کونسا دل زخمی تیرِ قضا ہوتا نہین
دل شہید خنجر ناز و ادا ہوتا نہین
غنچۂ دل کنج مرقد مین بھی وا ہوتا نہین
ثابت و سیارہ گردون فدا ہوتا نہین
اندنون وہ مائل جور و جفا ہوتا نہین
رہگذر مین سبزہ کو نشو و نما ہوتا نہین
کب غبار جسم یہان وقف صبا ہوتا نہین
فلسفی کا ابطال ثابت مدعا ہوتا نہین

تیرے کاکل کی ہوا باغ مین اے ترک بتہ
فرد صفا سے جسکا ہراک تل ہے آئینہ
درکار کب ہے مہ کامل سے آئینہ
اے جان تمہارے رخ کے مقابل ہے آئینہ
اوجھل جو ایک پل نہین ہوتا ہے اے صنم
تسخیر عکس چہرۂ رشک پری جو کی
اے جان جان قمر کی صورت سوال ہے
اوس رخ صافی کی جھدم دیکھ پالی جھلک
کیون نہو آئینہ زانو سے آئینہ کو فوق
مین آتا ہے نہین جبتے تکیۂ زانو سے ملد
دست مشاطہ مین دے آئینہ اپنی ہاتھ کو
سنبھالے ہین سہرے نالون نے تمہارے
مارا پڑا ہون خنجر غفلت غبار سے
سے خوش گرد دون مین ہو خاک پائے گلگون کی
نہین ہے مال بجا لال ہنوز اوس تن کا ابد لی
رواں ہے آنکھون سے لہو خون کا پانی پانی ہو جس سے
دکھا کر دور شیشہ ساغر دل کیا ہے جلا ان ہوا بلبل
نہ سو گل اور نہ سوچو کی شمع مزار عاشق
غرق سو لے جیتے رہا سونے مین مستغرق ہے
چشم قاتل جو ہر خنجر سے رہتی ہے مدام
رکھتے نہین وہ مشک تو ہنگام تکلم
مستان جگر پہ پروے ہین ستم کے
پھرتے ہین کسطرح یا کسی دیوانہ کی صورت

ہو جن غنچہ کلاہ ترکی چھیدا ہو
منہ دیکھو اوسکے رخ کے مقابل ہے آئینہ
ہر سمت عکس رخ سے مقابل ہے آئینہ
آئینہ اب دکھانے کے قابل ہے آئینہ
شاید تمہارے چہرے پہ مائل ہے آئینہ
جو ہر کھلے یہ آج کہ عامل ہے آئینہ
یعنی صفا کا آپ سے سائل ہے آئینہ
آئینہ بن جاتی ہے تصویر پشت آئینہ
گلفشان تو اوسین بیان تصویر پشت آئینہ
کیا نوشتہ ہے مری تحریر پشت آئینہ
مجرم بوسہ پہ ہو تعزیر پشت آئینہ
فلک اپنی پشت خمیدہ کو تمہارے
ٹانکو وہان زخم کو سونے کے تار سے
یہ زیر کاکل ہے انکی کلی کہ برق رخشان کا سایہ ہے
لب طلب اِن نہ کھولین سائل زکوٰۃ مال صبا ہے
سرشک خونین ہے جتنا آنکھ کہان یہ سرخی حنا مین
ہے جو کہ سیر بتان کو حاصل کہان یہ نکتہ کتاب مین ہے
خاک پروانہ سے بلبل کی صدا آتی ہے
خواب و بیداری مین غافل کا وطن سونے مین ہے
گردش دور سہی پابستہ ہر تن اہن مین ہے
مصری کی ڈلی صاف چبا جاتی ہین کیسے
باتین سر محفل وہ سنا جاتے ہین کیسے
تلوار کہ داغ باندھا جاتے ہین کیسے

حیران ہین اگر آپ تو آئینہ مین دیکھیں
سینے سے مین کسی زلف کے آجاتے ہین کیسے
وہ سینہ خط عالم وحشت مین دکھا کر
طوطے مرے ہاتھونکے اوڑ جاتی ہین کیسے

وحشی تخلص میر نجشی مرحوم دہلوی مقیم عظیم آباد

اندنون بیقرار ہے یہ دل
کیا ہوا کس سے یار ہے یہ دل
اپنے ملنے سے منع مت کر تو
اسمین بے اختیار ہے یہ دل

وحید تخلص مولوی محمد عبد الرؤف مترجم سررشتہ لیجس لیٹو کونسل خلد ولد منشی احمد علی شاگرد شاہ الفت حسین فریاد باشندہ کلکتہ بیشتر فارسی کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

بلبل کے لبون پر ہے نہ افسانہ جدا اوسکا
بو آتی ہے گل سے بھی کہ دیوانہ ہے اوسکا
ہر شے مین اوسی شمع تجلی کا ہے جلوہ
موسی ہے نہ اک طور پہ پروانہ ہے اوسکا
خورشید پہ خورشید ہے یا ماہ پہ ہے ماہ
یا سر پہ رکھا آپ کی ہے تاج زری کا

وحید تخلص میر ہادی خلف میر مہر علی انس مرثیہ گوے لکھنوی

دل تم سے نہ پھیریگا وحید جگر افگار
یہ عاشق جانباز کا شیوہ نہین ہوتا

وحید تخلص مولوی وحید الدین خلف مولوی امیر اللہ باشندہ کڑا ضلع الہ آباد بیشتر فارسی کہتے ہین

رنگیگی کتنون کے دلمین قتل ہونے کی ہوس
روہی ہاتھون مین تجھے اے تیغ زن کیا ہو گیا
آج ہر شہر کے کوچے نظر آتے ہین ویران
کس طرف لے گئی وحشت تری دیوانے کو
اڑائی جانے دو بس دور ہی کرو غصہ
ملو وحید سے بہر خدا سنو تو سہی
وے گی کس طرح جسے کھو بوے پیرہن
انکی گلی مین جا کے صبا اودہر ہو گئی

وحید تخلص منشی سرفراز علی خان ولد سربلند خان باشندہ سالار شیوپنے چہارا توابع نرسنگہ پور دکھن شاگرد میر وزیر صبا مقیم قصبہ موہان متعلق لکھنؤ انسے سنہ اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

سودا زدہ زلف کا کیا خوب لقب ہے
فرماتے ہین دیوانۂ شوریدہ سر زلف

جیا ہے دل مین اگر سوزش جگر رگ سنگ — تڑپ تڑپ کے نہ ظاہر کرے وہ شرر رگ سنگ
ہنود کے نام سے فصاد فاک بھر سے ہے — بتون کے عشق مین رگ رگ ہے سراسر رگ سنگ
جنیو اوس بت کافر کا یاد آتا ہے — وحید سنگ جو اہر مین دیکھ کر رگ سنگ
ناحق اتنا نہ کرو ظلم و ستم بندے پر — اے بتو چاہیے کچھ خوف خدا کا دل مین
ایسی چلے وہ چال کہ مین ذبح ہو گیا — گردن پہ میرے چل گئی تلوار جی کے پاؤن
سر اونکا آج ٹھوکرین کھاتا ہے راہ مین — رکھتی تھی کل زمین پہ جو لوگ تکے پاؤن

وحید تخلص حکیم وحید اللہ خان باشندۂ بداؤن ولد حکیم سعید اللہ خان ملازم
راجہ بھرت پور صاحب دیوان ہین

مارو اسے چاہنے والون کو وہ — دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر نہ لطف
گو تیری طرف سے کوئی باتین ہی سناو — جنبش نہ کرے پر ترے رنجور کی گردن
شکایت دلِ نالان کچھ اور کیا ہے — ہوا ہے دشمن جان وہ دستار سیلے مین

وزیر تخلص نواب وزیر علیخان متبنا ے نواب آصف الدولہ بہادر کلکتہ مین
سنہ ۱۲۳۲ بارہ سو بتیس ہجری مین انتقال کیا حال انکا نہایت مشہور ہے حاجت بیان نہین

بعد رنجش کے مزا ملنے سے کچھ حاصل نہین — گر تمہین الفت نہین اپنا بھی اب وہ دل نہین

وزیر تخلص وزیر علی رامپوری خلف حسن علیخان

دام الفت مین تری پھنسکے بلا دیکھین تو — طایر دل کے تڑپنے کا مزا دیکھین تو
دل مین کاسے کی کھلانے کا جو بل رکھتے ہین — ہاتھ کافر تری چوٹی کو لگا دیکھین تو
نہ سہی شعر طاؤ فاخیر اڑا ئی سے سہی — آج وہ آنکھ کو غیرون سے لڑا دیکھین تو
دل کی تسکین کو صورت یہ وزیر اچھی ہے — اوسکی تصویر کو چھاتی سے لگا دیکھین تو

وزیر تخلص سید وزیر علی باشندۂ الہ آباد

قیدی حلقۂ گیسو سے پریشان ہو نہین — پاے وحشت کو مری حاجت زنجیر نہین

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکھنوی خلف خواجہ محمد فقیہ شاگرد
امام بخش ناسخ

نخوت تخلص

سلسلہ انکے نسب کا خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے اپنے طرز پر شعر اچھا کہتے تھے بائیسوین ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۲۷۰ بارہ سو ستر ہجری مین فوت کی دیوان انکا نظر سے گزرا

سر مرا کاٹ سکے بچا نیے گا
اسکی پھر جھوٹی قسم کھا لیجے گا

واے محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
میری اور اسکے درمیان غفلت کا پردا ہوگیا

جسم کیسا یان لباس جسم آوارہ ہوگیا
جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیما ہوگیا

اپنے گناہ آ نہین سکتے حساب مین
زاہد کو خوف چاہیے روز حساب کا

زاہد حرام سے کو نہ کہنا وگرنہ مین
جنت مین چھین لونگا پیالہ شراب کا

ہوا از بسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان
ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
دانۂ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

خواب مین تجھ سے ہمکنار رہا
عین غفلت مین ہوشیار رہا

حسن عارض عارضی تھا کھل گیا
خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا

خط یہ خط لائے جو مرغ نامہ بر
بوسہ ران مرغون کا ڈربا کھل گیا

خط سیہ سے کانٹون کا اک ڈھیر ہوگیا
غمزہ نہ کیجے سیب ذقن بیر ہوگیا

صد نہ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا
اے بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا

حبیب گیا دوستی کے پردے مین
دشمن جان نے کیا حجاب کیا

آج مجھسے بات اگر کرتی نہین
دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب

زبان کو وصل کے شب گفتگو کی کب تلی فرصت
ہجوم بوسہ لب نے نہ دی اک بات کی فرصت

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج
کہ خون آلودہ ہے اے اشک طرح

فرقت دیدار مین جو رات بھر آئی نہ تھی
وصل مین آئے ہوئی آنکھون مین شرمانی ہر چند

جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین
تو کیا کہتا ہے کچھ اپنی دوا کر

جلا ہے او دل حسرت طلب کیا شاد مان ہوکر
زمین کوی جانان تیغ دیکھی آسمان ہوکر

انھی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتی تھی
اسکیلے پھر رہی ہو یوسف انکا روان ہوکر

عاشق ہوئے ہین ہم ترے ابجان تربنے	صدمے دکھانہ دشمن ایمان سنئے سنئے
آنسو کبھی گرے ہے کبھی چشم سے لہو	لائے ہین رنگ دیدۂ گریان سنئے سنئے
ایسی جفا سرشت کی عاشق ہوئے وزیر	جسنے کئے ہین قتل کے سامان سنئے سنئے

وزیر تخلص شیخ وزیر علی ولد معین الدین احمد خطیب باشندہ بلگرام شاگرد و خواہرزادہ احمد علیخان احمد فارسی گو صاحب دیوان فارسی و ریختہ ہین

اپنے کوچے سے بھی آخر کو اوٹھایا آخر	آہ نے ہمکو اثر آہ دکھایا اولٹا
ہوا ہے جبسے تم پر مبتلا دل	ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل
کیونکر سمائے اوسمین کسی اور کا خیال	گھر کر گیا ہے وہ بت بے پیر آنکھ مین

وسعت تخلص مستقیم خان افغان باشندۂ رامپور شاگرد قدرت اللہ شوق

وائے قسمت ایک گالی کی ہوئین تین جا	وقت گفتن جب زبان پر اوسکی آفت آگئی

وصال تخلص حکیم نصر اللہ خان دہلوی شاگرد و خلف حکیم ثناء اللہ خان فراق علوم متداولہ اور طب مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

آئینہ گھورنے کو سب سے نرالا نکلا	منہ تو دیکھو یہ بڑا جاننے والا نکلا
پھیر ینگے منہ نہ ہرگز اوس شوخ کی جفا سے	ہوگا یہی نہ آخر مرجائینگے بلا سے

وصف تخلص سید شاہ منور علی

نگہ زلف پری کی فتن یاد آیا	جو دیکھین وہ آنکھین ہرن یاد آیا

وصف تخلص میر محمود علی ولد میر محمد حسین نعش آبادی مقیم کانپور شاگرد میر زریبا

کارمانی کیا تصویر ر سے	کھینچی تصویر یار آنکھون مین

وصف تخلص بنی مادھو ابن لالہ مولچند شاگرد مقصود عالم مقصود

ایک شب بھی تو مرے گھر مین نہ آکر رہگیا	داغ یہ دل مین بڑا اسے ماہ پیکر رہگیا

وصل تخلص مولوی محمد مظہر خلف قاضی غلام سبحان خان بہادر سابق قاضی القضات عدالت صدر دیوانی کلکتہ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم انکا وطن پنڈوا مولد و مسکن کلکتہ پہلے اوباشش تخلص کرتے تھے ہر دو زبان [illegible]

شعر اجا لکھتے ہین انکا تمام تاریخی ہے

مرض عشق بدن مین عوض جان ہوگا
ملک الموت بھی یہان آکے پشیمان ہوگا

غم نہین گر نہ ہوئی دولت دنیا حاصل
رتبۂ شاہ و گدا خاک مین یکسان ہوگا

ہوگا کونین مین اے وصل قسیم و غنی
دل سے جو معتقد حضرت عثمان ہوگا

غیرون کے حق مین زہر ہوئے غنچہ لب
اپنے تو کام کے وہ لب شکرین نہین

پارہ پارہ ہوا دل سیماب
دیکھا جسوقت بیقرار نہین

بر مین گر وہ جانی ہو لطف زندگانی ہو
لطف زندگانی ہو بر مین گر وہ جانی ہو

سر سے پا تک ہے کاکل جانان
آج کل رات دن برابر ہے

لعل و الماس و در و مرجان نثار دیدہ ہے
دیکھیے کیا مین گریہ مین بہار دیدہ ہے

وصل تخلص میر احمد علی ولد میر اصغر علی باشندۂ لکھنؤ مقیم بنارس شاگرد خواجہ وزیر وزیر صاحب دیوان ہین

وصل کی شب میرا اٹھ گیا پر ہوا گر دسترس
مین یہ سمجھون آگئی سونے کی چڑیا ہاتھ مین

وصل سب جاتی رہی دل کی پریشانی بھی
مثل شانہ ہو جو وہ زلف چلیپا ہاتھ مین

وصل تخلص مرزا اسحاق ولد حاجی ابراہیم خلف آغا قدیر اصفہانی شاگرد شرف الدین ملول باشندۂ لکھنؤ بیشتر مرثیہ کہتے تہے

لیا تک جو آغوش مین مین تو بولا
ابی چھوڑ کب تک ستاتا رہیگا

ہاتھ مین ہاتھ لے غیرون کا پڑی پھرتی ہو
ہم جو دامن چھوین تو آپ جھٹکتے جاتے ہو

وصل تخلص حکیم محمد علی خان خلف حکیم نصر اللہ خان وصال باشندۂ دہلی اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے

بوسے تو اپنے لب کے ہمین پانچ چار دے
ساتھ اوسکی گالیان بھی اگرچہ ہزار دے

محفل اغیار مین مجھکو بلایا آپ نے
فتنہ کیا بیٹھے بٹھائے یہ اوٹھایا آپ نے

وصل تخلص میر کرار حسین ابن میر رحم علی خوشنویس متوطن چھبرامؤ ضلع فرخ آباد

کھلی جاتے دو لب وصل سے بولو جانو
رہے الطاف وہی اگلی ملاقات کے بیچ

یوسف کا جو نقشا در و دیوار پہ کھینچا　　کیون تو نے زلیخا نہ دل زار پہ کھینچا

ولا تخلص محمد مراد خان ابن منور خان باشندۂ الہ آباد

اب تو خاموش ہے دل ورنہ قیامت ہوتی　　آسمان تک جو پہونچتا کبھی نالہ اپنا

ولایت تخلص مرزا ولایت علی طبیب خاص نواب امیر الدولہ بہادر رئیس عہد

زندگی بھاری ہے بے تیرے صنم　　پتھرون سے سر کو ٹکرا لے ہین ہم

بے لباسی ہو گئی اپنا لباس　　جامے سے باہر ہوئے جاتے ہین ہم

ولایت تخلص ولایت شاہ مقیم کوئل

نہ تنہا یہ دل بلکہ جان بیچتا ہون　　کہ ہستی کی ساری دوکان بیچتا ہون

ولایت تخلص نواب ولایت علیخان لکھنوی ولد نواب احمد علیخان نبیرۂ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر دیگ

رہا کرا اب ہمین صیاد فصل گل آئی　　قفس مین اب تو ہوا تنگ حوصلہ دل کا

ولی تخلص مرزا محمد ولی دہلوی مقیم مرشد آباد برادر زادہ شاہ اسرار اللہ صاحب مرحوم صاحب دیوان گزرے

نیم نگہ نے تیرے قتل کیا اک جہان　　یار مرے مت کہین پھر سے نظر دیکھنا

بیکسی پر مری کبھی کوئی　　تجھ بن اے نالہ نوحہ گر نہ ہوا

تھی آشنا تیغ سے اوسکی کمر ہنوز　　ہم تب سے ہاتھ پر لیے پھرتے ہین اپنا سر

کبھی جو زلف اوٹھاوے تو منہ نظر آوے　　اسی امید پہ گزری ہے صبح و شام ہمین

بند قبا چمن مین جو وہ یار وا کرے　　لے برگ گل کو ہاتھ مین پنکھا صبا کرے

ولی تخلص شاہ ولی اللہ اولاد مین شاہ وجیہ الدین گجراتی علیہ الرحمۃ کے سے تھے عالمگیر بادشاہ کے عہد مین دہلی مین آئے تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا نام ولی محمد لکھا ہے اور انکو موجد ریختہ جانتے ہین لیکن مقتضائے تحقیق یہ ہے کہ انکے زمانے کی آگے بھی دکھن مین شعرائے ریختہ گو موجود تھے غرض یہ اپنے وقت کر استاد تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

پھر میری خبر لینے کو صیاد نہ آیا
شاید کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا

شغل بہتر ہے عشقبازی کا
کیا حقیقی و کیا مجازی کا

جنون عشق ہوا اسقدر زمین کو محیط
کہ یا ساکو ہوئی موج بوریا زنجیر

ہون گریہ خاکسار وے از رو ادب
دامن کو تیرے ہاتھ لگایا نہین ہنوز

خط کے آنے سے خبردار کیا گلرو کو
نشۂ ہوش ہے اس بادۂ ریحانی مین

اے جان وصلے وعدۂ دیدار کو اپنے
ڈرتا ہون مبادا کہ فراموش کرے تو

مفلسی سب بہار کھوتی ہے
عشق کا اعتبار کھوتی ہے

ترانہ مشرقی حسن انوری جلوہ جامی ہے
نین جامی جبین فردوسی وابرو ہلالی ہے

اے ولی رہنے کو دنیا مین مقام عاشق
کوچۂ یار ہے یا گوشۂ تنہائی ہے

ترک کر اے رقیب فرعونی
آہ میری عصاے موسی ہے

مرا دل مجھہ سے کرکے بیوفائی
پسند خاطر خوبان ہوا ہے

اک دل نہین آرزو سے خالی
برجا ہے محال اگر خلا ہے

ولی تخلص شیخ ولی محمد رفیق و مصاحب نواب بہادر جنگ والی بہادر گڈھ خلف شیخ منگا کرنیل پلٹن نواب نجابت علی خان بہادر والی جھجر باشندۂ سیالکوٹ شاگرد نصیر دہلوی

کیونکہ بتلاؤن نشان تجھکو ستمگر اپنا
عالم خانہ بدوشی مین کہان گھر اپنا

رتبہ تھا کیا قمر کا کہ کرتا وہ ہمسری
جب آفتاب رخ کے برابر نہو سکا

ولی تخلص مولوی امو جان باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرے مین دیکھا تھا

پردہ جبھی تلک ہے کہ پردے مین ہو وہ شوخ
چہرہ کھلا تو راز چھپایا نہ جائے گا

محشر مین روبرو مرے آکر کھڑا ہوا
جانا کہ اس سے شور مچایا نہ جائے گا

غم مبیتون نہین ہے کہ آگے ہی ٹال دون
سینے کا سنگ ہے یہ ہٹایا نہ جائیگا

ولی تخلص علی محمد خان ولد قائم علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد نواب ظفریاب خان

	برائج صاحب دیوان ہین	
تابع فرمان ہین جو چاہیے وہ سمجھے		ناز بیجا آپ کی اے مہربان بالا ہے سر
اندوہ و یاس و درد و غم و دوری صنم		کیا کیا میسر آئے ہین آشنائے دل
شکوہ نہین ہے کچھ فلک پیر سے ہمین		دشمن نہین ہے کوئی ہمارا سوائے دل
وا یہ حال ہے اب کی خدا پرستون کا		جو دل ہے دیر کی جانب تو قبلہ رو آنکھین
چار یار پیمبر کو ربع مسکون مین		ہمیشہ ڈھونڈھتی ہین اپنی چار سو آنکھین
محفل مین ہنسکے برا جو مجھے وہ غلط رو		کیا کیا ہوئے رقیب سیہ رو چراغ پا
ثابت ہوا یہ ہمکو ہے معشوق سے وصلے		پا نہ سکے حشر تک نہ ہمارے فراغ پا دین

وہم تخلص میر محمد علی خلف میر محمد تقی خیال صاحب بوستان خیال مقیم لکھنؤ قدیم سرکار نواب سعادت علی خان

کو فکر تیرے دل سے نہین سو لگی رہی		پر وہم ہے یہ شرما دیا لو لگی رہی
جاکے اوس سے آشنا اب کوئی		ہے ترے غم مین جان بلب کوئی

حرف ہای ہوز

ہاتف تخلص مرزا محمد دہلوی معاصر سودا آزادانہ زیست کرتے تھے

خط آگنے پہ حسن نہ یہ ارمان رہیگا		ایسے جو ملے ہے احسان رہے کا
مت پوچھ ہمنشین کہ جہان مین کہان تھے		دل جس جگہ کہ لگ گیا اپنا وہان رہے

ہاتفی تخلص مولوی محمد حسن علی خلف شیخ عبد الغفار باشندہ شاہجہانپور مقیم فرخ آباد صاحب فرائض الغنی و رموز القرآن

دیوانہ بہار چمن مین رہا اسیر		موج نسیم ہے اوسی زنجیر پا ہوئے

ہادی تخلص میر جواد علی خان دہلوی عماد الملک مرحوم کے رفیقون مین تھے ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

اندیشہ کچھ نہ کر مرے فریاد و آہ کا		فریاد رس ہے کون تری داد خواہ کا
کیا ہے کسکی سجے یاد زلف نے بیمار		کہ پیچ و تاب مین ہے تار تار بستر کا
چمن مین بادی نازک فراج جب آیا		لیا جنون نے رگ گل سے کام نشتر کا

گو آج شکستہ ہے بہت رنگ رخ گل | صیاد نے کس بلبل شیدا کو ستایا
تو نے پہچانا نہ یار اوسکو تغیر حال سے | ورنہ کوچے مین ترے ہادی مکرر ہو گیا
خندان خندان جدہر پہرا وہ | گریان گریان اودہر گئے ہم
عیان تو نالے نے جگر آب کیا ہے ہادی | پر خدا جانے کہ اوس دلمین اثر ہے کہ نہین
جی مین حسرت نہ رہی زخم کی تیری قربان | قتل کے بعد بہی پہر کیجیو تو وار کئی

ہادی تخلص سید محمد مہدی قرابت دار شاہ نور علی مرحوم باشندۂ الہ آباد

ملتی نہین تشبیہ ترے زلف کی جانان | ہے عین خطا کہیئے جو مشک ختنی ہے

ہادی تخلص مرزا غلام فخر الدین بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد آغا جان عیش

آیا نظر وہ ماہ لقا تین دن کے بعد | روشن یہ قصر چشم ہوا تین دن کے بعد

ہادی تخلص مولوی محمد ہادی باشندۂ سنبھل

داغ ہین پیری مین بہی ہادی کے تن پر بیشمار | [illegible] کم آتا ہے پہول نخل کہن کی شاخ مین

ہاشمی تخلص محمد نادر حسین خان خلف شیخ فرخ حسین حرمان تخلص نائب و دوستدار نواب محمد حسین خان رئیس کالپی

اوس سنگدل سے آج ملاتا ہون اپنا دل | شیشہ مرا مقابلہ کرتا ہے سنگ کا
یہ راز عشق چہپے کسطرح کہ این روز و شب | ہمارے بس مین دل خانمان خراب نہین
بولی جو مین نے زلف و رخ یار کی بہار | بگڑی ہے شانہ آپ کو آئینہ آپ کو
وا شد مرے دل کی کوئی ممکن ہے صبا سے | کہلتا ہے کہین غنچۂ تصویر ہوا سے
اسقدر کنج قفس مجکو خوش آیا ہے کہ اب | دل مرا نام رہائی سے خفا ہوتا ہے

ہاشمی تخلص میر محمد ہاشم لکہنوی شاگرد سودا

مرا سو بار اوس تک نامہ بر آرزو پہونچا | اودہر سے پر جواب صاف پہونچا جب جو پہونچا
دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا نکہت سے سنبل کے | مشام آرزو مین تو کسی کاکل کی بو پہونچا
کچہ کفر و دین مین شاید رشتہ ہوا بہم | تسبیح شیخ کی جو زنار درمیان ہے
غیرت یہ چاہتی ہے ہم آئینہ کو توڑین | پر کیا کرین کہ روے دلدار درمیان ہے

هاشمی تخلص سید اکبر علی الہ آباد مین مختاری کرتے تھے

جام دے ساقی مجھے صہبائے تند و تیز کا	مست ہون دیکھون تماشا سبزۂ نوخیز کا

هاشمی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

نشے مین بیہوشون کو کیا فلک سر پر اوٹھا لایا	کہ مست ابر سیہ ہو کر چمن مین جھوم آیا ہے

ہجر تخلص سید جمیل الدین خلف میر ابرار علی شاگرد ذوق باشندۂ ڈاسنہ مقیم دہلی

جو ہم نظم سخن مین اپنے لفظ آہ لکھتے ہین	سر لوح محبت در بسم اللہ لکھتے ہین
سبب ہے جو ہمکو دے اسے سر کاکل پیچان ہم کو	خواب کیا کیا نظر آتے ہین پریشان ہمکو

ہجر تخلص مرزا اصغر حسین لکھنوی ولد حکیم مرزا علی نواسہ آغا مرزا ہکلہ دار شاگرد خواجہ وزیر

بیقرار ایسا ہون رکھون پا جانان پر جو ہم	ماہی بے آب ہو مچھلی کا جیسا ہاتھ مین
دست پر نور ایسے اوس عیسی کی ہین معجز نما	ہو ید بیضا اگر لے سنگ موسی ہاتھ مین
ہیرا کرتی ہے اوس رو کی جو تصویر آنکھون مین	زیادہ دیدۂ اختر سے ہے تنویر آنکھون مین

ہدایت تخلص ہدایت اللہ خان دہلوی کسب باطن و کسب سخن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر صاف و شیرین کہتے تھے ۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جب دم زبان پہ یار ترا نام ہو گیا	کچھ دل کو چین جان کو آرام ہو گیا
ناتوانی کا بھی احسان ہے مری گردن پر	کہ ترے پاؤن سے سر مجھکو اوٹھانے نہ دیا
جاتا رہا ہون آپ ہی مین اپنی یاد سے	کیا جانیے کہ کسنے فراموش کسکو کیا
دیکھ اوسکی چشم مست کو دل تو بہک گیا	بس میری جان دو ہی پیالون مین چھلک گیا
اک دن بھی مہربان نہ وہ بیوفا ہوا	اے آہ و نالۂ سحری تمکو کیا ہوا
غلط ہے سبزۂ خط کو جو کہیے باغ کا	میان یہ چاند سے مکھڑے کو تیرے داغ لگا
کٹتی ہی نہین یہ ہجر کی شب	یا رب کیا آج ہو گئی صبح

سینے کی جیب پر کھلتی ہے اسے میری جان بند ۔ آئینہ ساز کر گئے اپنی دو کان بند
وہ کیا کرے کہ محبت کا مقتضا ہے یہی ۔ وگرنہ فائدہ اوسکو مرے ستانے سے
طاقت ہے کسی شرح محبت کے رقم کی ۔ سن حال مرا پہٹ گئی چہاتی بہی قلم کی
صبا کوچے سے اوسکی مت اوٹہانا خاک کو میری ۔ مبادا گرد اوسکی چہرۂ گلفام پر بیٹھے
شب ہجران مین ترے صبح کی ہوتی ہوتی ۔ استخوان شمع صفت بہ گئی زرد و تر دیتے

ہدایت تخلص ہدایت علی ساحر فرحت اللہ تخلص

ذلی سے پڑ رہے ہین باہر ہمارے طفل سرشک ۔ رکہون مین کب تلک انکو سنبہال آنکہون بیچ

ہدایت تخلص ہدایت اللہ ابن شیخ عبداللہ باشندۂ شاہجہانپور مقیم لکہنؤ

دہمکاتے ہین کس بات پہ اے ماہ لقا آپ ۔ کیا جرم ہوا مجہسے جو ہین آج خفا آپ

ہدہد تخلص عبدالرحمن مقیم دہلی شعر انکا قطعۂ زعفران کا خواص رکہتا ہے

رباعی

ہدہد کا مذاق ہے نرالا سب سے ۔ انداز ہے اک نیا نکالا سب سے
سر دفتر لشکر سلیمان ہے یہہ ۔ اوڑتا بہی ہے یہ تو دیکہو بالا سب سے

ہرچند تخلص ہرچند کشور نبیرۂ راجہ مجلس کشور بادفروش

پردۂ ظلمات دل پر سے رہین سب وہم کے ۔ شمع رو نے جب چراغ بزم کو گل کر دیا

ہرچند تخلص ایک شخص صاحب دیوان کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا غالبا نام بہی ہرچند ہو دیوان انکا نظر سے گذرا

برنگ مار جو روے زمین پر سر پٹکتا ہے ۔ ہوا سنبل کو کیا سودا تری زلف پریشان کا
رخ پر نور رشک ماہ کا گر عکس پڑ جائے ۔ برنگ مہر ہو روشن ہر اک ذرہ بیابان کا
بولے یون حور و پری دیکہ کے حسن مہرو ۔ کیا زمین پر کوئی گردون سے فرشتا اوترا
مری طرح سے جو تو بیٹہ جاتی ہے ای گرد ۔ ترے قدم مین کیا طاقت خرام نہین

ہلال تخلص امیر علیخان ولد تراب خان باشندۂ لکہنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان و مثنوی مقفا و مردف و سراپا ہین

نہ دیر مین جب صنم کو پایا حرم مین پھر تلاش آیا
پر الحمد کا ہو خدایا کہ ٹھوکرین کہان مین در بدر کی

ہزار باتین ادھر سے نکلے نما نہین سب مری کر نکلے
رقیب کان آپ کے بھرینگے نہ سنئیے باتین ادہر ادہر کی

ہنر تخلص مرزا نجا ورنجت دہلوی شاگرد مرزا حاجی شہرت تخلص

اے ہنر دیکھا کچھ اپنے درد نہان کا اثر
پردہ سے پردے مین اونکو شوق پیدا ہوگیا

ہنر کچھ اب کی نگاہ مین وہ کر گئین جادو
وگرنہ یون تو ملے آنکھ بارہا مجھسے

ہوس تخلص نواب مرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا علیخان بن نواب سالار جنگ باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنو شاگرد مصحفی انکی اکثر غزلون مین لیلی مجنون کا مضمون ہوتا ہے صاحب تذکرۂ سراپا سخن نے جو لکھا ہے کہ انکی ہر غزل مین لیلی مجنون کا مضمون ہوتا ہے غلط ہے اشعار انکے بحر متقارب و بحر متدارک شانزدہ رکنی مین خوب ہوتے ہین مثنوی لیلی مجنون اور دیوان انکا نظر گذرا

نزع مین ہم نے عجب طرح سے دل شاد کیا
آئی ہچکی تو کہا اوسنے ہمین یاد کیا

دی درد عشق نے مجھے غم مین بھی اک خوشی
رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا

محفل مین ساتھ لے نہ گیا کیون نشان یاس
ہنسنے سے مین ملال کے بیجان خجل ہوا

بلبل نے کڑھایا نہ غم گل نے رلایا
مجھکو تو فقط اوسکے تغافل نے رلایا

بالین پہ دم نزع وہ خود کام نہ آیا
مرنا بھی مرا ہاے مرے کام نہ آیا

درد دل سے تو کسی کو ہوس آگاہ نکر
شرط الفت تو یہ ہے جان دے اور آہ نکر

کہتا ہے دیکھ کوچے مین مجھکو وہ سنگدل
دیوانے سے کرے کوئی کیا پھر اختلاط

گر وہ کچھ مشکل ایسی جھمین [illegible] عشق ملے ہو وے
ہوس گر لاکھ فن کی تم ہوئے استاد کیا حاصل

رنجش کا اونھون نے بھی کیا وقت نکالا
تم سے وہ بگڑتے ہین جب خوب سنور بیٹھے

کیا کیا نہ رنج ہم پہ تری بن گذر گئی
اب جلد آئیو کہ بہت دن گذر گئے

غلطی ایام جوانی مین کبھی ہوتی تھی
مطلب اظہار کیا تی مین کبھی ہوتی تھی

سمجھو نہ ہوس ہو دیکھے ہم جلکے مقابل
تھوڑی سی توانائی بھی ہمکو اگر آئی

ہوئے عازم ملک عدم جو ہوس تو خوشی یہ ہوئی تھی کہ غم سے چھٹے
یہ فراغ الم سے وہان بہی نہ تھا وہان غم یہ ہوا کہ وہ ہم سے چھٹے
کبھی دیر مین تھے کسی بت پہ فدا کبھی کعبے مین کرتے تھی جاکے دعا
ترے در پہ جو بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیر و حرم سے چھٹے
یہی کہتی تھی لیلی پردہ نشین کہ فراق کی اب اوسے تاب نہین
ملون اوس سے کہ تا مرا قیس حزین تہہ ہجر کے درد و الم سے چھٹے

ہوش تخلص غلام مرتضے دہلوی

جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن | جان منظور نہین تیری جدائی مجھکو
باغ ہستی کی وہین سوجہہ گئی کیفیت | مے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجھکو
زاہد کا دل نہ خاطر میخوار توڑیے | سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے

ہوش تخلص منور علی دہلوی شاگرد خدا بخش جان تنویر

منع ہوتے ہین جا نکر عاشق | اپنے قاتل کا دل بڑھانے کو

ہوش تخلص شیخ عزیز الدین فرخ آبادی خلف شیخ فیض الدین محو تخلص

ہے اے ہوش ہر عضو مین جلوہ اونکا | وہ رگ رگ مین اپنے سمائے ہوے ہین

ہوش تخلص سوفی بہاری لال باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

ہے کونسا وہ دن کہ نہین لب پہ آہ سرد | اور کونسی وہ شب ہے کہ شور و فغان نہین

ہوشیار تخلص منشی کیول رام قوم کایتھ باشندہ دہلی صاحب دیوان فارسی گزرے

ملایا خاک مین دکھلا کے تونے قد بالا کو | سہی کو سرو کو شمشاد کو عرعر کو طوبا کو
خراب چشم میگون ہو گیا اب ہوشیار ایسا | صراحی کو پیالے کو سبو کو خم کو مینا کو

ہویدا تخلص میر محمد اعظم مرثیہ گو برادر محمد معصوم باشندہ دہلی معاصر سودا و میر

اوسکے ہاتھون سے ہم اب ربط خفا سنتے ہین | اے مرے خون کہ بہاہو یہ کیا سنتے ہین

ہیبتا تخلص میر ہیبتا دہلوی کسی محبوب پر عاشق تھے اسی سبب سے رقیبون سے

ہاتھ سے مارے گئے سودا کی معاصر تھے

ایذا سے کبھی منہ کو موڑا دل نے	شیشہ مری زندگی کا توڑا دل نے
کام اوس بت سنگدل سے ڈالا مجکو	مارا آخر غرض نہ چھوڑا دل نے

حرف یای تحتانی

یاد تخلص میر غلام حسین دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قرابت داروں مین تھے کسب باطن مولانا فخر الدین صاحب سے کرتے تھے

ہے کون جو ہو ابرو سے خمدار کے آگے	یہ ستم ہی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یاد تخلص لالہ کاشی رام عملہ عدالت شاہجہان پور باشندہ بیانی شاگرد مقصود عالم

جب سے گئے میرے حال کے اخبار	تجکو اسے بے خبر خبر نہ ہوئی

یاد تخلص امام خان خلف حامد خان فرخ آبادی

وہ کیون اپنے وعدے پہ آتے نہیں شب کو	سنا ہے کہ مہندی لگاتے ہوئے ہین

یار تخلص میر احمد یار دہلوی خلف شاہ اللہ یار شاگرد میر تقی میر

آفرین اے دست گستاخ محبت آفرین	یہ گریبان ایک مدت سے گلے کا ہار تھا

یاس تخلص حافظ حفیظ الدین باشندہ دہلی

جب تو نہ ملا تو یاس خستہ	ہر گونسی آرزو کرے گا
بادہ خواری نہ چھوڑ تو اے یاس	یہ بھی اک مشغلہ ہے یارون کا
منعمون سے یہ راہ و رسم اوس پر	یاس کہتے ہو پارسا ہین ہم
یاد آتا ہے ہمین اپنا دل خون گشتہ	جب کہین بزم مین ہم جام و سبو دیکھتے ہین
کشاکش ہین پردہ کا شکوہ ہے نہ کرتا اوس سے	حجابی نے کیا اور بھی بیتاب مجھے
چونک پڑتے ہین عدم سے خفتگان خاک بھی	ہر قدم شور قیامت ہے کیا تری رفتار ہے
جب جنون تھا تو تھے گریبان چاک	عشق ہی اب تو سینہ چاک ہوئے

چاک کیونکر نہ ہووے سو سو بار	پہر یہ آخر مرا گریبان ہے
اسکے ہر تار مین ہے سو شورش	رشک محشر مرا گریبان ہے

یاس تخلص حسن علی خان قرابت دار نواب عقیدت خان شاگرد جعفر علی حسرت مقیم لکہنؤ

جی تلک دے کے خدا وہ تو نہ ہوتا ہرگز	تو نے کیا جانئے کیون یاس کو دلگیر کیا
مجہکو یقین ہو چکا تیرا وہ دل رہا نہین	اتنا نہ ناز کر صنم بندہ ہی کا کیا خدا نہین

یاس تخلص حکیم خیر الدین دہلوی شاگرد مومن خان و محمد ابراہیم ذوق

ہون وہ ثابت رہ الفت مین کہ جون نقش قدم	جب تلک مٹ نہین لیتا نہین اصلا اٹہتا
زانوے یاس کہان اور سر دلدار کہان	ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچہ بہی سر پاؤن
شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کہانے دو	کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو
ربط غیرون سے بڑہا مجہسے وفا چاہتے ہو	دل مین سمجہو تو یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو
عشوہ و ناز و ادا سیکہنے سے کہتے ہین مجہے	ایک دل رکہتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو
وصل جانسوز سے پروانے کو کیا ہوتا ہے	کم ہے ٹہنڈا کوئی قسمت کا جلا ہوتا ہے
دم تو لے تیغ تلے اے طپش دل تہم جا	دیکہہ قاتل کا مرے دہیان بٹا جاتا ہے
گردن غیر پہ خنجر کو ہنسی سے رکہا	وان تجہے کہیل ہے یہان کام ہوا جاتا ہے

یاس تخلص تن سکہہ راے ابن راے لچہمی پرشاد قرابت دار راجہ الفت راے شاگرد مقصود عالم مقصود

یار کے آئینۂ رخ کی تجلی دیکہو	صاف شیشے کا گمان ہوتا ہے دیوار و در پر

یاس تخلص مولوی انور علی باشندۂ قصبہ آرہ ضلع شاہ آباد مفتی عدالت ضلع مذکور ولد شیخ محمد حیات مرحوم شاگرد غلام علی راسخ اٹہارہ انیس برس ہوئے کہ انتقال کیا دیوان فارسی دارد و اکثر نظر سے گزرا

کیونکر کہین مرے تئین رسوا نہ کرینگے	گر دیدہ و دل یہ ہین تو کیا کیا نہ کرینگے
مرغان چمن سب ہی ثنا خوان ہین گل کے	پر یہ نہین معلوم کدہر کان ہین گل کے

یاور تخلص میر امام الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون مصوری مین کمال رکھتے تھے

مدعا لیسے تو کیا لیسے کہ ہم کو ہمنفس
بات بھی کرنے کا ادسکے سامنے یارا نہین

یاور تخلص میر مہدی حسن ابن میر امداد حسین باشندۂ نوشہرہ ضلع مین پوری

کسطرحے سے نبجے کی کیجیے تو
آپ ہر بات مین بگڑتے ہین

یاور تخلص شیخ امداد علی ولد شیخ ولایت علی باشندۂ بریلی شاگرد محمد بخش شہید
وطن انکا دہلی مولد ومسکن لکھنؤ انسے ایک دیوان یادگار ہے

اسس آہ نارسا نے سکھایا بگاڑ دیا
اوس گل کے کان تک نہ کبھی نالۂ دل
ہوا ہے دفن دل بیقرار پہلو مین
بنا ہے کشتۂ غم کا مزار پہلو مین
کون ہوتا ہے بری وقت مین اپنا یاور
مرد وہ ہین وہ مصیبت مین خبر لیتے ہین

یحیی تخلص منشی یحیی خان سورج مل جاٹ کے قلعہ مین رہتے تھے

رقیبون کی رکھتے ہو تم چاہ دل سے
بلایا ہمین واہ جی واہ دل سے

یسین تخلص مولوی عبد الستار ولد شاہ عبد القادر باشندۂ سلہٹ شاگرد
مولوی رشید النبی مرحوم وحشت عرصہ ہوا کلکتہ سے وطن کو چلے گئے راقم کے
احباب مین ہین

بیقراری دل بیتاب کا لکھون جو حال
کیون نہ عالم ہو زمین شعر پر ہو بخال کا
سیلاب اشک ترسے سمندر کا جوش ہو
گر ہو نہان نظر سے رخ خونفشان دوست

یعقوب تخلص میر یعقوب علی مقیم دہلی مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے
یارون مین تھے

ہم تو آتے ہین تمہارے کوچے مین ابھی یار کبھو
پر یہ خطرہ ہے کہ چل جاوے نہ تلوار کبھو

یقین تخلص انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان شاگرد مرزا مظہر جانجانان
قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے وطن
انکا سرہند مولد دہلی احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین پچیس برس کی عمر مین تہمت زنا سے
اپنے والد ماجد کے ہاتھ سے بیگناہ شہید ہوئے اشعار انکے نہایت پُر درد

وبامزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

آشنا کوئی جہان مین کبھو بے وفا نہ تھا — ملتی ہے تیرے مجھسے یہ دل آشنا نہ تھا

جو کچھ کہ کہتے ہین تجھکو یقین سب ہے سزا تری — بندہ جو تو بتون کا ہوا کیا خدا نہ تھا

سر پر سلطنت سے آستان یار بہتر تھا — ہمین ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر تھا

مرا دل مر گیا جسدن سے نظارہ سے باز آیا — یقین پرہیز اگر کرتا نہ یہ بیمار بہتر تھا

شکوہ حسن سے آنسو ہمارے سوکھ جاتے ہین — یقین سورج کے آگے کب اثر رہتا ہے شبنم کا

اسقدر غرق لہو مین یہ دل زار نہ تھا — جب حنا کو تری یادون سی سروکار نہ تھا

آنکھ سے نکلے یہ آنسو کا خدا حافظ یقین — گھر سے جو باہر گیا لڑکا سو ابتر ہو گیا

کہون مین کیونکہ نسیم بہار تجھکو کہ آج — جو تو چمن مین نہ تھا گل کے منہ پہ نور نہ تھا

شکوہ جفا سے یار سے کرنا وفا نہین — بندون کو اعتراض خدا پر روا نہین

کبھے بھی ہم گئے نہ گیا پر بتون کا عشق — اس درد کی خدا کی بھی گھر مین دوا نہین

سو سو ہی التفات تغافل مین یار کے — بیگانگی سے اوسکی کوئی آشنا نہین

یقین مارا گیا جرم محبت پر زہے طالع — شہادت اسکو کہتے ہین سعادت اسکو کہتے ہین

کوئی دن اور کرنے دو جنون تجھکو بہاران تین — محبت سیتے ہوا وسکو کیا رہا ہے اب گریبان

کیا دل ہے اگر جلوہ گہ یار نہ ہووے — ہے طور سے کیا کام جو دیدار نہ ہووے

جور و جفا مین یار بہت ہو گیا دلیر — کرتے توکل پہ اس لئے آئی وفا مجھے

حق سمجھے باطل آشنا نہ کرے — مین بتون سے پھرون خدا نہ کرے

جسکو منظور ہو مرنا اوسے جینا ہے خدا — ہے دم پاک مسیحا دم شمشیر مجھے

نہ نکلا کام کچھ اس صبر سے اب نالہ کرتا ہون — مری فریاد سے شاید مری فریاد کو پہنچے

پریشان خاک سے اوگتا ہے سنبل اسسے ظاہر ہے — کھلے ہین موئے لیلی اب تلک ماتم مین مجنون کے

دعا مستون کی کہتی ہین یقین تاثیر رکھتی ہے — الٰہی سنہ جتنا ہے جہان مین تاک ہو جاوے

اپنے سنہ کو جلا کر ذبح کرتے ہین یقین — ان بتونکی ضد سے ہو جاتے مسلمان تو سہی

یقین تخلص سید محمد حسین دہلوی

پانی ہو آب خضر جو آجاے نام لب ۔ شرمندہ ہو مسیح جو سنے گر کلام لب
خطا سے نہین لب فیروزین یہ ہمنشین ۔ طوطی سبز پر ہے گرفتار دام لب

یقین تخلص میرن صاحب شاگرد امیر

وصل کی شب رنج جانان سے نکی مین نکلا ۔ تھا یہی ڈر نظر آئی نہ سحر کی صورت

یکتا تخلص خواجہ معین الدین خان دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان

برسات مین لکھی ہے کہ یکتا نہ پی شراب ۔ واعظ تجھے کچھ ابر و ہوا پر نظر نہین
وہ کون ہے جو اس دل مضطر مین گھر کرے ۔ کسکی مجال ہے کہ ترے گھر مین گھر کرے

یکتا تخلص نوروز علی ولد امان علیخان غالب تخلص باشندۂ عظیم آباد انمین ایک بڑا عیب ہے کہ دوسرے شاعرونکے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے ہین

ستارے ہین ثابت تری جوتی کے شارے ۔ روشن ہے مہ و مہر سے گرد ونکی پڑی آنکھ

یکدل تخلص دلاور خان برادر کہین و شاگرد مصطفے خان یکرنگ باشندۂ دہلی

نہین مطلب مجھے کچھ باغبان سے ۔ مین دیوانہ ہون گل کی رنگ و بو کا

یکرنگ تخلص مصطفے خان دہلوی معاصر شاہ آبرو نبیرۂ خان جہان خان لودی شاگرد مرزا مظہر جانجانان منصب دار شاہی تھے بعضے تذکرہ والون نے انکو خان آرزو کا شاگرد لکھا ہے

مجھکو معلوم ہوا گل سے ۔ بھول جاتے ہین زر سے دولتمند
کیون ہوئی ہو تم کتو دشمن ہماری اسقدر ۔ دوست کا ہوتا ہے دشمن کوئی پیاری تعقد
کیا جانیے وصال ترا ہو کسے نصیب ۔ ہم تو ترے فراق مین اے یار مر چلے

یل تخلص عبد القادر دہلوی سارا کلام انکا اسی انداز کا ہے

کہہ دو رقیب سے کہ وہ باز آئی جنگ سے ۔ ہرگز نہین ہین یار بھی کم اوس جنگ سے

یمین تخلص حکیم احمد علیخان دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم

شب کہا مین نے بتا اپنے مجھے گھر کا پتا ۔ کان کا بالا بتا کر بس وہ بالا بتا

یوسف تخلص یوسف خان ولد رحمت خان غوری باشندۂ لکھنو

شاگرد آتش

رنج فرقت سے زیادہ ہین آب و تاب مین پاؤن — نہ دیکھے چشم فلک نے بھی ایسی خواب مین پاؤن
لگانا پہاڑ و دل مین نہ فقیرین کی گہر کب — نیم تیرے نصیب یہ اسے کوہکن ترسے

یوسف تخلص مرزا یوسف بیگ ولد مرزا قاسم بیگ لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

تا روز حشر یہ نہین ممکن کہ صبح ہو — اس درجہ ہے دراز یہ شبہای تار زلف
نہین ہے جب ہزار یوسف وہ رشک گل پہلو مین — برنگ مرغ بسمل ہے دل رنجور پہلو مین
بتان سنگدل کی سخت باتین روز سنتے مین — نہو کسطرح اپنا شیشۂ دل چور پہلو مین

یوسف تخلص سید امجد علیخان ولد میر فیض علیخان شاگرد احمد علی کامل

اسے یار تیرے دست حنائی کو دیکھکر — خوبان مصر کاٹتے سب بے اختیار ہاتھ

یوسف تخلص میر یوسف علی باشندۂ دہلی شاگرد عزت اللہ عشق

نہین ہے غیر کے فقرے سے کچھ ہمکو خبر یوسف — زبان پر رات دن اوس حور کا افسانہ رہتا ہے

یوسف تخلص میر یوسف علی شاہ خلف حاجی احمد علی شاہ فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صغیر

شراب پینے سے کردیا ہے بہانشہ اوس بت کو بے تکلف
نقاب اوٹھاکر یہ کہہ رہا ہے حجاب ہم سے کیا کرینگے

تذکرۃ الشاعرات

اچپل تخلص چنگن جان

ہے طپش اوسکے جی کو اجی غم بسنت ہو یہان — شادی وہان رچائی ہے ماتم بسنت ہو یہان

امیر تخلص امیر صاحب طوائف ساکنۂ لکھنؤ ناز و انداز مین طاق عشوہ و ادا مین شہرۂ آفاق ہے راقم الحروف سے اس مجموعۂ خوبی سے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

جدھر کو دیکھنے سے جان زار جاتی ہے — اوسی طرف کو نظر بار بار جاتی ہے

یہ نعش تھا کہ نہ چھوڑا تمہارے کوچہ مین — صبا لیے مرا مشت غبار جاتی ہے

یہ مو و ید رنج گل ہے بلبل شیدا — نہین خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہے

بنو تخلص اور نام دہلی کی ایک زن خانگی کا ہے جسکے عشق مین گلاب سنگھ آشفتہ اپنا گلا کاٹ کے مرگیا اور اوسکے حزن کا یہ اثر ہوا کہ بنو بھی اس سانحہ کے بعد کسی سے آشنا نہ ہوئی اور چند روز کے بعد عارضۂ دق اوسکے لاحق ہوگیا اور اوسکو بھی آشفتہ کے پاس پہنچا دیا اوسنے آشفتہ کے فراق مین بہت شعر کہے ہین

چھوڑ کر مجھکو کہان او بت گمراہ چلا — تو چلا کیا کہ یہ دل بھی ترے ہمراہ چلا

نہ تو موت آتی ہے نہ زیست کا یارا مجھکو — ہائے آشفتہ ترے مرنے نے مارا مجھکو

موت پر بس نہین چلتا ہے کرون کیا ورنہ — تو نہین ہے تو نہین زیست دوبارا مجھکو

اب کسے مین کہان عیش کدھر بستر خواب — نہین مخمل بھی کم از بستر خارا مجھکو

ہے غضب وہ تو مرے اور جیون مین بنو — موت آجائے کہ ہو عمر دوبارا مجھکو

نعش آشفتہ کو پیر مغان نے پھونکا آگ سے — آتش غم بھی جوانا مرگ کی کچھ کم نہ تھی

بیگم تخلص دختر میر محمد تقی ساکنۂ لکھنؤ شاگرد تقی میر

برسون کان جہنم گیسو مین گرفتار تو رکھا — اب کہتے ہو کیا تم نے مجھے مار تو رکھا

کچھ بے ادبی اور شب وصل نہین کی — ہان یار کے رخسار پہ رخسار تو رکھا

بیگم تخلص تارا بیگم

کیون وصل مین چھپاتا ہے تو ہمسے یار پیٹ ۔ رکھتا ہے سو بہار کی یہ ایک بہار پیٹ

بیگم تخلص رشک محل متوطن پنجاب ممنوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنو متخلص بہ اختر بہت روز وہ ون تک کلکتہ مین تھین اب لکھنو کو چلی گئین گانے مین اچھا دخل رکھتی تھین شتیر ریختی کہتی تھین یہ شعر اس تذکرے کیلیے بھیجے تھے

ہے منظور باجی ستانا تمہارا ۔ گلہ کرتی ہے جو دوگانا تمہارا
نہ ہو نگی سسرال مین تم کو خانم ۔ نہین مجکو وہ بھر سے کھانا تمہارا
مری کنگھی چوٹی کی لیتی خبر ہو ۔ یہ احسان ہے سر پر دوگانا تمہارا
ہوا بال بکا جو مرزا اہمارا ۔ تو پھر سنگ ہے اور شانا تمہارا
گھر سے گانے کے دوگانا مری مہمان گئی ۔ مین یہ الگارون یہ لوئی کہ مری جان گئی

جان تخلص صاحب جان طوائف ساکنہ فرخ آباد

جان جانی ہے دل ترستا ہے ۔ جلد آجاؤ مینہ برستا ہے
جان و دل بیچتے ہین ہم اپنی ۔ ایک بوسے کو لے سستا ہے

جانی تخلص بیگم جان عرف ہو بیگم بنت نواب قمر الدین خان زوجہ نواب آصف الدولہ بہادر نقل ہے کہ بیگم صاحبہ بیمار تھین اور ہمدم نام ایک خواجہ سرا اونکے احوال پرسی کو آیا انھون نے فی البدیہہ جواب مین یہ مطلع پڑھکر سنایا

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتوان کے ۔ رگ رگ مین نیش غم ہے کہیئے کہان کہان کے
دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی ۔ کچھ دل کا لگانا ہی ہمین راس نہ آیا

جینا بیگم بنت مرزا بابر مغفور محل خاص مرزا جہاندار شاہ بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ

رونے کا عبث بہانا تھا ۔ مدعا تمکو بیان نہ آنا تھا
یہ کسکی آتش غم نے جگر جلایا ہے ۔ کہ تا فلک مرے شعلہ نے سر اوٹھایا ہے

چندا تخلص مہ لقا طوائف ساکنہ حیدر آباد شاگرد شیر محمد خان ایمان اسپ تازی ونیزہ بازی و تیر اندازی مین مردون کی طرح دخل رکھتی تھی چار پانچ سو سپاہی و شاگرد اسکے نوکر تھے شاعرون کی بہت عزت کرتی تھی

یک لخت پارہ پارہ کرڈالون آئینہ کو | پر کیا کرون کہ تیرا ائینہ درمیان ہوگا

حجاب تخلص بی جان ساکنہ ہائیر بنارس مین سکونت اختیار کی تھی

ستے نہ کیونکر بھلا شنہ سے سدا واہ واہ | نام خدا اسے صنم تیری ادا واہ واہ

حور تخلص مناجان طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد محمد رضا طور

جو پہنا پاؤن مین سونیکا توڑا اوس پری تو نے
بدی کی جسنے ہمسے ہمنے اوسکے ساتھ نیکی کی
مسلسل پاسے دیوانہ ہوا زنجیر آہن سے
ہماری خو یہ ہے ہم دوستی کرتی مین دشمن سے

دلبر تخلص چھوٹی بیگم ساکنہ حیدرآباد

قسمت مین ہمارے نہ ہوا ہای صد افسوس
ہے جو کھٹ آپ کی اور سر ہمارا
یک روز لپٹ کر شب مہتاب مین سونا
قیامت تک یہین ٹکرا سینگے ہم

دلہن بیگم مشہور نواب بہو بیگم رضیہ انتظام الدولہ خان خانان بہادر
زوجہ آصف الدولہ بہادر

بہا ہے پھوٹکے آنکھون سے آبلہ دل کا
جہان کے باغ مین ہم بھی بہار رکھتے ہین
تری کی راہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
مثال لالہ دل داغدار رکھتے ہین

زہرہ تخلص بنی طوائف وطن اسکا کشمیر مولد و مسکن دار الامارت کلکتہ گلرو و گلبدن و گلندام ہے۔ خوشخو و خوش گفتگو و خوشخرام ہے۔ سخن سنجی و سخن فہمی و سخن طرازی مین آفت ہے۔ سخن چینی و سخن سازی و سخن پردازی مین قیامت ہے کبھی کبھی موزونی طبع کے سبب فکر سخن کرتی ہے اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہے

دیکھکر جو رنگ دل ہے عاشق دلگیر کا | سبزۂ رخسار سبزہ ہے مگر کشمیر کا
دل ہمارا اور دکا پتلا بنا اے برہمن | ہے تصور دمبدم جو اوس بت بے پیر کا
ہے جو ہنگامہ رقص کا چرچا بسنت مین | ہنڈ دل کی بہار ہے ہر جا بسنت مین
اب غنچۂ بہار جو ہوتا ہے گوش زرد | جوشش جنون ہوا ہے زیادہ بسنت مین
کیا کسی مہوش کا زہرہ اوسکو بھی ہے انتظار | دیدۂ عاشق کی صورت ہے جو پیدا آئینہ
ورنہ دو غم فراق سے شکوہ ہوئی جو بیکلی | دلکی کشش کشان کشان اوسکی گلی مین لیچلی

رو سکے ہین سر پٹکتے ہین زندگی یک عذاب ہے ۔ جب تک ملے وہ جانجان کیون نہو دل کو کلی
ہجر مین تیرے گلبدن وقف الم ہوجان ہے ۔ بستر خار سے فزون مجھکو ہے فرش مخملی

شہرہ تخلص امراؤجان عرف چھنن طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس چھوٹے سن مین بڑی طبیعت دار ہے یہ شعر راقم الحروف نے اوسکی زبانی سنے تھے

امتحان ہے اگر مرا منظور ۔ آپ نے آزمائیے دل کو
نہوئی شہر و دشت مین تسکین ۔ اب کہان لیکے جائیے دل کو

زینت تخلص اور نام دہلی کی ایک شاہد بازاری کا تھا جو اپنے عاشق مرزا ابرہیم بیگ مقتول کے ساتھ از راہ وفاداری کے لکھنؤ کو چلی گئی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا تخلص نازک لکھا ہے

شب مہتاب مین تا صبح زینت ۔ خیال ماہرو ہے اور ہم ہین
ہے نالہ و زاری کا مرے شور فلک پر ۔ پر وہ بت مغرور کوئی کان دہرے ہے

سلطان تخلص شاید دختر نواب معتمد الدولہ بہادر کا ہو لیکن حال انکا تحقیق معلوم صاحب دیوان ہین

قائل سے کب کہا تھا کہ آنکھین لڑائیو دل ۔ آخر نہ میری جان پہ آئے بلائے دل

شرم تخلص شمس النسا بیگم بنت حکیم قمر الدین خان بنارسی ساکنہ لکھنؤ شاگرد وزیر دیوان انکا نظر سے گزرا

جیتے جی نہ آیا اوسے کچھ دہیان ہمارا ۔ مرجانے پہ کیا نکلے کا ارمان ہمارا
گر پڑون یار کے قدمون پہ اگر پی ہو شراب ۔ اتنا آیا ہے بہانہ مجھے بیہوشی کا
کوئی نا آشنا نہین ایسا ۔ ملے ہین آپ آشنا کیا خوب
وصل مین شرم و حیا شرم کو مشکل ہے بہت ۔ کثرت شوق سے ہوجاتا ہے دشوار نکاح
دشمن ہوا وہ جان کا کی جس سے دوستی ۔ سچ ہے مثل کسیکا کوئی آشنا نہین
سو طرح کی جفا تری اے نازنین سہی ۔ اکسیر ہی تجھکو قدر نہین تو نہین سہی
فرمایئے تو آپ کے پہلو مین بیٹھ جاے ۔ بیمار سے بجاے نگینہ پہلو نہین سہی

شرم تخلص چھوٹی صاحب طوائف باشندۂ لکھنؤ کلکتہ مین جو آئی تھی راقم الحروف نے اوسکو دیکھا ہے

مُردے زندے ہو گئے پازیب کی جھنکار سے
ہر قدم پر حشر برپا ہے تری رفتار سے

یکس رشک مہ کا نظارہ ہوا ہے
کہ خورشید آنکھون کا تارا ہوا ہے

ملے غیر سے یار آنکھون کے آگے
مری جان یہ کسکو گوارا ہوا ہے

شیرین تخلص بنگا طوائف ساکنۂ لکھنؤ شاگرد میر محمدی سپہر وامداد علی بحر راقم نے اسکو کلکتہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہے

باتین وہ دلفریب ادائین وہ دلربا
ایسے پری خصال پہ کیونکر نہ آئے دل

شیرین کا یہ کلام ہے ہر وقت ہر گھڑی
جسکو خدا خراب کرے وہ لگائے دل

عاشق کو دیکھتے ہین عداوت کی آنکھ سے
آگاہ وہ نہین ابھی الفت کی آنکھ سے

شیرین ترے کلام کو پھیکا نہ پائے گا
دیکھے گا جو غزل کو عنایت کی آنکھ سے

صاحب تخلص امۃ الفاطمہ بیگم عرف صاحبجی ساکنۂ لکھنؤ دہلی کی میرہی کی تھی مومن خان دہلوی نے مثنوی قول غمین اسکی تعریف مین کہی ہے

رقیبون کا جلنا کہان دیکھتے تو
سمان یہ مرے گھر مین آیا تو دیکھا

گنہ کیا صنم کے نظارے مین زاہد
یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا

کھولے ہین وشنے پیرہن یوسفی کے بند
یہ کر رکھے نسیم سے کہد و قبای گل

نظر ہے جانب اغیار دیکھئے کیا ہو
پھری ہے کچھ نگہ یار دیکھئے کیا ہو

صنم تخلص درگا شاہد بازاری اکبرآباد قوم ہنود سے ہے

چھپایا اگر رخ پر نور اپنا
سے بیٹھے گا طالب دیدار کیونکر

ظرافت تخلص دہلی کے ایک زن پردہ نشین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

ادھر لب شراب سے بہتر
تشن ہے آفتاب سے بہتر

عالم تخلص خاص محل زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر اندنون مٹیابرج متعلق کلکتہ مین رہتی ہین شعر اچھا کہتی ہین ستار اچھا بجاتی ہین مثنوی اور

دیوان انکے نظر سے گزرے

گیسوے خدار او سکے رخ پہ بل کہانے لگا — سینۂ عشاق پر بس سانپ لہرانے لگا
بیقراری کیا بیان ہو اس دل بیتاب کی — شور و افغان سے ہمارے عرش تھرانے لگا

او جاڑ سے مجھے کس کس کے آشیانے کو — یہی چمن مین ہے اب جا رہو فغان صیاد
اے باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے — لو بلبلو چلو کہ دن آگئے بہار کے
وحشی وہ ہون کہ قیس نے بھی بس تبرکا — گنڈے بنا کے پہنے گریبان کے تار کے
عالم وہ طلبگار ترے ہونگے اوس دن — جب تازہ ستم کوئی بھی ایجاد کرینگے

عزیز تخلص عزیز طوایف ساکنۂ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین

جبکہ باغ و بہار دیکھین گے — ایک گل کیا ہزار دیکھینگے
تم نہ دیکھو گے گو ہمین یکبار — ہم تمہین لاکھ بار دیکھین گے

عفت تخلص نجم النسا بیگم ساکنۂ لکھنؤ شاگرد مقصود عالم مقصود تخلص

ہم جو اے جانجہان تجھ سے جھگڑ جاتے ہین — صدمے ہوتے ہین قلق ہوتی ہین گھبراتے ہین

فرخ تخلص فرخ بخش ساکنۂ کانٹہ شاہد بازاری سرگرم دلداری تھی

ہمارے قتل کی تدبیر سب بے تقصیر ہوتی ہے — نگاہ پاک کی شاہد یہی تاثیر ہوتی ہے

قمر تخلص حیدری بیگم عرف ماہ طلعت بیگم بنت مرزا ہمایون بخت ہمشیرہ مرزا محبوب علی قوس تخلص زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ بڑی ذہینہ و طبیعت دار و خوش مزاج و ظریفہ تھین موسیقی مین بھی دخل رکھتی تھین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتی تھین ۱۲۸۱ھ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین انتقال کیا یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

دل ناشاد کو تمنے نہ کبھی شاد کیا — بھول کر بیٹھے ہین پھر نہ کبھی یاد کیا
مر کے بھی خو نہ گئی بادہ کشی کی زاہد — حشر مین ساقی کوثر کا نہ دامان چھوٹا
روز و شب کرتی ہے بلبل یہ قفس مین فریاد — اے گیا فصل بہاری مین گلستان چھوٹا
لیگیا قیس یہ بھی فوق تمہارا وحشی — مر کے بھی دست جنون سے نہ گریبان چھوٹا

دعویٰ تھا عبث یار مسیحائی کا تم کو | اچھا نہ ہوا ایک بھی بیمار تمھارا
داغ سودا سر پہ ہے پاؤں میں زنجیر کشتہ [illegible] | ہے پیرو تیری الفت میں یہ حال [illegible]
گر مقابل ہو تمھاری روئے آتش رنگ کے | بدر کی صورت گھٹے ہر دم کمال آفتاب
سوزش داغ دل بیتاب سے پایا فروغ | اے قمر کب تھا بھلا ایسا جلال آفتاب
عشق خط صنم کا تھا اللہ یہ گت | پھر عذاب آئے ہیں مرقد میں مار سبز
گر آب زندگی کبھی تو برسائے اے فلک | کشت امید وصل ہنوز ہینار سبز
اے میکشو تکلف ساقی تو دیکھنا | شیشے ہیں سرخ جام ہے خوشگوار سبز
شیدا ہیں چشم پر فن آہو شکار کے | گلشن میں کب ہے نرگس بیمار سے غرض
ہوں وہ سرگشتہ کہ بعد مرگ اے جوش جنوں | لوح مرقد کے لیے سنگ فلاخن چاہیے
تیرے جانبازوں کو بس کافی ہے شمشیر نگاہ | قتل عاشق کے لیے کیا تیغ آہن چاہیے
گل سودا شگفتہ ہیں ہمیشہ جا بجا ہی ہے | نسیم آہ کا جھونکا یہاں باد بہاری ہے
نہ پوچھو ہمنشیں ہمدم شب فرقت کی بیتابی | الم ہے درد و حسرت ہے فغاں ہے آہ و زاری ہے
گرے اتنے ستارے کفش پر تیری سر تا پا | روشن [illegible] کی ہر ایک فرش زرنگاری ہے

ماہ تخلص منجھلی بیگم ساکنہ لکھنؤ

گر مقابل عارض جانان کے یکدم آئے گل | شرم سے بلبل کو پھر ہرگز نہ منہ دکھلائے گل
کاکل میں میرے دل کو گرفتار کر چلے | کالی بلا سے اسے مجھے مار کر چلے

محجوب تخلص محجوب محل ممتوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر اندنوں
ٹمیا برج متعلق کلکتہ میں رہتی ہیں

اُدھر تھا سکے نہ مصیبت فراق یار میں روح | نکل گئی تن لاغر سے انتظار میں روح
جو آنا ہو تجھے مدنظر تو آ ظالم | نکل نہ جائے کہیں تیرے انتظار میں روح
نہ نکلی حسرت دل ایک بھی کہ موت آئی | ہمیشہ تڑپے گی تیرے لیے مزار میں روح
ہے آرزو تیرے ہاتھوں ہی قتل ہوں یا رب | لگی ہوئی ہے تری تیغ آبدار میں روح

مستور تخلص مستور بیگم ساکنہ لکھنؤ

خزان مین بھی نہ کسی سال کم ہوئی وحشت
رہا ہے اپنا گریبان بے رفو برسون

مشتری تخلص قمر زمان عرف مجو طوائف ساکنۂ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس خوش طبع و خوشنویس و خوشگو ہے راقم الحروف سے اِس شوخی مجسم سے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

ناحق ہے ناز حسن سے یہ بے نیاز یان
بندہ نواز آپ کسیکے خدا نہین

اوسوقت آپ میری عیادت کو آئے ہین
جب دم ہچکیکے نکلے سے اوترتی دوا نہین

ناکسون سے ربط بد وضعون سے صحبت واہ واہ
دیکھلی حضرت سلامت میرزائی آپکی

شیخی کی کیا کرین فرشتے
جانے کی وہان مجال بھی ہے

غفلت مین ہم اونکو دیکھتے ہین
ہے خواب بھی کچھ خیال بھی ہے

باتین تو وہ کرتے ہین خوشی کی
چہرے سے عیان ملال بھی ہے

ہین آپس مین وہم و گمان کیسے کیسے
یہان کیسے کیسے وہان کیسے کیسے

سہے ہجر مین جور بتان کیسے کیسے
اوٹھائے ہین کوہ گران کیسے کیسے

ملے خاک مین جور گردون دون سے
مکین کیسے کیسے مکان کیسے کیسے

ولین سمجھا چشم کا بیمار رہے
جسنے میری ناتوانی دیکھ لی

تیری نظرون مین ہے یکسان نیک و بد
اے مبصر قدردانی دیکھ لی

ہمسر قدرت کر دیا اوس ماہ کو
آسمان کی مہربانی دیکھ لی

جیتے رہتے بھی تو مشکل تھی رہائی مجکو
سستے چھوٹے جو ترے ہاتھ سے مرکر چھوٹے

اِس سے تو وصل کے ارمان مین مرنا بہتر
یا الٰہی نہ کسی سے کوئی ملکر چھوٹے

مار ڈالا مجھے اے مشتری اِس نیت نے
زلفین چھوٹین کہ مرے واسطے اژدر چھوٹے

ملکہ تخلص ابی دختر بلاکیر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس شہر کلکتہ ۔ مہرو مشکین مو سمن بر کمان ابرو خوش گام خوش خرام سیمتن نازک بدن قوم انگریز سے ہین موسیقی مین اچھا دخل رکھتی ہین ستار خوب بجاتی ہین کلکتہ مین رہتی ہین کبھی کبھی شعر کہتی ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہین تھوڑے روز ہوئے کہ مشرف بہ اسلام ہوئین

از حاجی سعید بخت مجموعہ دار متخلص بہ سعید باشندہ سلہٹ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم

جناب حضرت نساخ ہیں جو جان سخن — جہان میں کہتے ہیں سب جن کو رازدان سخن
کیا ہے جمع انھوں نے یہ تذکرہ کیا خوب — عجیب وضع سے مدون ہے داستان سخن
سعید مجھ کو بھی تاریخ کی جو اس کے فکر — کہا سروش نے آرائش جہان سخن

١٢٨١